حقائق الفرقان

حضرت حاجی الحرمین مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل

کے

درس ہائے قرآن کریم، تصانیف اور خطبات سے مرتبہ

تفسیری نکات

جلد دوم

الفہرس

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۲﴾

اس سورۃ شریفہ میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آرام کی زندگی عطا کرے تو کس طرح بسر کرنی چاہیئے۔ مومن لڑائیوں میں انتظامات نہیں کر سکتا۔ امن کی حالت میں کرتا ہے اس لئے امن کی زندگی بسر کرنے کے قاعدے و طریقے سکھاتا ہے۔

بڑا امن تکبر چھوڑنے سے پیدا ہوتا ہے کہ برائیوں کے تمام شعبے چھوڑ دینے چاہئیں۔ شیطان کا پہلا گناہ جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے وہ بھی یہی ہے کہ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ (بقرہ: ۳۵) قومیت کے خیال کو تقویٰ کی حد کے اندر لانا چاہیئے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ۔ جب تم ایک شخص کی اولاد ہو تو پھر کبریائی کس لئے؟ تقویٰ میں امن پیدا ہوتا ہے اور کبریائی سے فساد۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (حجرات: ۱۴) میں بتایا ہے کہ اللہ کے نزدیک معزز و مکرم صاحب تقویٰ ہے نہ کہ اعلیٰ ذات والا۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ دوبارہ حکم تقویٰ کا دیتا ہے کہ اُس اللہ کے متقی بنو جس کے حضور تم دعا کیا کرتے ہو۔ جس کے در پر جا کر مانگنا ہو اُس کے حکم کی خلاف ورزی ٹھیک نہیں۔

وَالْاَرْحَامِ: انبیاء نے عورتوں کے رشتہ کی یہاں تک قدر کی کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

[illegible] مسلمانوں کو ... خیال نہیں رکھتا۔ وہ ہمارے ... ہیں کیونکہ حضرت ... اسماعیل کی ماں ... کو ... حضرت مسیح ... قربانی ... تخصیص کی سہیلیوں کے ہاں بھی گوشت ... [illegible]

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ مِن کے سمجھنے کیلئے قرآن کریم میں جا بجا ہدایت نامے موجود ہیں۔ عورو مرد

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ (فاطر ۱۲) خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا (روم: ۲۲)

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۱۱)

یہ ایک آیت شریفہ ہے جس سے ایک سورۃ کا ابتداء ہوتا اور نکاح کے خطبوں کے وقت اسکا پڑھا جانا مسلمانوں میں مروج ہے وہ ایسی آیتہ کو ضرور پڑھتے ہیں۔ وجہ یہ کہ ساری سورۃ کی طرف گویا متوجہ کیا گیا ہے جس میں میاں بیوی کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے اور تفاول کے طور پر اسکی ابتداء کو پڑھتے ہیں تاکہ سعادت مند لوگ ایسے تعلقات پیدا کرنے سے پہلے اور بعد ان امور پر نگاہ کر لیا کریں جو اس سورۃ میں بیان ہوئے ہیں۔

وہ تعلق جو میاں بیوی میں پیدا ہوتا ہے بظاہر وہ ایک آن کی بات ہوتی ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی دی۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے لی۔ بظاہر یہ ایک سیکنڈ کی بات ہے مگر اس ایک بات سے ساری عمر کیلئے تعلقات کو وابستہ کیا جاتا ہے اور عظیم الشان ذمہ داریوں اور جوابدہیوں کا بوجھا میاں بیوی کی گردن پر رکھا جاتا ہے۔ اس لئے سورۃ کو یَآاَیُّهَا النَّاسُ سے شروع کیا ہے۔ کوئی اس میں مخصوص نہیں ساری مخلوق کو مخاطب کیا ہے۔ مومن۔ مقرب۔ مخلص۔ اصحاب الیمین۔ غرض کوئی ہو کسی کو الگ نہیں کیا بلکہ یَآاَیُّهَا النَّاسُ فرمایا۔ النَّاسُ جو اُنس سے تعلق رکھتا ہے وہ انسان ہے۔ انسان جب اُنس سے تعلق رکھتا ہے تو ساحب اُنس کا سرچشمہ میاں بیوی کا تعلق اور نکاح کا اُنس ہے اس کے ساتھ اگر ایک اجنبی لڑکی پر فرائض کا بوجھ رکھا گیا ہے تو اجنبی لڑکے پر بھی اس کی ذمہ داریوں کا ایک بوجھ رکھا گیا ہے اس لئے اس تعلق میں ہاں نازک تعلق میں جو بہت سی نئی ذمہ داریوں اور فرائض کو پیدا کرتا ہے۔ کامل اُنس کی ضرورت ہے جس کے بغیر اس بوجھ کا اٹھانا بہت ہی ناگوار اور تلخ ہو جاتا ہے لیکن جب وہ کامل اُنس ہو تو رحمت اور فضل انسان کے شاملِ حال ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں۔ غرض اس تعلق کی ابتدا اُنس سے ہونی چاہیئے تاکہ دو اجنبی وجود متحد فی الارادات ہو جائیں اس لئے یَآاَیُّهَا النَّاسُ کہہ کر شروع فرمایا اور دوسری آیت یَآاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ سے شروع ہوتی ہے۔

لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔

تقویٰ عظیم الشان نعمت اور فضل ہے جسے ملے۔ انسان اپنی ضروریاتِ زندگی میں کیسا مضطرب اور بیقرار

ہوتا ہے خصوصاً متقی کے معاملہ میں لیکن متقی ایسی جگہ سے رزق پاتا ہے کہ کسی کو تو کیا معلوم ہوتا ہے خود اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق ۴) پھر انسان بسا اوقات بہت قسم کی تنگیوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ متقی کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے جیسے فرمایا: مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطلاق ۳) انسان کی سعادت اور نجات کا انحصار علوم الٰہیہ پر ہے کیونکہ جب تک کتاب اللہ کا علم ہی نہ ہو وہ نیکی اور بدی اور احکام رب العالمین سے آگاہی اور اطلاع کیونکر پا سکتا ہے مگر تقویٰ ایک ایسی کلید ہے کہ کتاب اللہ کے علوم کے دروازے اسی سے کھلتے ہیں اور خود اللہ تعالیٰ متقی کا معلم ہو جاتا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ۔ انسان اپنے دشمنوں سے کس قدر حیران ہوتا اور ان سے گھبراتا ہے لیکن متقی کو کیا خوف۔ اس کے دشمن ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔ اللہ تعالیٰ سے دوری اور بُعد ساری نامرادیوں اور ناکامیوں کی اصل ہے مگر متقی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل ۱۲۹) تقویٰ ایسی چیز ہے جو انسان کو اپنے مولیٰ کا محبوب بناتی ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (آل عمران ۷۷) تقویٰ کے باعث اللہ تعالیٰ متقی کے لئے متکفل ہو جاتا ہے اور اس سے ولایت ملتی ہے۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (الجاثیہ ۲۰) پھر تقویٰ ایسی چیز ہے کہ دعاؤں کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المائدہ ۲۸) بلکہ اس کے ہر فعل میں قبولیت ہوتی ہے۔

غرض تقویٰ جیسی چیز کی طرف توجہ دلائی ہے اور تقویٰ نام ہے اعتقاداتِ صحیحہ۔ اقوالِ صادقہ۔ اعمالِ صالحہ علومِ حقہ۔ اخلاقِ فاضلہ۔ ہمتِ بلند۔ شجاعت و استقلال۔ عفت۔ حلم۔ قناعت۔ صبر کا۔ حسنِ ظن باللہ تواضع۔ صادقوں کے ساتھ ہونے کا۔

پس تقویٰ اپنے رب کا اختیار کرو۔ رَبَّكُمْ میں بتایا ہے کہ وہ تمہیں کمالات بخشنے والا ہے۔ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت تک پہنچانے والا ہے۔ اسکے متقی بنو۔

مخلوق کی نظر کا متقی نہیں۔ اگر انسان مخلوق کی نظر میں متقی ہوتا ہے لیکن آسمان پر اس کا نام متقی نہیں۔ تو یاد رکھو اس کیلئے اللہ کا فتویٰ ہے مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ..... (البقرۃ ۹)

پھر فرمایا خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک جی سے بنایا اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ قرآن شریف سے عمدہ اور نیک اولاد کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی رضا کا منطوق معلوم ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو دیکھو کہ خدا نے اسے کیسے برومند کیا جس میں صدہا نبی اور رسول آئے حتیٰ کہ خاتم الرسل بھی اسی میں ہوئے۔ مگر یہ طیب اور مبارک اولاد کس طرح حاصل

ہو، اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے حصول کا یہ ذریعہ ہے کہ انسان اپنے عقائد اور اعمال کا محاسبہ کرے اور اس امر کو ہمیشہ مدنظر رکھے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے۔ تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دُور پھینک دیتی ہے بچ سکو گے۔ دیکھو کسی عظیم الشان انسان کے سامنے انسان بدی کے ارتکاب کا حوصلہ نہیں کر سکتا۔ ہر ایک بدی کرنے والا اپنی بدی کو مخفی رکھنا چاہتا ہے پھر جب خدا تعالیٰ کو رقیب اور بصیر مانے گا اور اس پر سچا ایمان لائے گا تو پھر ایسے ارتکاب سے بچ جائے گا۔ غرض تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ متقی ذریتِ طیبہ پا لیتا ہے۔

(الحکم ۳۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء صـ۱۴-۱۵ ، الحکم ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صـ۱۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے بہت مخلوق پھیلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات پر اُس کا خاص فضل ہوا۔ اور ابراہیم کو اس قدر اولاد دی گئی کہ اس کی قوم آج تک گنی نہیں جاتی اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے امام کو بھی آدم کہا اور بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اس طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے رجال اور نساء پیدا ہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ۔ مگر یہ باتیں بھی پھر تقویٰ سے حاصل ہو سکتی ہیں اور تقویٰ ہی کے ذریعہ سے فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ کیونکہ خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ مجھے سب سے بڑھ کر جوش اس بات کا ہے کہ میں مسیح موعود کی بیوی، بچوں، متعلقین اور قادیان میں رہنے والوں کے واسطے دعائیں کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو رِجَالًا كَثِيرًا اور تقویٰ اللہ والے کے مصداق بنائے۔

(اخبار بدر قادیان ۱۳ر دسمبر ۱۹۰۶ء صـ۹)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ : شادی کے بعد لڑکی کے تمام رشتہ دار تمہارے اور تمہارے رشتہ دار لڑکی کے ہو گئے۔ (اخبار بدر قادیان ۵ر دسمبر ۱۹۱۲ء بحوالہ خطباتِ نور جلد ۲)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ : یہ ایک سورۃ کا ابتداء ہے۔ اس سورۃ میں معاشرت کے اصولوں اور میاں بیوی کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ آیتیں نکاح کے خطبوں میں پڑھی جاتی ہیں اور غرض یہی ہوتی ہے کہ تا اُن حقوق کو مدنظر رکھا جاوے۔

اس سورۃ کو اللہ تعالیٰ نے يَا أَيُّهَا النَّاسُ سے شروع فرمایا ہے۔ النَّاسُ جو اُنس سے تعلق رکھتا ہے تو میاں بیوی کا تعلق اور نکاح کا تعلق بھی ایک اُنس ہی کو چاہتا ہے تا کہ دو اجنبی وجود متحد فی الارادۃ ہو

جائیں۔ غرض فرمایا:

لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے رب سے ڈرو۔ وہ رب جس نے تم کو ایک جی سے بنایا ہے اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔

خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا سے یہ مُراد ہے کہ اسی جنس کی بیوی بنائی۔ اس آیت میں اتَّقُوْا رَبَّكُمْ جو فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی اصل غرض تقویٰ ہونی چاہیئے اور قرآنِ مجید سے یہی بات ثابت ہے۔ نکاح تو اس لئے ہے کہ احصان اور عفت کی برکات کو حاصل کرے مگر عام طور پر لوگ اس غرض کو مدنظر نہیں رکھتے بلکہ وہ دولتمندی۔ حُسن و جمال اور جاہ و جلال کو دیکھتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ۔ بہت سے لوگ خدوخال میں محو ہوتے ہیں جن میں جلد تر تغیر ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کے قول کے موافق تو سات سال کے بعد وہ گوشت پوست ہی نہیں رہتا۔ مگر عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ عمر اور حوادث کے ماتحت خدوخال میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ ایسی چیز نہیں جس پر انسان محو ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اصل غرض تقویٰ بیان فرمائی ہے۔ دیندار ماں باپ کی اولاد ہو۔ دیندار ہو۔ پس تقویٰ اختیار کرو اور رحم کے فرائض پورے کرو۔ میں تمہارے لئے نصیحتیں کرتا ہوں۔ یہ تعلق بڑی ذمہ داری کا تعلق ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے نکاح جو اغراضِ حُبّ پر ہوتے ہیں اُن سے جو اولاد ہوتی ہے وہ ایسی نہیں ہوتی جو اس کی رُوح اور زندگی کو بہشت کر کے دکھائے۔ ان ساری خوشیوں کے حصول کی جڑ تقویٰ ہے اور تقویٰ کے حصول کیلئے یہ گُر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رقیب ہونے پر ایمان ہو۔ چنانچہ فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔

جب تم یہ یاد رکھوگے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے۔ تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دُور پھینک دیتی ہے بچوگے۔ (اخبار بدر قادیان ۵ مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۶)

۳۔ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿۳﴾

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ: مظلوموں میں یتیم بڑا مظلوم ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے: لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ (انعام: ۱۵۳)

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ : انکی عمدہ چیز اپنی کسی ردی سے مت بدلاؤ۔
حُوْبًا كَبِيْرًا : بھاری گناہ
حرام خوری کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جو نوکر اپنی نوکری نہیں کرتا وہ حرام خور ہے۔ جو طبیب دلکھی چڑیا بنا کر سونے کے نام سے دے وہ بھی حرام خور ہے۔ جو حرفہ والے اپنے حرفہ میں فریب کرے وہ بھی حرام خور۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

اَلْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ : جو مال تمہارے لئے حرام اور خبیث ہے اور تمہارا اپنا مال طیب۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۷)

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ : اور انکی اچھی قیمتی چیزوں کے مقابلہ میں خراب ردی چیزیں نہ دو یا حرام حلال کے بدلہ نہ لو۔ [نور الدین (ایڈیشن سوم) صفحہ ۴]

۴۔ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿۴﴾

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى : بعض وقت یتیم لڑکیوں پر یا ان لڑکیوں پر جو بیوی کے ساتھ آتی ہیں ظلم ہو جاتا ہے۔ اس سے بچنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)
فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ : جو عورت تمہیں پسند آئے اُس سے نکاح کرو۔
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً : اگر بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو۔
(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۲)

پس نکاح کرو جو تم کو خوش آویں عورتیں دو دو تین تین چار چار۔ پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہے۔
(فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۴۶)

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ : اس آیت میں حکم دیا ہے بی بی کو قبل نکاح پسند کر لو۔
(فصل الخطاب ایڈیشن دوم جلد اوّل صفحہ ۴۸)

۵۔ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝۵

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ مسلمان جب پہلے پہل یہاں آئے تو ان کے پاس روپیہ بہت تھا۔ وہ لاکھوں کا مہر باندھ دیتے تھے۔ مگر اب یہ حالت نہیں۔ پس مقدور کے مطابق مہر باندھو اور دل سے ادا کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

۶۔ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۶

کم عقلوں۔ نشیب و فراز نہ سمجھنے والوں کو مال سپرد نہ کرو۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱ دیباچہ)

مال کمانا سہل ہے۔ پر خرچ کرنا بہت اہم و دانائی کا کام ہے۔

عورتوں کی قوم عموماً کمزور ہوتی ہے۔ پس اموال انکو نہ دیدو۔ ایسا ہی لڑکوں کے حوالہ مال نہ کیا کرو۔ کئی لڑکے فضول خرچ ہوتے ہیں۔ صرف اس لئے انہیں پیسے دے دیئے جاتے ہیں۔ ہمیشہ چیز منگوا کر دینی چاہیئے اس سے محکمہ کورٹ آف وارڈز کا اصولی حکم اسلام نے ہی رکھا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

۷۔ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ

كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٦﴾

اور یتیموں کو جو تمہاری نگرانی کے نیچے ہیں ان کا حال اچھی طرح معلوم کر لو اور پتہ لگاؤ۔ جب وہ بلوغ کو پہنچ جائیں پھر اگر تم دیکھو کہ انہیں رشد و سعادت ہے تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا : پھر جب ان یتیموں کے مال انکے سپرد کرنے لگو۔ تو گواہ ٹھہرا لو۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صـ۱۷)

۱۱- إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾

جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں۔
(نورالدین ایڈیشن سوم صـ۱۷)

۱۲-۱۳ - يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۚ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَمْ

يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ
فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۚ اٰبَآؤُكُمْ وَ
اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ
فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿١١﴾

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ
لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا
تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۚ وَ
لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۚ وَاِنْ كَانَ
رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ
فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ
مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۚ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝۱۳

یہ وہ رکوع ہے جس پر عمل مسلمانوں سے بہت کچھ اُٹھ گیا ہے۔ لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا۔
اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقرہ ۸۶ : ۸۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو وراثت نہیں دیتے اُن کیلئے خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (البقرہ ۸۶ : ۸۶) ہے۔
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۔ تم حکیموں فلاسفروں عقلمندوں کی باتیں مانتے ہو پس علیم خدا کی باتیں بھی مان لو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ ، ترجمہ صحیح یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ۔
كَلٰلَةً : جس کا اصل و نسل نہ ہو۔
اَخٌ اَوْ اُخْتٌ : یہ اس بہن بھائی کا حصہ ہے جو ماں کی طرف سے ہو (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۲)

۱۶، ۱۷- وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝۱۶
وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝۱۷

اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا : اس سے شاید یہ مدعا ہے کہ نیک ہو جاؤ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

اس کا مطلب تو صاف تھا کہ شریر عورت کو بے وجہ سزا نہ دی جاوے بلکہ اسکی شرارت پر چار گواہ گواہی دیں کہ یہ عورت شریر ہے تو اس کو قید کر دو۔ جب تک خدا تعالیٰ کوئی راہ نہ نکالے اور اگر میاں بی بی دونوں

شرارت کا ارتکاب کریں تو دونوں کو سزا دو اور اگر شرارت کرنے سے باز آجاویں اور اصلاح کر لیں تو ان سے اعراض کر لو...... یہ احکام سلطنت کے متعلق ہیں جن کو سزاؤں کا اختیار ہوتا ہے اور وہی امر فَاَمْسِكُوْهُنَّ کے مخاطب ہیں۔ اس کے معنی ہیں بند کرو۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۱۹)

۱۸- اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۸﴾

يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ۔ بدی کا ارتکاب جہل ہی سے ہوتا ہے۔ ایک مولوی صاحب عورت کے معاملہ میں قید ہوئے تو ایک بزرگ نے انہیں گدھا گدھی کی شکل میں دیکھا۔ میں نے کہا خواب سچا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (جمعہ: ۶)

یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا رحیم کریم ہے۔ لاکھوں بار بھی خطا ہو جائے پھر بھی توبہ کرے۔ جب انسان کو اللہ پر ایمان ہو تو وہ ارتکاب معاصی سے بچتا ہے۔ جس قدر لوگ ارتکاب معاصی میں گرفتار ہیں۔ وہ کسی نہ کسی رنگ میں خدا پر یقین نہیں رکھتے۔ ورنہ ایک بچے کے سامنے گناہ سے جھجکتے ہیں اور خدا کے سامنے نہ ہو۔ خود یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ ہلاکت سے بچتا ہے۔ انسان تو کیا ایک اونٹ کو چھاج کے ذریعے کوسوں لے جا سکتے ہیں مگر ایک گڑھے میں ڈالو تو نہیں گرے گا کیونکہ اسے ہلاکت کا یقین ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

۲۰- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۗ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ

يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۲۰﴾

لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا : ایک عورت کا خاوند آیا کہ میری بیوی کو آتشک ہو گیا ہے۔ وہ بی بی بہت نیک تھی۔ مجھے یقین نہ آیا۔ آخر اس نے اقرار کیا کہ مجھے یہ خاوند پسند نہیں۔ اس لئے بہانہ بنایا ہے۔

كَرِهْتُمُوْهُنَّ : عورت سے کوئی مکروہ امر دیکھو تو نیک برتاؤ کرے۔ اس میں تمہارے لئے خیر کثیر ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا : حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لو عورتیں زور سے۔
(فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۴۶)

تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ، کہ عورت کو مشقت میں ڈالو۔ اور خواہ مخواہ ان کو اپنی ورثہ سمجھنے لگو۔
(تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹)

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ، اور جائز نہیں کہ تم اکراہ سے عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ ناظرین بمنصفانہ طور پر اس آیت کے معنی میں غور کرو۔ تاکید معاشرت کے واسطے قرآن مذہبی طور پر کیسے سخت اور لطیف طرز اختیار کرتا ہے۔ اس آیت میں فرمایا۔ اگر کسی باعث سے بی بی ناپسند اور ناگوار ہو تب بھی سلوک ہی کرو۔ اس سلوک کے بدلے ہم تم کو بہت ہی بھلائی دیں گے۔ (فصل الخطاب ایڈیشن دوم جلد اول صفحہ ۳۰۹)

عورت مرد کے تعلق کی آپس میں ایسی خطرناک ذمہ داری ہوتی ہے کہ بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حسن و جمال کا خیال بھی نہیں رہتا اور عورتیں کسی نہ کسی نہج میں ناپسند ہو جاتی ہیں اور ان کے کسی فعل سے کراہت پیدا ہوتے ہوئے کچھ اور کا اور ہی بن جاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ پس عزیزو! تم دیکھو۔ اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک ہی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہے۔ (الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵-۶)

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؛ تم عورتوں کے ساتھ مہربانی اور محبت کا برتاؤ کرو۔ وَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ اور اگر تمہیں انکی کوئی بات ناپسند ہو تو تم ہماری سفارش کو مان لو اور یاد رکھو کہ ہم ہر ایک امر پر قادر ہیں۔ ہم تمہیں بہتر سے بہتر بدلہ دیں گے۔

ایک لڑکے کی نسبت میں نے سنا کہ وہ اپنی بیوی سے بداخلاقی سے پیش آتا ہے۔ میرے سسرال کا گھر ہمارے شہر میں ہمارے گھر سے دور تھا بیوی تو میرے گھر ہی ہوتی تھی مگر میں اکثر اپنے سسرال جایا کرتا تھا راستہ میں وہ لڑکا مجھے مل گیا۔ میں نے اُسے کہا کہ میں نے ایک نسخہ لکھا ہے وہ میں تم کو بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ اس کے دل پر ہماری اس نصیحت کا بجلی کی طرح اثر ہوا۔ میں تاڑ گیا کہ اس پر خوب اثر ہوا ہے۔ مجھے کہنے لگا مجھے ایک کام ہے۔ اجازت دیجئے۔ وہاں سے سیدھا بیوی کے پاس گیا۔ اور اُس سے کہا کہ دیکھ تجھے معلوم ہے کہ میں تیرا ایسا دشمن ہوں۔ اُس نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس لڑکے نے کہا کہ میں آج نورالدین کی نصیحت کو آزمانے کیلئے تیرے ساتھ سچی محبت کرتا ہوں۔ چنانچہ ان کے ہاں ایک بڑا خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ پھر اَور پیدا ہوا۔ پھر اَور پیدا ہوا۔ پھر اَور پیدا ہوا۔ (بدر ۵ دسمبر ۱۹۱۲ء)

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ، جہاں تک ہو سکے ان سے بھلائی کرو۔ تم ان سے نیکی کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ تم کو اس کے عوض بہتر سے بہتر اجر دے گا۔ چونکہ میرا مطالعہ بہت ہے۔ اور مرد عورتوں کو اکثر درس دینے کا مجھے موقع ملا ہے اس لئے مرد اور عورتوں کی طبائع کا مجھے خوب علم ہے اور انکی فطرت سے خوب واقف ہوں۔ میرے خیال میں عورتیں چشم پوشی اور ترس کی مستحق ہیں۔ (بدر یکم مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۹)

۲۴- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ

الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَاۗىِٕلُ اَبْنَاۗىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۲۴

حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور وہ تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری ساسیں اور وہ لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں ان عورتوں سے جن سے تم نے جماع کیا اور اگر تم نے اُن سے جماع نہیں کیا تو تم پر ان کے نکاح میں کوئی گناہ نہیں اور حرام کی گئیں تمہارے ان بیٹوں کی جورُوئیں جو تمہاری پشت سے ہیں اور حرام کیا گیا تم پر ایک ہی وقت میں دو حقیقی بہنوں سے نکاح کرنا۔ ہاں جو گزر چکا اسلام سے پہلے، تو اللہ غفور رحیم ہے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۶۴۰)

رَبَآئِبُکُمْ : تمہاری بیوی کی لڑکیاں جو پہلے خاوند سے ہوں۔
خاندانوں میں بعض موروثی بیماریاں ہوتی ہیں۔ قریب کے رشتے اسی لئے منع ہیں مگر انکی کوئی حد بھی چاہیئے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے قرآن کریم کے ذریعے بتادی۔
اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ : نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ خالہ و بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی کو بھی جمع نہ کرو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

۲۵۔ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاۗءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

وَالْمُحْصَنٰتُ : وہ بی بی جو کسی دوسرے کی بیوی ہو گویا وہ ایسی ہے جیسے کوئی قلعہ میں ہوتا ہے۔ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ : جنگی قیدیوں کا تعلق اپنے ملک سے قطع ہو جاتا ہے۔ وہ جنگ ایسا ہی قطع تعلق کرتی ہے۔ جیسے کہ طلاق۔ پس اس لئے یہ جائز ہیں۔

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ : صرف مستی اتارنے کیلئے نہ ہوں۔

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ : ہندوستان میں لاکھوں کے مہر باندھے جاتے ہیں۔ میرا بھی ایک نکاح ہوا جب مہر حد سے زیادہ بندھنے لگا۔ میں بول پڑا۔ عورتوں میں شور پڑ گیا۔ استاد بھی ناراض ہو گئے کہ دولہا بولتا ہے مگر ہم نے ۵۰۰ سے زیادہ منظور نہ کیا۔

جُنَاحَ کے لغوی معنی ہیں۔ جھکنا۔ اسی لفظ سے گناہ نکلا ہے۔ ج مبدل بہ گ اور ح ہ کا۔ ہمارے ملک میں فرق نہیں۔ میں نے اکثر پادریوں سے کہا۔ کسی نبی کیلئے جناح کا لفظ نکال دو۔ وہ نہیں نکال سکے۔ عربی میں خطاء۔ ذنب ۔عصیان۔ ایسے اکیس لفظ ہیں جن کے معنے بالکل الگ ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

نکاح کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس سے غرض صرف مستی کا نکالنا ہی نہ ہو بلکہ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ کو مدنظر رکھے اور ہر ایک بات میں اس خدا کے آگے جس کے ہاتھ میں مال جان۔ اخلاق و عادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے اور بے پرواہی سے کام نہ لے خواہ وہ انتخاب لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا کیونکہ بعد میں بڑے بڑے ابتلاؤں کا سامنا ہوا کرتا ہے۔ (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

۲۶۔ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ

الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۚ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ
فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا
مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ
بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ
مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ
وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۶﴾

اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ : یعنی حُرَّۃ ۔ (آزاد عورت۔ ناقل)
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۲۷۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۚ وَ
اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ : وہ راہیں سکھائیں جن کے ذریعے وہ مقرب بارگاہِ صمدی ہوتے ہیں۔ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ : اللہ تم پر متوجہ ہے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ : انبیاء اولیاء

علماء اور حکماء کی باتیں بھی اسی لئے مانی جاتی ہیں کہ ان میں علم و حکمت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۸﴾

يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ: اللہ کسی کو پکڑ پکڑ کر تو نہیں بناتا۔ مگر انسان کو ایک طاقت و مقدرت عطاء کر دی۔ اگر تم کسی اور کی طرف جھکو گے تو تمہاری جان و مال کو نقصان پہنچے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

الشَّهَوٰتِ: ۱۔ طمع ۲۔ خواہش جماع ۳۔ غضب ۴۔ بزدلی و جبن ۵۔ حرص

(تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۷)

۲۹۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۹﴾

يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ: دیکھو مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے معمولی لباس کافی ہے مگر دیکھ لو۔ جب کسی برات میں جاتے ہیں تو کیسا قیمتی لباس پہن کر جاتے ہیں۔ ایک ہمارا دوست تھا۔ اس نے میراثیوں کو آٹھ ہزار روپیہ دے دیا اسی طرح مرنا بھی دیکھ لو۔ معمولی کفن ہے۔ شادی میں بھی یہی حال ہے۔ لوگ اپنے رسوم کے ماتحت خواہ مخواہ اپنے اوپر بوجھ ڈالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں کی بتائی ہوئی راہ میں آرام و تخفیف نہیں مگر ہماری بتائی ہوئی راہ میں یہ بات ہے کہ کیونکر لوگوں کو فطرت کا علم نہیں۔ عیسائیوں نے اپنے خود ساختہ قواعد سے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ شریعت صرف اس لئے آئی تا انسان کو (گنہگار) ثابت کرے۔

ہمارے زمانہ کے نوجوان سوسائٹی سوسائٹی پکارتے ہیں ان کو معلوم نہیں۔ انگریز خود اپنی سوسائٹی کی قیود سے کس قدر تنگ ہیں۔ ایک مولوی نے مجھ سے ذکر کیا۔ مجھے ایک جنٹلمین نے انگریزی سوسائٹی میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ ایک برات کے موقعہ پر میرے ستر روپے ایک سُوٹ پر خرچ کرا کے مجھے ساتھ لے گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا۔ کہ کھانے کا سُوٹ۔ سونے کا سُوٹ۔ فٹ بال کا سُوٹ۔ سیر کا سُوٹ۔ ملاقات کا سُوٹ

(علیحدہ علیحدہ ہے) تین دن تک مولوی صاحب بیمار بن کر پڑے رہے آخر جب رخصت کا وقت آیا تو پھر چند لمحہ کیلئے اس لباس نے کام دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۳۰- يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝۳۰

عَنْ تَرَاضٍ : دھوکہ میں تراضی نہیں ہوسکتی۔

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ : أنفس۔ اہل ملت۔ جنس انسانی۔ اکل بالباطل بھی قتل نفس ہے۔

(تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۸)

۳۲- إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝۳۲

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ : ایک غلطی سے دوسری۔ دوسری سے تیسری پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح پھر گناہ کی انتہاء ہوجاتی ہے۔ اس انتہاء کو گناہِ کبیرہ کہتے ہیں۔

نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ : اگر کوئی درمیان میں اس بدی سے علیحدہ ہوجاوے تو ہم اسے عزت کے مقام پر پہنچائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ : ہر نافرمانی کا ابتداء صغیرہ اور انتہاء کبیرہ کہلاتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۸)

جن کبائر گناہوں پر ابدی سزا کا ہونا بیان ہوا۔ وہ بیان بالکل راست ہے وہ کبائر ایسے ہیں کہ ابدی سزا میں پھنسائیں۔ اِلّا خدا پر ایمان لانا اور اسکی توحید پر ثابت قدم ہونا اور جس بلائے بدشرک میں

مُشرک ہمیشہ کو تباہ ہوئے اُس بَلا سے الگ ہو جاتا بلکہ صرف رحم بھی ایسے فضل کے لائق کر دیتا ہے کہ بڑے گناہ کے مرتکب کو وہ فضلِ ابدی جہنم سے نکال لاتا ہے اور اس ابدی سزا کے موجب پر یہ فضل نجات کا موجب غالب آجاتا ہے مثلاً ایک شخص نے تھوڑی سی گرم چیز کھالی۔ وہ گرم چیز ضرور گرمی کریگی۔ اِلّا اگر اس کے ساتھ بہت سی سرد چیز کھائی گئی۔ تو ظاہر ہے کہ اس سردی کی سردی اُس گرم کی گرمی کو باطل کر دیگی اور دوسری قسم کی نجات اُن نیک اعمال کی کثرت سے ہوگی۔ جو سچے ایمان کا ثمرہ ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حاصل ہوگی۔
(فصل الخطاب (ایڈیشن دوم) جلد دوم صفحہ ۱۳۸-۱۳۹)

۳۳۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْــَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۳﴾

وَلَا تَتَمَنَّوْا : ایسی آرزوئیں جن کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہو۔ نہ کرو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۸)

وَلَا تَتَمَنَّوْا : اللہ تعالیٰ کچھ تو انسان کو بلا معاوضہ دیتا ہے جو صفتِ رحمانی سے ملتا ہے۔ اور کچھ بدلہ میں جو صفت رحیمی کا عطیہ ہے۔ حُسن و جمال۔ رنگت۔ جسم۔ طاقت وغیرہ میں۔ تفاضل میں۔ تفاضل انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ پس اس میں دخل نہ دو۔ یہ دخل دینا تمنّی کہلاتا ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا : انسان کیلئے کچھ کرنے کے کام ہیں۔ ان کاموں میں اللہ کا فضل مانگو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ط وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ط
مردوں کو حصّہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو حصّہ ہے اپنی کمائی سے۔

(فصل الخطاب حصّہ اوّل صفحہ ۴۰)

۳۴- وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۳۴

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ : انسان کے کچھ دوست ہوتے ہیں۔ کچھ وارث۔ ہر ایک کے ساتھ ان کی حیثیت و قرابت کے مطابق عمل کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۳۵- اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝۳۵

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ : یہ آیت بیاہے ہوئے مردوں کو اچھی لگتی ہے اس کا معنی یہ ہے کہ مردوں کو چاہیئے۔ اپنی بیویوں کے محافظ اور ان کی درستی اور ٹھیک رکھنے کا موجب بنیں بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ : کیونکہ مردوں کو خدا نے اس قسم کی لیاقتیں اور موقعے بخشے ہیں۔ عورتیں بھی مردوں کی محافظ ہیں۔

نُشُوزَهُنَّ : انکی بدخوئی کا ڈر ہے ۔ تو انکو نصیحت کرو ۔ پھر بستر سے الگ کرو (فِي الْمَضَاجِعِ میں جو اشارہ ہے اور آجکل کے رسمی مسلمانوں میں جو بُود و باش کا طرز ہے ۔ قابل غور ہے) اللہ تعالیٰ نے مرد عورت کے تعلقات کو واضح کیا ۔ مردوں کو فرض ہے کہ انکی اصلاحیں سمجھائیں تاکہ وہ نیک اور فرماں بردار بنیں صوفیوں نے کہا ۔ انسان تو رَجُل ہے اور نفس مؤنث ہے ۔ مومن انسان وہ ہوتا ہے جو اس عورت کو وعظ کرے یعنی اپنے نفس کی اصلاح کرے ۔

ایک مرتبہ میرے دل میں ایک گناہ کی خواہش پیدا ہوئی ۔ میں نے بہت سی حمائلیں خرید لیں ۔ ایک جیب میں ایک صدری میں اور ایک ہاتھ میں ۔ ایک بستر میں ۔ ایک الماری میں ۔ غرض کوئی جگہ خالی نہ رہی ۔ جب خیال آیا فوراً قرآن نظر پڑتا یہاں تک کہ نفس کی وہ خواہش جاتی رہی ۔

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے اپنی کتاب میں بخل کا علاج لکھا ہے کہ جب ایک پیسے کا بخل ہو تو اس سے دگنا ۔ چوگنا بلکہ سینکڑوں روپے خرچ کرے تا عادت ہو جائے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ : مرد حاکم ہیں عورتوں پر (فصل الخطاب حصہ اول صـ۴۷)

حٰفِظٰتٌ : گھر کی ۔ مال کی ۔ عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہیں ۔

فِي الْمَضَاجِعِ : گھر سے نکلنا منع ہے ۔ (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صـ۴۴۸)

۳۶۔ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک مُنصف مرد والوں میں سے اور ایک مُنصف عورت والوں میں سے ۔ اگر یہ دونوں چاہیں گے صُلح تو اللہ ملاپ دے گا اُن میں ۔

(فصل الخطاب حصہ اول صـ۴۹)

۳۷۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴿۳۷﴾

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا : لوگ غیروں سے احسان کرتے ہیں۔ پر اپنوں سے نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم نے جناب الٰہی میں عرض کیا۔ تیرے نام رحمٰن رحیم میں بھی یہی مادہ موجود ہے میرا لحاظ رکھو۔ اللہ نے فرمایا۔ میں تیرا ایسا خیال رکھوں گا۔ جو تجھے قطع کریگا۔ میں اس سے قطع کروں گا۔

الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ : ایک سیٹ پر بیٹھنے والے۔ ساتھ کے دکاندار۔ ہم نشین۔ ہم عہدہ ہم محکمہ ہم دفتر۔ ایک آقا کے دو ملازم۔ ایک جہاز یا ریل کے سوار۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

وَالْجَارِ الْجُنُبِ : اس میں مذہب کی قید نہیں۔

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ : کلاس فیلو۔ ہم پیشہ۔ رفیقِ سفر۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۸)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا : جو اکڑباز شیخی خور ہو۔ اللہ تعالیٰ اُسے دوست نہیں رکھتا۔ (تشحیذ الاذہان اکتوبر ۱۹۱۱ء جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۹۵)

۳۸۔ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۸﴾

جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کی تحریک کرتے رہتے ہیں اور جو اللہ نے اپنے فضل سے انکو دیا ہے چھپاتے ہیں اور ہم نے ایسے منکروں کیلئے اہانت کرنے والا عذاب تیار کیا ہے (تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۳۹۵)

کسی کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اُسکے دینے سے مضائقہ کرے۔ یہ تو عام لوگوں کے نزدیک بخل ہے قرآن کریم کی اصطلاح میں سچی بات اور مفید مشوروں کے دینے سے جو لوگ اپنے آپ کو روکیں وہ بھی بخیل ہیں۔ لوگ اپنی اولاد کو الگ قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔ یہ بھی بخل ہے۔ اپنے ایک دوست سے میں نے کتاب مانگی

اس نے مکتوب کو رد مانگنے پر انکار کیا۔ میں نے باوازِ بلند اِنَّا لِلّٰہ پڑھا۔ چند روز گزرے ایک بڑا پلندہ پشاور سے آیا۔ اس میں وہ کتاب بھی تھی بلکہ اسکی شرح۔ پھر اس شرح کی شرح۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۳۹۔ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝۳۹

رِئَآءَ النَّاسِ: لوگوں کے دکھاوے کیلئے تو خرچ کرتے ہیں پر خدا کی راہ میں ایک کوڑی دینا بھی دو بھر ہے
قَرِيْنًا: عرب میں ایک حکیم گزرے ہیں۔ ان کا مقولہ ہے کہ کسی شخص کا حال معلوم کرنے کیلئے اس شخص کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے دوستوں سے اسکے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ کیسے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۴۱، ۴۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۱

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ۝۴۲

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ: ذَرَّةٍ عربی زبان میں لال چیونٹی کو کہتے ہیں اور مِثْقَال اسکے سر کو۔
فَكَيْفَ: تعجب کے رنگ میں یہ لفظ آتا ہے۔ یعنی کیا حال ہوگا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۴۴۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ

وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ
وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ
وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ
مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ
تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا
بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا
غَفُوْرًا ۝۴۳

سُكٰرٰى : سُکر۔ نیند کا غلبہ۔ شراب سے بدمست ہونا۔

حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ : اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان نماز سمجھ کر پڑھے

عَابِرِيْ سَبِيْلٍ : جو لوگ انگریزی پڑھے ہوئے نہیں۔ اور ان کو ریل وغیرہ کے سفر میں نہانے کا موقع نہ ملے یا آسانی سے نہ ملے تو ایسے مسافر کو تیمم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اور اسی قسم کی مجبوریوں میں انسان تیمم کرے، ورنہ بلا غسل نماز نہ پڑھے اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى : عوام کو بیماری کی حالت میں خواہ وہ بیماری کیسی ہو تیمم کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ بیماریوں کے حقائق تو اطباء سے بھی بعض اوقات مخفی رہتے ہیں کہ تیمم مُضر ہے یا مُفید۔ ایک دفعہ میں نے رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے شروع کئے تو میری بیماری دستوں کی رفع ہو گئی۔ میں سمجھا۔ یہ روزے تو اکسیر ہیں لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میری قوتِ رجولیت قطعی مفقود ہو گئی۔ پھر میں نے اٹھارہ بیس روز خوب توبہ کی جب کہیں جاکر وہ کیفیت دُور ہوئی۔

غَآئِطِ : علیحدہ مکان۔ اونچی جگہ جہاں سے چھینٹیں اُڑ کر نہ پڑیں۔

لٰمَسْ : ہتھیلی کی طرف سے انگلیوں سے چھونا اُلٹے ہاتھ سے چھُونا لمس نہیں۔ دوسرے معنے جماع
تیمم کا طریق یہ ہے کہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے۔ پھر پھونک دے تا کوئی کنکر وغیرہ ہاتھ کو لگ گیا ہو تو چھوٹ جائے۔ پھر مُنہ پر پھیر کر ہاتھ پہنچوں تک ایک دوسرے سے مَل لے۔ یہ وہ طریق ہے

جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۴۶۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۗ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۶﴾

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ : عجیب عجیب قسم کے لوگ ہم سے ملتے ہیں۔ بڑی خوشامد سے مزاج پرسی کرتے ہیں۔ حضور کا مزاج کیسا اور السلام علیکم نہیں کہتے!

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا : جس شخص کی روزانہ غلطیاں کم نہیں ہوتی جاتیں اور برائی و ضد میں بڑھتا جاتا ہے۔ خدا اُس کا ولی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۚ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۷﴾

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ : پیچ دار لفظ شریر لوگوں کا قاعدہ ہے۔ ان سے بچو۔ جن لوگوں کو کتاب دی ان کو نصیحت کرتا ہے۔ دوستی کرو مگر ایک حد تک دشمنی کرو مگر ایک حد تک۔ کسی سے دشمنی ایسی کرو کہ اگر وہ دوست بن جائے تو تم کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ کسی سے دوستی کرو تو ایسی کہ وہ دشمن ہو جائے تو نقصان نہ پہنچا سکے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ : لفظوں کے معنی بگاڑتے ہیں۔

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ : آپکو خوشی کی خبر نہ پہنچے۔ بد دُعا کا کلمہ۔
(تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۸)

۴۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۴۸

اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا : مکھ۔ اعلیٰ درجہ کے لوگ۔
فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ : ادنیٰ آدمی سے جو اعلیٰ بنے۔ وہ پھر لوٹی بنائے جاتے ہیں۔
نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ : اَصْحٰبَ السَّبْتِ یہود کو کہتے ہیں جب انکو آرام ملا وہ بیکار ہو گئے۔ یہود پر یہ لعنت آئی ہے کہ وہ دوسروں کے ماتحت بندروں کے مانند ہو گئے۔ کہ جیسے نچاتے ہیں ناچتے ہیں۔ یہاں یہودی نہیں بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے یہودی نہ تھے۔ مسلمان تھے۔ پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں ہی کو سکھاتا ہے۔ کہ تم یہودیوں کی مانند نہ بن جانا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۴۹۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۹

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ : کسی آدمی پر بھروسہ نہ کرو۔ ڈپلومے اور سند پر بھروسہ کرنا بھی شرک ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے میرے سامنے ڈپلومے کی بڑائی کا ذکر کیا تو میرے پاس بھی ایک سند تھی۔ اُسی کے سامنے منگا کر اُسکو چاک کر دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

اللہ یہ نہیں بخشتا کہ اُسکا شریک ٹھہرائے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جس کو چاہے اور جس نے ٹھہرایا شریک اللہ کا اُس نے بڑا طوفان باندھا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۳۰)

قرآن بیان کرتا ہے۔ گناہ تین قسم کے ہوتے ہیں اوّل شرک دوم کبائر سوم صغائر۔ شرک کی نسبت قرآن کریم فیصلہ دیتا ہے کہ وہ ہرگز بدوں توبہ معاف نہ ہوگا۔ اسکی سزا ہمیشگی ضرور ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ۔ انجیل بھی بااین کہ بڑی بشارت اور بشیر ہے۔ فرماتی ہے "رُوح کے خلاف کُفر معاف نہ ہوگا" (متی باب ۱۲: ۳۱)

دوسری قسم گناہوں کی وہ کبائر اور بڑے بڑے گناہ جو شرک کے نیچے ہیں اور صغائر یا مبادی کبائر سے اوپر۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک کبیرا اور بڑے گناہ کی ابتداء میں چھوٹے چھوٹے گناہ جو اس کبیرہ سے کم ہوتے ہیں۔ مثلاً جو شخص زنا کا مرتکب ہوا۔ ضرور ہے کہ ارتکاب زنا سے پہلے وہ اُس نظر بازی کا مرتکب ہو جس سے زنا کے ارتکاب تک نوبت پہنچی۔ یا ابتداءً وہ باتیں سُنیں جن کے باعث اُس بدکاری کے ارتکاب تک اُس زنا کنندہ کی نوبت پہنچی۔ ایسے ہی ان باتوں کا ارتکاب جن کے وسیلے سے اس کو وہ شخص جس سے زانی نے زنا کیا اور بالکل ظاہر ہے کہ ان ابتدائی کارروائیوں کی بُرائی سے ضرور کمی پر ہے۔ ایسے کبائر اور بڑے گناہوں کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (النساء: ۳۲)

اگر تم بچتے رہو گے بُری چیزوں سے جو تم کو منع ہوئیں تو ہم اُتار دیں گے تم سے تقصیریں تمہاری۔ کیا معنی۔ جن بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے تم لوگ منع کئے گئے اگر ان بڑے گناہوں سے بچے رہو تو ان کے مبادی اور ان کے حصول کی ابتدائی کارروائی صرف ان بڑے گناہوں سے بچے رہنے کے باعث معاف ہو سکتی ہے مثلاً کسی شخص نے کسی ایسی عورت سے جماع کرنا چاہا۔ جو اس کے نکاح میں نہیں ہے اور اس عورت کے بُلانے پر کسی کو ترغیب دی یا کچھ مال خرچ کیا اور اُسے خالی مکان میں لایا اور اُسے دیکھا بلکہ اس کا بوسہ بھی لے لیا۔ لیکن جب وہ دونوں برضا و رغبت بُرائی کے مرتکب ہونے لگے۔ اور کوئی چیز روک اور بدکاری کی مانع وہاں نہ رہی۔ اور اس بدکارروائی کا آخری بدنتیجہ بھی ظاہر نہ ہوا تھا۔ کہ اس زانی کے ایمان نے آکر اسے زنا سے روک دیا اب یہ شخص بااین کہ مال خرچ کر چکا ہے یا ثانی کی رضامندی پا چکا۔ صرف ایمان کے باعث ہاں ایمان ہی کے باعث اور خدا سے باہمہ وسعت و طاقت اس بڑی بُرائی کے ارتکاب سے ہٹ گیا۔ اور اسکا مرتکب نہ ہوا۔ تو صرف اسی اجتناب سے اس کی ابتدائی کارروائیاں جو حقیقت میں مبادی گناہ اور گناہ کی محرک تھیں معاف ہو جائیں گی۔ کیونکہ اسکا ایمان بڑا تھا جس نے آخری حالت میں خدا کے فضل سے دستگیری کی۔ اور تیسری قسم گناہ

کی صفاتیں ہیں۔ جن کا ذکر کہا ہے میں ضمناً آگیا۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ؛ (الاعراف : ۵۷)

بے شک مہر اللہ کے نزدیک ہے نیکی والوں سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۴۲-۱۴۴)

۵۲- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝

دیکھتے ہو جن کو کتاب سے بہرہ ملا وہ شیاطین اور ناپاک رُوحوں پر اعتقاد لا رہے ہیں اور (منکرین) کافروں کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مومنوں سے اچھے راہ پر ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۳۹)

طَاغُوْت ؛ حد سے بڑھا ہوا۔

جِبْتِ ؛ سحر۔ دھوکہ دینا

دھوکہ دینے والوں اور چالاکی کرنے والوں کو بعض لوگ بہت جلد مان لیتے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ دھوکہ لگتا ہے کہ یورپ آجکل کس قدر ترقی کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ مسلمان نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ انبیاء جس تعلیم کو لے کر آئے۔ اُس میں مثلاً خشیت الٰہی میں انہوں نے کس قدر ترقی کی۔ یہی کہ ایک جنگنے موتنے والے کو خدا بنا لیا۔ ہم لوگ پانچ وقت میناروں پر چڑھ کر خدا کی توحید کا وعظ کرتے ہیں۔ یورپ نے بایں ہمہ اقتدار کیا کیا؟ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۵۳- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ؛ اللہ تعالیٰ سے جب انسان دُور ہو جاوے تو پھر اس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ یاد رکھو۔ بدی کے وقت تو لوگ شریک ہو جاتے ہیں

پر دُکھ کے وقت کم ہی شریک ہوا کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۵۴۔ اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ﴿۵۴﴾

نَقِيرًا: کھجور کی گٹھلی پر جو نقطہ ہوتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان نمبر ۷ جلد ۸ صفحہ ۳۴۸)

۵۵۔ اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۵﴾

کیا ان یہود اور عیسائیوں کو اس بات پر حسد آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عربوں میں رسولؐ بھیجا اور اُسے کتاب دی۔ تو انہیں کہہ۔ تم ابراہیم کے فرزند ہو۔ اب بھی تو کتاب اور حکمت اور بڑی بادشاہت ابراہیم ہی کی نسل کو ملی ہے کیونکہ اسمٰعیل ابراہیم کا پلوٹھا تھا اور قریش جن میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہوئے۔ اسی کی اولاد ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے ابراہیم کی نسل والو۔ عہدۂ رسالت ابراہیم کے گھر سے نہیں نکلا پس تمہیں کیوں حسد آگیا۔

عیسائی یہودی مانتے ہیں کہ ابراہیم راست باز کے ساتھ اسکی راست بازی پر وعدہ ہے کہ اس کے گھرانے کو معزز و ممتاز کیا جاوے اور اس کے گھرانے سے تمام گھرانے برکت پاویں (پیدائش ۱۲ باب ۱۳) یہ وعدہ جیسا اس راست باز سے الہامی طور پر کیا گیا۔ ویسا ہی الحمد للہ اسکا ظہور مشاہدہ میں آرہا ہے۔ غور کرو۔ آریہ اپنے گھرانے کی کتابوں کی اشاعت اور ابراہیمی گھرانے کی تعلیمات کی اشاعت دیکھ لیں ابراہیمی تعلیمات کی اشاعت عیسائیوں کے ذریعہ سے ہو یا اہل اسلام کے وسیلہ سے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۹۵)

۵۹۔ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا

بِالْعَدْلِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۵۹﴾

اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا : خداتعالیٰ کی مخلوق کا انتظام ایسے لوگوں کے سپرد کرو۔ جو اس کے اہل ہوں۔ کمیٹیوں میں ممبروں کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرو۔

حضرت نبی کریمؐ کے روبرو دو شخص آئے کہ ہمیں کام سپرد کیجئے۔ ہم اسکے اہل ہیں۔ فرمایا۔ جن کو ہم حکم فرمادیں۔ خدا انکی مدد کرتا ہے۔ جو خود کام کو اپنے سر پر لے۔ اس کی مدد نہیں ہوتی۔ پس تم عہدے اپنے لئے خود نہ مانگو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

اللہ تم کو حکم کرتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کر دو۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۷۰)

۶۰۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۶۰﴾

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ : کہا مانو اللہ اور رسول کا اور اپنے حکام کا۔

الٰہی خلفاء کی اطاعت و انقیاد و فرماں برداری، سیاست و تمدن کا اعلیٰ اور ضروری مسئلہ ہے! بلکہ انکی فرماں برداری خود الٰہی فرماں برداری ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء: ۸۱) اور فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۹۹)

وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ جہنم والوں کو فرمایا۔ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ۔ کیا رسول

دوزخیوں سے ہوں گے۔ پس مِنْکُمْ سے مُراد نوعِ انسانی ہے (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ)

۶۱۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝۶۱

يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ: چاہتا ہے شیطان کہ اُنکو بہکائے۔
(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۹)

۶۲۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۲

تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ: کوئی مسلمان ایسا خیال نہیں کرتا۔ کہ ہماری شریعت میں جھوٹ ہے۔ لیکن عملدرآمد اس کے خلاف ہے۔ جو کچھ مسلمان کر رہے ہیں۔ وہ شریعتِ اسلامی کے خلاف ہے۔ لڑکیوں کو ورثہ تک نہیں دیتے۔ اپنے مقدمات کو اللہ و رسول کے فیصلہ کے مطابق کرا کے خوش نہیں ہوتے شیعہ سے ہم نے بارہا کہا ہے۔ آؤ۔ قرآن شریف سے فیصلہ کریں مگر وہ نہیں مانتے۔

رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا: ایک کہانی مشہور ہے۔ کسی یہودی کا کسی منافق سے جھگڑا ہوا۔ وہ دونوں بارگاہِ نبویؐ میں گئے۔ نبی کریمؐ نے یہودی کو ڈگری دی۔ جو منافق کے مُضر تھی۔ اُس نے کہا۔ میں تو حضرت عمرؓ کا فیصلہ مانوں گا۔ چنانچہ وہاں گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ میں تمہاری گردن اُڑاتا ہوں۔ کہ تم نے نبی کے فیصلہ سے نفرت کی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۶۴۔ فَكَيْفَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَٰنًا وَتَوْفِيقًا ﴿۶۲﴾

فَكَيْفَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ: پھر وہ کیسا کہ جب ان کو پہنچے مصیبت اپنے ہاتھوں سے کئے کے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۶)

۶۵۔ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ ٱللَّهَ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُوا۟ ٱللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿۶۵﴾

اور ان لوگوں نے جس وقت اپنا بُرا کیا تھا اگر آتے تیرے پاس۔ پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا ان کو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنیوالا مہربان ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۴۴-۱۴۰)

۶۷۔ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ ٱقْتُلُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ أَوِ ٱخْرُجُوا۟ مِن دِيَٰرِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا۟ مَا يُوعَظُونَ بِهِۦ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿۶۷﴾

اور اگر یہی کریں جو اُن کو نصیحت ہوتی ہے تو اُن کے حق میں بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہوں دین میں۔ اور ایسے ہم دیں اُنکو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلادیں اُنکو سیدھی راہ۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۴۶)

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ : اللہ تعالیٰ جان بھی لینا چاہے ۔ وطن بھی۔
مَا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ : بہت کم لوگ یہ کام کر سکتے ہیں مَیں یہاں قادیان میں صرف ایک دن کیلئے آیا اور ایک بڑی عمارت بنتی چھوڑ آیا۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا۔ اب تو آپ فارغ ہیں میں نے عرض کیا۔ ارشاد! فرمایا: آپ رہیں! مَیں سمجھا دو چار روز کیلئے فرماتے ہیں۔ ایک ہفتہ خاموش رہا۔ فرمایا آپ تنہا ہیں۔ ایک بیوی منگوالیں۔ تب میں سمجھا کہ زیادہ دنوں رہنا پڑے گا۔ تعمیر کا کام بند کرا دیا۔ چند روز بعد فرمایا کتابوں کا آپ کو شوق ہے یہیں منگوا لیجئے۔ تعمیل کی گئی۔ فرمایا اچھا دوسری بیوی بھی یہیں منگوالیں۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک دن ذکر کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے

"لَا تصبُون الی الوطن فِيْهِ تُهَانُ وَتُمْتَحَنُ"

یہ الہام نورالدین کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ مجھ سے فرمایا۔ وطن کا خیال چھوڑ دو۔ چنانچہ مَیں نے چھوڑ دیا۔ اور کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۷۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۲﴾

بہت سے لوگ اسراف میں حد سے بڑھ جاتے ہیں پھر کنجوسی کرتے ہیں تو وہ بھی حد سے زیادہ کرتے ہیں۔ عداوت میں بھی اس قدر بڑھتے ہیں کہ خود ہی پچھتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کو چوکس رہنا چاہیئے
ثُبَاتٍ ، جماعتیں بن کر۔
مسلمانوں میں استقلال نہیں جس کام کو شروع کرتے ہیں۔ نباہ نہیں سکتے۔ بعض امور اسلام میں ایسے ہیں۔ جو جماعت کے کرنے کے ہوتے ہیں بعض ایسے کہ خاص خاص آدمیوں کے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۷۳۔ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۳﴾

لَيُبَطِّئَنَّ ، اب جنگ کا کام تو ہے نہیں۔ اب تو دوسرے چلتے ہوئے کاموں میں بُطْؤ[1]

[1] دیر کرنا۔ تاخیر کرنا۔ (مرتب)

ڈالتے ہیں۔

قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ : اگر بھائی بلاء میں مبتلا ہوا تو فکر نہیں۔ بلکہ خوش ہیں کہ ہم تو مخلص ہیں تم کو چاہیئے کہ جو دنیا کو مقدم کر رہے ہیں۔ ان سے مقابلہ کرو جو دنیا میں مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں تم بھی ایسے جائز ذرائع ترقی سے کام لو کہ ان سے بڑھو۔ ایسا ہی دین میں اور اپنے دوستوں میں ایک دوسرے سے ہمدردی کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء)

۷۶۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا، وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا، وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۶﴾

اور تم کو کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں اور واسطے ان کے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور لڑکے۔ جو کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے! نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں اسکے لوگ اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۹۹)

۷۷۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ، اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۷﴾

فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ : مفسدوں اور شریروں کی حمایت میں۔

كَيْدَ الشَّيْطٰنِ : شیطان کی جنگ۔ (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۹)

۴۸۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾

کیا نہیں دیکھا تُو نے ان لوگوں کو جن کو کہا گیا۔ اپنے ہاتھ روک رکھو۔ نماز کو پڑھتے اور زکوٰۃ کو دیتے رہو۔ پس جب ان کو لڑنے کا حکم دیا گیا۔ اس وقت ایک فریق ان میں سے اللہ کے ڈر کی طرح لوگوں سے ڈرتا ہے یا اس سے بھی زیادہ ڈرتا ہے اور وہ بول اُٹھے کہ اے ربّ تُو نے کیوں لڑائی ہمارے ذمہ لگا دی۔ تھوڑی مدت تک ہمیں کیوں اور ڈھیل نہ دی۔ تُو ان کو کہہ دے کہ دنیا کا فائدہ تو تھوڑا ہے اور جو تقویٰ کرتا ہے۔ انجام اس کیلئے بہتر ہے۔ اور کوئی ایک فتیلہ کے برابر بھی بے انصافی نہیں کیا جاوے گا۔

بعض لوگ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں کہ ہم یُوں کریں گے وُوں کریں۔ اور اپنی جواں مردی اور بہادری کی ڈینگ مارا کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ ایسے متکبّر کبھی اپنے دعووں کو پُورا اور ثابت کر کے نہیں دکھلایا کرتے۔ اور نہ دکھلا سکتے ہیں۔ بدی کو چھوڑنا اور نیکی کو کرنا نہ صرف انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوا کرتا۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے نہ انسان بُرائیوں اور فضولیوں کو چھوڑ سکتا ہے اور نہ کوئی بہادری کا کام کر سکتا ہے بدُوں حکمِ الٰہی... دعوے کرنے والے اکثر ناکام رہتے ہیں۔ مَیں نے ایک جنگی افسر سے پوچھا کہ آپ کے لشکر میں بہادر اور بزدل کی کیا نشانی ہوا کرتی ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ میرا تجربہ ہے کہ جو سپاہی اکثر مُونچھوں پر تاؤ دیتے رہتے ہیں وہ عموماً میدانِ جنگ میں بزدلی ظاہر کرتے ہیں اور جو سیدھے سادھے ہیں وہ لڑائی کے وقت شیر کی طرح حملہ کرتے ہیں۔

غرض خوب سمجھ رکھو کہ جو لوگ بلاوجہ تکبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو عمل کی توفیق نہیں دیا کرتا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا بیان کیا ہے کہ بعض لوگ اس قدر جلدباز تھے کہ ان کو کُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ کہنا پڑا لیکن جب انکو لڑنے کا حکم دیا گیا تو کہنے لگے لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ۔

اس قسم کی لاف زنی وغیرہ کی غلطیاں انسان میں جو ہوتی ہیں انکا علاج اور نیز ہر ایک مرض کا علاج کثرت سے استغفار اور لاحول پڑھنا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ سابقہ گناہوں کے بدنتائج سے محفوظ رکھے اور آئندہ بدی کے ارتکاب سے حفاظت بخشے۔

استغفار اور لاحول کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تیری قوت کے بغیر میں کوئی بدی نہیں چھوڑ سکتا۔ اور نہ تیری قوت کے بغیر کوئی نیکی کا کام کر سکتا ہوں۔ تب خدا نیکی کرنے کی توفیق بخشے گا۔ انسان پر مشکلات آتے ہیں لیکن اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔

مَیں خود بھی قرآن پڑھتا ہوں اور تم کو بھی سناتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ قرآن میں دو طرح کی راہیں بیان کی ہیں ایک طرف انبیاء اور متقین کا ذکر ہے اور ایک طرف فاسقوں اور فاجروں کا بیان ہے۔ کہیں گندے آدمیوں کے بُرے انجام بتلائے ہیں کہیں بھلوں کے نیک انجام دکھلائے ہیں۔ پس مومن کا کام ہے کہ ان تمام راہوں سے واقفیت حاصل کرے۔ کسی کو یہ خیال نہ گزرے کہ بعض وقت درس میں ایسی باتیں بیان ہوتی ہیں جن کی لڑکوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور جب بیان ہوتی ہیں۔ تو وہ ان سے آگاہ ہو جاتے ہیں تو اس بدی کا ارتکاب کرتے ہیں ایسا کرنا بے وقوفی ہے۔ میرے پاس ہزاروں خط اس مضمون کے بھرے ہوئے آتے ہیں کہ ناواقفی کی وجہ سے ہم ہلاک ہو گئے۔ ناواقفی بہت بُری بلا ہے۔ جو لڑکا ہم سے سُنے کہ زنا بھی کچھ شے ہے اور پھر اس سننے پر زناکاری شروع کر دے اس کو تو پھر خُدا اور رسُول کے کلام سے بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ صرف یہ کہتے رہنا کہ نیکی کرو۔ نیکی کرو اور بدی کو چھوڑ دو۔ یہ کوئی وعظ نہیں ہے۔ اور نہ اس سے سُننے والے کو فائدہ ہوتا ہے۔ فائدہ تو جب ہی ہوگا۔ جب نیکی اور بدی کا علم ہوگا اور کسی بدی کے ارتکاب سے وہ اس وقت بچ سکے گا جب وہ جانتا ہوگا۔ کہ یہ بدی ہے۔ پھر اس قسم کے وعظ تو آدمی گرجوں اور ٹھاکر دواروں میں بھی بیٹھ کر کر سکتا ہے جس سے بھلے اور بُرے دونوں قسم کے لوگ خوش ہو جایا کرتے ہیں اور کوئی مخالفت نہیں ہوتی۔ مخالفت اُسی وقت شروع ہوتی ہے جب کھول کھول کر بیان کیا جاوے۔ اگر انبیاء علیہم السلام ان باتوں کو مفصل کھول کر بیان نہ کرتے تو کوئی انکا مخالف بھی نہ ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اسی واسطے ہوئی کہ انہوں نے مکہ والوں کے عیوب کھول کر ان پر ظاہر کر دیئے۔ اگر عیوب کو بیان نہ کریں تو پھر اور کیا بیان کر سکتے ہیں۔ قوم لوطؑ کی بداخلاقی اور انکی تباہی کی نسبت اگر کچھ بیان کرنا ہو تو کیا اصل واقعہ کو چھوڑ کر ہم کہہ دیا کریں کہ

انہوں نے کوئی بدی کی تھی اور وہ ہلاک ہوئے۔

انجام ہمیشہ متقی کا ہی اچھا ہوا کرتا ہے۔ اور ہر ایک خیر کا وارث بھی متقی ہی ہوا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کسی کی حق تلفی نہیں کرتا۔ (الحکم ۲۲ر مئی ۱۹۰۳ صفحہ ۱۴۱)

۷۹، ۸۰۔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۹﴾

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۗ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۸۰﴾

اللہ جلّ شانہٗ محض فضل سے کسی وقت صبر کا حکم دیتا ہے کسی وقت بدلہ لینے کا۔ صبر کے دن مقابلہ کے دن نہیں ہوتے۔ ان اوقات کو انبیاء خوب پہچانتے ہیں یہ انبیاء کے ناشناس لوگوں کی باتیں ہیں کہ جب تک مکہ میں تھوڑے آدمی تھے۔ صبر کا حکم تھا۔ قلت و کثرت مومن کیلئے کچھ بات نہیں۔ انبیاء کو جب اللہ حکم دیتا ہے صبر کرتے ہیں۔ جب مقابلہ کا حکم دیتا ہے۔ مقابلہ۔ وہ نہ ہتھیاروں کی پرواہ کرتے ہیں نہ آدمیوں کی۔ کیا موسیٰ اور نوح علیہم السلام نے تلواروں سے کام لیا تھا.... دیکھا وہ پانی جو مخالف کے غرق کا موجب ہوا۔ آپ کی نجات کا ذریعہ بنا۔ پھر دیکھو يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ (التوبہ: ۲۵) میں کثرت کو عُجب کا موجب ٹھہرایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے احمق مقابلہ صرف تلوار کا سمجھتے ہیں جبھی تو جتھے کے منتظر ہوتے ہیں۔

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ : بعض لوگ بندوں سے ایسے ڈرتے ہیں۔ جیسے خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ فرماتا ہے بندوں سے کیا ڈر۔ جہاں آدمی ہو۔ جس حال میں ہو۔ موت تو اپنے وقت پر اپنا کام کرے گی ہمارے طبیب استاد تھے۔ ایک پہلوان کو دیکھا۔ ہیضہ ہے۔ مگر اسے کہا۔ تمہیں بدہضمی ہے۔ تاکہ دل شکستہ نہ ہو اُس نے کہا بدہضمی کی کیا مجال۔ ایک مگدر اُٹھایا کہ اسے پھیر کر کھانا ہضم کرے۔ پھیرتے ہی راہیٔ عدم ہوا۔

بُرُوْجٌ : چونکہ برج گول ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو برج کہتے ہیں ورنہ برج کے معنے ستارے کے ہیں آتش بازی کے غباروں کو اسی لئے برج کہتے ہیں کہ وہ اُوپر جاکر ستاروں کی مانند ہو جاتے ہیں۔

کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ بہت لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ دوسری جگہ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ مگر انہوں نے سمجھا نہیں۔ جزا و سزا جو انسانی اعمال کی پاداش ہے۔ بعض دیگر مصالح الٰہیہ بھی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

تم جہاں ہوگے تم کو موت گھیرے گی اگرچہ تم مستحکم برجوں میں ہوگے! اور اگر انہیں کوئی سکھ مل جائے تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور اگر کوئی دُکھ پہنچے تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے۔ تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ پس کیا ہوا ان لوگوں کو کہ بات کو نہیں سمجھتے۔

اس آیت میں حقیقت واقعیہ اور سچائی کا کامل اظہار اور جناب الٰہی نے فرمایا ہے جو لوگ دینی اور قومی لڑائیوں سے سستی اور غفلت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ چندروزہ زندگی تو گزارنے دو۔ اُنکو کہا کہ آخر تم نے مرنا ہے۔ پھر اُنکی نافہمی کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ لوگ ایسے ہیں اگر اُنکو سکھ پہنچے تو بول اُٹھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے مل گیا اور اگر انہیں دُکھ پہنچے تو پکار اُٹھتے ہیں کہ دُکھ تیرے (نبی کریم سے) سبب سے پہنچا۔ تو کہہ دے کہ دُکھ اور سکھ تو اللہ تعالیٰ سے پہنچتا ہے۔ یہ نادان بات کی تہہ کو نہیں پہنچتے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۷۱-۷۲)

جہاں تم ہو۔ تم کو موت پالے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔ اگر انکو کچھ سکھ اور نیکی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر دُکھ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے تو کہہ دے کہ سکھ اور دُکھ سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ وہ ہی بھیجتا ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات کو نہیں سمجھتے۔ بات یہ ہے کہ جو سکھ اور نیکی پہنچتی ہے۔ اُس کا سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہے اور جو دُکھ پہنچتا ہے اُسکا سرچشمہ تیرا اپنا ہی نفس ہے اور ہم نے تم کو لوگوں کی طرف پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اس بات پر خدا کی گواہی کافی ہے۔

جنگوں کی فلاسفی سے تم آگاہ ہو کہ دین، آبرو، جان اور مال کی حفاظت کے واسطے اس قسم کی ضرورت

پڑتی ہے کہ جنگ کی جاوے اور بہت سی بیش قیمت جانوں کو بچانے کے واسطے کچھ جانیں قربان کردی جاتی ہیں۔ موت سے انسان بچ سکتا تو ہے نہیں۔ پھر ذلت کی موت کیوں اختیار کی جاوے۔

ہر ایک قسم کا سکھ اور نیکی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے سا اسکے سوا کسی دوسرے میں طاقت نہیں ہے کہ سکھ دے سکے۔ خدا تعالیٰ رحمٰن ہے اُس نے سکھ کے سامان ہاتھ پاؤں آنکھ ناک چہرہ سب اعضاء اور آرام دہ اشیاء اپنے فضل سے مہیا کئے ہیں۔ قسم قسم کے لباس۔ پھل۔ پھول۔ عقل۔ قوت ادراک کی وغیرہ' یہ سب سکھ کی چیزیں اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے حاصل ہوتی ہیں لیکن دُکھ انسان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے۔ جب وہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور انکو بے محل استعمال کرتا ہے تو دُکھ پاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات ہرگز ظالم نہیں ہے۔ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ کے یہ معنے ہیں کہ گناہوں کی سزا اور نیکیوں کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ دُکھ کا سرچشمہ کیوں خدا تعالیٰ کو کہا گیا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی بدکاری کی وجہ سے اس کا دُکھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی لئے دُکھ کو بھی اُسی کی طرف منسوب کیا گیا۔ مثلاً ایک قیدی جو جیل خانہ میں جاتا ہے تو گورنمنٹ کے ہی حکم سے جاتا ہے اور گورنمنٹ اُسے اسکے بداعمال کی پاداش میں جیل خانہ بھیجتی ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے منصب جو لوگوں کو ملتے ہیں وہ بھی گورنمنٹ سے ہی ملتے ہیں۔ غرضیکہ گورنمنٹ ہی کی عنایات سے ایک شخص مَورِدِ انعام ہوتا ہے اور گورنمنٹ کی ہی خلاف ورزی سے مَورِدِ عذاب ہوتا ہے۔ لیکن مَورِدِ عذاب ہونے کی ایک وجہ ہوتی ہے جو کہ نافرمانی ہے اور مَورِدِ انعام ہونے کی بہت راہیں ہیں۔ کبھی انسان اپنی لیاقت سے۔ کبھی ذاتی اور خاندانی وجاہت سے۔ کبھی حسنِ خدمات سے اور کبھی کسی مقرب کی سفارش سے مَورِدِ انعام ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر میں چوروں یا ڈاکوؤں کے گھر پیدا ہوتا۔ تو باوجود اس کوشش اور محنت کے جو میں نے آج تک کی ہے۔ اس موجودہ ترقی پر نہ پہنچ سکتا۔ تم معلوم کر سکتے ہو کہ کس قدر رکاوٹیں درمیان میں تھیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی تھا کہ اس نے اس مقام تک پہنچایا ہوا ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا: اللہ تعالیٰ کی گواہی دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک تو اسطرح کہ وقت پر ان تمام پیشگوئیوں کو پورا کر دیا۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی اور زمانہ کے متعلق تھیں۔ دوسرے اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کر کے اور آپؐ کے دشمنوں کو ہلاک کر کے اور آپؐ کی کامیابی میں ہر ایک روک کو دُور کر کے گواہی دیدی کہ یہ ہمارا بھیجا ہوا ہے۔ دونوں فریق اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق تھے۔ اور دونوں کے اعمال سے وہ خوب واقف تھا جو سچا تھا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے اسے فتح دیدی اور نیز اچھے

لوگوں کو اپنے مکالمات سے بھی آگاہ کیا کہ یہ رسول اللہ اور راست باز ہے۔ جیسے فرمایا۔ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ۔ (الحکم ۲۹ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴۹)

وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ....الخ : اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سُکھوں اور دُکھوں کا دینے والا احقیقت میں تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے کہ اصل خالق اور پیدا کرنے والا اسبابِ رنج و راحت کا وہی ہے۔ اور یہی نہایت سچی بات ہے کہ سُکھ سب اللہ تعالیٰ ہی کی عنایت سے ملتے ہیں اور دُکھ تمہارے اپنے ہی سبب سے تم پر آتے ہیں..... اس قدر بھی اس آیت سے نکل سکتا ہے کہ سُکھ ابتداءً بھی جنابِ الٰہی سے آسکتے ہیں ..... کیونکہ اسکی صفت رحمٰن ہے۔

البتہ یہ نئی بات ہے اور سچا اور واقعی سائنس ہے جو اس آیت سے نکلتی ہے۔ تمام سُکھ ابتداءً ہی جنابِ الٰہی کی طرف سے آتے ہیں۔ حقیقی چشمہ ان کا وہی اور خلق اشیاء و اسباب اس کی رحمانیت کا تقاضا ہے مگر یہ سچا اور روحانی علم بجائے خود ایک مستقل مضمون چاہتا ہے۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۷۲)

۸۱۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۱﴾

حضرت نبی کریمؐ تمام فضائلِ انسانی کے خاتَم ہیں۔ زمانہ کے اعتبار سے بھی خاتَم ہیں کہ آپؐ کی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہے۔ دُنیا میں مذاہب کے تین حصے ہیں۔ عبرانیوں کا مذہب۔ ایرانیوں کا مذہب۔ تیسرا مُشرک۔ جن کے پاس کوئی کتاب نہیں ..... نبی کریمؐ اور ان کے پیروؤں کے ہاتھوں میں تینوں کے صدر مقام فتح ہوئے۔ مکہ معظمہ پر کسی نے فتح نہ پائی تھی۔ حتیٰ کہ سکندر ایسا فاتح بھی محروم رہا۔ میرا مذہب ہے کہ آپؐ خاتَم کمالاتِ انسانی ہیں .... اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (المائدہ ۴) دنیا میں تمام مذاہب کی کتابیں ہیں کسی میں دعویٰ کے ساتھ دلیل نہیں۔ پس خاتم الکتب بھی انہی کی کتاب ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

جس نے رسولؐ کا کہا مانا اس نے بیشک اللہ تعالیٰ کا ہی کہا مانا اور جس نے اطاعت سے منہ پھیرا تو ہم نے تجھ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔

یہ آجکل کا ایک مسئلہ ہے جو کہ لوگوں کی جہالت اور شوخی سے پیدا ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حدیثوں کے ماننے اور ان پر عملدرآمد کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب اس آیت میں دیا ہے کہ رسولؐ

کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ دیکھو یہ نہیں کہا کہ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ فَقَدْ اَطَاعَ الرَّسُوْلَ بلکہ کہا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ اسکا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ملنا ہی تھا اگر انکار ہوتا تو رسولؐ کے حکم کا ہوتا تھا اور ممکن تھا کہ اگر مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ فَقَدْ اَطَاعَ الرَّسُوْلَ لکھا ہوتا تو لوگ رسولؐ اور اس کے احکام کی مطلق پرواہ ہی نہ کرتے۔ جیسے کہ اب اس وقت بعض لوگوں کا خیال ہو گیا ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ حکیم علیم و خبیر نے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

جو لوگ احادیث کے منکر ہیں انکو چاہیئے کہ اس آیت شریف کے بالمقابل ایک اس مضمون کی آیت قرآن شریف میں سے پیش کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی اتباع سے بالکل منع کیا ہو۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہیں ہی۔ لیکن جو احکام رسولؐ کے ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جس طرح قرآن شریف کی حفاظت کی ہے اسی طرح تعامل اور حدیث کی بھی کی ہے۔

(البدر ۵ رجون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵۷)

۸۲۔ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۲﴾

وہ کہتے ہیں کہ ہم تو فرماں بردار ہیں۔ پس جب باہر چلے جاتے ہیں تیرے پاس سے تو جو کچھ تو کہتا ہے اُسکے خلاف رات کو چھپ چھپ کر ایک گروہ کانا پھوسی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اُسے محفوظ رکھتا ہے۔ تُو ان سے اعراض کرے اور اللہ پر توکل کر اور اللہ ہی کافی کارساز ہے۔ (البدر ۵ رجون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵۷)

۸۳، ۸۴۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۳﴾

وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا
بِهٖ ۚ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُولِي الْأَمْرِ
مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهٗ مِنْهُمْ ۗ
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ
الشَّيْطٰنَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۸۳﴾

قرآن میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس میں اختلاف اور تناقض نہیں۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایسی صریح اور پُرشوکت تعلیم کے خلاف یہ الزام لگایا جائے کہ اس میں شرک کی تعلیم ہے .....
قرآن کریم اپنی نسبت دعویٰ کرتا ہے جیسے فرمایا - وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ اگر قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔
(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۰۳)

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا کے معنی ہیں اگر قرآن جنابِ الٰہی کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا۔ بات یہ ہے کہ لمبے جھوٹے دعویٰ کرنے والے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ اول پاگل اور ظاہر ہے کہ انکے تمام دعاوی .... اور نقش برآب ہوتے ہیں۔ انکی دُشمنی اور دوستی کچھ بھی قابلِ اعتماد نہیں ہوتی۔ قرآن کریم نے نبی کریم کو اس اتہام سے یوں بری فرمایا۔
مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ۔ (القلم: ۳تا۷) اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے رب کے فضل سے تو مجنون نہیں کیونکہ تو اعلیٰ اخلاق پر ہے اور مجنون کے اخلاق و فضائل اعلیٰ کیا ادنیٰ درجہ پر بھی نہیں ہوتے۔ پھر مجنون تمام دن اور رات میں کوئی کام کرے اس کے کاموں کے کچھ نتائج وثمراتِ صحیحہ واقعیہ مرتب نہیں ہوا کرتے اور جو تو نے کام کئے ہیں انکے نتائج تو بھی دیکھ سکے گا اور تیرے مخالف بھی دیکھ لیں گے کہ مجنون کون ہے۔ اب غور کرو کہ جابجا قرآن کریم میں دعویٰ کیا گیا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) رسولوں اور اُس کے ساتھ والوں کی نصرت و تائید کرتے ہیں اور یہ گروہ ہمیشہ مظفر و منصور ہوتا ہے۔ غور کرو جب رسول آئے۔ وہ آخر ہمیشہ منصور اور انکے مخالف ذلیل اور خوار ہوئے جیسے فرمایا۔ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن: ۵۱) بے ریب ہم (اللہ تعالیٰ اور اسکے ملائکہ) نصرت دیتے ہیں اپنے مُرسلوں کو اور انکو جو ایمان لائے (ما آمان رسولوں کو) اس ورلی زندگی میں۔ اور فرمایا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون: ۸) اور اللہ ہی کیلئے عزت ہے اور اسکے رسولوں کیلئے اور مومنوں کیلئے اور فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرہ) وہی ہدایت پر ہیں اور وہی مظفر و منصور اور بامراد ہیں۔ دیکھو! فرمایا سرمُو تفاوت اس میں نہ ہوا۔ نبی کریمؐ اور آپؐ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ تمام مخالفوں کے سامنے مظفر منصور بامراد رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات نہ ہوتی تو اُسکے خلاف ہوتا۔ اور یہ بات مجنونوں کی بڑ بن جاتی۔ مخالفوں کے حق میں فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المجادلہ: ۲۰) یہ مخالف شیطانی گروہ ہے۔ خبردار رہو۔ بے ریب شیطانی گروہ ناکام رہے گا۔ اور فرمایا فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ (الانفال: ۳۷) تیرے مخالف مال و دولت خرچ کریں گے پھر ان پر افسوس ہوگا اور مغلوب ہوں گے (اب ہمارے مخالف بھی اموال خرچ کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ کس قدر وہ خرچ مفید ہوتا ہے۔) پھر بارہا بتلایا کہ منکروں پر عذاب عظیم ہوگا پھر دیکھو تمام عرب و عراق۔ عجم۔ شام و روم (مصر و بربر) کے مخالفوں پر کیسے کیسے عذاب آئے۔ عرب ریگستان کے باشندے۔ خشن پوش کھجور پر زندگی بسر کرتے تھے ان کیلئے کہا گیا۔ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (البقرۃ: ۲۶) پھر دیکھا اب تک ہم لوگ قریش اس جنت کے مالک ہیں۔ وہ بصیرت تو تم کو نہیں کہ اتباع نبی کریمؐ کو حقیقی جنتوں کے بھی وارث ہوئے دیکھتے۔ مگر ظاہری جنت کی وراثت سے تم بے خبر نہیں ہو سکتے۔ جناب الٰہی نے آپؐ کے مخالف منافقوں کیلئے خبر دی اور فرمایا۔ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (التوبہ: ۷۴) انہوں نے بڑے بڑے ارادے کئے مگر کامیاب نہ ہوئے۔ پھر دیکھا کوئی کامیاب ہوا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اگر قرآن کریم اللہ الواحد اور العالم کی طرف سے نہ ہوتا تو اسکی کوئی تعلیم تو سُننِ الٰہیہ ثابتہ کے خلاف ہوتی۔ کیونکہ تم مانتے ہو کہ اَن پڑھوں میں اَن پڑھ رسول تھے۔ عرب میں کوئی کتاب، مدرسہ یونیورسٹی قرآن کیلئے نہ تھی۔ وہاں کوئی یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی۔ تو تیرہ سو برس کی تحقیقات یورپ نے کوئی علم قرآن کریم کا ضد ب سائنس ثابت کر دیا ہوتا۔ مگر میں چیلنج کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہو سکا۔

پھر قرآن کریم کی تعلیم مشترکہ تعلیم انبیاء و رسل کے خلاف نہیں۔ اٹکل پچو باتیں کرنے والے کی باتیں اکثر غلط نکلتی ہیں۔ پس اگر قرآن کریم اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کی اکثر باتیں غلط نکلتیں۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۳۸-۲۳۹)

لَوْكَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء ۸۳) یعنی قرآن یا یہ دین خُدا سے نہ ہوتا تو البتہ اس میں اختلاف ہوتا اور بہت اختلاف ہوتا۔ حالانکہ اسمیں ذرا بھی اختلاف نہیں۔ تیئیس[۲۳] برس دُکھ اور سُکھ کے مختلف اوقات میں باتیں کیں۔ مختلف احکام دیئے۔ سُبحان اللہ پھر سب کے سب باہم موافق۔ قرآن آیات کو اسی واسطے متشابہات اور متشابہ کہتا ہے کہ ایک آیت دوسری کی مصدق اور مثل ہے۔ مَیں دعویٰ کرتا ہوں۔ کوئی شخص دو حدیث صحیح ایک مرتبے کی میرے سامنے لاوے میں اُسے تطبیق کرکے دکھائے دیتا ہوں۔ (فصل الخطاب (ایڈیشن دوم) جلد اوّل صہ۵-۵۱)

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۔ (النساء : ۸۳)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ اگر یہ قرآن خُدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بڑا اختلاف ہوتا۔

قرآن کے منجانب اللہ ہونے کے جو دلائل ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف پاتے۔ میں نے اس امر پر غور کیا ہے کہ کیا کیا اختلاف ہو سکتے تھے تو ان میں سے مجھے چند ایک بڑے بڑے اختلاف یہ معلوم ہوئے ہیں۔

اوّل: انسان جب بات کرنے لگتا ہے تو اسکے مخاطب مختلف قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ کبھی جاہل کبھی عالم۔ کبھی نادان۔ کبھی کم سمجھ۔ کبھی ذکی الطبع۔ تو ایسے موقع پر ایک سپیکر یا خطیب کو ناظرین کی طرز اور لیاقت کا خیال کرکے ان کے فہم اور عقل کے مطابق بات کرنی پڑتی ہے اور مختلف موقعوں پر اُسے مختلف کلام کرنے کا اتفاق پڑتا ہے تو اکثر اوقات دو مختلف موقعوں اور مجلسوں کی باتوں میں جو وہ کرتا ہے، بڑا اختلاف ہو جایا کرتا ہے لیکن باوجود اس کے کہ قرآن کو ہر ایک قسم کے مذاق کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے مگر اس میں یہ تخالف بالکل ممکن ہی نہیں ہے۔ قرآن جیسے مکہ معظمہ کے جاہلوں کیلئے ہے ویسے ہی مدینہ طیبہ کے بڑے بڑے عالم اور فقیہ یہودیوں کیلئے بھی ہے۔

دوم زمانہ کی تعداد سے بھی آدمی کے بیان پر اثر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک لیکچرار متواتر تیئیس[۲۳] برس تک لیکچر دیتا دیتا رہے۔ تو اسکے پہلے اور پچھلے لیکچروں میں ضرور اختلاف ہوگا۔ لیکن قرآن اس قسم کے اختلاف سے بھی بری ہے۔ اسکا طرز بیان شروع سے لیکر آخر تک ایک ہی ہے۔

سوم ایک وقت میں جب انسان لکھتا ہے یا کچھ تقریر کرتا ہے تو جن قدرت کے اردگرد کے نظاروں کا اُسے محدود علم ہوتا ہے۔ انھی کے مطابق وہ بیان کرتا ہے اور اپنے استدلال میں انھی کے نظائر لاتا ہے لیکن چند

دنوں کے بعد قدرت کے نظارے جب اَور رنگ دکھاتے ہیں اور سابقہ تجارب جھوٹے اور کمزور ثابت ہوتے ہیں تو اسے اپنے خیالات کی تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً اس سے پیشتر سب یہ مانتے تھے کہ ہوا اپنا بوجھ اشیاء پر ڈالتی ہے اور اب ایک کتاب لکھی گئی ہے کہ ہوا اپنا کوئی بوجھ نہیں ڈالتی۔ اور یہ مسئلہ سابقہ علم طبعیات کی تحقیقات کے بالکل برخلاف ہے۔

علیٰ ہذا القیاس۔ پہلے زمانہ میں آگ کو ایک عنصر کہتے تھے۔ مگر اب کہا جاتا ہے کہ یہ آگ صرف رگڑ کا نتیجہ ہے۔ اس سے یہ بھی ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کی تحقیقات محدود ہے اور جس قدر ایجادات یا معلومات آج تک ہوئی ہیں یا آئندہ ہوں وہ ہمیشہ اتفاقی ہوا کرتی ہیں اور جب ایک بات ہو جاتی ہے تو پیچھے سے انسان اس کیلئے وجوہات گھڑ لیتا ہے۔ جن لوگوں نے علم سائنس اور طبعیات وغیرہ کے بڑے بڑے مسائل حل کئے ہیں۔ وہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب مسائل اتفاقی طور پر ہی حل ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فرمانا بالکل سچ ہے اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:۲۲) جب اللہ چاہتا ہے تو کوئی بات یا مسئلہ کسی کو معلوم ہو جاتا ہے غرضیکہ قرآن نے ایسا اسلوب بیان کا اختیار کیا ہے کہ ان نظاروں میں بھی اس کا اختلاف کہیں نہیں ہوتا۔ کوئی تحقیقات کسی قسم کی کیوں نہ ہو۔ آج تک قرآن کے خلاف ثابت نہیں ہوئے۔

جس قدر نئی تحقیقات والے ہیں۔ وہ تمام کلام اللہ کے دشمن ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں قرآن پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یورپ کے تاریخ دان۔ نجومی۔ اسٹرانومر۔ سائنسٹ۔ ڈاکٹر وغیرہ ہر عالم اپنے علم کی رُو سے قرآن کی مخالفت پر آمادہ لیکن ان میں سے کامیابی کسی کو نہیں ہوتی۔ اور قرآن کسی سچی بات سے بھی کہیں مخالفت نہیں کرتا۔ اسی لئے مَیں ہمیشہ نئی تحقیقات کا متلاشی رہتا ہوں۔ ہر ایک نئی ایجاد اور کتاب کو دیکھتا ہوں لیکن آج تک مجھے ثابت نہیں ہوا کہ قرآن کی تکذیب کسی طریق سے بھی ہوئی ہے۔ پھر میرے جیسے آدمی کو تو بہت سے مشکلات کا سامنا ہے۔ کیونکہ مَیں قرآن میں ناسخ منسوخ کا قائل نہیں ہوں۔ لغت عرب سے باہر نہیں جاتا۔ حدیثوں کو مانتا ہوں۔ باوجود اس کے مَیں نے کسی سچی بات کو قرآن سے باہر نہیں دیکھا۔

چہارم وجہ اختلاف یہ ہوا کرتی ہے کہ جب مذہب پر کچھ زمانہ گزر جاتا ہے تو مذہب والے اپنے اصل مذہب سے دُور جا پڑتے ہیں اور اصل مذہب کا پتہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جیسے اس وقت عیسائی مذہب کے بڑے بڑے عالم حیران ہیں کہ مسیح کی اصل کلام کدھر گئی اور اسکا کچھ پتہ نہیں ملتا۔ پہلے بعض لوگوں نے فیصلہ کیا تھا کہ متی کی انجیل پرانی انجیل ہے۔ لیکن اب اس کی مخالفت ہوئی ہے۔ توریت میں بھی جھگڑا ہے کہ آیا وحی ہے یا نہیں۔ لیکن ادھر اسلام میں دیکھو کہ ہر صدی میں نیا قرآن سنایا جاتا ہے۔ اور جو مجدد آتا ہے

وہ قرآن ہی کو پیش کرتا ہے اور باوجود اس قدر زمانہ گذرنے کے قرآنی مذہب میں کوئی اختلاف نہیں۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پچاس برس کے بعد مجدد آتا ہے مگر میرا مذہب یہ ہے کہ ہر وقت ایک قوم خادمِ قرآن خادمِ حق اور صدق ضرور موجود رہتی ہے۔

اس تمام بات کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا ابتداء اور انتہاء ایک ہی طرز پر ہے۔ جاہلوں اور عالموں سے یہ ایک نئی آواز سے بولتا ہے۔ بڑے بڑے محقق باوجود بڑی بڑی کوشش کے قرآن کے برخلاف کوئی بات ثابت نہیں کر سکے اور یہ کہ قرآن محفوظ ہے۔ اسکا مذہب محفوظ ہے۔ اس کے اصل میں کوئی اختلاف نہیں ہوا

پنجم ایک اور بات ہے وہ بھی اختلاف میں نہیں آ سکتی۔ قرآن نے جو پیشگوئیاں کی تھیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہلاک ہوں گے۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ جیسی پیشگوئیاں کی گئی تھیں۔ ویسی پوری ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے وقت اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو بھی ساتھ لے جاتے تھے لیکن کوئی بھی کسی وقت انکو پکڑ نہ سکا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں کو غلام بنایا۔ پھر آزاد کیا۔

بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوار پکڑنے پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ انکی بڑی بیوقوفی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل عرب کے پاس تلوار نہ تھی۔ اعتراض تو تب ہوتا کہ ان کے پاس تلوار نہ ہوتی اور اہلِ اسلام پھر ان پر تلوار چلاتے۔ جب مقابلہ پر بھی تلوار ہے تو پھر اعتراض کس بات کا علاوہ ازیں مسلمان تو قانون کے پابند تھے انکو حکم تھا کہ عورتیں اور بچے اور بڈھے قتل نہ کئے جائیں پھلدار درخت نہ جلائے جاویں لیکن مخالف تو کسی ایسے قانون کے پابند نہ تھے۔ (البدر ۲ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر محدود تھا اور عرب بیشمار مقابلہ پر تھے۔ اب بھی اس کی نظیر موجود ہے کہ حضرت مرزا صاحب اکیلے اور انکے مقابلہ پر بڑے بڑے ادیب۔ شاعر اور عالم موجود ہیں اور کوئی مقابلہ پر عربی کی کتاب نہیں لکھ سکتا۔ پھر ایک بات یہ بھی بڑے مزے کی تھی کہ جب کوئی دشمن مقابلہ کیلئے جاتا۔ اس کے بعد ہی جلد اسلام قبول کر لیتا۔ اور فوج کا سپہ سالار بنا دیا جاتا۔ غرضیکہ نصرت اور تائید کے جو وعدے اللہ تعالیٰ کے آنحضرتؐ اور مومنوں کے ساتھ تھے ان میں بھی کوئی تخلف نہیں ہوا اور یہ سب باتیں قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

ردِ شیعہ۔ اس آیت میں بھی شیعوں کے خیالات کی تردید ہوتی ہے۔ قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ ہم نے سب مومنوں کو بھائی بھائی بنا دیا اور انکے دلوں میں کوئی کینہ اور حسد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اگر حضرت عمرؓ اور علیؓ میں اخلاص۔ اتفاق اور باہمی محبت نہ تھی تو پھر قرآن کے (خلاف) ہوا۔ مگر انکا یہ خیال غلط ہے۔ دیکھو

حضرت عمرؓ جب شام کو تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کر گئے۔ بقول شیعہ اگر علیؓ حضرت عمرؓ کو حق بجانب نہ جانتے تھے تو اب تو عنانِ حکومت انکے ہاتھ میں تھی۔ اپنا پورا تصرف کر لیتے۔ لیکن ہم یہ تو نہیں کہتے کہ وہ اتنی جرأت کہاں سے لاتے چونکہ وہ سب آپس میں بھائی بنا دیئے گئے تھے اس لئے کوئی فساد کی بات نہ ہوئی اور نہ ان میں سے کسی کے دل میں دغا تھی۔ غرضیکہ قرآن پر عمل درآمد کرنے والوں میں بھی اختلاف نہیں ہوا کرتا۔ (الحکم ۱۹ رجون ۱۹۰۳ء صـ۱۲۳)

اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی۔ اس کو پھیلا دیتے ہیں اور اچھا ہوتا اگر لے جاتے اس کو رسول کے پاس یا اپنے میں سے ان لوگوں کے پاس جو بات سے بات نکالتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو تم سب شیطان کے مطیع ہو جاتے۔

اِلَّا قَلِيْلًا : یہ محاورہ عرب ہے۔ اس کے معنے ہوا کرتے ہیں۔ سب کے سب یعنی جس قدر ہوں
(الحکم ۱۹ رجون ۱۹۰۳ء صـ۱۲۳)

وعدو وعید کی پیشگوئیاں قرآن میں ہیں۔ عین مطابق واقعہ ہوئی ہیں۔ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ۔ قرآن اس طریق کو منع کرتا ہے کہ ہر ایک امن یا خوف کی بات کو سوائے عظیم الشان انسان کے کسی اور تک پہنچایا جاوے۔ مسلمان جیسے معاشرت سے ناواقف ہیں ایسے ہی امن کی راہ سے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ رجولائی ۱۹۰۹ء)

۸۵ - فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۵﴾

پس مقابلہ کرو اللہ کی راہ میں نہیں تکلیف دی جاتی مگر تیری جان کو اور مومنوں کو ترغیب دے۔ قریب ہے کہ اللہ روک دے کافروں کی جنگ۔ اللہ جنگ کرنے میں بہت سخت اور وہ نکیل ڈال کر سیدھا کر دیتا ہے۔ (الحکم ۱۹ رجون ۱۹۰۳ء صـ۱۲۳)

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : یہاں سے اس خیال کی تردید ہوئی کہ نبی کریمؐ نے اس وقت جہاد کا حکم دیا جب جتھا ہو گیا۔ دیکھو محض نبی کریمؐ کو قتال کا حکم ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ رجولائی ۱۹۰۹ء)

۸۶ ۔ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۶﴾

جہاں تمدن و معاشرت ہو حکام و رعایا بھی ہوتی ہے۔ وہاں سفارشیں بھی لوگ بہم پہنچاتے ہیں۔ ان کے متعلق ہدایت فرمائی کہ وہ سفارش کرو جو نیکی و بھلائی کے متعلق ہو۔ جس کا نتیجہ نیک ہو۔ جو کسی مظلوم کی مدد ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء)

۸۷ ۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۷﴾

جب تم کو کوئی دُعا دے تو تم اس کے جواب میں اس سے بہتر دُعا دو یا کم از کم اتنی ہی دو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ (البدر ۱۹ر جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۳)

حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ : جب تم اچھا سلوک کئے جاؤ تو تم اس سے بہتر سلوک اس کے ساتھ کرو۔
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا : مگر حساب کھولنے کی ضرورت نہیں۔ حساب رکھنے والا خدا ہی ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء)

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ : اور جب تمہیں سلام کیا جاوے تو اس سے بہتر سلام کہو۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۶)

۸۸ ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ

حَدِیْثًا ﴿۸۸﴾

لَیَجْمَعَنَّکُمْ : جو کچھ سمجھایا جاتا ہے۔ ضائع نہیں جائے گا۔ تم سب جمع ہو گے۔ وہاں بدلہ ملے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

اللّٰہ۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ ضرور ضرور وہ تم سب کو قیامت کے دن میں جمع کریگا۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔ یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ دوسروں کے سامنے ذلیل ہونا پسند نہیں کرتا۔ چاہتا ہے کہ گھر میں۔ شہر میں۔ ملک میں جہاں ہو۔ ہر جگہ اس کی عزت ہو اور کسی قسم کی ذلت اُسے نہ پہنچے۔ اس کے اس فطری تقاضا کو پیش کرکے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن تم سب کو ہم جمع کریں گے ...... قیامت تک کی ساری کی ساری مخلوق موجود ہوگی اور پھر جس حال میں تم اپنے محلہ اور گھر والوں کے سامنے کسی قسم کی ذلت پسند نہیں کر سکتے تو اس قدر مخلوق کے سامنے کس قدر ذلت ہو سکتی ہے اس بے عزتی سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ (البدر ۱۹ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۳)

۸۹۔ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۹﴾

دُنیا میں تین قسم کے آدمی ہیں۔ ۱۔ جنہیں مکالمہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہے ۲۔ جو ان لوگوں کی باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ ۳۔ لَا یَعْقِلُ

فَمَا لَكُمْ : اللہ تعالیٰ ماموروں کے سامنے ادب سکھلاتا ہے کہ یہ ہر ایک کا کام نہیں کہ رائے زنی کرتے پھرتے ہو۔ نفاق کے اسباب کئی ہیں۔ ایک سبب بتایا ہے اَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ (التوبہ : ۷۷) منافق کے یہ نشان نبی کریم ؐ نے فرمائے۔ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ۔ بولے تو جھوٹ۔ وعدہ خلاف۔ لڑائی کے وقت گند تولنے والا۔ عہد شکن۔ امانت میں خیانت کرنے والا۔ ایک شخص کو مَیں نے گالیوں سے منع کیا اس نے دو چار گالیاں دیکر کہا کہ مَیں کس ایسے ...... کو گالیاں دیتا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

وَاللّٰہُ اَرْکَسَھُمْ بِمَا کَسَبُوْا : اور اللہ نے ان کو الٹ دیا ان کے کاموں

پر۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۶، ۱۶۴)

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ : اللہ نے جس پر ضلالت کا فتویٰ دیا ہے۔ (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۹)

۹۲- سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْۤا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۲﴾

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ : یہ منافقوں کی دوسری قسم ہے۔ فریقین کو خوش رکھنا چاہیئے۔ اس رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ بڑے بڑے اہم امور میں دخل نہ دیا کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۹۳- وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـئًا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـئًا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٣﴾

بہت ملک ہیں جہاں مسلمان رہتے ہیں۔ جیسے یاغستان۔ بعض حصص افغانستان۔ سرحدی ملک عرب۔ روم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی مومن کسی مومن کو دکھ نہیں دیتا۔ لیکن جہاں مسلمانوں کے قبضے میں تلوار ہے جیسے مذکورہ بالا ممالک میں۔ وہاں تلواریں چلاتے ہیں۔ جہاں تلوار پر قبضہ نہیں وہاں لٹھ ہاتھ وغیرہ چلاتے ہیں۔ ہاتھ نہ چلے تو زبان ہی چلاتے ہیں۔ ہر قسم کی گالیاں ایک دوسرے کو دیتے ہیں عورتوں کا بس نہ چلے تو اپنی اولاد کو ہی کوستی ہیں۔ یہاں فرماتا ہے کہ مومن قتل عمد تو کرتا ہی نہیں۔ اگر خطا ہو تو غلام آزاد کرے۔ دیت ہے جو دس بارہ ہزار ہو جاتی ہے۔ دو مہینے کے روزے رکھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۹۴۔ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٤﴾

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا: تین گناہ کئے ہیں ۱۔ جناب الٰہی کا حکم توڑا ۲۔ اس کے منافع سے محروم کیا ۳۔ اس کی زندگی برباد کی۔ (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد نمبر ۸ صفحہ ۴۴۹)

فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ: غضب خود ایک جہنم ہے۔ غضب کرنیوالوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ اختلاج قلب میں گرفتار رہتے ہیں۔ خدا نے جھگڑوں کی ایک جڑ بتائی ہے۔ نَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ (المائدۃ: ۱۵) جب لوگ نصائح کو بھول گئے تو ان میں عداوت اور بغضاء شروع ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۹۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ

أَلْقٰى إِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۚ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۵﴾

فَتَبَيَّنُوْا : سفر میں ہر چیز کی تحقیق ضروری ہے اور بہت سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے۔

لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ أَلْقٰى إِلَيْكُمُ السَّلٰمَ : جو تم کو سلام کہتا ہے، سلامت روی سے پیش آتا ہے اُسے کافر نہ کہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

فَتَبَيَّنُوْا : لوگوں کے اطوار اخلاق وغیرھا سے خوب واقفیت حاصل کرو۔

(تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ صفحہ ۴۴۹)

۹۶۔ لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۶﴾

أُولِى الضَّرَرِ : بیمار۔ اندھے۔ لنگڑے۔ (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ صفحہ ۴۴۹)

۹۸۔ إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوْا كُنَّا

مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۚ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۸﴾

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً : تم سب نے تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات انسان کا جی چاہتا ہے کہ آج عبادت ہی کریں۔ بعض آدمیوں کو دیکھکر بھی عبادت کو جی چاہتا ہے۔ اسی طرح بعض موقعوں پر خدا سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ملنے سے خدا سے نفرت پیدا ہو کر دنیا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور بعض شخصوں کو دیکھ کر دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے اور آخرت کا خیال آجاتا ہے۔ یہ ایک دُنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ دونوں حالتیں قریباً ہر انسان پر وارد ہوتی ہیں۔ بعض کھانے۔ چارپائی اور مکان میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ نبی کریمؐ کو حکم ہے کہ ایسی جگہ کو بدل دو۔ چارپائیوں کے بستروں کے بدلنے سے بھی حالت بدل جاتی ہے۔

یہاں اسی مسئلہ کو خدا نے بیان کیا۔ جس ملک میں رہنے سے دین کو بھولے اُسے کیوں نہ چھوڑ دے۔ فرشتے ان پر سختی کریں گے اور کہیں گے کہ تم ایسے مقاموں میں رہے کیوں؟ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی۔ تم اس جگہ سے یہ سبق سیکھو۔ جہاں غفلت کی صحبت ہو۔ اس میں مت بیٹھو۔ ایک بزرگ نے مجھے کہا کہ تم کو کئی دن سے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا ہاں سُستی ہو گئی۔ فرمایا تم نے قصاب کی دوکان نہیں دیکھی؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ دیکھو قصاب جب دو چھریاں آپس میں رگڑتا ہے تو تیز ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح صحبتِ صادقین کا فائدہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۰۱- وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۚ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۱﴾

يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا : مہاجر کی نیتِ ہجرت اگر اللہ ہو تو وہ کبھی تکلیف نہیں پاتا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

مُرٰغَمًا : دشمن کے منہ پر مٹی ڈالنے کے اسباب پاتا ہے۔ (تشحیذالاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۹)

۱۰۲۔ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ : جب تم سفر کرو۔

اَنْ تَقْصُرُوْا : سفر میں دوگانہ پڑھا جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ : تین طور پر کمی ہو سکتی ہے۔ ۱۔ چار رکعت کی دو ۲۔ ظہر و عصر، مغرب و عشاء جمع ۳۔ قرأت کم کر دی۔ (تشحیذالاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۹)

۱۰۳۔ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۳﴾

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ : یہ تمام آیت آجکل کے انگریزی پڑھنے والوں کیلئے غور طلب ہے دیکھو مومن ایسے ہوتے ہیں۔ کہ گھمسان کی لڑائی ہے جان کے لالے پڑ رہے ہیں۔ مگر نماز سے غافل نہیں۔ آجکل انگریزی پڑھنے والے نمازی مسلمانوں کو کھٹر کتے اور اولڈ فیشن کہتے ہیں۔

لَوْ تَغْفُلُوْنَ : دیکھو مومن کو بہت چوکس رہنے کا حکم ہے۔ عجز و کسل مومن کی شان سے بعید ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۰۴۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۴﴾

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ : یہ سنتوں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے یہ عام ذکر کی طرف ہے فرض کے بعد سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا : وہ اذکار جو احادیث میں آئے ہیں (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ صفحہ ۳۲۹)

۱۰۵۔ وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا

تَأْلَمُوْنَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا تَأْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٥﴾

ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ : قوم کے پکڑنے میں۔ (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ صفحہ ۴۴۹)

۱۰۶ - إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ ۚ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٦﴾

بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ : اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی قرآن کو خوب سمجھتا ہے۔
وَلَا تَكُنْ لِّلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا : شریر کی طرف سے حمایت کا بیڑا کبھی نہیں اٹھانا چاہیئے خائن کی طرف سے بھی جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر کسی عزیز رشتہ دار کی مصیبت پڑ جاوے۔ تو استغفار بہت پڑھو۔ خدا تعالیٰ تمہیں بچالے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۰ - هٰأَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿١١٠﴾

هَا : خبردار ہو جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۳ - وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ

إِثْمًا مُّبِينًا ﴿١١٣﴾

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْئَةً : بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ خود کوئی بدی کر کے دوسرے کے ذمے لگا دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۴- وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٤﴾

مَیں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں۔ مدّعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گذرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کرنے سے انسان کو خوشی و عزت اور کم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے۔

اَنْ يُّضِلُّوْكَ : خبردار ہو جاؤ ایک گروہ اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ تم گمراہ ہو جاؤ۔

وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ : اگر تم قرآن شریف پر توجہ رکھو تو تم گمراہ کرنے والوں کی کوششوں سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ یورپ والوں نے کس قدر ترقی کی ہے لیکن دیکھو ایک بندہ کو خدا بنا لیا آریہ وَحْدَہٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ نہیں کہہ سکتے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ : دیکھو نبی کریمؐ ایسے انسان کو ارشاد ہے کہ اگر قرآن شریف نہ آتا تو تجھ کو کچھ نہ آتا۔ بھلائی اور برائی سمجھنے کا ایک ہی ذریعہ؛ قرآن شریف ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء)

كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا : اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلق کو عظیم فرماتا ہے۔ اور ان پر جو فضل ہوا اُسے بھی عظیم فرمایا۔ اب خیال کرو کہ جس کو خدا تعالیٰ نے عظیم کہا وہ کس قدر عظیم الشان ہوگا۔ اب جو رسول اس شان کا ہے اسکے بغیر ہم کو کسی اور کے مقتدا بنانے کی ریجھ بھی کیا ہوئی۔ (بدر ۳۱؍مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۴)

۱۱۵۔ لَاخَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۵﴾

لَاخَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ ؕ امن کی زندگی۔ عمدہ معاشرت وتمدن کیلئے یہ ضروری نصیحت ہے۔ مخفی کمیٹیاں کرنے والے بجائے اصلاح بین النّاس کے تفریق بین النّاس کرتے ہیں جب کوئی شخص قرآن وحدیث کا علم نہیں رکھتا تو اُسے یہ حق کہاں پہنچتا ہے کہ وہ کہے کہ مَیں حق کی حمایت کرتا ہوں۔ پس تم کسی خفیہ مشورہ میں سوائے اہل الرّائے عالمان قرآن کے شامل نہ ہو اور یہ لوگ بھی مشورہ کریں تو نیک، چندہ دینے۔ کسی نیکی اور اصلاح کے متعلق مشورہ کریں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۶۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۶﴾

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ دیکھو سُنّی شیعہ پنج ارکانِ اسلام میں اصولی طور پر متفق ہیں۔ پھر آپس میں ایسے رکھے رہتے ہیں کہ کیا مجال ایک دوسرے کی مسجد میں چلا جاوے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۷۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۷﴾

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ : شرک کے معنی ہیں کسی کے ساتھ ساجھی کرنا۔ اللہ کی ذات۔ اللہ کی صفات۔ اللہ کے افعال کا کسی کو ہمتا بنانا۔ اللہ کی عبادت جس طرح کی جاتی ہے۔ اسی طرح کسی دوسرے کی عبادت و تعظیم کرنا۔

ایسی کوئی قوم پیدا نہیں ہوئی جس نے خدا کی ذات جیسی کوئی ذات مانی ہو۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام نے خدا کی ذات کی توحید کا بیان کم فرمایا ہے۔ صرف ایک قوم ہے جو ثنویہ کہلاتی ہے۔ وہ یزدان و اہرمن مانتے ہیں۔ صفاتِ الٰہی میں بھی لوگوں نے شرک بہت کم کیا ہے۔ خدا کے افعال میں بھی لوگوں نے شرک کم کیا ہے مشرک بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ ہاں چوتھی قسم کا شرک شرک فی العبادت ہے۔ کُل انبیاء اسی شرک کے دُور کرنے کیلئے آئے ہیں۔ بُتوں سے مُشرک حاجات مانگتے ہیں۔ ان کے آگے سجدہ کرتے (ہیں)۔

مَا دُوْنَ ذٰلِکَ : میں مَا دُوْنَ کے معنی ہیں کہ اس سے نیچے اتر کر جو گناہ ہیں وہ معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ خدا کا انکار شرک سے بھی بڑھ کر گناہ ہے۔ پس مَا دُوْنَ کا ترجمہ سوائے پسندیدہ نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء)

اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ : اللہ کی ذات جیسی ذات۔ صفات جیسی صفات۔ افعال جیسے افعال مانے جائیں عبادت کے طریق میں جو انبیاء نے بتائے کسی کو شریک کرے۔ ایک شرک فی العبادت ہے۔

(تشحیذ الاذہان نمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ صفحہ ۴۴۹)

شرک وہ بُری چیز ہے کہ اسکی نسبت خدا نے فرما دیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ پھر بھی مسلمان اسکے معنے نہ سمجھیں تو افسوس ہے۔

سب سے پہلا کام جو انسان کے کان میں بوقتِ پیدائش و بلوغ ڈالا جاتا ہے وہ شرک کی تردید میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ یہ ایک بحث ہے کہ کان بہتر ہیں یا آنکھیں۔ مولود کے کان میں اذان کہنے کی سنّت سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر یہ لغو فعل ہوتا تو کبھی رسولؐ کی سنّتِ مؤکدہ نہ بنتا۔ یقظہ نومی جو بیماری ہے اسکے عجائبات سے بھی اسکی حکمتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔

غرض پہلا حکم کانوں کیلئے نازل ہوا اور انبیاء بھی اس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اشاعت کیلئے آئے اور خدا کی آخری کتاب نے بھی اسی کلمہ کی اشاعت کی اور جس کتاب سے مَیں نے دینی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ کی اس میں بھی اس پر زیادہ بحث ہے۔

چونکہ بعض لوگ حکیموں کی بات کو بہت پسند کرتے ہیں اور انکے کلمہ کا انکی طبیعت پر خاص اثر ہوتا ہے اس لئے یہاں ایک حکیم کی نصیحت کو بیان کیا ہے اور یہ بھی مسلّم کہ آدمی اپنی اولاد کو وہی بات بتاتا ہے جو بہت

مفید ہو اور معتبر ہو۔
شرک عربی زبان میں کہتے ہیں ساجھی کرنے کو۔ کسی سے کسی کے ساتھ ملانے کو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو جوڑی نہ بناؤ۔ (بدر ۱۲ر جنوری ۱۹۱۰ء صد۲)

۱۱۸۔ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۸﴾

اناث : دیویاں۔ عرب میں بھی لات وغیرہ مؤنث بتوں کے پجاری تھے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۲۲۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۲﴾

مَحِیْص : بھاگنے کی جگہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۲۵۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۵﴾

لَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا : کھجور کی گٹھلی کی پشت پر ایک نقطہ ہوتا ہے اُسے نقیر کہتے ہیں
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۲۸۔ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ

لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ، وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ، وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۸﴾

بعض وقت لوگ یتیم لڑکوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ ان کا مال کھا لیتے ہیں۔ اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ یتیموں کیلئے انصاف پر قائم رہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۲۹۔ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا، وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ، وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ، وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۹﴾

اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا : صلح بڑی اچھی چیز ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں کہ وہ عداوت کو بڑھاتے ہی رہتے ہیں۔

كَالْمُعَلَّقَةِ : ایسا نہ کرو کہ وہ عورت درمیان میں لٹکی رہے کہ نہ اس کو خاوند والی کہہ سکتے ہیں نہ بے خاوند والی۔

وَتَتَّقُوْا : تقویٰ بہت ضروری ہے۔ ایک امیر کو مَیں بہت اچھا سمجھتا تھا اور میرے اُستاد اُسے بُرا سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ ذکر چل پڑا۔ مَیں نے متقیوں کی مثال میں اس امیر کو پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ تقویٰ کے معنی جانتے ہو؟ عرض کیا جو کوئی کام شریعت کے خلاف نہ کرے۔ فرمایا یہی بات ہے کہ وہ شریعت کی تو آڑ رکھتا ہے۔ اور کرتا وہی ہے جو اس کے دل میں ہوتا ہے۔ اپنے اغراض کے موافق احکام کو

ڈھال لیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۳۶- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۶﴾

کئی وقت انسان کیلئے امتحان کے ہوتے ہیں۔ ایک تو غضب کا وقت ہوتا ہے۔ غضب کی حالت میں آدمی دوسروں کو انواع و اقسام کے نقصانات پہنچا دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ غلطی ہوئی۔ عفو کرو لیکن جب دوسرا کوئی نقصان پہنچائے تو ہرگز عفو پر رضامند نہیں ہوتے۔ اسی طرح آدمی بعض اوقات محبت میں بھی حد سے بڑھ جاتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے۔ ایک وقت وہ ہوتا ہے جبکہ مقدمات میں گواہی دینے کا ہوتا ہے آدمی اپنے عزیز و دوست کا نقصان گوارا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کو مقدم رکھو اور گواہی انصاف سے دو خواہ اپنے عزیزوں کے مقابلہ میں ہو۔ اپنی جان پر یا اپنے ماں باپ ہی کے متعلق گواہی دینی پڑے۔

فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا : اللہ تعالیٰ ہی غریب و غنی کی رعایت سے بہتر ہے۔

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى : گری ہوئی بات انصاف کے خلاف ہوتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۳۷- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ

بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا ﴿۱۳۶﴾

وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ : ملائکہ کا کفر یہ ہے کہ اندرونی پاک تحریکات کے خلاف کرے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۳۸۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا ﴿۱۳۸﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا : بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب پکڑے جاتے ہیں تو مومن ہو جاتے ہیں، پھر موقع پاتے ہیں پھر گمراہ ۔ منافق کی ایک بڑی پہچان یہ بھی ہے کہ وہ بار بار اقرار کرتا ہے اور پھر اس کو پورا نہیں کرتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۴۱۔ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ ۫ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا ﴿۱۴۱﴾

یُسْتَھْزَءُ بِھَا : حقیر سمجھا جاتا ان کو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۴۴۔ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ ٭ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا ﴿۱۴۴﴾

ہم نے بارہا تمہیں بتلایا کہ منافق امانت میں خیانت کرتے ۔ وعدہ پورا نہیں کرتے۔ جھوٹ بولتے ہیں لڑتے ہیں تو گند بکتے ہیں ۔ پھر منافق وہ ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو۔ منافق کا دل کمزور ہوتا ہے اس میں نہ قوتِ فیصلہ ۔ نہ تاب مقابلہ ۔ منافق اللہ کی یاد بہت کم کرتے ہیں ۔ نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور دکھلاوے کی نمازیں پڑھتے ہیں۔

مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ : مکھی کی طرح کبھی ادھر جاتا ہے کبھی اُدھر۔ آجکل لوگ جس کو پالیسی کہتے ہیں وہ نفاق کا ٹھیک ترجمہ ہے ۔ منافق کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۵۱ - اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۱﴾

يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ : ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا کو مانتے ہیں ۔ اللہ فرماتا ہے جو رسولوں کو نہ مانیں وہ پکے کافر ہیں ۔ مومن کو چاہیئے کہ اللہ پر بھی ایمان اور اُس کے رسولوں پر بھی ایمان لاوے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ر اگست ۱۹۰۹ء)

۱۵۴ - يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ

وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا

اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا : شریر لوگ جب کسی نیک بات پر عمل نہیں کرنا چاہتے تو طرح طرح کے عذر تراشتے ہیں مثلاً یہ کہ خدا ہم پر بھی ایک کتاب بھیج دیتا۔ پھر موسٰی سے اس سے بھی بڑھ کر کہا کہ اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً (النساء : ۱۵۴) چنانچہ ان پر عذاب آیا۔ پر بے وجہ نہیں فَبِظُلْمِهِمْ۔ (انکے ظلم کی وجہ سے)
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ راگست ۱۹۰۹ء)

خیالی تصویر انسان جو دل میں کسی کی بٹھا لیتا ہے۔ خلافِ واقعہ نکلنے پر ابتلاء میں پڑتا ہے۔ اس لئے احتیاط کرو۔ وہ کتاب جُمْلَةً وَّاحِدَةً چاہتے تھے۔ اَلصّٰعِقَةُ۔ بجلی میں کبھی یکدم دو تین سے زیادہ آدمی نہیں مرتے۔ صٰعِقہ کے معنے عذاب کے ہیں.... ۔ (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۹)

۱۵۵۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا

اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا : یہ ہم نے تم کو بارہا نصیحت کی ہے۔ جب کسی شہر میں جانے لگو تو داخل ہوتے وقت دُعا مانگو۔ فرماں بردار ہو کر شہر میں داخل ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ راگست ۱۹۰۹ء)

۱۵۶۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا

وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ : اور اس کہنے پر کہ

ہمارے دل پر غلاف ہے کوئی نہیں پر اللہ نے مہر کی ہے ان پہ مارے کفر کے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صہ ۱۶۱)

۱۵۸- وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۸﴾

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ: رسول اللہ کہنا بطور استہزاء ہے۔ اور اس لئے کہ انکی کتابوں میں تھا کہ اللہ کا نبی مقتول بالصلیب نہ ہوگا۔ اس لئے انہوں نے کہا تا ظاہر ہو کہ وہ اللہ کے رسول نہ تھے۔ اس لئے اللہ نے فرمایا کہ وہ مقتول بالصلیب نہیں کر سکتے۔ بلکہ مشابہ بالمصلوب بنایا گیا مسیح ان کیلئے۔

اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ: سیالکوٹ میں ایک پادری تھے۔ ان سے میری گفتگو ریل پر ہوئی۔ میں نے تمام واقعات متعلقہ صلیب ان سے منوالئے گویا اس نے دبی زبان سے اقرار کیا کہ مسیح کے مقتول ہو جانے کا ان کو یقین نہیں۔ ظن ہی ظن ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ ؍اگست ۱۹۰۹ء)

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ: مشبہ بالمصلوب بنایا گیا۔ ان کیلئے بارہ باتیں بتائی ہیں۔
(تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۱ء جلد ۶ صفحہ ۴۵۰)

۱۵۹، ۱۶۰- بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۹﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۶۰﴾

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ: بلند مرتبہ بنایا اپنی جناب میں۔

اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ : حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے کے معنی ہوں تو پھر اسلام کو کیا جس میں حضرت محمد مصطفےٰ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ صحیح معنی یہ ہیں۔ کوئی اہلِ کتاب ہو (یہودی، عیسائی) حضرت مسیحؑ کے قتل پر (یہ) ایمان لاتا ہے (لاتا رہے گا)۔ مگر یہ سب ایمان ہر ایک کتابی کا مرنے سے پہلے تک ہے۔ مرنے کے بعد حقیقت کھلے گی کہ میں غلطی پر تھا۔ (تشحیذ الاذہان نمبر ۱۲، جلد ۹، صفحہ ۴۵۰)

وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا : اس سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن مسیح گواہی دیگا۔ مگر دنیا میں آکر نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ راگست ۱۹۰۹ء)

۱۶۱ - فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ ہَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْہِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَہُمْ وَبِصَدِّہِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَثِیْرًا ﴿۱۶۱﴾

حَرَّمْنَا عَلَیْہِمْ طَیِّبٰتٍ : طیبات سے آدمی محروم ہوجاتا ہے جب وہ شرک پر کمر باندھے سَبِیْلِ اللّٰہِ سے روکے۔ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ کھانا شروع کردے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ راگست ۱۹۰۹ء)

۱۶۴ - اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ ۚ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَہٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ۚ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۴﴾

اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ : وحی کہتے ہیں جو جلدی سے کسی بات کو بتا دے۔ وحی کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو زمین کو بھیجی گئی۔ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَہَا (الزلزال : ۶) پھر وہ شہد کی مکھی کو بھیجی جاتی ہے۔ پھر وہ حضرت موسیٰؑ کی ماں کو بھیجی گئی۔ پھر اور وحی جو ان بزرگوں کو بھیجی گئی جو نبی نہ تھے۔ جیسے فرمایا۔ وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ (المائدہ : ۱۱۲)

یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وحی ان معمولی وحیوں سے نہیں بلکہ یہ وہ ہے جو اولوالعزم رسولوں کی طرف بھیجی جاتی رہی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۶۹، ۱۷۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۹﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۷۰﴾

کچھ لوگ منکر ہوئے اور حق دبا رکھا۔ ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں ان کو ملا دے راہ مگر راہ دوزخ کی۔ پڑے رہیں اس میں ہمیشہ۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صد ۱۶۴)

۱۷۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۱﴾

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ: ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی۔ شہد بناتی۔ دانائی کو کام میں لاتی۔ قناعت بھی حد درجے کی کرتی ہے۔ محنت و کسب سے اپنے لئے کھانا مہیا کرتی ہے۔ بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی۔ پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۷۲۔ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ

لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا
الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ
كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ؗ فَاٰمِنُوْا
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا
خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ
اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

كَلِمَتُهٗ : اس کے بارے میں ایک کلام آیا تھا مریم کی طرف کہ ایسا لڑکا پیدا ہوگا اور وہ کلام بشر
اسی اللہ کی طرف سے نازل ہوا تھا (رُوْحٌ مِّنْهُ) (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ صفحہ ۴۵)
اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ .... اِلٰى ....
.... فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۔ اس کے سوا نہیں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کا بھیجا ہوا اور اس
کا مخلوق ہے جو مریم کی طرف ڈالا گیا اور اس کی روح ہے ۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر۔
(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۴)
اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ عیسیٰ اللہ کا رسول اور اس کا مخلوق ہے جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا
اور اللہ کی طرف سے روح ہے (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۱۴)

۱۷۲۔ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا
لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ
يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ
فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ : عیسائی لوگ حضرت مسیح کو خدا سمجھتے ہیں۔ بعض بیٹا کہتے ہیں۔ قرآن شریف نے جب بڑے بڑے وعظ کئے کہ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے تو بعض احمقوں نے کہا۔ اتنی مدت سے ہم اسے بڑا مانتے آئے ہیں۔ کہیں ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ خدا فرماتا ہے کہ مسیح ناک نہیں چڑھاتا۔ بُرا نہیں مانتا۔

يَسْتَكْبِرْ - اَلْكِبْرِيَآءُ رِدَائِيْ ۔ تکبر خدا کی صفت ہے۔ انسان کیلئے تکبر کرنا بہت ہی بُری چیز ہے۔ مَیں جب پاخانہ میں جاتا ہوں تو مجھ کو خیال ہوتا ہے کہ جس کے اندر سے یہ نکلتا ہے وہ کبریائی کرے ذرا ہوا بند ہو جائے تو بس پھر خاتمہ ہے۔ پھر قریباً سب کی مائیں جو چوہڑیوں کا کام کرتی ہیں[1]۔ بس انسان کو اپنی ذات پر کیا گھمنڈ ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ ؍ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۷۵- يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۵﴾

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا : افسوس کہ آجکل قرآن مسلمانوں نے پانچ کاموں کیلئے بنا رکھا ہے ۱۔ سرحد میں تو اس لئے کہ کسی کے ساتھ دغا کرنا ہو تو اس پر پنجہ لگاتے ہیں ۲۔ کچہری میں جھوٹی قسموں کیلئے ۳۔ عام طور پر کسی جنتر منتر کیلئے ۴ حافظ لوگ کبریائی کیلئے کہ کوئی کہے ہم بھی حافظ ہیں ۵۔ بعضے روپیہ کمانے کیلئے۔ کئی لوگ آتے ہیں مجھے کہتے ہیں۔ کوئی وظیفہ بتاؤ۔ ایک عامل نے بتایا کہ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق : ۴،۳) رٹا کرو۔ ہم اس نکتہ کو سمجھ گئے کہ یہ رٹنے کیلئے نہیں۔ عمل کیلئے ہے۔ پھر اسے مجرب پایا۔ متقی بن جاؤ۔ خدا اپنی جناب سے رزق دیگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ ؍ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۷۶- فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۶﴾

سو جو یقین لائے اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی مِہر میں اور فضل میں اور پہنچا دیگا اپنی طرف سیدھی راہ پر۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۵ ۱۳۵)

---

[1] یعنی بچوں کو پاخانہ پیشاب کرواتی اور ان کے کپڑے وغیرہ صاف کرتی ہیں۔ (مرتب)

۱۷۷- يَسْتَفْتُوْنَكَ ، قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ، اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ، وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ، فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ، وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ، يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ، وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

يَسْتَفْتُوْنَكَ : ربط پہلی آیات سے یہ ہے کہ مسیح مر چکا۔ وہ کلالہ تھے اس لئے اس کے بھائی اسمٰعیل وارث ہوئے۔ (تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت قلم دوات منگوائی اور چاہا کہ میں تم کو ایسی بات لکھ دوں کہ اَنْ تَضِلُّوْا (کہ تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو)۔ جن لوگوں کی عقل باریک اور سمجھ مضبوط اور علم کامل تھا وہ سمجھ گئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی طرف متوجہ کیا اور جس کی زبان پر حق چلتا تھا۔ اس نے اس بات کا یقین کر لیا۔ کہ آپؐ جو بات ہمیں لکھنا چاہتے تھے۔ وہ یہی کتاب تھی۔ چنانچہ اس نے صاف کہا کہ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ یہ ایک نکتۂ معرفت ہے جو ایک زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولا تھا۔ آنحضرتؐ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہیں کہ میں ایسی بات لکھ دوں کہ اَنْ تَضِلُّوْا دوسری طرف قرآن مجید میں یہ آیات موجود ہیں یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا بمعنے لِئَلَّا تَضِلُّوْا پس تطابق سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن ایک کافی کتاب ہے۔ (الحکم ۱۴ر جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)
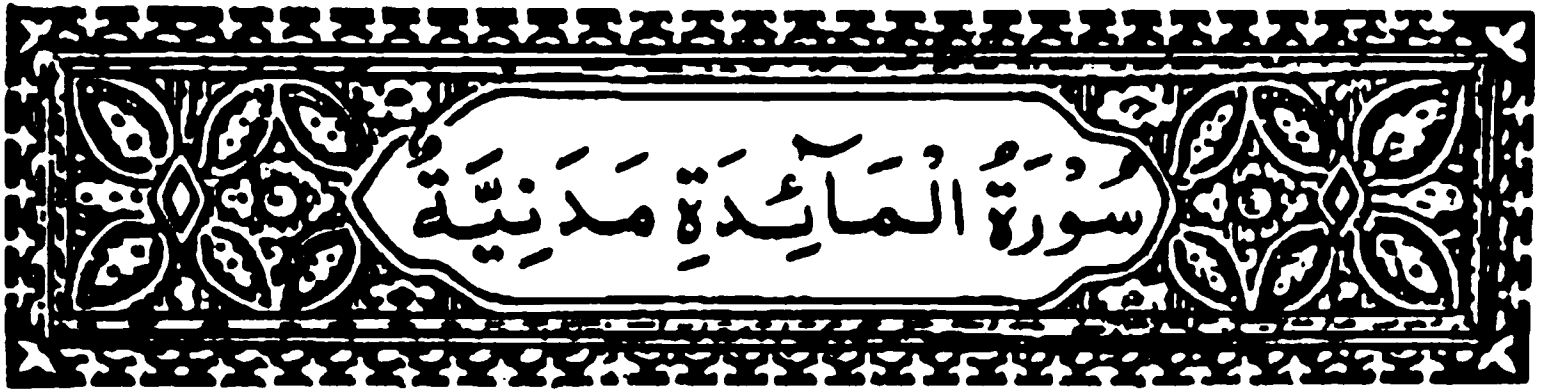
سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۚ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲﴾

سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران ہر دو میں جہاد کا ذکر ہے ہاں پہلی میں زیادہ تر یہود مخاطب ہیں اور دوسری میں نصاریٰ۔ پھر سورۃ نساء اور اس سورۃ مائدہ میں اندرونی نظام کا ذکر ہے۔ کیونکہ گھر بیٹھے بیٹھے بھی بڑے بڑے کام کرنے پڑتے ہیں اور بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ دونوں سورتوں میں تمدن و معاشرت کا ذکر ضروری تھا۔ چونکہ بآرام بیٹھے بیٹھے مباحثات بھی چھڑ جاتے ہیں۔ اس لئے نساء میں یہود کے ساتھ اور مائدہ میں نصرانیوں کے ساتھ مباحثہ کا طریق سکھایا ہے۔ تم لوگوں (احمدیوں) کو اپنے فرض منصبی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ دونوں قوموں سے تمہیں بھی مقابلہ ہے۔ تم میں سے بعض سپاہی تو ہیں جو قلم کا ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ مگر بہت وہ ہیں جو آرام سے بیٹھے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ مناظرہ کا طرز سیکھیں۔

پہلی سورۃ میں بیبیوں کے تعلقات کا بھی ذکر ہے۔ میں نے کسی کتاب میں جو خدا کی طرف منسوب کی گئی ہو اس شرح و بسط کے ساتھ معاشرت کا ذکر نہیں دیکھا۔ تھوڑا ذکر تورات میں ہے۔ مگر انجیل۔ پھر وید اس سے بالکل خالی ہیں۔ دیانند کی ستیارتھ پرکاش دیکھی مگر جب بیبیوں کے تعلقات کا ذکر آیا تو منو وغیرہ کے حوالے دیئے۔ اگر وید پر ہاتھ پڑتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا۔

مجھے تعجب ہے کہ انجیل میں تمدن کا کوئی ذکر نہیں بیبیوں کی معاشرت کے متعلق کوئی مسئلہ نہیں مگر

پھر بھی عیسائی اپنی بیبیوں کے ساتھ کیسی محبت کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں کس قدر تاکید ہے مگر انہوں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ یہ قرآن مجید کی سخت بے ادبی ہے۔ مجھے بہت دکھ پہنچتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ لِتَسْكُنُوٓا اِلَيْهَا (روم ۲۲) اور جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً (روم ۲۲) کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی۔

چونکہ معاشرت میں پہلی بات معاہدہ ہے اس نئے پہلے تو اسے نباہنے کی تاکید فرمائی کہ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ یعنی لین دین۔ بِعْتُ۔ اِشْتَرَيْتُ۔ زَوَّجْتُ۔ تَزَوَّجْتُ ہیں۔ یہ سب عقد ہیں۔ حتیٰ کہ اَخَذْنَا مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (نساء: ۲۲) اگر پوچھو کہ میثاقِ غلیظ کیا ہے۔ تو کئی ہیں جن کو اس کا علم ہی نہیں۔ بس نکاح میں تو ہمارا ایک خطبۂ فارسی ہے وہ پڑھ دیں گے۔ فرماتا ہے تمام عقود۔ قرض لین دین۔ بیاہ و دوستی و دیگر معاہدات وفاداری کے ساتھ نباہو۔ ہمارے ساتھ بھی بعض لوگوں نے عقد باندھا ہے کہ جو بھلی بات کہو گے۔ مان لیں گے۔ ہم نے تمہیں کئی بھلی باتیں بتائیں۔ ان پر عمل چاہیئے۔ یاد رکھو کہ اگر لوگ معاہدات پر قائم ہو جائیں تو تمدن میں بڑا آرام ہو جائے اور کبھی کوئی جھگڑا نہ اُٹھے۔ چونکہ کھانا پینا بھی معاشرت میں شامل ہے۔ اس لئے فرمایا کہ حلال کھاؤ۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ قرآن شریف میں بکری۔ بھیڑ دُنبہ۔ ہرن۔ گائے۔ نیل گائے۔ اُونٹ کو بَهِيْمَه کہا گیا ہے۔ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبد بنانا چاہا ہے۔ تمام وہ اعضاء جو شریعت کے ماتحت رکھے ہیں الکو فرمانبرداری سکھائی ہے۔ مثلاً بولنا۔ اس کے متعلق حکم جاری کیا کہ لغو مت بکو۔ اب ہم کو واجب ہے کہ دیکھیں بولنا مفید ہے یا نہیں۔ فرمایا بولو مگر جھوٹ نہ بولو۔ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (آل عمران: ۶۲) جھوٹ نہ بولیں تو پھر کیا کریں۔ سچ بولیں مگر پھر یہاں بھی اپنی معبودیت کا رنگ جمایا ہے اور کہا کہ دیکھو۔ سچ میں سے بھی ایک سچ منع ہے۔ وہ کیا؟ غیبت۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ کسی میں وہ عیب واقعی ہو تو اس کا تذکرہ تو بُرا نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہی تو غیبت ہے۔ اگر وہ عیب واقعی نہیں تو اسکا نام بہتان ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جابجا اپنی عبودیت سکھائی ہے۔ پھر سچ ہو۔ غیبت نہ ہو۔ تو اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ مجاز بولو مگر ایک وہ مجاز کی بھی اجازت نہیں۔ مثلاً اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ (بہار نے سبزی اُگائی) بول سکتے ہیں مگر مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا بولنا منع ہے حالانکہ یہ صحیح ہے کہ جب بُرج آبی میں چاند چلا گیا تو بارش ہوتی ہے۔ مگر حکمِ الٰہی آگیا کہ ایسا کہنا چھوڑ دو تو چھوڑنا پڑا۔ اسی طرح جانوروں کے کھانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ہرنی بھی بے شک بکری ہے اور نیل گائے بھی گائے ہے۔ حالتِ احرام میں شکار نہ کرو۔ وجہ سمجھ نہ آئے تو عام مومن یہی سمجھ لیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ اللہ جو چاہتا ہے حکم

دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۳۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾

لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ ۔ جن چیزوں سے اللہ پہچانا جاتا ہے۔ انکی بے حرمتی مت کرو۔ ہم نے قرآن مجید سے خدا کو پہچانا۔ اس لئے اسکی بے حرمتی جائز نہیں۔ بھلا یہ حُرمت ہے کہ اس پر پاؤں رکھ لو۔ یا اور کتابوں کے نیچے رکھو۔ یا یونہی صفوں پر ڈال دیا جائے۔ میں نے بھی تمہیں پہچان کی راہ بتائی ہے۔ میری بھی حُرمت کرو۔
وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ : پھر حُرمت کے مہینے وہ بھی شعائر اللہ ہیں ان سے خدا کا شعور حاصل ہوتا کہ کس قدر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔
وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ : اسی طرح قربانیوں کے جانور ہیں کہ وہ سکھاتے ہیں۔ کہ اس طرح انسان کو اپنے آقا کے حضور جان دینی چاہیئے۔ دنیا کے آقاؤں کیلئے جان دیتے ہیں۔ پس دنیا و آخرت کے آقا زمین و آسمان کے مالک پر جان کیوں نثار نہ کریں۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ : اگر کوئی دشمن ہے تو اس سے دشمنی کی حدبندی کرو۔ حدبندی نہ کروگے تو دن بدن دشمنی بڑھتی جاوے گی۔

اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ : کسی آدمی سے دشمنی ہے تو دشمنی کے باعث اس سے قطع تعلق نہ کرلو اگرچہ وہ دشمن ایسا ہے کہ عزت کے مقام سے تمہیں روکتا ہے۔

اَنْ تَعْتَدُوْا : اگر تمہیں کوئی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے تو جس مسجد میں تمہارا اختیار ہے اس میں نماز پڑھنے سے نہ روکو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ / اگست ۱۹۰۹ء)

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ : اور ایک دوسرے کی مدد کرو۔ خداترسی اور نیکی کے کاموں میں اور مت مدد کرو بغاوت اور بدکاری کے کاموں میں۔

(نورالدین (ایڈیشن سوم) صک ۲۰۰)

۴۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۥ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ

غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳﴾

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ : معاشرت میں ضرورت ہے عمدہ اخلاق کی اور بدن کو حوادث سے محفوظ رکھنے کی۔ پس مردار کو استعمال کر کے جان کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

اسی طرح خون میں بھی بہت سی زہریں ہوتی ہیں۔ وہ لطیف طاقتیں جو خدا کی معرفت کیلئے ضروری ہیں خون کھانے والوں میں نہیں رہتیں۔ چوہڑے (ہلاک خور) کو اگر جناب الٰہی کی عظمت و جرأت کا مضمون سمجھاؤ تو وہ نہ سمجھے گا۔ اسی طرح لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ۔ سؤر کا گوشت ہے جو شہوت و غضب کو بڑھا دیتا ہے بعض آدمی بات بات پر آگ ہوتے ہیں۔ گویا ان کا دوزخ انکے ساتھ ہوتا ہے۔ چلتے ہوئے ناک چڑھاتے جائیں گے۔ ہر وقت ایک جلن محسوس کرتے رہیں گے۔ شیر باوجود اتنا بہادر ہونے کے اپنے دشمن کے مقابلہ میں احتیاط کرتا ہے اِدھر اُدھر ہو کر حملہ کرتا ہے۔ مگر سؤر غضب کے وقت سیدھا آتا ہے۔ اسی طرح اس جانور میں شہوت بڑی ہوتی ہے۔ تمام گناہوں کی مبدء یہی دو قوتیں ہیں۔ غضب و شہوت۔ اس لئے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ : پھر وہ چیزیں ہیں جن پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے۔ ان کا کھانا بلحاظ عقائد اللہ سے بُعد میں ڈال دیتا ہے۔ اس کے بعد مَيْتَةً اور مَآ اُهِلَّ کی کچھ تفصیل دی۔ پہلے پہلے اسلام نے عقائد سکھائے۔ اللہ کی عظمت۔ پھر ملائکہ پھر رسولوں پھر کتابوں کا علم سکھایا۔ پھر عبادت کے طریق بتلائے۔ پھر زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج۔ پھر بتدریج سکھاتے سکھاتے تمدن کے ضروری مسائل سکھائے۔ پھر کھانے پینے کے مسئلے بھی بتا دیئے۔ اس پر کہا کہ اب تو تمہارا کھان پان بھی بیان ہو چکا اس لئے شریعت کے اصول کامل ہونے سے کافر ناامید ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵؍ اگست ۱۹۰۹ء)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

حرام کیا گیا تم پر مُردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے

(نور الدین (ایڈیشن سوم) صفحہ ۱۳۰)

اسلام نے بعض قربانیوں کو قطعاً حرام اور نیست و نابود کر دیا ہے۔ اوّل وہ قربانیاں جن میں بُت پرستی اور شرک ہو۔ کیونکہ شرک میں مبتلا انسان بحیثیت مشرک ہونے کے حقیقی اسباب کو ترک کر کے اپنی دیوی دیوتا سے اُمیدوار کامیابی کا ہوتا ہے اس لئے حقیقی کامیابی سے محروم رہتا ہے اور دوسرے ان مشرکوں اور پجاریوں کو اپنی

اپنی دکان گرم کرنے کیلئے صدہا جھوٹے قصے بنانے پڑتے ہیں۔ اس لئے توحید کی حامی شریعت نے ایسی تمام قربانیوں کو باطل کر دیا اور محرمات میں اس کو رکھ دیا اور فرمایا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ۔ حرام کیا گیا تم پر مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ چیزیں جن پر اللہ کے سوا کا نام پکارا جائے اور ہمارے صوفیا کرام نے تو یہاں تک احتیاط اور تاکید کو اختیار فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں مَا کا لفظ جو مَا أُهِلَّ میں آیا ہے۔ وہ عام اور وسیع ہے۔

پھر حضرت شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے۔ دیکھو فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ باب ۲۹۸
والشِّعْرُ فِي غَيْرِ اللّٰهِ مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ فَإِنَّهُ لِلنِّيَّةِ بِهِ أَثَرٌ فِي الْأَشْيَاءِ
وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔

(پ ۳۰ بینہ)

غیر اللہ کیلئے شعر کہنا مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے ہے کیونکہ نیت کا اثر چیزوں میں ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نہیں حکم کئے گئے وہ لوگ مگر اس بات کا کہ عبادت و پرستش کریں اللہ کی صرف اس لئے خالص کرنے والے ہوں اپنے دین کو۔

ہم نے اپنی کتاب میں ایسے شعروں سے پرہیز کیا ہے جو کسی محبوب مجازی کے حق میں یا غیر اللہ کے لئے وہ شعر بولے گئے کیونکہ وہ مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہیں اور وہ حرام ہیں۔ دوم ان تمام سوختنی قربانیوں سے روک دیا گیا ہے۔ جو اشیاء آگ میں تباہ کی جاتی ہیں اور جن کا ذکر صدہا بلکہ ہزارہا بار یجر۔ رگ۔ سام ویدوں میں ہوا ہے...... تیسری وہ تمام قربانیاں موقوف کر دیں جن میں یہ خیال پیدا ہو سکے کہ وہ تراکیب ہمارے گناہوں بدکاریوں، نافرمانیوں کا کفارہ ہوں گی۔ ایسی ہی قربانیوں نے جو ایک ہی دفعہ کی ہوئی یا نہ ہوئی تمام عیسائیوں کو دلیر و بے باک کر دیا ہے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۴۰-۱۴۱)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

یہ آیت شریفہ قرآن مجید میں کس وقت نازل ہوئی؟ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ ایک آیت آپ کی کتاب میں ہے۔ اگر ہماری کتاب میں ہوتی تو جس دن وہ اتری تھی اُسے عید کا دن قرار دیتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے تو اُس نے یہ آیت پڑھی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا جناب عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی؟ کس وقت نازل ہوئی؟ کہاں نازل ہوئی؟ میں اسے خوب

جانتا ہوں۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ وہ عرفہ کا دن تھا۔ وہ اسی عید الاضحیٰ کا مقدمہ تھا۔ عرفات میں نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم..... [1] روز زندہ رہے۔ یوں تو اللہ جلّ شانہٗ کا نزول ہر روز خاص طرز پر رات کے آخر ثلث میں ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن پانچ دفعہ اور عرفات کو نو دفعہ نزول ہوتا ہے۔ احادیثِ صحیحہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ شیطان ایسا کبھی یائس میں نہیں ہوتا۔ جیسے عرفات کے دن۔ یہ وہ دن ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے ہماری نعماء دینیہ کیلئے جس کتاب کو نازل کیا تھا اُسے کامل کر دیا۔ کامل دین جس کا نام اسلام ہے اُسے اُسی دن کامل کر دیا جس دین کی متابعت ضروری اور اس پر کاربند ہونا سعید انسان کو لازم ہے۔ اس کے اصول اور فروع اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس دن میں تمام و کامل کر دیئے وہ چیز جس کو کامل طور پر تمہیں نہیں بلکہ دنیا کو پہنچانے کیلئے سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری دعاؤں اور کل طاقتوں اور مساعی جمیلہ کو پورے طور پر لگایا تھا۔ اس کا نام اسلام ہے۔ اور اسکی تکمیل کا دن جمعہ کا مبارک دن اور عرفات کا پاک دن ہے۔

تمام ادیانِ مروجہ اور مذاہبِ موجودہ کا مقابلہ کرنا چاہیں اور غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کیا بلحاظ اصول کے اور کیا بلحاظ حفظِ اصول اور فروع کے وہ اسلام کے مقابلہ میں کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتے۔ اور بالکل ہیچ دکھائی دیتے ہیں اس کے اہم ترین امور میں سے اللہ جلّ شانہٗ کا ماننا۔ اس کو اسماء حسنیٰ اور صفات و محامد میں یکتا و بے ہمتا ماننا ہے جس کا خلاصہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں موجود ہے جس کا نام افضل الذکر ہے اور جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کُل نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اور آج میں بھی کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ۔ اس کی حقیقت یہ ہے انسان اللہ کی ہستی کی برابر اور ہستی کو یقین نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اسماء میں افعال میں یکتا۔ وجود و بقاء میں یکتا۔ تمام نقائص سے منزّہ اور تمام خوبیوں سے معمور یقین کرے۔ وہی معبودِ حقیقی ہے اُس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت جائز نہیں۔ عبادت کا مدار ہے حُسن و احسان پر۔ پھر یہ دونوں باتیں بدرجہ کامل کس میں موجود ہیں۔ اللہ ہی میں۔ احسان دیکھ لو۔ تم کچھ نہ تھے تم کو اُس نے بنایا۔ کیسا خوبصورت تنومند اور دانش مند انسان بنا دیا۔ بچے تھے ماں کی چھاتیوں میں دُودھ پیدا کیا۔ سانس لینے کو ہوا۔ پینے کو پانی۔ کھانے کو قسم قسم کی لطیف غذائیں۔ طرح طرح کے نفیس لباس اور آسائش کے سامان کس نے دیئے؟ خدا نے! میں کہتا ہوں۔ کیا چیز ہے جو انسان کو فطرتاً مطلوب ہے اور اس نے نہیں دی۔ سچی

---

[1] ۹۰ (نوّے) دن۔ مرتب

بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسان اور افضال کو کوئی گن ہی نہیں سکتا۔ حُسن دیکھو تو کیسا اکمل۔ ایک ناپاک قطرہ سے کیسی خوبصورت شکلیں بناتا ہے کہ انسان محو ہو ہو کر رہ جاتا ہے۔ پاخانہ سے کیسی سبز اور نرم دل خوش کن کونپل نکالتا ہے۔ انار کے دانے کس لطافت اور خوبی سے لگاتا ہے۔ اِدھر دیکھو۔ اُدھر دیکھو۔ آگے پیچھے۔ دائیں بائیں۔ جدھر نظر اٹھاؤ گے اُس کے حُسن کا ہی نظارہ نظر آئے گا اور یہ بالکل سچی بات پاؤ گے یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (الجمعہ ۶۲:۲) ساری دنیا میں جس قدر مذاہب باطلہ ہیں۔ انہیں دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی اسم یا صفت کا انکار کیا ہے اور اسی انکار نے انکو بطلان پر پہنچا دیا ہے۔ ایک بُت پرست اگر خدا تعالیٰ کو علیم۔ خبیر۔ سمیع۔ بصیر۔ قادر جانتا ہے تو کیوں پتھر۔ شجر۔ ہوا۔ سورج۔ چاند اور ارذل ترین چیزوں کے سامنے سجدہ کرتا اور اسکی اُستتی کرتا ہے اور کوئی جواب نہیں ملتا تو یہی عذر تراش لیا کہ ہماری عبادت صرف اس لئے ہے کہ یہ اصنام و معبود ہم کو اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچا دیں اور مقرب بارگاہِ الٰہی بنا دیں۔

اصل یہی ہے کہ وہ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر غریب و گنہگار کی آواز سنتا ہے اور ہر ایک دُور شدہ کو نزدیک کرنا چاہتا ہے۔ اونچی آواز سے پکارو یا دھیمی آواز سے۔ وہ سمیع ہے۔ اگر ایسا مانتے تو کبھی بھی وہ مخلوقِ عاجز اور ناکارہ مخلوق کے آگے، ہاں ان اشیاء کے آگے جو انسان کیلئے بطور خادم ہیں سر نہ جھکاتے اور یوں اپنے ایمان کو نہ ڈبوتے ......

سچے پرستارِ الٰہی اور مخلص عابد ہو۔ خدا کی طرف قدم اٹھاؤ۔ یہاں بھی رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فرمایا۔ اسلام کا لفظ چاہتا ہے کہ کچھ کر کے دکھاؤ موجودہ حالت میں ہم نے (ہم سے مُراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام[1] کے ہاتھ پر توبہ کی ہے) اور مسلمانوں سے بڑھ کر امتیاز پیدا کیا ہے۔ ہم میں مُلہَم ہے۔ ہم میں ہادی اور امام ہے۔ ہم میں وہ ہے جس کی خدا تائید کرتا ہے۔ جس کے ساتھ خدا کے بڑے بڑے وعدے ہیں۔ اس کو حَکَم اور عَدَل بنا کر خدا نے بھیجا ہے مگر تم اپنی حالتوں کو دیکھو۔ کیا مدد اور عمل درآمد کیلئے بھی ایسا ہی قدم اٹھایا جیسا کہ واجب ہے۔ (الحکم ۵ رمئی ۱۸۹۹ء صـ۳ تا صـ۵)

جو دین لے کر یہ خدا کا پیارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آیا۔ اس کا نام اسلام رکھا جس کے معنی ہی میں سلامتی موجود ہے یہی وہ دین ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اظہار یہ کہہ کر فرمایا : وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اور اس اسلام پر عملدرآمد کرنے والے سچے مسلمان کو جس نتیجہ پر پہنچایا

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ناقل

وہ دارالسلام ہے۔ پس کوئی ہے جو اس قدر سلامتیوں کو چھوڑے؟ وہی جو دنیا میں سب سے بڑھ کر بدنصیب ہو! (الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

یہ بالکل سچی بات ہے کہ خلفائے ربانی کا انتخاب انسانی دانشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اگر انسانی دانش ہی کا کام ہوتا تو کوئی بتائے کہ وادیٔ غیر ذی زرع میں وہ کیونکر تجویز کر سکتی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ایسی جگہ ہوتا جہاں جہاں پہنچ سکتے۔ دوسرے ملکوں اور قوموں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے اسباب میسر ہوتے۔ مگر نہیں۔ وادیٔ غیر ذی زرع ہی میں انتخاب فرمایا اس لئے کہ انسانی عقل ان اسباب و وجوہات کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھی جو اس انتخاب میں تھی۔ اور ان نتائج کا اس کو علم ہی نہ تھا جو پیدا ہونے والے تھے عملی رنگ میں اس کے سوا دوسرا منتخب نہیں ہوا۔ اور پھر جیسا کہ عام انسانوں اور دنیا داروں کا حال ہے کہ وہ ہر روز غلطیاں کرتے اور نقصان اٹھاتے ہیں آخر خائب اور خاسر ہو کر بہت سی حسرتیں اور آرزوئیں لے کر مر جاتے ہیں لیکن جناب الٰہی کا انتخاب بھی تو ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے اُدھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فضل۔ شفا۔ نور اور رحمت کہلاتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ کی صدا کس کو آئی؟ کیا اپنی دانش اور عقل کے انتخاب کو یا وادیٔ غیر ذی زرع میں اللہ تعالیٰ کے انتخاب کو؟ جناب الٰہی ہی کا منتخب بندہ تھا جو دنیا سے نہ اٹھا جب تک یہ صدا نہ سُن لی۔ پس یاد رکھو کہ مامور من اللہ کے انتخاب میں جو جناب الٰہی ہی کا کام ہے چون وچرا کوئی درست نہیں ہے۔ ہزارہا مصائب و مشکلات آئیں وہ اس کوہِ وقار کو جنبش نہیں دے سکتیں آخر کامیابی اور فتح ان کی ہی ہوتی ہے۔ (الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہو گئے اور ایسا عجز اختیار کیا کہ اپنے خیال بدلے سب سے آخر دست بردار ہو گئے۔ اللہ اللہ کیسے آیات بینات ہیں اور کیسے برکات ہیں۔ کیا کوئی قریشی آپ کا مخالف دنیا میں موجود ہے۔ آپ کی ساری قوم آپ کے سامنے آپ کے جیتے جی اس دین میں داخل ہو گئی جس میں داخل کرنے کا آپ نے بیڑا اٹھایا تھا۔ عرب کے ایسے شہر میں جہاں آپ نے وعظ شروع کیا (قربانت شوم) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہ الہام سُن لیا اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یہ نصرت کسی ہادیٔ مذہب کو اپنے سامنے اپنی زندگی میں ہوئی تو اس کی نظیر دو۔ اس بے نظیر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدیم نظیر میں اس کامیابی کے خرقِ عادت ہونے میں کون سا شبہ ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۴۱-۴۲)

دُنیا میں صرف آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہی اکیلے ایسے کامیاب ہوئے ہیں جنہوں نے اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کی آواز اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے سُنی۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۵۰)

قرآن کریم حسب ارشاد الہٰی اکمال کیلئے آیا ہے۔ جیسے اس نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۳۲)

۵۔ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ، قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ، وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ فَکُلُوْا مِمَّآ اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ، وَاتَّقُوا اللّٰہَ، اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝۵

مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ: پوچھتے ہیں۔ کیا کیا حلال ہے؟ ہم نے حرام بتا دیئے ہیں۔ باقی سب حلال ہیں مگر شرط یہ ہے کہ طیب ہوں۔ فطرتِ صحیحہ بتا دیتی ہے کہ طیب کیا ہے۔ مثلاً پاخانہ ہے۔ یہ بدن سے نکالا گیا ہے۔ پس اسے واپس کرنا فطرت کے خلاف ہے۔

طَیِّبٰت: جن سے تمہارے بدن اور اخلاق و مذہب کو ضرر نہ پہنچے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ راگست ۱۹۰۹ء)

۶۔ اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ، وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ، وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ، وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ

اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ٘ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۠ ﴿۶﴾

طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ: یعنی اہلِ کتاب تمہاری دعوت کریں تو حلال ہے۔ بشرطیکہ کوئی حرام چیز نہ ہو۔

غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ: شہوت کے مٹانے کیلئے ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

جس قوم کو باہر نکلنے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ ان کو ضرورتیں پیش آئیں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ بعض جگہ گائے کا دودھ اور جو کے ستو اور ساگ نہیں مل سکتا۔ گو بیہودہ لاف زنی سے کہتے ہوں کہ ہمارے بزرگ چکروتی راجہ تھے۔ وہ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ کا ستر کس طرح سمجھے۔ تجربہ کے سوا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

غرض جامع کتاب کو سب کچھ جو انسان کیلئے ضروری البیان ہے۔ بیان کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ کتاب بیان نہ کرے جو اپنے آپ کو کامل و جامع کہتی ہے تو کون بیان کرے۔ اگر آپ نہ سمجھیں یا نہ چاہیں۔ تو آپ کی خاطر کیوں ضرورتوں کے بیان کو ترک کیا جاوے۔ کیا ساری دنیا بر ہمچریہ مذہب رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دماغ۔ برین اور اعصاب میں مختلف خواص رکھے ہیں ان خواص کو مدنظر رکھنا کامل کتاب کا کام ہے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۳۴)

مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ: نکاح سے یہ غرض ہو کہ تم پابندی میں رہنے والے ہو نہ مستی نکالنے والے اور نہ یارانہ کے طور پر عورتوں کو رکھنے والے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۵)

۷۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ

وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

سورۃ نساء میں معاشرت کا ذکر ہے جو اپنی بی بی ۔ بچے نوکر ۔ ماں باپ کے ساتھ تعلقات میں عمدگی کا نام ہے اور تمدن کا ذکر ہے ۔ جو کسی گاؤں یا شہر میں مل کر رہنے کے اصول کا نام ہے ۔ کچھ باتیں پچھلے رکوع میں بتائی ہیں ۔ اب کچھ اور فرماتا ہے کہ عمدہ معاشرت میں یہ بھی ضروری ہے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں ۔ مل کر نمازیں پڑھیں اور نمازوں کے لئے وضو کرو جس کا طریق سکھاتا ہے ۔

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ : اپنے منہ دھولو ۔ ہاتھ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ یہ فطری بات ہے ۔ کوئی ہاتھ ناپاک ہو تو منہ نہ دھوئے گا ۔

اَلْغَآئِطِ : باہر سے آئے ۔ پاخانہ ۔ پیشاب ۔ ریح ۔

لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ : چھونے کے دو معنی ہیں ۔ صرف ہاتھ لگانا ۔ دوم صحبت کرنا ۔ دونوں معنے بہت عمدہ ہیں ۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً : اللہ تعالیٰ نے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی ۔ اگر پانی نہیں ملتا یا ملتا ہے ۔ مگر اس کے لینے میں خوفِ نقصان مال یا جان یا عزت ہے تو پھر مٹی سے تیمم کرو ۔ اس بات میں بحث ہے کہ صاف پتھر یہ کہ از جنسِ ارض ہے تیمم ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ : ایسی باتیں بتا کے اللہ طہارت کی روح تم میں پھونکنا چاہتا ہے۔ ان ذرائع سے ترقی کرو۔ تو اللہ تم پر اپنی نعمت کامل کر دے گا شریعت نے ہر ظاہر کیلئے ایک باطن رکھا ہے مثلاً ہر چیز کو دائیں ہاتھ سے لینے کا حکم ہے۔ دائیں کو فارسی میں راست اور اردو میں سیدھا۔ عربی میں يَمِيْن اور بائیں کو چپ۔ اُلٹا۔ شمال کہتے ہیں۔ اس میں ایک نصیحت ہے۔ کہ لین دین میں ہمیشہ راستی کو مدنظر رکھو۔ سیدھا دو۔ اُلٹے ہاتھ سے نہ دو۔ نہ لو ایسا ہی انسان کو اپنی قومیت کا گھمنڈ ہوتا ہے۔ اس میں اصلاح فرماتا ہے کہ تم کو ماء یا تراب سے پیدا کیا۔ آخر تم انہی میں ملنے والے ہو۔ ضرورت کے موقع پر انہی سے ظاہری جسم پاک کرنے کا ارشاد کیا جیسا کہ انکی اصلیت کا خیال باطنی خیالات کو پاک کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ راگست ۱۹۰۹ء)

اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ : شوافع مِنْ بعضیہ بتاتے ہیں حنفی ابتدائیہ۔
(تشحیذالاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۰)

۸۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ز وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۸﴾

وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖ : اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (۱۱۳) بھی ایک عہد ہے۔

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ : ظاہر داریوں سے کام نہیں چلے گا۔ وہ تمہارے سینہ کی باتوں سے واقف ہے۔ اب چونکہ معاشرت میں تعظیم لِاَمْرِ اللّٰہ کے سوا شفقت علیٰ خلق اللہ بھی چاہیئے اس لئے اسکی نسبت ہدایت فرماتا ہے کہ چونکہ معاملات میں مقدمات بھی ہوتے ہیں اس لئے جب تم ان میں گواہی دو تو۔

۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى

اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹﴾

كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ تو تمہاری گواہیاں اللہ کیلئے عدل کیساتھ ہوں وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ کسی کی دشمنی انصاف کی مانع نہ ہو۔ مثلاً آریہ لوگ تم کو دفتروں سے نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ تو اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ تم ان کے مقابلہ میں بھی ایسی کوشش کرو۔ جہاں تمہیں اختیار حاصل ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ تقوٰی کا علاج بتایا کہ تم یہ یقین رکھو کہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا اور ان سے خبر رکھنے والا بھی کوئی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ر اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰﴾

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ چونکہ پھر بھی انسان کمزور ہے اس لئے فرمایا کہ جن مومنوں کے اعمال صالحہ زیادہ ہوں ان کیلئے مغفرت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ر اگست ۱۹۰۹ء)

۱۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

اِذْ هَمَّ قَوْمٌ ؕ حدیبیہ میں بھی ایسا معاملہ ہوا کہ دشمن کی ضرر رسانی سے مسلمانوں کو بچالیا تبوک کے راستے میں بھی یہ فضل ہوا۔ مدینہ طیبہ میں بھی جب یہود نے چکی کا پاٹ گرانا چاہا تو آپ محفوظ رہے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدوں اور ان کی جماعت کو مشکلات پیش آتے ہیں اور

وہ دشمنوں سے بچائے جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ر اگست ۱۹۰۹ء)

۱۳۔ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ : اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کبھی یہود کا ذکر کرتا ہے کبھی عیسائیوں کا کبھی مُشرکوں کا۔ کبھی ابراہیم و موسٰی کا۔ ہمارے سامنے نہ یہود ہیں۔ نہ موسٰی ہیں۔ پس ہم کو اور تم کو سناتا ہے۔ فرعون کس طرح فرعون بنا۔ اور موسٰی کیونکر موسٰی ہوا۔ فرماتا ہے۔ ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا تھا اور ان میں بارہ۱۲ سردار بنائے۔ چھاؤنیوں کو اب تک بارہ پتھر کہتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کے بھی بارہ۱۲ حواری بنائے ہمارے نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ بارہ۱۲ شخص قریشی بڑے خلیفہ ہوں گے حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں کوئی اسلامی ملک ایسا نہ تھا جو حضرت ابوبکرؓ کے تحت تصرف سے باہر ہو۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ان کے عہد تک دنیا کے مسلمانوں کا ایک سردار ہوتا تھا۔ دوسرا دعویدار نہ تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے زمانہ میں قطعاً خلافت کا دعوٰی نہیں کیا۔

اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ : زکوٰۃ کے فرض کا لوگوں کو بہت کم خیال ہے۔ میں نے سوائے ایک کے کسی مولوی کو زکوٰۃ دیتے نہیں دیکھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ر اگست ۱۹۰۹ء)

۱۴۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ

وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ : مسلمانوں میں عیاشی حد سے بڑھ گئی تو خدا نے ایک شخص کو مسلط کیا جس کا نام ہلاکو تھا۔ اسلام جہاں جہاں بادشاہ ہوا اس نے غیر قوموں کو بسنے دیا لیکن عیسائیوں کے تین زمانے ہیں، ایک زمانہ تو اس کا وہ ہے کہ انہوں نے زبردستی لوگوں کو عیسائی بنالیا۔ اور ظلم کئے۔ دیکھو۔ اسلام کا حال سپین میں۔ پھر شبہات۔ شکوک دوسروں کے مذہب میں ڈالنے شروع کئے یہ بھی ایک چیز ہے۔ پھر یہ کہ خاص عہدے عیسائیوں کیلئے مخصوص ہوں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ، پس ان سے عفو کر اور درگذر۔ بے شک احسان والے خدا کو پیارے ہیں۔ (فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۵۴)

سو انکے عہد توڑنے پر ہم نے انکو لعنت کی۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۷)

۱۵۔ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم نصرانی ہیں۔ ہم نے پختہ اقرار لیا ان کا اس یاد دلائی گئی بات پر عمل کرنا بھول گئے۔ پھر ہم نے ان میں عداوت اور بیر کو بھڑکا دیا۔ سوچو اگر ان میں اتفاق ہوتا تو تمام دنیا

پر جو چاہتے کرتے۔ مگر جرمن سے فرانس۔ روس سے انگلستان کو جو کچھ کھٹکا ہے ظاہر ہے۔ باایں کہ سب عیسائی ہیں! مسلمانو! تمہارا مالک رزاق اللہ ایک۔ تمہاری کتاب ایک۔ تمہارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ایک۔ عیسائی تین کے بندے ہیں۔ آریہ چار کتابوں کے متبع ان میں اختلاف ہوتا تو ہوتا۔ ہم میں ایسی وحدت کے ہوتے اتنا تفرقہ ہم کیوں ہوا؟ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۳)

جب لوگوں نے ترک کردیا اس پاک راہ کو جس کی انکو تعلیم دی گئی تھی تو پھر ہم نے ان میں باہمی عداوت اور بغض کو مسلط کردیا۔ بھلا شیر اور اسکے شکار میں بھی کچھ ہے کا خالق کوئی صلح کرنے والا ہے یا ہوگا؟ جو کوئی قوم باہمی محبت و نیکی و ہمدردی و اخلاص اور دوستانہ برتاؤ کی تعلیم کو ترک کردے اور نہ مانے تو ان میں باہمی عداوت و بغض لابدی ہے یا نہیں؟ (نورالدین ایڈیشن سوم صـ۳)

۱۷۔ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾

تمہارے پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی جس سے اللہ راہ پر لاتا ہے جو کوئی تابع ہوا اس کی رضا کا۔ بچاؤ کی راہ پر۔ اور ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور ان کو چلاتا ہے سیدھی راہ۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۱۶۵)

يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ: ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اگر وہ روزانہ ظلمت سے نکل کر نور کو نہیں جارہا۔ تو وہ مومن نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ راگست ۱۹۰۹ء)

۱۸۔ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا، يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ، وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸﴾

شرک کیا ہے؟ جس کے واسطے قرآن شریف نازل ہوا۔ سنو! دوسرا مرتبہ صفات کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ہے۔ سب چیزوں کا خالق ہے وہ غیر مخلوق ہے۔ پس یہ صفت کسی غیر کیلئے بنانا شرک ہے آریہ قوم نے پانچ ازلی مانے ہیں ۱۔ اللہ قدیم ازلی ہے ۲۔ رُوح ازلی ہے ۳۔ مادہ ازلی ہے۔ ۴۔ زمانہ ازلی ہے ۵۔ فضاء ازلی ہے۔ جس میں یہ سب چیزیں رکھی ہیں۔اس واسطے یہ قوم مُشرک ہے۔ عیسائی قوم نے کہا ہے کہ بیٹا ازلی ہے۔ باپ ازلی ہے۔ روح القدس ازلی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المائدۃ: ۷۴) ایک قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں اور تصرف میں کسی مخلوق کو بھی شریک بناتی ہے۔ بدبختی سے مسلمانوں میں بھی ایسا فرقہ ہے جو کہ پیر پرست ہے حالانکہ رسول کریمؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ (بدر ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

اِنْ اَرَادَ : اِنْ تاکیدیہ۔ جب ارادہ کیا اللہ نے مسیحؑ اور اسکی ماں اور اس ملک کے لوگوں کے مارنے کا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۰)

۱۹۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ، قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ، بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ، يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ، وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا، وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۹﴾

یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانے سے جو چیز مانع ہوئی وہ یہی تکبرِ علم تھا فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (المؤمن: ۸۴) انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کافی ذریعہ ہے۔ صحف انبیاء اور صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پرواہ

کرسکتے ہیں اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کردیا اور وہ اس رحمۃ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفّٰی اور شیریں چشمہ جاری ہوا۔ (الحکم ۱۰ ر اپریل ۱۹۰۵ء صہ ۶)

بنی اسرائیل جب مصر کی طرف گئے تو پہلے پہل ان کو یوسف علیہ السلام کی وجہ سے آرام ملا۔ پھر جب شرارت پر کمر باندھی تو فراعنہ کی نظر میں بہت ذلیل ہوئے مگر خدا نے رحم کیا اور موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے ان کو نجات ملی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے تئیں نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ سمجھنے لگے لیکن جب انکی حالت تبدیل ہوگئی۔ ان میں بہت ہی حرامکاری۔ شرک اور بدذاتیاں پھیل گئیں تو ایک زبردست قوم کو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کردیا۔ (بدر ۴ ر فروری ۱۹۰۹ء صہ ۳)

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ ۔ آجکل سیدوں کی بھی یہی حالت ہے۔ کوئی کبریائی ایسی نہیں جو ان میں نہیں حالانکہ بعض ذلیل ہورہے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ ر اگست ۱۹۰۹ء)

۲۱۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۱﴾

کیسا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اسباب کو مہیا نہیں کرتا۔ اور وہ انسان تو بہت ہی بدقسمت ہے جس کو اسباب میسر ہوں لیکن وہ ان سے کام نہ لے۔ اب میں تمہیں توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ گھر کی حالت پر۔ تمہیں یا مجھے یا ہماری موجودہ نسلوں کو وہ وقت تو یاد ہی نہیں جب ہم اس ملک کے بادشاہ تھے۔ سلطنت بھی خدا تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ذریعہ فرمایا ہے جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا یعنی اے میری قوم خدا نے تجھ میں انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ اور تجھ کو بادشاہ بنادیا۔

جب قوم کی سلطنت ہوتی ہے تو قوم کے ہر فرد میں حکومت کا ایک رنگ آجاتا ہے۔ ہاں ہمیں تو وہ وقت یاد نہیں جب ہم بادشاہ تھے۔ اچھا تو قوم کی سلطنت اب ہے نہیں اور خدا کا شکر بھی ہے کہ نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتی تو موجودہ نااتفاقیاں۔ یہ لاچاریاں۔ یہ بیکسی اور بے بسی۔ خود رائی اور خود بینی ہوتی ضروریاتِ زمانہ کی اطلاع نہ ہوتی تو کس قدر مشکلات کا سامنا ہوتا۔ اور کیسے دکھوں میں پڑتے۔ بیرونی خطرات

اندرونی بغاوتوں کو دیکھ کر حملہ آور ہوتے اور ہلاک کر دیتے تو یہ خدا کا رحم ہے جو اس نے سلطنت لے کر دوسروں کے حوالے کی اور ہم کو اس دکھ سے بچا لیا جو اس وقت موجودہ حالت کے ہوتے ہوئے ہمیں پہنچتا (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶-۷)

۲۲۔ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

بندے ایک وہ ہوتے ہیں جن کو الہام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو فہم عطا کرتا ہے اور اپنے فہم سے خدا تعالیٰ کی باتوں کو سمجھتے ہیں۔ ایک وہ ہوتے ہیں کہ جن کو نہ الہام ہوتا ہے نہ خدا ان کو تفہیم کرتا ہے لیکن ان کو وسعتِ نظر حاصل ہوتی ہے اور علم وسیع ہوتا ہے۔ تیسرے وہ ہوتے ہیں جن کو نہ علم ہوتا ہے نہ تفہیم الٰہیہ۔ ان تیسری قسم والوں کو پہلی دو قسم والوں کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ یہاں اسی کے متعلق فرمایا کہ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ موسیٰ فرماتے ہیں اگر میرا کہنا نہ مانو گے تو گھاٹا پاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ (المائدۃ ۲۳) آپ کو خبر نہیں کہ وہاں طاقتور لوگ رہتے ہیں اور وہ لوگ اپنے بگاڑ کی اصلاح جلد کر سکتے ہیں۔ ہم نہیں کر سکتے۔ آپ ان باتوں میں تجربہ کار ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ وہ رَجُلَانِ ہیں جن کے نام یوشع بن نون اور کلب ہے جنہوں نے کہا۔ بسرو چشم حاضر ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی وعظ کیا۔ (اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۲۳۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۳﴾

۲۵۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا

هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ﴿۲۵﴾

جو لوگ آپؐ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم سے تیار ہوئے۔ وہ کیسے نمونہ تعلیم محمدیؐ کے تھے۔ اور جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی تعلیم میں تھے وہ کیسے نمونہ تھے۔

ایک نمونہ وہ ہیں جن کو فرعون کی غلامی سے موسیٰؑ کے سبب آزادی ملی۔ مصر کے آہنی تنور سے۔ (یرمیاہ باب ۴) بہت کچھ مال واسباب لے کر بڑے سمندر سے خشکی پر نکلے موسیٰ کے ذریعہ مَن وسلویٰ کھایا جب موسیٰ نے حکم دیا حالانکہ موسیٰ بنی اسرائیل کیلئے خدا سا تھا (خروج ۴ باب ۱۰) تو صاف انکار کر گئے۔ (گنتی ۱۳ باب ۲۳ و گنتی ۱۴ باب ۱-۳) قرآن شریف میں بھی اشارہ ہے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۔ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۔

بولے اے موسیٰ وہاں ایک قوم ہے زبردست اور ہم ہرگز وہاں نہ جاویں گے جب تک وہ نہ نکل چکیں وہاں سے۔

بولے اے موسیٰ۔ ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے جب تک وہ اس میں رہیں گے۔ سو تُو جا اور تیرا رب اور دونوں لڑو ہم یہاں ہی بیٹھیں گے۔ ......

اور ادھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو دیکھئے۔ آپؐ کی اتباع میں وطن سے نکالے گئے۔ اموال واسباب سے محروم ہو گئے۔ کمال مصیبت کی حالت میں پوری کمزوری کے وقت میں کہتے ہیں لا نقول كما قال اصحاب مُوسٰى اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نقاتل عن يَمِيْنِكَ وَعَنْ شمالك وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ (بخاری جلد ۲۔ کتاب التفسیر۔ مطبوعہ مصر ص۳)

ہم نہیں کہتے جیسے موسیٰ کی قوم نے کہا۔ جاؤ موسیٰ اور تیرا رب اور دونوں لڑو۔ لیکن ہم تیرے داہنے اور تیرے بائیں اور تیرے آگے اور تیرے پیچھے تیرے دشمنوں سے لڑیں گے۔

(فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۲۳-۲۴)

۲۶۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ : اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو کس قدر رنج پہنچا
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ ر اگست ۱۹۰۹ء)

۲۷۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ : یہ ہے نبی کی نافرمانی کا نتیجہ۔
بعض لوگ غلطی کر لیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ اب بخشو نا۔ معاف کرو۔ خدا کا یہاں کارخانہ الگ ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اب اس میں جانا چالیس برس کیلئے بند ہے۔
يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ : یونہی جنگلوں میں جھک مارتے مر جائیں گے۔ ہاں ایک قوم پیدا ہوگی یعنی ان کے بچے جو اس خطا میں شریک ہی نہ تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ ر اگست ۱۹۰۹ء)

۲۸۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۸﴾

ابْنَیْ اٰدَمَ : آدم کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے۔ یہ نام قرآن شریف میں نہیں۔ تورات میں ہیں۔ انکار کی کوئی وجہ نہیں اور نہ ایسے مواقع پر تحریف کا گمان ہے۔
قَرَّبَا قُرْبَانًا : قربانی۔ وہ قربانی کیا تھی۔ یہ نہیں بتلایا۔ کچھ ہوگا۔
فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا : قبولیت کا پتہ معلوم ہو۔ کلام الٰہی سے یا آدم علیہ السلام کو بذریعہ کلام الٰہی علم ہوا۔
اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ : یہ آیت قابلِ غور ہے۔ اعمال نیک بھی نیکوں ہی کے قبول ہوتے ہیں۔ دوسرے موقعہ پر فرما چکا ہے۔ کہ جو رِئَآءَ النَّاسِ (النساء : ۳۹) پر عمل کرتے ہیں

انکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی پتھر پر مٹی بچھا کر تخم ریزی کرے۔ بارش آئے وہ کھیتی کو مع زمین بہا لے جائے اور صاف چٹیل چھوڑ جائے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ راگست ۱۹۰۹ء)

اسلام نے کن قربانیوں کو جائز رکھا ہے؟ سو اوّل انسان قربانی کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر قبل اسکے کہ اس کا بیان کریں قربان کے لفظ کی جس سے قربانی کا لفظ نکلا ہے۔ تشریح کرتے ہیں۔ سُنو! اس لفظ قربان کے لغت عرب میں کیا معنی ہیں۔

قَرُبَ الشَّيْءُ قُرْبَانًا: خوب ہی نزدیک ہوئی یہ چیز۔

اَلْقُرْبَانُ بِالضَّمِّ مَا قُرِّبَ اِلَى اللهِ وَمَا تَقَرَّبْتَ بِهٖ۔ قربان پیش کے ساتھ جو اللہ کی طرف نزدیک کرے۔

وَالْقُرْبَانُ جَلِيْسٌ اَوْخَاصَّتُهٗ: قربان بادشاہ کا مجلسی اور اس کا ممتاز۔

وَمِنْهُ الصَّلٰوةُ قُرْبَانُ كُلِّ تَقِيٍّ: اسی پر محاورہ ہے کہ نماز ہر ایک متقی کیلئے قربان ہے۔

اور حدیث میں آیا ہے:

مَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ۔ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يَبْصُرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا۔ (بخاری) میرا بندہ نفلوں کے ذریعہ میرے قریب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے پیار کرتا ہوں۔ اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے۔ اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے چلتا ہے۔

پس قربان کے معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں میں اپنے آپ کو محو کر دینا اور اس ذریعہ سے اپنے آپ کو اس کے نزدیک کرنا اور اس کے خاصوں میں ہو جانا۔ جب کوئی انسان ایسا ہوتا ہے کہ نہ اس کو کسی کے ساتھ مخلوق میں ذاتی رنج و غضب ہوتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ مخلوق میں سے ذاتی محبت اور تعلق ہوتا ہے۔ اس کی محبت خلق سے ہوتی ہے مگر لِلّٰهِ۔ وَبِاللهِ۔ وَفِي اللهِ ہوتی ہے۔ اور اس کا بغض بھی ہوتا ہے مگر لِلّٰهِ۔ وَبِاللهِ۔ وَفِي اللهِ ہوتا ہے۔ وہ فانی باللہ اور باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ اسکا کھانا صرف اس لئے ہوا کرتا ہے کہ جناب الٰہی نے كُلُوْا کا حکم دیا ہے اور ایسے آدمی کا پینا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کو پینے میں ارشادِ الٰہی ہے وَاشْرَبُوْا اور اسکا بی بی سے محبت و پیار اسی واسطے ہوتا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کا حکم ہے۔

پس شہوت و غضب۔ طمع و جزع۔ عجز و کسل۔ بے استقلالی وغیرہ رذائل اس میں نہیں رہتے

وہ انعامات کے وقت اگر شکر کرتا ہے تو ارشادِ الٰہی سے ۔ اگر مصائب پر صبر کرتا ہے تو رضاءِ الٰہی کیلئے وہ اپنے اور دوسرے کے معاصی پر اس لئے ناراض ہوتا ہے کہ اسکا مولیٰ ان باتوں پر ناراض ہے ۔ وہ مُشرکوں بے ایمانوں شریروں پر تلوار اٹھاتا ہے مگر الٰہی ہتھیار ہو کر ۔ یہی قربانی ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے ۔

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۔ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۔ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۔

جب ان دونوں نے قربانی دی ۔ آخر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی رد ہوئی ۔ اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا ۔ اس نے کہا ۔ اللہ متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے ۔

دوسری انسانی قربانی جس کو اسلام نے جائز رکھا ہے جو امانِ قوم اور مدبرانِ ملک کی قربانی ہے ۔ مگر اس وقت کے بڑے بڑے سیاسی بلاد یوروپ و امریکہ ۔ ہاں عام بلاد کا ذکر کیوں کریں ۔ خود انگلستان نے میری ذرہ سی شخصی زندگی میں جہاں انڈیا ۔ کابل ۔ پنجاب ۔ دہلی کے غدر ۔ سوڈان ۔ خرطوم ۔ ٹرانسوال اور صومالی لینڈ وغیرہ جزائر میں صرف تجارت یا یوں کہو حکومت کیلئے لاکھوں نیئر اور ڈیئر[1] قربانی کئے ہیں تو وہاں ان تراشے گلوں نے اپنے ملک و قوم کو تو دنیا کے صراط پر سے کیا گزرا ۔ دنیا کی جنت میں پہنچا دیا ہے اور وید کی تعلیم نے تو ہزارہا منتروں میں اس نرمیدہ انسانی قربانی کی تاکید لکھی ہے ۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

اولادِ آدم (یہاں اس امر سے بحث نہیں کہ کتنے آدم گزرے ہیں ۔ بہر حال ایک آدم کی اولاد) نے قربانی کی ۔ قربانی کہتے ہیں اللہ کے قرب کے حصول اور اس میں کوشش کرنے کو ۔ میرا ایک دوست تھا کہ کبوتروں کا بہت شوق تھا ۔ شاہ جہان پور سے تین سو روپے کا ایک جوڑا منگوایا اُسے اڑا کر تماشہ کر رہا تھا کہ ایک بحری نے اس پر حملہ کیا اور اسے کاٹ دیا ۔ میں نے کہا دیکھو یہ بھی قربانی ہے ۔ باز ایک جانور ہے اس کی زندگی بہت سی قربانیوں پر موقوف ہے ۔ اسی طرح شیر ہے اس کی زندگی کا انحصار کئی دوسرے جانوروں پر ہے ۔ بلی ہے اس پر چوہے قربان ہوتے ہیں ۔ پھر پانی میں ہم دیکھتے ہیں کہ مچھلیوں میں بھی یہ طریقِ قربانی جاری ہے ۔ وہیل مچھلی پر ہزاروں مچھلیوں کو قربان ہونا پڑتا ہے ۔ اسی طرح اژدہا ہے کہ جس پر مرغا قربان ہوتا ہے ۔ غرض اعلیٰ ہستی کیلئے ادنیٰ ہستی قربان ہوتی رہتی ہے ۔ اسی طرح انسان کی خدمت میں کس قدر جانور لگے ہوئے ہیں ۔ کوئی ہل کیلئے ۔ کوئی بگھیوں کیلئے ۔ کوئی لذیذ غذا کیلئے ۔ پھر اس سے اوپر بھی ایک سلسلہ

---

[1] NEAR AND DEAR (قریبی اور عزیز) ۔ مرتب

چلتا ہے وہ یہ کہ ایک آدمی دوسروں کیلئے اپنے مال یا اپنے وقت یا اپنی جان کو قربان کرتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ لڑائیوں میں ادنیٰ اعلیٰ پر قربان ہوتے ہیں سپاہی قربان ہوتے جائیں مگر افسر بچ رہے۔ پھر افسر قربان ہوتے جائیں اور کمانڈر انچیف کی جان سلامت رہے۔ مگر پھر کئی کمانڈر انچیف بھی ہلاک ہو جاویں مگر بادشاہ بچ رہے۔ غرض قربانی کا سلسلہ دور تک چلتا ہے اس پر بعض ہندو جو ذبح اور قربانی پر معترض ہیں ان سے ہم نے خود دیکھا کہ جب کسی کے ناک میں کیڑے پڑ جاویں تو پھر ان کو جان سے مارنا کچھ عیب نہیں سمجھتے بلکہ ان کیڑوں کو مارنے والے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ شکریہ کے علاوہ مالی خدمت بھی کرتے ہیں۔ پھر اس سلسلہ کائنات سے آگے اگلے جہان کیلئے بھی قربانیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اگلے زمانہ میں دستور تھا کہ جب کوئی بادشاہ مرتا تو اس کے ساتھ بہت سے معززین کو قتل کر دیا جاتا تا اگلے جہان میں بھی اس کی خدمت کر سکیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جس ملک میں تھے شام اس کا نام تھا وہاں آدمی کی قربانی کا بہت رواج تھا اللہ نے انہیں ہادی کر کے بھیجا اور اللہ نے ان کو حقیقت سے آگاہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رؤیا میں دیکھا جب کہ انکی ۹۹ سال کی عمر تھی کہ میں بچہ کو قربان کروں ایک ہی بیٹا تھا۔ دوسری طرف) اللہ کا وعدہ تھا۔ کبھی مردم شماری کے نیچے تیری قوم نہ آئے گی۔ ادھر عمر کا یہ حال ہے اور بچہ چلنے کے قابل ایک ہی ہے اسے حکم ہوتا ہے کہ ذبح کر دو۔ رؤیا کا عام مسئلہ ہے اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھے تو اس کی بجائے کوئی بکرا وغیرہ ذبح کر دے۔ اسی طرح یہاں لوگوں کو کہا میں بیٹے کو ذبح کرتا ہوں مگر وحی الہیٰ سے حقیقت معلوم ہوئی کہ دنبہ ذبح کرنا چاہیئے۔ پس لوگوں کو سمجھایا کہ اے لوگو! تمہارے بزرگوں نے جو کچھ دیکھ کر انسانی قربانی شروع کی اس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ آدمی کی قربانی چھوڑ کر جانور کی قربانی کی طرف توجہ کرو۔ اس کی برکت یہ ہوئی کہ ہزاروں بچے ہلاک ہونے سے بچ گئے کیونکہ انہیں ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کرنے کا سبق پڑھا دیا گیا۔ یہ قربانی کا سلسلہ پرندوں چرندوں درندوں میں بھی پایا جاتا ہے پھر دنیوی سلطنتوں میں ..... ادنیٰ محبوبوں کو اعلیٰ محبوبوں پر قربان کرنے کا نظارہ ہر سال دیکھتا ہوں اس لئے ادنیٰ محبت کو اعلیٰ محبت پر قربان کرتا ہوں مثلاً سڑک ہے جہاں درخت بڑھانے کا منشاء ہوتا ہے وہاں نیچے کی شاخوں کو کاٹ دیتے ہیں پھر درخت پر پھول آتا ہے اور وہ درخت متحمل نہیں ہو سکتا تو عمدہ حصے کیلئے ادنیٰ کو کاٹ دیتے ہیں میرے پاس ایک شخص سردہ لایا اور ساتھ ہی شکایت کی کہ اس کا پھل خراب نکلا۔ میں نے کہا قربانی نہیں ہوئی۔ چنانچہ دوسرے سال جب اس نے زیادہ پھلوں اور خراب پودوں کو کاٹ دیا تو اچھا پھل آیا۔ لوگ جسمانی چیزوں کیلئے تو اس قانون پر چلتے ہیں مگر روحانی عالم میں اس کا لحاظ نہیں کرتے۔ اور اصل غرض کو نہیں دیکھتے ..... جو قربانی کرتا ہے اللہ اس پر خاص فضل کرتا ہے۔ اللہ اسکا ولی ہو جاتا ہے پھر اُسے محبت

کا مظہر بناتا ہے پھر اللہ انہیں عبودیت بخشتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس میں لامحدود ترقیاں ہو سکتی ہیں.....
قربانی کا نظارہ عقلمند انسان کیلئے بہت مفید ہے اپنے اعمال کا مطالعہ کرو اپنے فعلوں میں۔ باتوں میں۔
خوشیوں میں۔ ملنساریوں میں۔ اخلاق میں غور کرو کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کیلئے ترک کرتے ہو یا نہیں؟ اگر کرتے ہو۔ تو
مبارک ہے۔ ہمارا وجود عیب والی قربانیاں چھوڑ دے۔ تمہاری قربانیوں میں کوئی عیب نہ ہو۔ نہ سینگ کٹے
ہوئے۔ نہ کان کٹے ہوئے۔ قربانی کیلئے تین راہیں ہیں ۱۔ استغفار ۲۔ دعا ۳۔ صحبت صلحاء۔ انسان کو
صحبت سے بڑے بڑے فوائد پہنچتے ہیں۔ صحبت صالحین حاصل کرو۔ قربانی کیلئے تین دن ہیں۔ پر رُوحانی قربانی
والے جانتے ہیں کہ سب ان کیلئے یکساں ہیں۔ میں تمہیں وعظ تو ہر روز سناتا ہوں۔ خدا عمل کی توفیق دیوے۔

(بدر ۲۱ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۷، ۸)

تقویٰ ایسی چیز ہے کہ دعاؤں کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ بلکہ اسکے ہر فعل میں قبولیت ہوتی ہے۔ (الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴)

۳۰-۳۱۔ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۱﴾

اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ : یعنی میرے قتل کا جو گناہ ہے وہ بھی تُو حاصل کرے۔ یہ بھی
ایک جذبات رحم کو برانگیخت کرنیوالی درخواست اور نصیحت دینے والی بات تھی کہ اور ہر طرح سے تُو شریر
تو ہے ہی۔ اب یہ ایک گناہ ہے۔ یہ بھی کرلے اور دوزخی بن جا۔ میں نے کیا کہنا ہے۔

فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ : ایسا ٹوٹا پانے والا ہوا کہ جس خاندان نے اس سے شادی کی وہ بھی
تباہ ہوا۔ معلوم ہوا۔ شادی صلحاء میں کرنی چاہیئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

بِاِثْمِيْ : وہ بدی جو مجھے قتل کرنے سے تو حاصل نہ کریگا۔

وَاِثْمِكَ : اور تیری اور بدیاں بھی تیرے ذمہ ہیں۔

اس قصے میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا۔ اس کے دو بیٹے اسمٰعیل و اسحاق

تھے۔ اسرائیلیوں نے وہ نبی (اسمٰعیلی) کا قتل چاہا۔ اس قصہ سے متنبہ فرمایا۔
(تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۲۵)

۳۲-۳۳ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْاَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۳﴾

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا : کوّے میں تین صفتیں عجیب ہیں ۱۔ کوّے کو کسی نے جماع کرتے کم دیکھا ہے۔ ۲۔ ایک ٹکڑا بھی کھانے کو مِل جائے تو اُڑ کر اوروں کو اطلاع ضرور کرے گا۔ کہ یہاں کچھ ملنا ہے۔ ۳۔ کسی کوّے کو صدمہ پہنچے سب وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے شور وغل کو ہماری زبان پنجابی میں "کاواں رَولی" کہتے ہیں۔ ہم نے ایک بڑے شکاری سے پوچھا۔ کبھی کسی کوّے کی لاش تم نے جنگل میں دیکھی ہے۔ تو اُس نے کہا۔ نہیں۔ اس سے تین باتیں نکلیں۔ ۱۔ شرم و حیاء بھی کوئی چیز ہے ۲۔ نیک برتاؤ کرنا چاہیئے اور ہمدردی۔ ۳۔ مُردے کی لاش کو دبانے کی فکر۔ یہ قصہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا (اُسے ابوالانبیاء کہتے ہیں) اس کے دو بیٹے تھے اسحٰق اور اسمٰعیل۔

مدینہ کے یہود جو بنو اسحاق تھے انہوں نے نبی کریمؐ اسمٰعیل کی اولاد کو قتل کرنا چاہا۔ سو انہیں بتایا گیا کہ دیکھو اس سے پہلے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو قتل کر کے کیا لیا۔ سوا اسکے کہ خاسر و نادم ہوا۔ اور انہیں سمجھایا کہ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ صرف اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو پہلے سے یہ حکم دے رکھا ہے کہ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا جو ایسے عظیم الشان نفس کو قتل کرے گا وہ گویا سارے جہان کے قتل کا مرتکب ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

نَفْسًا: نفس محمد رسول اللہ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۵ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۰)

۳۴۔ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۴﴾

سزا انکی جو جنگ کرتے ہیں اللہ اور اسکے رسول سے اور زمین میں بگاڑ پیدا کرنے کیلئے ریشہ دوانیاں کرتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا صلیب دیئے جائیں۔ اس خلاف ورزی یا مخالف سمتوں سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں۔ یا ملک سے نکالے جائیں۔ یہ سزا اس لئے ہے کہ دنیا میں انہیں رسوائی ہو اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۷۵)

سوائے اسکے نہیں کہ جزا ان لوگوں کی جو اللہ اور اسکے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں۔ یہ ہے کہ قتل کئے جاویں یا سُولی دیئے جاویں یا اُس زمین سے جلاوطن کئے جاویں۔ یہ واسطے ان کے رسوائی ہے دنیا میں اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ: اللہ کے دین کا مقابلہ کرتے ہیں۔

مِنْ خِلَافٍ: بوجہ انکی خلاف ورزی کے۔ امام ابو حنیفہؒ نے لکھا ہے کہ مجرموں کی کئی قسمیں ہیں پس انکے موافق ان سزاؤں میں سے کوئی سزا دی جائیگی۔

خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا: یہ نشان ہے آخرت میں عذاب کا۔ دنیا میں حسب پیشگوئی جب

مل گیا تو آخرت کی خبر درست ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ راگست ۱۹۰۹ء)

۳۶۔ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۳۶

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ : اصل مقصد ساری تعلیم کا تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی ابتداء یہ ہے۔ کہ ایمان بالغیب خدا پر ہو۔ دُعا میں لگا رہے۔ کچھ ہاتھ سے دے۔ پھر اس سے بڑھ کر کسی نبی پر بدگمان نہ ہو۔ الٰہی کتابوں پر ایمان رکھے۔ قرآن مجید کو اللہ کی طرف سے جانے۔

دوسرا مرتبہ وہ ہے جو رکوع سورۃ بقرہ لَيْسَ الْبِرَّ (البقرہ : ۱۹۰) میں اللہ پر ایمان۔ ملائکہ پر۔ کتب پر۔ انبیاء پر ایمان ہو۔ ذَوِي الْقُرْبٰى ۔ يَتٰمٰى ۔ مساکین وغیرہ کو دے۔ صبر واستقلال سے بسر کرے

تیسرا مرتبہ۔ آخری یہ ہے کہ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حٰم سجدہ : ۳۱) اور قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (انعام : ۹۲) اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ یاد رکھو معاشرت کے اصولوں میں سے اعلیٰ اصول یہ ہے کہ حکموں کا پابند ہو۔ یہ بدمعاش لوگوں کا اصول ہے کہ دنیا کمائے مکر سے۔ ایسے لوگ کبھی سکھ نہیں پاتے۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ : وسیلہ کے دو معنے ہیں۔ ایک تو حاجت۔ پس مطلب یہ ہوا کہ اپنی حاجتیں جناب الٰہی میں لے جاؤ۔ دیکھو سورۃ بنی اسرائیل اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ (بنی اسرائیل : ۵۸) یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ تو خود اپنی حاجتیں رب کے حضور مانگتے ہیں ابن عباسؓ کا ایک شعر كُلُّ الرِّجَالِ لَهُمْ اِلَيْكَ وَسِيْلَةٌ

دوسرے معنے ہیں ذریعہ کے۔ اور ذرائع چار قسم کے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو با ایمان کہتے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو عقل مند کہتے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو بے ایمان کہتے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو بے عقل کہتے ہیں۔

مثلاً اللہ کے حکموں کو ماننا۔ نیک بننا۔ ہدایت کی بات مان لینا۔ یہ تمام مذہبوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے پس اس ذریعہ پر عمل کرنیوالا با ایمان ہے۔

دوم مثلاً پار جانا ہے۔ دریا میں موجوں پر موجیں آرہی ہیں۔ اب وہاں کشتی کا سامان کرنیوالا عقلمند کہلاتا ہے
سوم مثلاً بت پرست بت کے آگے ناچتا ہے۔ عمدہ کھانے پکا کے اسکے سامنے رکھتا ہے۔ قبر کو سجدہ
کرتا ہے۔ اللہ کے نام کے سوا کسی کا روزہ طواف قربانی کرتا ہے۔ اس وسیلہ کو اختیار کرنیوالا بے ایمان ہے۔
چہارم مثلاً ایک ایسا آدمی ہے جو ان وسائل کو جو قدرت نے کسی مطلب کے حصول کیلئے بنائے ہیں۔ ان
پر جھوٹا قیاس کرتا ہے مثلاً باریک سوئی ململ کو سی سکتی ہے تو وہ سمجھے کہ ہل کا پھالا بطریق اولیٰ اسے جلد سی
سکتا ہے یا جیسے بیوقوف لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب معمولی آدمی اس دنیا میں ہماری مدد کرتے ہیں تو نبی۔ ولی
جسم سے الگ ہو کر بعد وفات بطریق اولیٰ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ کوئی شخص جہاز میں لوہا سمجھ کر پھر بہت
سا لوہا لے کر اس پر ہو بیٹھے اور سمجھے کہ میں اس پر پار کر جاؤں گا۔ یہ بے عقل ہے۔
پس الوسیلہ فرمایا۔ یعنی ذریعہ ہو۔ مگر اس ذریعہ کو دیکھ لو وہ بے ایمانی کا تو نہیں عقل و تجربہ و
ایمان کے موافق ہے یا نہیں۔ مکلف انسان عقل و تجربہ و ایمان سے تقویٰ کے سامان کرے مگر وہ عقل و تجربہ
شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ پھر یہ کہ مجاہدہ فی سبیل اللہ کرے۔ جب ان تین قاعدوں پر چلے گا تو مظفر و منصور
ہوگا۔ بعض لوگ حقیقی ذرائع سے کام نہیں لیتے اور چاہتے ہیں کہ گھر بیٹھے ہم کو عمدہ لباس۔ عمدہ مکان۔ راحت
و آرام کی چیز مل جائے۔ ایسے لوگ آخر مثلاً چوری کا پیشہ وغیرہ ناجائز اختیار کر لیتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

۳۹۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۹

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ چور
مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ بدلہ ہے انکے کسب کا اور عبرت کا موجب ہے اللہ کی طرف سے۔
(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۴۵)

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ: مرد ہو یا عورت ایسے پیشہ وروں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

٤١۔ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ: رزق کیلئے ایسی بری راہ اختیار کرنا نہایت قبیح ہے وہ تو
جائز طریقے سے رزق دینے پر قادر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲/ اگست ۱۹۰۹ء)

٤٢۔ يٰٓأَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ
يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا
بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَ مِنَ
الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ
لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَأْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ إِنْ
أُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ إِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ
فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ
لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۭ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ
أَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ
وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤٢﴾

اے رسول نہ غمگین کریں تجھے وہ لوگ جو کفر میں تیزی سے بڑھتے ہیں اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے

مونہوں سے کہا۔ ہم ایمان لائے۔ اور ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ وہ لوگ کان لگاتے ہیں کہ یہاں سے سُن کر باہر جا کر جھوٹ پھیلائیں۔ یا دوسرے مخالفوں کی بھی مان لیتے ہیں جو ابھی تیرے پاس نہیں آئے۔ ٹھیک موقعوں سے بات کو اُلٹ پلٹ کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر تم کو یہ تعلیم ملے تو لے لو۔ اور اگر یہ نہ ملے تو پرہیز کرو اور جسے اللہ عذاب دینا چاہے تو اسے اللہ سے بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا۔ ان کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۹۹، ۱۰۰)

جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو اس کو تمام ذراتِ عالم پر ایک تصرف ملتا ہے اسکی صحبت میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور یہ ایک فطرتی بات ہے کہ ایک انسان کے اخلاق کا اثر دوسرے کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ بعض طبائع ایسی بھی ہیں جو نیکوں کی صحبت میں نیک اور بدوں کی صحبت میں بد ہو جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں ایسی فطرتوں کا ذکر آیا ہے سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ جب دوسروں کے پاس جا بیٹھتے ہیں تو پھر انکی باتیں قبول کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ متقیوں کی صحبت میں رہیں اور وقت ملے تو استغفار، لاحول اور دعا کریں۔ دُعا کی حقیقت سے لوگ کیسے بے خبر ہیں۔ (بدر ۲۳ رجنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۹، ۱۰)

لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ: بعض وقت کفر کرنے والے کو آرام میں دیکھ کر ضعیف مومن کا دل گھبرا اٹھتا ہے کہ یہ بے ایمان ہو کر کیسے آرام اور عزت میں ہے۔ یہ دھوکہ ہوتا ہے ورنہ ہم نے کئی ایسے لوگوں کو بظاہر دیکھا ہے کہ اتنا بڑا امکان ہے اور اس میں ایک ہی بڑی دری ہے مگر ساتھ مرگی کا عارضہ ہے جو کثرتِ زنا کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح ایک اور کو دیکھا۔ ہر وقت وہاں راگ و رنگ رہتا۔ آہستہ آہستہ موقع آیا کہ اس نے آتشک سے اپنا بالکل تباہ ہونا مانا۔ اور یہ صرف غم میں دل بہلانے کیلئے تھا۔

اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ، یعنی اگر یہ بات ان میں پائی گئی تو سچے۔ ورنہ نہیں۔ لوگ گھر ہی سے باتیں بنا کرکے آتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے پاس ایسے آدمی آئے جو گھر سے یہ مشورہ کر آئے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔ اگر انہوں نے کہا جائز نہیں۔ تو سچے ورنہ جھوٹے۔ ایسی خود ساختہ باتوں میں بہت دھوکہ لگتا ہے۔ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ (المائدۃ:۴۲) فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (الصف:۶) سے اس کی تشریح ہوتی ہے یعنی خدا ان کے دلوں کو پاک کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا جو خود ٹیڑھا پن سے اس حالت کو پہنچ گئے کہ پھر سیدھے نہیں ہونا چاہتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ ر اگست ۱۹۰۹ء)

۴۵۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو آسان رکھا ہے۔ دین کا مدار تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ پر ہے دیکھئے ایک طرف نماز کیسی اعلیٰ عبادت ہے کہ تمام مذاہب کی عبادتوں کی جامع ہے دوسری طرف زکوٰۃ۔ قرآن مجید میں دونوں کی تاکید ہے۔ اس کے علاوہ اور جو عیوب لوگوں میں ہوں۔ انکی اصلاح فرماتا ہے۔ جوں جوں زمانہ پیچھے جاتا ہے۔ نبوت کے ثبوت بڑھتے جاتے ہیں۔ آدم کے وقت میں اگر کوئی مسئلہ الہام و نبوت پر اڑ بیٹھتا تو جواب دینا مشکل تھا لیکن ہمارے زمانے میں کوئی مشکل نہیں۔ انبیاء، اولیاء ملہمین گزر چکے ہیں سامم کا مشترک تعامل موجود ہے۔ پھر سب سے زیادہ سہولت یہ ہے کہ تمام دنیا کے مذاہب کے دلائل۔ حالات۔ اخلاق کا رکھے ہم کو میسر آسکتے ہیں۔ ژند و ستا ملتے نہ تھے۔ اب چند پیسوں پر ملتے ہیں۔ ویدوں کیلئے ایک زمانہ تو وہ تھا کہ احمد بیرونی، ایک شخص انجمن تحقیق مذاہب کا ممبر ۴۰ سال ہند میں رہا۔ وہ ہندوؤں کے حالات کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ انکی ایک اور کتاب ہے جس کو یہ لوگ زبانی بعض مقامات سے پڑھتے ہیں اور میں نے اسے دیکھا نہیں دیکھئے یا تو وہ زمانہ کہ ۴۰ سال ایک شخص محض اسی تحقیق کیلئے رہتا ہے اور سنسکرت کی تحصیل میں ایسی سرگرمی دکھلاتا ہے کہ وہ اسکی مادری زبان کی طرح ہو گئی۔ مگر وید دیکھنے نصیب نہیں۔ یا اب یہ زمانہ کہ چاروں وید (صفحہ ۲۴) معہ بیہ پر ملتے ہیں۔ یہی حال بائیبل کا ہے کہ ایک روپیہ تک مل سکتی ہے۔

پس تحقیق کیلئے بہت آسانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تورات والوں کو متنبہ کرتا ہے کہ تم تورات ہی کو غور سے پڑھو ہم نے اسی میں ھُدًی نازل کی یعنی اس عہدنامہ کے رسول کی طرف راہنمائی کی چنانچہ بتادیا کہ موسیٰ کا مثیل آئے گا اور وہ بت پرستی کا دشمن ہوگا۔ اس سے خلاف کروگے تو تم سے حساب لیا جائے گا۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاس ؛ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ میرا ڈر رکھو اور دنیا کی آیت اللہ کے سامنے مطلق پرواہ نہ کرکے مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ کو حکم بناؤ۔ صاف معلوم ہوگا کہ محمد رسول اللہ ہیں۔ مگر تم نبی پر ایمان لانا تو کجا اس کی ایذا رسانی اور قتل کی فکر میں ہو حالانکہ تورات ہی میں درج ہے کہ نفس کے بدلے نفس ملا جائے گا۔ بلکہ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ان آیات میں بتایا ہے کہ تم تورات کے اور احکام بھی چھوڑ چکے ہو۔ نبی کی مخالفت میں، تو یہ بتاتے ہیں کہ ہمیں اپنا دین بڑا عزیز ہے ہم اپنے دین پر قائم ہیں مگر واقعات اسکے خلاف ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ راگست ۱۹۰۹ء)

هُدًى وَّنُوْرٌ ؛ ہدایت اس لئے کہ اس میں نبی کریمؐ کی پیشگوئی ہے اور نور یہ کہ اس میں توحید بھی سکھائی ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صفحہ ۴۵۰)

۴۹۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۹﴾

بِالْحَقِّ ؛ سراپا حق۔ بعض کتابیں بالکل باطل ہوتی ہیں۔ بعض میں حق و باطل ملا جلا۔ بعضوں میں حق زیادہ ہوتا ہے اور باطل کم۔ مگر قرآن سراپا حق ہے۔

مُهَيْمِنًا : جامع ۔ محافظ۔

شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا : شرعۃ کہتے ہیں پانی کے گھاٹ کو۔ اور منہاج خشکی (کے راستہ) کو کہتے ہیں۔ انسان کو دو ضرورتیں ہیں۔ ایک ضرورت تو اللہ کی پاک شریعت ہی سے حل ہوتی ہے۔ اور ایک قسم کا ضرورت کو اللہ نے انسان کے عقل و فہم پر چھوڑ دیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم زراعت کرو۔ اب کھیتوں۔ بیج بونے کے طریق کو شریعت میں داخل نہیں کیا۔ ایسا ہی کپڑے پہننے کا حکم ہے مگر اب ہر ملک کے موسموں کے سبب جیسا کپڑا چاہیئے یہ انسان کے فہم پر چھوڑ دیا ہے۔

لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً : یعنی تمہیں ایک ہی مذہب پر بنا دیتا۔ مگر یہ جبر ہو جاتا۔ لیکن ہم نے تمہیں ان قویٰ میں جو ہم نے دئے ہیں۔ لِيَبْلُوَكُمْ انعام دینا چاہا ہے پس تم نیکیاں بڑھ بڑھ کر کرو اور اجر لو۔ اگر اپنے اختیار سے تم نیکی نہ کرو بلکہ فطرتاً تو پھر اجر کیسا ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اگست ۱۹۰۹ء)

میں دنیا پرست واعظوں کا دشمن ہوں کیونکہ ان کی اغراض محدود، ان کے حوصلے چھوٹے۔ خیالات پست ہوتے ہیں۔ جس واعظ کی اغراض دینی ہوں وہ ایک ایسی زبردست اور مضبوط چٹان پر کھڑا ہوتا ہے کہ دنیوی واعظ سب اس کے اندر آجاتے ہیں کیونکہ وہ ایک امر بالمعروف کرتا ہے۔ ہر بھلی بات کا حکم دینے والا ہوتا ہے اور ہر بری بات سے روکنے والا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے مُهَيْمِن فرمایا۔ یہ جامع کتاب ہے جس میں جیسے ملٹری (فوجی) واعظ کو فتوحات کے طریقوں اور قواعد جنگ کی ہدایت ہے تو ایسے نظام مملکت اور سیاست مدن کے اصول اعلیٰ درجہ کے بتائے گئے ہیں۔ غرض ہر رنگ اور ہر طرز کی اصلاح اور بہتری کے اصول یہ بتاتا ہے۔ (الحکم ۱۷ر مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

۵۱۔ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥١﴾

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ : یعنی شتر بے مہار بننا چاہتے ہیں۔

(اخبار بدر قادیان ۱۲ر اگست ۱۹۰۹ء)

۵۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ

يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

اَوْلِيَآءَ : دل کا متصرف (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اگست ۱۹۰۹ء)

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ : یہ جنگ کے وقت کا ذکر ہے۔ سورۃ ممتحنہ دیکھو (تشحیذالاذہان جلد ۹ صفحہ ۳۴۹)

۵۳۔ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۳﴾

يُسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ : ان میں شامل ہونے کے لئے جلدبازی کرتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اگست ۱۹۰۹ء)

۵۵۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ : اس آیت میں جو معاملہ ہے وہ بظاہر تکلیف دہ ہے کسی شخص کا بھائی۔ بیٹا۔ دوست۔ سچے مذہب سے پھر جائے تو اس قدر رنج پہنچتا

ہے۔ پھر صحابہؓ کرام کو اپنے قلت تعداد کی حالت میں اس قدر محنتوں سے مسلمان بنانے کے بعد پھر بھی کسی کا ارتداد دیکھنا پڑے تو کیا کچھ دُکھ پہنچنا چاہیئے تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ اس معاملہ میں مومنوں کیلئے ایک بشارت دیتا ہے۔ کہ ایک مُرتد ہو تو میں تمہیں اس کے بدلے میں ایک قوم دوں گا۔ اور وہ قوم بھی ایسی کہ مَیں اُن سے محبت کروں گا اور وہ مجھ سے۔ ایک دفعہ ایک لڑکے نے (جس کی پڑھائی پر میں نے ہزاروں روپیہ خرچ کیا تھا) مجھے خط میں لکھا کہ میں ناپاک مذہب اسلام کو چھوڑتا ہوں۔ مجھے بہت دُکھ ہوتا اگر یہ آیت میرے ذہن میں نہ آجاتی۔

اَذِلَّۃٍ: دراصل گھوڑوں کو کہتے ہیں۔ کیونکہ گھوڑے عاجز ہوتے ہیں اس لئے مطلب یہ ہے کہ نرم ہوں۔ یہ آیت شیعہ کیلئے کاری حربہ ہے۔ عرب میں بھی جب سلسلۂ ارتداد شروع ہوا تو جو قوم ان کے مقابلہ میں اٹھی جسے یُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہو۔ وہ بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ اور ان کے پیرو تھے وہی کافروں پر غالب آئے۔ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرتے رہے اور وہی کسی سے نہیں ڈرے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اگست ۱۹۰۹ء)

ایک تارکِ اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

" ہمارے لئے تمہارا ارتداد بھی خوشی کا باعث ہے کیونکہ قرآن کریم میں ایسے ارتداد اور مُرتدوں کے بدلہ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۴۰)

یعنی اگر تم میں سے کوئی ایک مُرتد ہو جاوے تو اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ ایک بڑی قوم لائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیوالی اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرنیوالا ہوگا۔ اس تارک اور اس کے اور مُرتد بھائیوں کے بدلہ ہمیں قوموں کی قومیں مسلمان اور نیک مسلمان جو محبوب الٰہی ہوں گے عطا کریگا اور ضرور عطا کرے گا فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۵۲)

۵۶۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۶﴾

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ: کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر وقت خدا کی جناب کے

فرماں بردار ہیں۔ اس آیت کو شیعہ نے حضرت علیؓ پر لگایا ہے اور ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ہی نے بحالتِ رکوع زکوٰۃ دی تھی۔ مگر یہ انکی غلطی ہے۔ ہمارے دوست حکیم فضل دین صاحب نے ایک دفعہ ایک شیعہ کو خوب جواب دیا۔ پہلے اس سے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کے مدمقابل میں تھے اس نے کہا۔ ہاں۔ انہوں نے خلافت غصب کی وغیرہ وغیرہ۔ تب حکیم صاحب نے کہا تم ہوش کرو۔ اسی آیت کے ساتھ لکھا ہے فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ۔ (المائدہ : ۵۷) پس غالب تو تم خود ابوبکرؓ کو مانتے ہو۔ حزب اللہ سے بھی وہی ہوا۔ اور یہی نشان ہے ان لوگوں کا جو یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ کے مصداق ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ، خدا کے حضور عاجزی کرنیوالے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ۔ ۹ صفحہ ۴۳۵)

۵۹۔ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۹﴾

قرآن کریم ...... تذلیل اور اہانت کے طور پر ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے اور بے عقلی کے بدنتائج میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ اور جب تم انہیں نماز کو بلاتے ہو۔ اُسے حقارت اور کھیل میں اڑاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۰۳)

۶۰۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۶۰﴾

انہیں کہہ۔ اے کتاب والو۔ تم اس لئے ہم سے بیزار ہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور تمہاری ناراضی کی جڑ یہ ہے کہ تم حدود الٰہیہ کو توڑنے والے ہو۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۷۹-۱۸۰)

۶۱۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً

عِنْدَ اللّٰہِ ؕ مَنْ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَ غَضِبَ عَلَیْہِ وَ جَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَ الْخَنَازِیْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۶۱﴾

قُلْ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکَ ۔ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰہُ رَبُّہٗ فَاَکْرَمَہٗ وَ نَعَّمَہٗ فَیَقُوْلُ رَبِّیْٓ اَکْرَمَنِ ؕ وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰہُ فَقَدَرَ عَلَیْہِ رِزْقَہٗ فَیَقُوْلُ رَبِّیْٓ اَھَانَنِ ۔ (الفجر: ۱۶، ۱۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتلاء دو قسم کے ہیں۔ ہمارے ملک میں اگر کسی سے پوچھتے ہیں کہ کیا حال ہے تو وہ کہتا ہے ۔ بڑا فضل ہے۔ جس سے مُراد یہ ہے کہ مال مویشی۔ اولاد سب کچھ ہے ۔ اسی طرح فضلِ الٰہی کے چھن جانے سے بھی یہی مقصد ہوتا ہے کہ یہ چیزیں ہیں نہیں ۔ اللہ تعالیٰ اسی سورۃ میں فرماتا ہے کہ فضل کا دارومدار تو یتیم کے ساتھ سلوک کرنے۔ کسی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب پر ہے اور یہ کہ مال سے زیادہ محبت نہ ہو۔ اس رکوع میں لعنت کے نشان فرمائے ہیں۔

ترجمہ یہ ہے کیا ہم اطلاع دیں تمہیں اس کی جس کو ایک بُرا نتیجہ ملا ہے۔

جَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَالْخَنَازِیْرَ : وہ ذلیل کر دیئے گئے۔ چنانچہ یہودیوں کی نسبت ارشاد ہے ۔ اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (آل عمران: ۱۱۳) اور لَا یُنْصَرُوْنَ (ہود: ۱۱۴)

وَ الْخَنَازِیْرِ : مالِ دنیا کا حریص اور شہوت کا حریص۔

عَبَدَ الطَّاغُوْتِ : حد سے نکلنے والے کا فرماں بردار۔

سَوَآءَ السَّبِیْلِ : پاک عمدہ، قریب راہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

ان سے کہہ میں تمہیں ان قوموں کی خبر دوں جنہیں خدا کی طرف سے ان کے ایسے افعال کا بہت بُرا بدلہ ملا۔ وہ وہ ہیں جنہیں خدا نے بندر اور سؤر اور شیطان کے پرستار بنادیا۔ یہ بہت بُرے پایہ کے لوگ ہیں اور سب سے زیادہ راہِ حق سے دُور بھٹکے ہوتے ہیں۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۸۰)

وہ جو اپنے آپ کو ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے اُن کی نسبت قرآن ہی نے خود شہادت دی ہے۔ اَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آل عمران: ۱۱۱) ان میں اکثر لوگ فاسق تھے اور یہاں تک فسق و فجور نے ترقی

کی ہوئی تھی کہ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْر یہ اس وقت کے لکھے پڑھے سجادہ نشین۔ خدا کی کتاب مقدس کے وارث لوگوں کا نقشہ ہے کہ وہ ایسے ذلیل وخوار ہیں جیسے بندر۔ وہ ایسے شہوت پرست اور بے حیا ہیں جیسے خنزیر۔ اس سے اندازہ کر و ان لوگوں کا جو پڑھے لکھے نہ تھے جو موسیٰ کی گدی پر نہ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر یہ تو ان کے اخلاقِ بد، عادات بد یا عزت و ذلت کی حالت کا نقشہ ہے۔ اگرچہ ایک دانشمند اخلاقی حالت اور عرفی حالت کو ہی دیکھ کر روحانی حالت کا پتہ لگا سکتا ہے۔ مگر خود خدا تعالیٰ نے یہی بتا دیا ہے کہ روحانی حالت بھی ایسی خراب ہو چکی تھی کہ وہ عبدالطاغوت بن گئے تھے۔ یعنی حدود الٰہی کے توڑنے والوں کے عبد بنے ہوئے تھے۔ ان کے معبود طاغوت تھے۔ اب خیال کرو کہ اخلاق پر وہ اثر۔ روح پر یہ صدمہ۔ عزت کی وہ حالت ؟ یہ ہے وہ قوم جو نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ کہنے والی تھی۔ اس چھوٹے درجہ کی مخلوق کا خود قیاس کر لو۔ یہ نقشہ کافی ہے۔ عقائد کو سمجھنے کیلئے یہ کافی ہے۔ عزت و آبرو کے سمجھنے کے لئے کہ جو بندر کی عزت ہوتی ہے۔ پھر یہ نقشہ کافی ہے۔ اخلاق کے معلوم کرنے کیلئے جو خنزیر کے ہوتے ہیں کہ وہ سارا بے حیائی اور شہوت کا پتلا ہوتا ہے۔

جب ان لوگوں کا حال میں نے سنایا جو نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (المائدۃ : ۱۹) کہتے اور ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے تو عیسائیوں پر اسی کا قیاس کر لو۔ ان کے پاس تو کوئی کتاب ہی نہ رہی تھی۔ اور کفارہ کے اعتقاد نے انکو پوری آزادی اور اباحت سکھادی تھی اور عربوں کا حال تو ان سب سے بدتر ہوگا جن کے پاس آج تک کتاب اللہ پہنچی ہی نہ تھی۔ اور پھر یہ خصوصیت سے عرب ہی کا حال نہ تھا۔ ایران میں آتش پرستی ہوتی تھی سچے خدا کو چھوڑ دیا ہوا تھا اور اہرمن اور یزدان دو جُدا جُدا خدا ملنے گئے تھے۔ ہندوستان کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ جہاں پتھروں، درختوں تک کی پوجا اور پرستش سے تسلی نہ پا کر آخر مردوں اور عورتوں کے شہوانی قوٰی تک کی پرستش جاری ہو چکی تھی۔ غرض جس طرف نظر اُٹھا کر دیکھو۔ جدھر نگاہ دوڑاؤ۔ دنیا کیا بلحاظ اخلاقِ فاضلہ۔ کیا بلحاظ عبادات اور معاملات ہر طرح ایک خطرناک تاریکی میں مبتلا تھی اور دنیا کی یہ حالت بالطبع چاہتی تھی کہ ؎ مردے از غیب بروں آید و کارے میکند

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک رسول کو عربوں میں مبعوث کیا جیسا کہ فرمایا۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الجمعۃ ۳) یہ رسول صرف عربوں ہی کے لئے نہ تھا۔ باوصفیکہ عربوں میں مبعوث ہوا بلکہ اس کی دعوتِ عام اور کل دنیا کیلئے تھی جیسا کہ اُس نے دنیا کو مخاطب کر کے سنایا۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف ۱۵۹) اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں اور پھر ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء ۱۰۸)

یعنی ہم نے تم کو تمام عالموں پر رحمت کیلئے بھیجا ہے اسی لئے وہ شہر جہاں سرورِ دو عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور پایا ام القریٰ ٹھہرا اور وہ کتاب مبین جس کی شان ہے لَا رَیْبَ فِیْہِ (البقرۃ: ۳) وہ ام الکتاب کہلائی اور وہ لسان جس میں ام الکتب اتری وہ ام الالسنہ ٹھہری۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا جو آدم زاد پر ہوا۔ اور بالخصوص عربوں پر اس رسول نے آکر کیا۔ (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

۶۲۔ وَإِذَا جَآءُوكُمْ قَالُوٓا ءَامَنَّا وَقَد دَّخَلُوا۟ بِٱلْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا۟ بِهِۦ ۚ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا۟ يَكْتُمُونَ ﴿٦٢﴾

جب تمہارے پاس آتے ہیں۔ اٰمَنَّا کہتے ہیں۔ حالانکہ کفر دل میں لے کر آتے ہیں اور کفر کو لے کر نکلتے ہیں۔ اور جو کچھ دل میں مخفی رکھتے ہیں اُسے خدا خوب جانتا ہے۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۸۱)

۶۳۔ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَٰرِعُونَ فِى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ وَأَكْلِهِمُ ٱلسُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٦٣﴾

وَالْعُدْوَان : حدبندیوں سے نکلنے والے۔

اَکْلِھِمُ السُّحْتَ : حرام خوری۔ میں بارہا بتا چکا ہوں کہ انسان کی نیکی اور تقویٰ کا پتہ مالی معاملات میں لگتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

بہت سے ان میں سے تم خوب دیکھتے ہو۔ بدکاری اور بغاوت اور حرام خوری میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتے ہیں۔ بہت ہی بُرے کام ہیں جو یہ کرتے ہیں۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۸۰)

۶۴۔ لَوْلَا يَنْهَىٰهُمُ ٱلرَّبَّٰنِيُّونَ وَٱلْأَحْبَارُ عَن

---

[1] زبان۔ (مرتب)

قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۴﴾

ان عالموں اور درویشوں کو چاہیئے تھا کہ انہیں ناجائز باتوں اور حرامخوری سے روکتے۔ بہت ہی بُری کرتوتیں ہیں جو یہ کرتے ہیں۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۸۰)

۶۵۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۵﴾

يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ: نادان لوگ جب تنگ ہوتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں۔ خدا کے ہاتھ ہمارے لئے شل ہو گئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اگست ۱۹۰۹ء)

يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ: ہر ایک صفت موصوف کی شان کے مطابق ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۱۶۱)

۶۶۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ

فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۚ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

مِنْ فَوْقِهِمْ: میرے نزدیک اس سے مُراد مکالماتِ الٰہیہ ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

۶۸۔ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

میں کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ سورۃ نساء و مائدۃ معاشرۃ و تمدن کے مسائل کیلئے ہے کہ آدمی آرام میں کیونکر گزارے۔ چنانچہ بیوی۔ بچوں۔ یتیموں۔ بیواؤں سے جیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ اسکا ذکر ہو چکا ہے اب فرماتا ہے کہ آرام میں اللہ کی کتاب اور اصلاح بین النّاس کی طرف متوجہ ہو۔ لڑائیاں اگر فتوحات کے لئے ہوں، تو آرام ان فتوحات کے انتظام کیلئے۔

بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ: یہ آیت بہت قابلِ غور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں سات بلکہ دس مشکلات میں تھے۔ ایسی حالت میں آپؐ تبلیغ کرتے رہے۔ ۱۔ مکہ کے دشمن تو موجود تھے ہی آپ ۱۲۰ میل پر ان چالاکیوں سے کیونکر واقف ہو سکتے تھے۔ ۲۔ یہود ..... بنو قینقاع جو بڑی بے رحم قوم تھی۔ ۳۔ قریظہ جن کا مکہ کے گھر گھر میں دخل تھا۔ ۴۔ بنو نضیر جو گنڈے تعویذ وغیرہ بھی دیتے تھے۔ ۵۔ عیسائیوں کا گروہ۔ ۶۔ اوس و خزرج دونوں میں منافق۔ ۷۔ مشرکانِ مدینہ۔ ۸۔ پھر عیسائی جو روما کی سلطنت کو اُبھارتے تھے۔ ۹۔ یہود ایران والوں کو اُبھارنے والے۔ ایسی مشکلات کا سامنا تھا۔ ۱۰۔ مکہ کا دشمن بدستور بلکہ آگے سے زیادہ تیز۔

وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ: اور اللہ تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ جس وقت یہ آیت اُتری آپؐ کے خیمہ کے گرد پہرہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ سب چلے جاؤ۔ اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ اس آیت پر مجھے ایک مضمون سُوجھا کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ کیسے بڑے آدمی کیسے مدبر تھے اور بارُعب۔ حضرت عثمانؓ ایک چلتا پُرزہ قوم بنو اُمیہ میں سے تھے۔ جن میں بڑے بڑے عقلمند اور تجربہ کار تھے

حضرت علیؓ بڑے شجاع و بہادر تھے۔ مگر قتل کرنیوالوں نے حضرت علیؓ کو قتل کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کو مارنے والوں نے تمام صحابہ کرام کے سامنے مار دیا۔ حضرت عمرؓ کو نماز پڑھتے ہوئے ایک اکیلے شخص نے خنجر لگا دیا۔ حالانکہ وہ زمانہ اسلام کی پوری شوکت کا زمانہ تھا۔ ان لوگوں کے پاس حفاظت کے سامان بھی تھے اردگرد سب خیر خواہ تھے۔ مگر پھر بھی قتل کر ہی دیئے گئے۔ برخلاف اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی مشکلات میں۔ عرب کا اکثر حصہ اور اپنے پرائے دشمن۔ پھر کس تحدی سے جاہلوں کو للکار کر پیشگوئی کی جاتی ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور یہ پیشگوئی پھر پوری نکلتی ہے۔

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ؛ منکر لوگوں کو تیرے قتل کرنے کی کوئی راہ نہ سوجھے گی۔ شیعہ قوم پر مجھے بار بار تعجب آتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کو ابوبکر عمر کا خوف تھا حضرت علی کی خلافت کا اعلان نہ فرماتے تھے۔ اسی لئے بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ کا نزول ہوا۔ نادانوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کا وعدہ موجود۔ پھر دو تین آدمیوں کا کیا خوف تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اگست ۱۹۰۹ء)

لکھا ہے کہ اوائل میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لئے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی خدا تجھ کو لوگوں سے بچائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔ (الحکم ۲۴ر اگست ۱۸۹۹ء صـ۲)

اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اس پاک کتاب کے پہنچانے میں کیا کیا مصائب اور مشکلات برداشت کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس پاک کلام کو لوگوں تک پہنچا دینے میں اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی۔ مکی زندگی جن مشکلات کا مجموعہ ہے۔ وہ سب کی سب اسی ایک فرض کے ادا کرنے کی وجہ سے آپ کو برداشت کرنی پڑی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب مکہ کے شریروں اور کفار نے آپ کے پیغام کو نہ سنا تو آپ طائف تشریف لے گئے اس خیال سے کہ ان کو سنائیں اور شاید ان میں کوئی رشید اور سعید ایسا ہو جو اس کو سن لے اور اس پر عمل درآمد کرنے کو تیار ہو جائے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف پہنچے تو آپؐ نے وہاں کے عمائد سے فرمایا کہ تم میری ایک بات سن لو۔ لیکن ان شریروں۔ قسی القلب لوگوں نے آپ کا پیچھا کیا اور نہایت سختی کے ساتھ آپؐ کو رد کر دیا۔ اینٹیں اور پتھر مارتے جاتے تھے۔ اور آپؐ آگے آگے دوڑتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ بارہ کوس تک بھاگے چلے آئے۔ اور پتھروں سے آپؐ زخمی ہو گئے۔ ان تکالیف اور مصائب کو آپؐ نے کیوں برداشت کیا؟ آپؐ خاموش ہو کر اپنی زندگی گزار سکتے تھے پھر وہ بات کیا

تھی جس نے آپؐ کو اس امر پہ آمادہ کر دیا کہ خواہ مصیبتوں کے کتنے ہی پہاڑ کیوں نہ ٹوٹ پڑیں۔ لیکن امر الٰہی کے پہنچانے میں آپ تساہل نہ فرماویں گے ۔ قرآن شریف سے ہی اسکا پتہ چلتا ہے ۔آپ کو حکم ہوا تھا بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ۔جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسے مخلوقِ الٰہی کو پہنچا دے اور فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر: ۹۵) جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اس کو کھول کھول کر سنا دے ۔ اس پاک حکم کی تعمیل آپؐ کا مقصودِ خاطر تھا۔ اور اس کیلئے آپؐ ہر ایک آفت اور مصیبت کو ہزار جان برداشت کرنے کو آمادہ تھے ۔ پھر قرآن شریف کے تو تیس سپارے ہیں اور ان میں ہزاروں ہزار مضامین ہیں جن کو پہنچانا آپؐ کا ہی کام تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تائید شاملِ حال نہ ہو اور اس کی نصرت ساتھ نہ ہو تو بہت مشکل امور پیش آجاتے ہیں۔ اس زمانہ میں ہی دیکھ لو کہ ایک توحید کے امر کو پیش کرنے میں کس قدر دقتیں پیش آرہی ہیں اور کیا کیا منصوبے اور تجویزیں مخالف کی طرف سے آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ اور وہ شخص جو مسیح موعود کے نام سے آیا ہے اور اس پیغام کو پہنچانا چاہتا ہے وہ بھی بالمقابل اُن کی تکلیفوں اور اذیتوں کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ وہ تھکتا اور ماندہ نہیں ہوتا۔ اُس کا قدم آگے ہی آگے پڑتا اور اس مضمون کے پہنچانے میں کوئی سستی نہیں کرتا۔ کوئی ذکر ہو۔ اندر ہو یا باہر ہو۔ آخر اس کے کلام میں یہ بحث ضرور آجاتی ہے۔ پھر مخالفوں کی کوششیں اور ادھر اس کی مساعی جمیلہ اس پر دعائیں کرتا ہے ۔غرض کیا ہے ؟ اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ (آل عمران: ۵۶) کے حقیقی معنے لوگوں کے ذہن نشین ہو جائیں۔ کیوں ؟ اس موت سے خدا تعالیٰ کی زندگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ۔ اسلام کی زندگی اور قرآن کریم کی زندگی ثابت ہوتی ہے اور یہ قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خدمت ہے ۔

غرض قرآن شریف وہ پاک اور مجید کتاب ہے جس کی اشاعت اور تبلیغ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو وہ محنت کرنی پڑی اور آج اس زمانہ کے امام اور خاتم الخلفاء کو وہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ (الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲)

۷۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا : ہر قوم کو آخر اسلام کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ صابی حضرت ابراہیمؑ کو عظیم الشان مانتے ہیں۔ حضرت یحیٰ کو بھی۔ وضو کرتے۔ نماز قبلہ رُخ ادا کرتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے ماننے میں تامل ہے۔

فرمایا کہ وہ جو اللہ پر ایمان لاتے اور آخرت پر اور نیک عمل کرتے ہیں ان پر زمانہ آتا ہے۔ کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہونگے۔ خوف و حزن سے محفوظ ہوں گے یعنی آخر اسلام غالب آئے گا.... دیکھو جو بتوں کے حامی تھے۔ جو اپنی اپنی خود ساختہ روایات کے پابند تھے۔ ان کو بتوں کے کارخانے بگڑنے اور اپنے دین کے کمزور ہو جانے کا کس قدر خوف تھا اور پھر جب سب کچھ تباہ ہو گیا تو کیسا حزن لاحق ہوا۔ عرب کے ملک سے عیسائیت کا اور یہودیت کا خاتمہ ہو گیا۔ ایک اسلام والے ہی رہ گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اگست ۱۹۰۹ء)

۷۲۔ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۷۲

تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ : رجوع رحمت کیا اللہ نے۔ حضرت محمدؐ رسول اللہ سا نبی مبعوث کیا۔
ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا : پھر بھی نہ حق کے بینا رہے نہ حق کے شنوا۔

۷۳۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۷۳

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ط وَمَا

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ : یہ پختہ بات ہے کہ جو اللہ سے شرک کرے۔ اللہ جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

(نورالدین ایڈیشن سوم ص۱۰۱ نیز فصل الخطاب حصہ اوّل ص۵)

۷۶۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۶﴾

مسیح بھی ایک رسول تھا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کیا کوئی رسول اس سے پہلے اللہ۔ ابن اللہ۔ دائمی زندگی والا ہوا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس ایسا ہی یہ بھی ہے۔ جیسے پہلے رسول ہو گزرے یہ مسیحؑ بھی مر چکا۔

كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ : اشارہ ہے اس بات کی طرف۔ کہ وہ ہگتے اور موتتے تھے۔ کیا ہگنے اور موتنے والا خدا ہو سکتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اگست ۱۹۰۹ء)

یہود نے نہ عیسیٰ کو مارا اور نہ پھانسی دیا بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے مر گئے "اڑ گئے" جس لفظ کا ترجمہ ہو سکتا ہے۔ وہ لفظ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ قرآن شریف کو سنو۔ وہ کہتا ہے۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ مسیح ابن مریم رسول تھا اور اس سے پہلے اس جنس کے رسول سب مر گئے۔ اس آیت میں قَدْ خَلَتْ کا لفظ ایسا صاف ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جانشین اوّل نے اس لفظ سے استدلال فرما کر تمام ان صحابہ کرامؓ کو جن کو وفات میں تامل ہوا تھا اپنے نبی کی وفات کا قائل کر دیا چنانچہ وہ آیت جس میں ویسا ہی قَدْ خَلَتْ موجود ہے یہ ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران: ۱۴۵)

محمدؐ ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے رسول مر چکے ہیں۔ کیا کوئی شخص ان دونوں آیتوں میں لفظ قَدْ خَلَتْ کو یکساں دیکھ کر جس کا ترجمہ یہ ہے "مر چکے" حضرت مسیحؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں فرق اور شک کر سکتا ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک گزشتہ نبیوں کے حالات سربستہ کے

حل کیلئے ہمارے نبی کریمؐ کی زندگی کے واقعات کلید ہیں۔ (نورالدین طبع سوم ص۱۲۱)

۷۸۔ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۸﴾

قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا : جو بہک گئے ہیں آگے۔ اور بہکا لے گئے بہتوں کو
(فصل الخطاب حصّہ دوم ص۱۵۶)

۷۹۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۹﴾

لعنت کئے گئے وہ لوگ جو بنی اسرائیل سے کافر ہوئے۔ داؤد اور عیسٰی بن مریم کی زبانی۔
(فصل الخطاب حصّہ دوم ص۱۴۹)

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ : انہی میں سے وہ تھے جن کا ذکر هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ (صٓ : ۲۲) میں آیا ہے اللہ تعالیٰ وہاں فرماتا ہے يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (صٓ : ۲۷) کہ اے داؤد ہم نے تجھے خلیفہ بنایا ہے۔
بعض وقت غلطی سے انسان کسی عظیم الشان مقرب عنداللہ کی تحقیر کر بیٹھتا ہے۔ اس وقت وہ خدا کی رحمت سے دُور ہو جاتا ہے اور لُعِنُوْا کا فردِ جرم اس پر لگتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ ذکر مسلمانوں کو سنانے کیلئے آیا ہے۔ اسلام کو بادشاہت مقصود نہیں۔ شاہی مذہب نہیں۔ یہ تو ایمان سکھانے کیلئے آیا ہے۔ اسلام میں کوئی خاص زبان۔ لباس نہیں۔ وہ تو تمام لوگوں کو خدا منوانا چاہتا ہے۔
بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ : آدمی پہلے چھوٹے چھوٹے گناہ کرتا ہے پھر بڑے بڑے گناہوں میں گرفتار ہوتا ہے۔ مثلاً پہلے کسی کو بدنظری سے دیکھ لیا۔ پھر دوسری بار دیکھنے کو دل چاہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا پتہ دریافت کیا۔ آخر زناء میں گرفتار ہو گیا۔ پھر حدود اللہ سے بھی آگے بڑھتا ہے اور ایک چڑسی ہو

جاتی ہے اس وقت لُعِنُوْا کا زمانہ آتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ راگست ۱۹۰۹ء)

۸۲۔ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ : اگر کچھ بھی غیرت ہوتی تو اللہ۔ رسول۔ امام کو بُرا بھلا کہنے والوں سے پیار نہ ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ راگست ۱۹۰۹ء)

۸۳۔ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً : یہود نے کبھی کسی سچے مسلمان کو پناہ نہیں دی۔

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ، مُشرک کبھی مومن کا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ آریہ کا بھی یہی حال نظر آتا ہے حضرت[1] صاحب ایک مقدمہ کی مشکلات میں اڑھائی سال رہے۔ حالانکہ وہ ایسا مقدمہ تھا کہ چند منٹوں میں عیسائی حاکم نے اس کا فیصلہ کر دیا۔

اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہجرت کر کے گئے تو ایک عیسائی سلطنت نے پناہ دی اور نیک سلوک کیا۔

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مرتب

قِسِّيْسِيْنَ : سَ دراصل ص ہی ہے۔ یعنی وہ لوگ جو بزرگوں کے قصے کہانیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے اثر سے بعض نیک صفات باقی رہتی ہیں۔

رُهْبَانًا : تارک الدنیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ ر اگست ۱۹۰۹ء)

۸۴، ۸۵، ۸۶۔ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۶﴾

رشک اور غبطہ بھی ایک نعمت ہے۔ کسی کو علم آتا ہے اور وہ اس علم کو رات دن اللہ تعالیٰ کیلئے بڑھاتا ہے کسی کے پاس مال ہے اور وہ اسے صبح و شام رضاء الٰہی میں خرچ کرتا ہے تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اس کی حالت قابلِ غبطہ ہے۔

اب دیکھو اللہ جس بات کی تعریف کرے وہ کیوں مومن کیلئے قابلِ رشک نہ ہو۔ اس رکوع میں عیسائی حبشیوں کا ذکر ہے کہ جب صحابہؓ ان کے پاس ہجرت کر کے گئے اور جعفرؓ نے قرآن سنایا تو ایسے روئے کہ گویا آنکھیں بہی جاتی تھیں۔ تم لوگ جو مسلمان کہلاتے ہو۔ اپنے دل میں سوچو کہ کیا تمہاری یہ حالت ہے۔ ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ قرآن شریف کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ (الزمر: ۲۴) میں نے ایسے کئی نظارے دیکھے ہیں ایک امیر اپنے خادم پر نہایت سخت ناراض ہوا۔ جوش غیظ و غضب میں

خادم کو مارنے اٹھا۔ ایک پاؤں دہلیز کے باہر تھا اور ایک اندر کہ میں آگیا۔ میں نے پڑھا اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ (آل عمران: ۱۳۵) میرا یہ کہنا ہی تھا کہ وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔ اور دیر تک کھڑا رہا۔ اس کا چہرہ زرد رہ گیا۔ حضرت عمرؓ کے دربار میں ایک امیر آیا۔ اس نے اس بات کو بہت مکروہ سمجھا کہ ایک دس برس کا لڑکا بھی بیٹھا ہے۔ کہ ایسی عالی شان بارگاہ میں لونڈوں کو کیا کام؟ اتفاق سے حضرت عمرؓ اس امیر کی کسی حرکت پر ناراض ہوئے۔ جلاد کو بلایا۔ وہی لڑکا پکار اٹھا۔ اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ اور پڑھا وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ (الاعراف: ۲۰۰) اور کہا ھٰذَا مِنَ الْجَاهِلِیْنَ۔ حضرت عمرؓ کا چہرہ زرد ہو گیا اور خاموش رہ گئے۔ اس وقت اس کے بھائی نے کہا۔ دیکھا اسی لونڈے نے تمہیں بچایا جس کو تم حقیر سمجھتے تھے۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ: انسان کو چاہیئے کہ باتیں سنے اور شہادت حق دے اور صلحاء میں داخل ہونے کی تڑپ رکھے۔ اب تو مسلمانوں کی محبت قرآن سے یہ ہے کہ جھوٹی قسمیں کھانے کیلئے نکال لیا۔ فال دیکھ لی کوئی عمل یا وظیفہ پڑھ لیا۔ کوئی ترکیب یا صیغہ دیکھ لیا۔ عمل مقصود نہیں رہا۔

وَذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ: ہر محسن کیلئے یہی جزاء ہے۔ یہ مت سمجھو کہ انعامات اگلوں کے لئے ہی تھے اور تم محروم ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر اگست ۱۹۰۹ء)

۸۸، ۸۹۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۸۸﴾ وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۔ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾

وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ص وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ: اور کھاؤ اس میں سے جو دیا تم کو خدا نے حلال اور ستھرا اور خدا سے ڈرو جس پر تمہارا یقین ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۵۹)

لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ: انسان بدکاری میں ترقی کر کے خدا کے انعاموں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

لَا تَعْتَدُوْا: ہر ایک چیز کیلئے ایک حد مقرر ہے حتّٰی کہ نیکی کی بھی چار رکعت نماز مقرر ہے

کوئی پانچ پڑھے تو جائز نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

لَا تُحَرِّمُوْا: حلال چیز کو حرام کر دینے کی کئی صورتیں ہیں۔ ۱۔ اللہ کی نافرمانی کی جس کی وجہ سے وہ بیمار ہوا اور اچھی چیزوں سے محروم رہ گیا۔ ۲۔ قوم کے پاس سلطنت ہو تو بہت سی طیب چیزیں اس کے پاس رہتی ہیں۔ پس اپنے آپ کو قرآن کے خلاف چل کر سلطنت سے محروم نہ کرنا۔ ۳۔ اس زمانہ میں مسیح موعودؑ آیا اگر تم سب کے سب اس کے مطیع ہوتے تو پھر ان طیبات سے حصہ پاتے جن سے اسلامی محروم ہو چکے۔ ۴۔ بعض لوگ مجاہدہ کے طور پر بعض طیب چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۱)

۹۰۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۚ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۹۰﴾

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ: اور نگاہ رکھو قسمیں اپنی پر۔ (فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۵۲)

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ: انسان کبھی غضب میں آجاتا ہے اور کبھی عادۃً قسم کھا لیتا ہے کبھی ایک چیز کو واقعی سمجھتا ہے اور وہ واقعی نہیں ہوتی۔ کبھی شریعت کے خلاف کسی امر پر قسم کھاتا ہے۔ اس پر گرفت نہیں۔

مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ: اکثر نے اس کے معنے میانہ درجہ کے کئے ہیں مگر بعض مفسرین نے اَوْسَط کے معنی اعلیٰ درجہ کے کئے ہیں۔

كِسْوَتُهُمْ: جس میں کم از کم دو چادریں ہوں۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ، ایک مقدمہ جیتنے کیلئے تمام جائیداد تباہ کی جاتی ہے۔ ناکامی پر ناکامی اٹھاتے ہیں۔ مگر پریوی کونسل تک جاتے ہیں۔ کیا دین کے لئے بھی کبھی ایسی کوشش کی ہے ؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۹۱ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۱﴾

اے ایمان والو۔ شراب اور جؤا[1] اور بُت اور فالیں گندی باتیں شیطانی کام ہیں۔ پس بچو تاکہ نجات پاؤ۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۶۰)

شراب اور جُوا اور بُت اور قرعہ کے تیر پلید شیطانی کام ہیں۔ ان سب سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۷۴-۷۵)

۹۲ - اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۲﴾

شیطان کا ارادہ یہ ہے کہ جُوئے اور شراب کے بہانہ تمہارے درمیان بغض و عداوت ڈلوا دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے۔ اب بھی باز آؤ گے ؟ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ : بغض و عداوت ایسی بُری چیز ہے کہ اس کے جس قدر ذرائع ہیں وہ بھی حرام ہیں چنانچہ خمر۔ میسر۔ انصاب۔ ازلام کو حرام فرمایا کہ ان سے باہمی تباغض پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان تو ان چیزوں سے بچتے ہیں۔ پھر بھی ان میں بغض و عداوت ہے۔ اس کی وجہ مجھے تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مسلمانوں نے چھوڑ دیا ہے فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

---

[1] جؤا۔ مرتب

اَلْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ (المائدہ: ۱۵) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۹۶- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَــزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۹۶

ظاہر و باطن کا تعلق ضرور ہے۔ اگر کسی کے دل میں خوشی ہو تو اس کا اثر اس کے چہرے پر ضرور پڑے گا اگر غم ہو گا تو بھی بشرہ پر اس کا اثر ہویدا ہو گا۔ اگر کسی کے دل میں محبت ہو۔ تو جب وہ سامنے آئیگا۔ ضرور چہرہ کی کیفیت بدلے گی۔ کسی سے دشمنی ہو گی تو بھی۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم فلاں شخص سے محبت رکھتے ہیں اور پھر اسکے پاس تک نہیں بیٹھتے! انبیاء نے اس حقیقت کو خوب سمجھا ہے۔ نمازوں میں دیکھئے دل میں اگر عجز و نیاز ہے تو اس کے اظہار کو ظاہر جسم پر بھی ایک رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کر کر کے انسان جھک جاتا ہے اور پھر اس کی عظمت کا مطالعہ کرتے کرتے متاثر ہو کر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ اسی طرح دیکھو جو شعائر اللہ ہیں اللہ ان کی عظمت و جبروت کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ مکہ ایک بے نظیر شہر ہے۔ وہاں حضرت ہاجرہ نے بڑے صبر سے کام لیا اس وادیٔ غیر ذرع میں خاوند سے الگ ہو کر رہیں۔ وہیں صفا و مروہ جہاں بے تابانہ آپ گھومی تھیں۔ اب وہاں اتنی بھیڑ ہے کہ جگہ نہیں ملتی۔ وہ تو عورت تھی حضرت ابراہیمؑ کو دیکھو۔ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى (النجم: ۳۸) کا سرٹیفکیٹ پایا۔ آپ نے خدا جانے کس اخلاص و جوشِ توحید کے ساتھ اینٹیں لا لا کر پھیرے دئے اور دیواریں بنائیں کہ اب جو جاتا ہے اس عظمت کا مطالعہ کرنے کیلئے طواف کرتا ہے۔ پس ایسے مکہ کی تعظیم و تکریم کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو! ہم تمہارے لئے امتحان رکھ کر انعام دینا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ وہاں شکار مت کرو بحالتِ احرام۔

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ : صاحبانِ عقل و فہم۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹؍ اگست ۱۹۰۹ء)

۹۸۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ : یہاں اللہ تعالیٰ ثبوت دیتا ہے اس بات کا کہ میں ہوں اور میں علیم اور قادرِ مطلق ہوں۔ ابراہیمؑ نے بھی ایک گھر بنایا۔ لوگ بھی گھر بناتے شہر بساتے ہیں۔ مگر کئی گھر، کئی شہر برباد و تباہ ہو چکے لیکن وہ جو توحید و عظمتِ الٰہی کی خاطر بنایا گیا۔ اب تک قائم ہے۔ اسی واسطے فرماتا ہے اللہ نے اس گھر کو عزّت والا بنایا۔

قِيٰمًا لِّلنَّاسِ : جب تک دنیا قائم ہے یہ بھی رہے گا۔ یہ نہ ہوگا تو دنیا بھی نہ ہوگی۔

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ : عزّت والے مہینوں میں لوگوں کی آمدورفت رہے گی۔ قربانیاں یہاں ہوتی رہیں گی اور اس مطلب کیلئے جانور آتے رہیں گے۔ یہ سب اس لئے ہوگا تا تم جانو کہ اللہ تعالیٰ علیم ہے۔ دیکھو ایرانیوں کا بڑا معبد ..... آتش کدہ برباد ہوا۔ یہودیوں کا معبد بیت المقدس تباہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک عورت مسیحؑ سے پوچھتی ہے کہ ہیکل کہاں تھی۔ جواب کیا خوب دیا جاتا ہے نہ یہ رہے گی۔ نہ وہ۔ غرض تمام معبد خانے جو انسانوں نے بنائے وہ تباہ ہوئے۔ پھر بنائے تو مفتوح ہوئے مگر عرب کا معبد مکّہ اب تک خدا کے سچے بندے مسلمانوں کا ہے۔

عرب ایسا ملک ہے کہ مقدونیہ کا بادشاہ ہند تک آیا مگر مکّہ وہ بھی فتح نہ کر سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے بھی فتح کیا۔ مفتوح بنائے پھر سب کو فاتح بھی بنا دیا۔ ایسا کہ پھر مفتوح نہ ہو۔ صلیبی جنگوں میں ۸۳۔۸۴ سال قبضہ رہا۔ یورپ کی مجموعی طاقت تھی مگر مدینہ ایسے معمولی گاؤں پر قابو نہ پا سکے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹؍ اگست ۱۹۰۹ء)

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ : اللہ نے کعبہ کو عزّت والا اور حرمت والا گھر بنایا۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۴۹)

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ : یہ ہستی باری تعالیٰ اور اس کے عالم الغیب ہونے کی دلیل ہے۔ بلا وجہ تبدیل

قوانین وسلاطین پہ معزز و مکرم ہوگا۔

قِیَامًا لِّلنَّاس : جب تک کعبہ ہے اُس وقت تک دُنیا والے قائم ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ص ۴۵۱)

۹۹۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ : اس آیت کی تفسیر میں ایک واقعہ صحیح واقعہ سناتا ہوں۔ یہاں ایک شخص آیا۔ کشمیر میں ملازم تھا۔ حضرت صاحب سے بیعت کی۔ بیعت کرکے کہنے لگا۔ جو اَب مَیں گناہ کروں تو خدا کی جو مرضی ہے سزا دے لے۔ وہ تو یہ کہہ کے چلا گیا۔ مگر میرا دل کانپ اُٹھا۔ آخر ایک معمولی حیلہ سے اس کے پاس تین ہزار جمع ہوگیا۔ پھر ایک شخص کی گواہی دیتے ہوئے کہنے لگا۔ کہ یہ رشوت لیتا ہے۔ میں خود اپنی معرفت اس کو دلاتا رہا ہوں۔ جس پر ایک مقدمہ قائم ہوگیا۔ یہاں اس نے بڑے عجز و الحاح سے دعا کیلئے لکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا دُعا کیلئے دل توجہ نہیں کرتا۔ ابتلاء معلوم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تین ہزار بھی مقدمہ ہی میں خرچ ہوگیا۔ اور اخیر قید کا حکم ہوا۔ اس وقت کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے۔ خدا ہی کوئی نہیں۔ نہ کوئی دُعا ہے نہ فقیر۔ نماز بھی چھوڑ دی۔ دہریہ ہوگیا۔ اس وقت اُسے رات کو خواب آیا کہ تُو تو کہتا تھا کہ اب کوئی گناہ کروں تو خدا جو چاہے سزا دے لے۔ مگر اب ایک معمولی سزا ہی سے خدا ہی سے منکر ہو بیٹھا۔ اس وقت وہ اُٹھا۔ اور بہت استغفار کی۔ کلمۂ شہادت پڑھا۔ نماز پڑھی۔ اور اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ کسی نے اسے مشورہ دیا کہ نظر ثانی کراؤ۔ کہنے لگا نہیں۔ اب تو خدا پر چھوڑ دیا ہے۔ اس کے رشتہ دار نے نظر ثانی کرائی۔ مدعی اتنے میں مرگیا۔ عدالت نے فیصلہ دیا۔ چند امور تنقیح طلب باقی ہیں۔ مدعی مرچکا ہے اس لئے اسے رہا کر دیا جائے۔

دیکھا وہ شدید العقاب بھی ہے۔ مگر اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرے تو غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بھی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۲، ۱۰۳۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

انسان ضعیف ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر ان احکام کی تعمیل فرض کی ہے۔ جو خالق فطرت نے اس کے مناسب حال جانی۔ اگر کوئی خواہ مخواہ سوال کر کے اپنے تئیں پیچ در پیچ مسائل کا مطیع بنائے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ حضرت صاحب نے بیعت کا اشتہار دیا۔ اور آپ کو الہام ہوا کہ لوگوں سے بیعت لو۔ تو آپ چونکہ جانتے نہ تھے۔ کہ بیعت کیونکر لی جاتی ہے اس لئے دس ماہ اسی فکر میں بیٹھے رہے اور باریک در باریک راہوں سے معلوم کر لیا کہ یوں کرنا چاہیئے۔ ہمارے ایک دوست کو اس بات کی ٹوہ تھی کہ بیعت میں کیا کیا شرائط ہوں۔ مَیں نے انہیں سمجھایا کہ ممکن ہے کہ ہم ان کے پابند نہ ہو سکیں اس لئے ایسی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ مگر اس نے نہ مانا۔ سردست تو وہ مخالف ہے۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ لوگ عجیب عجیب سوال کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ہماری مخفی دولت کا پتہ لگا دو۔ یا فلاں کام کی نسبت دریافت کر دو۔ ہوگا؟ یا نہیں؟ گویا ہمیں خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں۔ نبی کریمؐ کے سامنے ایک شخص نے پوچھا مَنْ اَبِیْ؟ دوسرے نے کہا۔ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آپؐ نے جھڑک دیا تھا! علماء میں بھی تحقیقات ہوتی رہتی ہے کہ آدمؑ جس شجرہ کے نزدیک گیا تھا اس کا نام کیا تھا۔ گیہوں انگور اور پھر انکی تشبیہات تک گئے ہیں۔ ۲۔ نوحؑ نے جو کشتی بنائی تھی اس کی لکڑی کس درخت کی تھی۔ ۳۔ وہ شخص جس نے ابراہیمؑ سے مباحثہ کیا تھا اس کا کیا نام تھا۔ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ (البقرہ:۲۶۰) والا کوئی ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے اِسے ولی اللہ۔ بعض نے نبی اور بعض نے کافر بھی کہا ہے۔ ۴۔ موسیٰؑ کے زمانہ میں جس بقرہ کے ذبح کا حکم ہوا تھا۔ وہ گائے تھی یا بیل۔ یہ سوال تو بنی اسرائیل کو بھی نہ سوجھا ۵۔ اصحاب کہف کے کتے کی شکل اور رنگ کیا تھا۔ ۶۔ شداد کا باغ کیسا تھا۔ ۷۔ براق کی شکل کیسی تھی؟

ایسی بیہودہ تحقیقوں میں پڑنے سے وقت ضائع ہوتا ہے اور منشاءِ الٰہی جو شریعت کے نزول سے تھا جاتا رہتا ہے۔ اصل غرض قرآن کی تو تقویٰ اور اعمالِ صالحہ۔ خشیت اللہ کا پیدا کرنا اور خودی خود پسندی اور خود رائی۔ عُجب۔ بدنظری۔ دنیا پرستی سے بچنا ہے۔

ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ: پہلے بڑے جوش و خروش سے دعویٰ اطاعت کیا جاتا ہے پھر اس کو نباہ نہیں سکتے۔

ایک دوست نے بڑے زور سے اپنے افسر کیلئے دُعا کی جو اس کا مخالف تھا۔ الہام ہوا۔ نوکری نہ چھوڑنا

جیسے کسی بات سے ناراض ہو ہوئے۔ جھٹ کہہ دیا۔ میرا استعفاء لے لو۔ جو لے لیا گیا۔ تو بعد میں افسوس ہوا۔
ہمارے ایک شاگرد تھا۔ اُس نے جب ابراہیمؑ کی نسبت ہم سے سُنا کہ خدا نے اسے فرمایا۔ اَسْلِمْ
تو اس نے کہا اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (البقرہ: ۱۳۲) تو وہ جھٹ بول اٹھا۔ میں بھی آپ کا ایسا
مطیع ہوں۔ ہم نے آزمائش کیلئے یوں کیا کہ وہ گھر میں کھانا کھاتا تھا۔ کہہ دیا۔ اب تم طالب علموں کے ساتھ
کھانا کھایا کرو۔ اس پر اسے ایسا صدمہ ہوا کہ وہ کہنے لگا مجھے واپس گھر بھجواؤ۔ مجھے اپنی تذلیل منظور نہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۴۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

بَحِيْرَةٍ: جس اونٹنی سے بارہ[۱۲] بچیاں پیدا ہو جاویں۔ اسے آزاد کر دیتے۔ نہ دودھ لیتے۔ نہ
بال کاٹتے۔ ہاں مہمان کو دودھ پلاتے۔ اگر تیرہویں بچی بھی ہو جاتی تو اسے بھی آزاد سمجھتے۔ خدا نے اس سے
منع فرمایا۔ ایسی اونٹنی کو بحیرہ کہتے ہیں۔

سَآئِبَةٍ: تین طرح پر جانور چھوڑے جاتے ہیں ایک تو جب وبا پڑے تو ایک جانور لیکر اُسے
سیندھور وغیرہ لگا جاتا ہے۔ پھر اس پر غلہ وغیرہ رکھ کر شہر سے باہر نکال دیتے ہیں۔ ۲۔ بڑے بڑے
امراء اپنے جانور چھوڑ دیتے ہیں۔ اپنی عظمت۔ جبروت۔ رُعب داب دکھانے کیلئے کہ اسے بھلا کوئی چھیڑ
سکتا ہے؟ عرب میں ایک شخص نے دُنبہ چھوڑا تھا اس کے گلے میں چھری بھی باندھ دی تھی کہ کسی کو جرأت
ہے کہ اسے ذبح کرے۔ ۳۔ نروں کو چھوڑ دیتے ہیں تاکہ نسل بڑھائیں۔ سکھوں کے زمانے میں بھی ایسا ہوتا
رہا ہے۔ مگر یہ سانڈ وغیرہ تو بجائے فائدہ کے نقصان کرتے ہیں اور وہ قوت نسل کشی کی ان میں رہتی
ہی نہیں۔

وَصِيْلَةٍ: ایک بکری ہو۔ جب پانچ دفعہ جنے دو۲ دو۲ میمنے۔ تو اس بکری کو چھوڑ دیتے۔

حَامٍ: اونٹ جس سے دس کے قریب نسل ہو چکی ہو۔

لَا يَعْقِلُوْنَ: رسوم کے تابع ہو کر اس درجہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ پھر اپنے تئیں روک نہیں سکتے
ہماری ایک قریبی رشتہ دار ایک شادی پر امداد کی درخواست کرنے لگی۔ ہم نے کہا۔ ان رسوم کی ادائیگی کیلئے

ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ایک ساہوکار نے اس بات کو سُن لیا اور کہا کہ میں سب کچھ دوں گا۔ چنانچہ اس نے روپیہ دیا۔ تب قریبی رشتہ دار نے مجھے کہا کہ تم سے تو وہی اچھا ہے۔ لیکن جب اُس نے سُود در سُود اور اصل کا مطالبہ کیا اور زمین تک جانے لگی تو معلوم ہوا کہ خیر خواہ کون تھا!

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ راگست ۱۹۰۹ء نیز تشحیذ الاذہان جلد ۴ ۹)

۱۰۶۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ : چالیس برس کا عرصہ گزرتا ہے۔ میں نے جب مسند احمد بن حنبل پڑھی تھی تو پہلی حدیث حضرت ابوبکرؓ سے اسی آیت کی تفسیر کے متعلق پڑھی تھی آپ فرماتے ہیں کہ اِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَاَعْجَبَ كُلُّ ذِيْ رَايٍ بِرَأْيِهٖ۔ جب ایسا وقت آجاوے کہ انسان بخل کنجوسی کا مطیع ہو اور خواہشوں کا تبع اور ہر ایک شخص اپنی رائے ہی پسند کرنے لگے تو پھر تُو اپنی جان کا فکر کر۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جب تم ہدایت پا جاؤ تو پھر تم امر بالمعروف نہی عن المنکر بھی کرو گے۔ پھر اتمام حجت کے بعد اگر کوئی پھر بھی نہ مانے تو پھر اس کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ راگست ۱۹۰۹ء نیز تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹)

۱۰۷۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾

شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ : اللہ نے پہلے اسلام ۔ دین ۔ ایمان ۔ آخرت کی تاکید کی ہے اور مفصل بیان فرمایا ہے ۔ کہ جو حکم الٰہی جناب الٰہی سے آویں انکی پابندیاں کرو ۔ اور رسومات قبیحہ کو چھوڑ دو ۔ دین کے بعد دنیا کی اصلاح کے متعلق فرماتا ہے کہ اے ایماندارو ! جب حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تم میں سے کسی کی موت کے علامات ظاہر ہوں ۔ حَضَرَ کے یہاں معنی ہیں تو تمہیں حاضر ہونا چاہیئے شہادت کے معنی حضور کے ہیں ۔ اضافت ظرف کی طرف ہے جیسے فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ (الکہف : ۷۹) اور بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ (السبا : ۳۳) اور شہادت بمعنی حضور جیسے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ : ۱۸۶) وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ (النور : ۳)

حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ : حاضر ہونا کسی کا ۔ دو کا ۔ وصیت کے وقت ۔

کبھی کبھی اسم کو رکھ لیتے ہیں اور فعل کو حذف کر دیتے ہیں جیسے كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (النساء : ۸۰) میں اَكْتَفِ ۔ كَفٰى بِاللّٰهِ ۔ اَكْتَفِ بِاللّٰهِ شَهِيْدًا کیونکہ کفٰی کا صلہ بِ نہیں آتا اسی طرح یہاں يَشْهَدُ محذوف ہے ۔ وہ دو کیسے ہیں ذَوَا عَدْلٍ ۔ صاحبانِ رشد و عقل ۔

مِنْكُمْ : تم میں سے دین کا تعلق رکھنے والے ۔

اٰخَرَانِ : مسلمان نہ ہوں ۔

قاضی شریح نے لکھا ہے کہ سفر اور وصیت کے معاملہ میں غیر مسلم گواہ بھی لے لئے جاتے ہیں ۔

اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ : اِنْ کے بعد اسم نہیں آتا ۔ پس یہاں فعل (ضَرَبْتُمْ) محذوف ہے یعنی اِنْ ضَرَبْتُمْ اَنْتُمْ ۔

لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا : یہاں اعتراض کیا گیا ہے کہ جب وہ گواہ ہیں ۔ تو گواہ سے قسم کیسی ۔ ہم کہتے ہیں بصورتِ شبہ وہ گواہ نہیں رہے ۔ بلکہ مال ان کے سپرد کیا گیا ہے ۔ پس وہ اس صورت میں مدعا علیہ ہو گئے ۔ ورثاء مدعی ہیں اور یہ مدعا علیہ ۔ مقدمہ کے دوران میں ایسا ہو جاتا ہے ۔

ایک تمیم داری نصرانی تھا اور ایک عدی بن بداسہمی ۔ مکہ میں تجارت کیلئے آتے ۔ عدی ایک تاجر ان کے ساتھ گیا ۔ راہ میں مر گیا اور اپنا مال ان کے سپرد کر گیا ۔ عمرو بن عاص اس کے وارث تھے ۔ انکو ایک

جام کے متعلق شبہ ہوا۔ ایک لوٹے کی ایک نالی میں فہرست بھی مل گئی جس برتن کے متعلق شبہ تھا وہ بھی اس میں درج تھا۔ جو دیا نہیں گیا اور یہ پہلے پوچھ لیا گیا کہ اس نے کوئی چیز تمہارے آگے بیچی تو نہیں اور پھر جام جہاں بیچا وہاں سے بھید کھل گیا۔ اس صورت میں وہی عیسائی گواہ مدعا علیہ ہو گئے۔

نَشْتَرِیْ بِہٖ میں ہٗ کا مرجع اللہ ہے یا قسم۔ یعنی ہم نہیں لیتے اللہ کے نام کے بدلے۔ یا قسم کے بدلے کوئی دنیاوی فائدہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۸۔ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓی اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

اِنْ عُثِرَ: اگر مطلع ہو گئے۔ عَثَرَ کے معنے ہیں کسی کے اوپر گرنا۔ عثرتُ مِنْهُ عَلٰی خِيَانَتِهٖ ایک محاورہ ہے۔

اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا: ای استوجب الاثم یعنی انہوں نے واجب کر لیا اپنے ذمے اِثم۔ اِثم کہتے ہیں غیر کا مال بلاوجہ لے لینے کو۔

فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا: اور دوؔ قسمیں کھائیں مدعیوں کی طرف سے۔

مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ: اس کا ترجمہ غور سے سنو۔ اکثر لوگوں نے غلطی کی ہے۔ دو قسم کھانے والے ان وارثوں میں سے ہوں (وہ وارث کیسے ہیں) ایسے وارث ہیں کہ ثابت کر دیا ہے ان پہلوں نے وارثوں کیلئے طلب حق کو (یعنی اس بات کو کہ تم اپنا حق لے لو) اور یہ (کیسے ہیں ثابت کرنیوالے) بہت قریبی ہیں اس میت سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۹۔ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا

اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا ۔ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۱۰۹﴾

وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا ؛ وَاسْمَعُوْا کے معنی ہیں " مان لو " (تشحیذالاذہان جلد ۹ [illegible])

۱۱۰۔ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۔

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۔ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۰﴾

کوئی شخص کسی دوسرے کے سامنے ذلت نہیں چاہتا ۔ جب ایک کے سامنے نہیں چاہتا ۔ تو جہاں اوّلین و آخرین جمع ہوں گے وہاں اپنی ذلت کیونکر برداشت کر سکتا ہے ۔ اللہ کے ایمان کے ساتھ آخرت کے ایمان کا ذکر ہے ۔ بلکہ ملائکہ کے ایمان کو بھی اس کے پیچھے رکھا ہے ۔ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ (البقرۃ: ۱۷۸) اس کی وجہ یہ ہے کہ آخرت پر ایمان ہو تو پھر انسان بدی کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ میری تمام منصوبہ بازیاں خدا کے حضور پیش کی جاویں گی ۔

مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؟ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ! یعنی علم کی نفی خدا کے علم کے مقابلہ میں ہے ۔ کیا معنے ؟ ہمارا علم کچھ بھی نہیں ۔ کیونکہ جو کچھ جانتے ہیں وہ تو بخوبی جانتا ہے ۔ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرۃ: ۳۳) دوسرے معنے یہ کئے گئے ہیں اور یہ ظاہر ہیں ۔ کہ یہاں تو دل کا معاملہ ہے اور ہم کسی کے دل کی باتیں نہیں جانتے کہ اس نے ہمیں کیسا مانا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ؍ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۱۱۔ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ ۔ اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔ تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا ۔ وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ۔ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۔ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی

بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۱﴾

قَالَ اللّٰہُ : فرمائے گا بعد قیامت۔

بِرُوْحِ الْقُدُسِ : کلام پاک سے۔

کَهْلًا : اَیْ حَلِیْمًا یعنی عقل مند ہو کر۔

عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ : معلوم ہوا کہ خدا کی کتاب کا علم بھی الٰہی فضل ہی سے آتا ہے۔

اَلْحِكْمَةَ : پکی باتیں۔ تَخْلُقُ : اندازہ کرتا تھا

طِیْنٍ : یعنی ایسی سعید روحیں جو ہر قالب میں گیلی مٹی کی طرح ڈھل جانے والی ہوں۔

طَیْرًا : خدا کے حضور پہنچ جاوے۔ بلند پرواز انسان۔

فَتَنْفُخُ فِیْهَا : تو خدا کا کلام اس میں پھونکے گا۔

تُبْرِئُ : بری کرتا تھا۔ وہ لوگ مبروص اور اندھے کو ناپاک سمجھتے تھے۔

اَلْاَكْمَهَ : مادر زاد اندھا یا جسے شب کوری کا مرض ہو۔

تُخْرِجُ الْمَوْتٰى : یعنی شریر اور کفر میں مرے لوگ۔

كَفَفْتُ عَنْكَ : یقیناً معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل پھانسی پر قادر نہیں ہو سکے۔

سِحْرٌ : مَا لَا اَصْلَ لَهٗ جس کی حقیقت وہ نہ ہو جو بظاہر معلوم ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر اگست ۱۹۰۹ء نیز تشحیذ الاذہان جلد ۸ ص۹)

جب تو مٹی سے پرندہ کی سی ایک چیز بناتا میرے اذن سے اور اس میں پھونک مارتا پھر وہ اڑنے والا ہو جاتا میرے اذن سے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۷۵)

۱۱۲۔ وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ : نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ

جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ (الانفال: ۶۴) اور صحابہؓ کو فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا (آل عمران: ۱۰۴) پس اسی طرح ارشاد ہوا کہ حواریوں کا ایمان ہمارے ہی فضل سے تھا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۱۳- اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

هَلْ يَسْتَطِيْعُ: کیا تیرا کہا مان لیگا؟ اس کے یہی معنے ہیں۔ ہر نبی کے واسطے ایک دعا ایسی ہوتی ہے کہ وہ ضرور قبول کی جاتی ہے۔ نوحؑ نے وہ دعا اپنی قوم کے لئے مانگی کہ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح: ۲۷) حضرت نبی کریمؐ سے دریافت کیا گیا۔ فرمایا۔ میں نے وہ دعا دنیا میں نہیں کی۔ قیامت کے دن کروں گا شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ (بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رُوْحِيْ فِدَاكَ) تھکر مرزا صاحب سے بھی میں نے پوچھا تھا مگر وہ ہنس پڑے۔ اور سکوت کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۱۵، ۱۱۶- قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

مِنَ السَّمَآءِ: اصل رزق۔

لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا: اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دعا کا اثر حواریوں کیلئے نہیں تھا اور نہ مائدہ کوئی ایسی چیز ہے کہ صرف حواری ہی اس سے مستفیض ہوں گے بلکہ عام رزق مراد ہے جیسے کہ آگے خود

تشریح کی ہے۔ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔
اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۔ یہاں علماء کی بحث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا سُن کر وہ ڈر گئے۔ مگر میرے نزدیک یہ دُعا کی گئی اور یقیناً قبول ہوئی۔ دیکھتے نہیں عیسیٰؑ کے نام لیوؤں کے پاس کتنا رزق ہے۔ کتنی دولت ہے۔ یہاں تک کہ دن میں کئی بار لباس تبدیل کرتے اور نئے سے نئے کھانے کی وجہ سے گویا ہر روز ان کے ہاں عید ہوتی ہے۔ عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا کے لفظ کا اثر ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۱۷۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۷﴾

میں نے دنیا میں بہت سے حالات دیکھے ہیں۔ غریبی، امیری، امیر ہو کر غریب ہونا اور غریب ہو کر پھر امیر ہونا دیکھا۔ ہزارہا روپیہ ماہوار کی آمدن بھی دیکھی اور ہزارہا روپیہ کی۔ دونوں حالات میں خدا کے فضل سے یکساں خوشحال رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ دنیا کوئی بڑی چیز نہیں پس بڑے ہی احمق ہیں وہ لوگ جو دنیا کیلئے دین کو برباد کرتے اور موت اور خدا کو بھلا دیتے ہیں۔ انسان اولاد کیلئے یہ دنیا جمع کرتا ہے۔ لیکن اگر اولاد نالائق ہے تو اس کے جمع کرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ اور اگر لائق ہے تب بھی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)
بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ مکانوں کی اینٹیں اکھڑواتے بھی گالی دیتے ہیں کہ بھڑوے نے ایسا سخت مصالحہ لگایا ہے۔ جو اکھڑ بھی نہیں سکتا اور اگر لائق ہے تو اُسے اپنے باپ کی کچھ پرواہ نہیں۔ ایک شخص نے بھیرہ میں تین لاکھ روپیہ عمارتوں پر خرچ کیا۔ میں نے اس کی اولاد کو دیکھا کہ سات سات فاقے گذرتے ہیں۔ پس انسان فانی دنیا کیلئے کیوں خدا کو بھلا دے اور تکبر کیوں کرے ؟ جس قدر آسودگیاں اور نعمتیں خدا نے دی ہیں ان کی نسبت ضرور سوال ہوگا۔ اور تو اور انبیاء سے بھی باز پرس ہوگی۔ بعض لوگ یوں کفران نعمت

کرتے ہیں کہ انعاماتِ الٰہی کو انعام ہی نہیں سمجھتے۔ ایک عورت مجھ سے کہنے لگی۔ خدا نے جو کچھ مجھے دیا تھا سب کچھ لے لیا۔ مَیں نے کہا۔ کیا تمہاری آنکھیں نہیں۔ کان نہیں۔ ناک نہیں۔ ہاتھ نہیں۔ پاؤں نہیں۔ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوئی۔ اس رکوع میں ایک نبی سے بازپرس کا ذکر ہے۔ جسے خدا بنایا گیا۔

وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ: مریم کو بھی خدا کی ماں کہتے ہیں اور رومن کیتھولک اس کی تصویر کو سجدہ کرتے ہیں لارڈ ریمن نے اپنی جیب سے پندرہ تصویریں پیتل کی دکھائی تھیں۔ مہاراج[1] نے مجھے کہا یہ تو ہمارے ہی بھائی ہیں آپ ان کو اہلِ کتاب بنائے پھرتے ہیں۔

مَا فِيْ نَفْسِيْ: میری باتیں۔

مَا فِيْ نَفْسِكَ: تیری باتیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء)

۱۱۸۔ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۸﴾

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ: انبیاء توحیدِ ذاتی پر نہیں بلکہ صفاتی پر زور دیتے ہیں کیونکہ اس کے متعلق قوموں میں غلط فہمیاں ہیں۔ شرک کا مسئلہ باریک ہے۔ ایک طرف خدا کا حکم ایک طرف نفس کی تحریک۔ اب جو نفس کا کہا مانتا ہے وہ بھی شرک میں گرفتار ہے۔ اسی واسطے جھوٹ بولنے والے۔ زانی چور۔ بدمعاملہ۔ رشوت۔ حرام خور۔ سب مشرک ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء)

تَوَفَّيْتَنِيْ: جان کو قبض کر لیا۔

اور جب کہے گا اللہ۔ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تُو نے لوگوں کو کہا کہ مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود ٹھہرالو۔ وہ بولا۔ تُو پاک ہے۔ مجھ کو سزاوار نہیں ہے کہ کہوں وہ بات جو مجھے پہنچتی نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہوگا۔ تو تجھے معلوم ہوگا۔ تُو جانتا ہے۔ جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی

[1] مہاراجہ جموں کشمیر۔ مرتب

میں ہے۔ بیشک تُو ہی چھپی باتیں جاننے والا ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کہا جس کا تُو نے مجھے حکم کیا تھا یہ کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ اور میں ان پر خبردار رہا۔ جب تک میں اُن میں رہا اور پھر جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو تُو ان پر خبردار تھا اور تُو ہر چیز پر خبردار ہے۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص۱۵۶)

۱۲۰، ۱۲۱ - قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲۰﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۱﴾

اس سورۃ میں معاشرت کے اصول بتائے۔ بیویوں، بچوں، یتیموں، اپنے ہم مذہبوں، غیر مذہبوں سے برتاؤ بتایا اور سمجھایا کہ سب سے مقدم اللہ کی رضامندی ہے۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ : لوگ پاس پاس لئے پھرتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر پاس ہونا تو یہی ہے پھر فرماتا ہے۔ تم خواہ کتنے بھی بڑھ جاؤ گے پھر بھی خدا سے نہیں بڑھ سکتے۔ زمین و آسمان اسی کا ہے بلکہ مَا فِيْهِنَّ بھی اور پھر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہے تو اسکا مگر متصرف کوئی اور ہے بلکہ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ ر اگست ۱۹۰۹ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ انعام میں پندرہ کے قریب رسالت پر دلائل ہیں۔ نبی کریمؐ کی تعلیم اس میں خصوصیت سے درج ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۲)

آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ سورۂ بقرہ و آل عمران میں خانہ جنگیوں کے متعلق ہدایت ہے اور یہ کہ جہاد میں متقی ہی کامیاب ہوں گے۔ پھر نساء اور مائدہ میں معاشرت کے متعلق ہدایات ہیں۔ اب اس سورۂ انعام میں حضرت نبی کریمؐ کی رسالت کی نسبت ثبوت اور اعتراضوں کے جواب ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء)

۲۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ۬ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ۝۲

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ : اوپر دیکھو اور مختلف ستاروں کی دوری اور حالات کی طرف توجہ کرو پھر نیچے زمین اور مَا فِیْھَا پر نظر کرو۔ سُوئی کے ایک ناکہ پر جو پانی کا قطرہ ہے۔ اس میں بھی صدہا کیڑے ہیں۔ ایک صاحب نے لکھا کہ پہلے انسان نے بڑے بڑے جانوروں سے مقابلہ کیا۔ اب چھوٹے چھوٹے جانوروں۔ طاعون کا کیڑا۔ ہیضہ کا کیڑا۔ مرگی کا کیڑا کا مقابلہ ہے۔ دیکھئے۔

جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ : روشنی اور اندھیرے کا فرق دوپہر اور آدھی رات کے وقت معلوم ہو سکتا ہے۔ روشنی میں تمیز اور اندھیرے میں بے تمیزی ہوتی ہے۔

بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ : پس خالق السّمٰوٰتِ وَالْاَرض اور جاعل الظلمات سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ بے تمیزی سے تمیز دینا بھی اسی اللہ کا کام ہے۔ اور اسی میں ثبوت ہے بعثتِ نبوّت کا۔ عالمِ روحانی میں جب ظلمات بڑھے تو نُور ضروری ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶؍اگست ۱۹۰۹ء)

۳۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا، وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۳﴾

وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ : موت سے بعث تک کا زمانہ اَجَلٌ مُّسَمًّى کہلاتا ہے۔ جو اللہ ہی کو معلوم ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۲)

۶۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ، فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾

يَسْتَهْزِءُوْنَ ، ہزوسے کسی چیز کو خفیف سمجھنا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ ر اگست ۱۹۰۹ء)
فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ ، پہلی دلیل ہے نبوت کی، مخالفانِ نبوت ہلاک ہوں گے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۲)
اس آیت میں بدوں میعادِ معینہ کے مطلق تکذیب پر ہلاکت کی خبر دی۔
(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۳۱ ایڈیشن دوم)

۷۔ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا، وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۷﴾

اَلَمْ يَرَوْا : اعتقاد کرنا۔ سبق حاصل کرنے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ ر اگست ۱۹۰۹ء)
كَذَّبُوْا ، جھٹلا چکے حق بات کو کہ جب ان تک پہنچی۔ اب آگے آوے گا ان پر حق اُس بات کا جس پر ہنستے تھے۔ کیا دیکھتے نہیں۔ کتنی ہلاک کیں ہم نے پہلے ان سے سنگتیں۔ ان کو جمایا تھا ہم نے ملک میں جتنا تم

کو نہیں جلایا اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان برستا۔ اور بنادیں نہریں ان کے نیچے۔ پھر ہلاک کیا ان کو انکے گناہوں پر اور کھڑی کی اُن کے پیچھے اور سنگت۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۳۱)

۹،۸۔ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۚ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ: دلربا بات ہے مگر قوم سے کاٹ دینے والی۔

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ: فرشتوں کا نزول دو طرح ہے۔ ایک تو عذاب کیلئے۔ سو اسکے لئے فرمایا کہ اگر فرشتہ اترتا تو پھر فیصلہ ہو جاتا۔ اور ایک وحی کیلئے۔ سو وہ تمہارے سامنے کس طرح آئے؟ لامحالہ مرد کی صورت میں آئے گا۔ پھر وہی التباس میں پڑے گا کہ یہ فرشتہ کیونکر ہے۔ ممکن ہے کوئی آدمی ہی ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء)

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا: دوسری دلیل ہے۔

لَقُضِيَ الْاَمْرُ: یہ تیسری دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ نمبر ۸ صـ۴۵۲)

۱۱۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

۱۲۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا: چوتھی اور پانچویں دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ نمبر ۸ صـ۴۵۲)

یہ سورۃ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ رسالت کے ثبوت میں ہے جو لوگ اپنا مال۔ اپنی جان۔ اپنی

اولاد۔ اپنی عزت برباد کر چکے ہیں۔ وہ ہرگز عقلمند نہیں ہیں۔

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ...... فرما کر بتلایا ہے۔ کہ تم سوچو اور فراعنہ مصر کا انجام کیا ہوا؟ کیا ان کا نام ونشان باقی ہے۔ ابراہیمؑ کے مکذب کا کیا انجام ہوا۔ جس کے نام کی نسبت بھی مفسرین کو اختلاف ہے۔ وہ بے نام ونشان ہوا اور اس کے مقابلہ میں ابراہیمؑ کو دیکھو کہ اس وقت یورپ امریکہ۔ ایشیا۔ کے عیسائیوں۔ یہودیوں۔ مسلمانوں کا پیشوا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء)

زمین میں سیاحت کرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔ کوئی دیکھ لے جو حالت انبیاء علیہم السلام کے مکذبوں کی ہوئی اس سے بڑھ کر ہمارے حضور علیہ السلام کے نافہم مکذبوں کی ہوئی۔ جہاں سے مکذبوں نے آپؐ کو نکالا۔ وہاں سے خود ہی ابدالاباد کے واسطے نکل گئے۔ سچ ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۶)

۱۳، ۱۴۔ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ قُلْ لِّلّٰهِ ۚ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۴﴾

فرماتا ہے لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اس قیامت کے دن کا ہی فکر کرو۔ جہاں اوّلین آخرین جمع ہوں گے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا۔ عذاب غیر مقطوع ہے یا نہیں؟ میں نے کہا میرے نزدیک غیر مقطوع نہیں۔ اس نے کہا پھر تو ہم بھی آپ سے آملیں گے۔ میں اس وقت خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد میں اور وہ بازار میں گئے۔ میں نے چوک میں پوچھا۔ یہاں آپ کا کوئی واقف ہے؟ کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا بھی کوئی واقف نہیں۔ پس یہ لو دو روپے۔ اور مجھے ایک جوتا سر پہ مار لینے دو۔ بول اٹھا۔ میں سمجھ گیا۔ میں نے اسے کہا۔ او نادان! چند واقفوں میں تو اپنی ہتک گوارہ نہیں کر سکتا تو وہاں جہاں سب جمع ہوں گے۔ اپنی ہتک کیونکر گوارہ کر سکے گا۔

مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ تمہارے اقوال و اعمال کا سننے

اور جاننے والا ہے کیا تم انکار کر سکتے ہو؟ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء)
تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو رکھ لیا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۰)

۱۵، ۱۶۔ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۶﴾

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا : ہر ایک کو اپنے حامی و مددگار کی ضرورت ہے اور دنیا کے حامیوں میں تفاوت ہے۔ پس جس نے آسمان و زمین بنایا اسکے سوا اور کسی کو حامی بنانا کیا کوئی دانشمندی ہے؟
اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ : اوّل درجہ کا فرماں بردار ہوں اور منہیات سے بچنے والا ہوں۔
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ : فطرۃً انسان دُکھ سے بچتا ہے۔ پھر عید و میلے کے دن تو کوئی بھی رنج و ہتک پسند نہیں کرتا۔ فرماتا ہے۔ اس عظیم الشان دن میں نافرمانی کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ اس سے ڈرتا ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء)

۱۸۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۗ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸﴾

فَلَا كَاشِفَ لَهٗ : سب سے بڑھ کر تو ماں غمخوار ہے۔ مگر ایک ادنیٰ دُکھ بھی (مثلاً شکم میں درد) بانٹ نہیں سکتی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء)

۲۰۔ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۗ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌ

بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۲۰﴾

قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ : ہمارا تمہارا مقدمہ ہے پچھلی کتابوں میں شہادت موجود ہے۔ تم دیکھ لو کہ مکذبین رسل کا انجام کیا ہوا ؟ تازہ شہادت چاہتے ہو تو اپنے اور میرے اتباع کو دیکھ لو۔ بوعلی سینا ایک طبیب تھا۔ امام غزالی و امام رازی اچھی عربی لکھنے والے ہیں۔ مگر یہ بھی ان سے کم نہیں۔ ایک دن اس نے عمدہ تقریر کی۔ ایک اُلو کا پٹھا اسکا شاگرد بیٹھا تھا۔ اُس نے کہا آپ نبوت کا دعویٰ کرتے تو آپ کو زیبا تھا۔ اس وقت ابن سینا خاموش ہو رہا۔ ایک دن سردی تھی۔ ٹھنڈی ہوا اور یخ بستہ پانی موجود۔ اسی شاگرد سے کہا۔ ذرا کپڑے اتار کر اس میں ہو آؤ۔ وہ کہنے لگا۔ خیر ہے کیا آپ مجنون تو نہیں ہو گئے ؟ کہا۔ کیا اسی ہمت پر مجھے پیغمبر بناتا تھا ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو گھمسانوں میں جانے کا حکم دیتے تھے۔ کیا وہ یہی جواب دیتے تھے ؟ غرض یہاں اتباع کو مقابلہ میں پیش کیا گیا۔

وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ : اور میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ قرآن مجھ پر وحی ہوا ہے۔ مگر یہ صرف وحی ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ خطرناک بات ہے کہ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ۔ جو اس وحی کے خلاف کرے گا وہ یقیناً عذاب میں گرفتار ہوگا اور نہ صرف تم بلکہ مَنْۢ بَلَغَ جن لوگوں تک یہ قرآن پہنچے گا اگر وہ اس کی ہدایات پر کاربند نہ ہوں گے تو خوار ہوں گے۔ تباہ ہوں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء)

اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ : یہ چھٹی دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۲۱۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۱﴾

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ۔ یعنی فقراء (جن کے سینوں میں کتاب ہوتی ہے) علماء (جن

کے ہاتھوں میں کتاب ہوتی ہے) قرّاء (ان کی زبان پر کتاب ہوتی ہے) حق سمجھ تو لیتے ہیں مگر شبہات میں رہتے ہیں۔ حالانکہ ایسے شبہات وہ اپنی اولاد کی نسبت بھی کر سکتے ہیں۔ پر پھر بھی اپنی اولاد کو مانتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء)

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ: اگلی کتب میں پیشگوئی اعمال ۲۳ آیت ۲۱۔ ساتویں دلیل۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۲۲۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ: مفتری اور غیر مفتری کی شناخت کا معیار بتایا ہے کہ مفتری ظالم ہے وہ کبھی مظفر و منصور نہیں ہوتا۔ انسان تنہا بیٹھ کر تو بہت سی عمارتیں بنا لیتا ہے۔ مگر نہیں سمجھتا کہ خدا بھی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء)

لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ: مشرک تیرے مقابل میں مظفر و منصور نہ ہوں گے۔ آٹھویں دلیل۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۲۳، ۲۴ وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْۤا اَیْنَ شُرَکَآؤُکُمُ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۳﴾ ثُمَّ لَمْ تَکُنْ فِتْنَتُھُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ ﴿۲۴﴾

تَزْعُمُوْنَ: جنہیں تم اپنے زعم باطل میں شریک باری تعالیٰ سمجھتے ہو۔
فِتْنَتُھُمْ: عذر اور قول ان کا۔ فتنہ کے معنے عذر کے اس لئے کئے ہیں کہ یہ عذر بھی ان کے فتنہ و شرارت کے ضمن کی بات ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء)

۲۶۔ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْکَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰی

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾

يَسْتَمِعُ : سماع وہی ہے جو دل کے کانوں سے سنا جائے اور قبول کر لیا جائے۔
وَقْرًا : یوں تو سن لیتے تھے مطلب یہ ہے کہ حق نہ سنتے تھے۔
اَسَاطِیْر : سٹوریاں ہیں۔ مگر میں تمہیں سچے یقین کے ساتھ بتاتا ہوں کہ قرآن میں کوئی قصہ نہیں بے شک آدمؑ۔ نوحؑ۔ یعقوبؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ صالحؑ۔ ہودؑ۔ شعیبؑ کا بیان ہے۔ مگر صرف حضرت رسول اللہ علیہ وسلم کے حال سے مطابق کرنے کیلئے۔ گویا ان واقعات کے ذریعے پیشگوئی کی گئی ہے کہ تمہارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ پس وہ قصے نہیں بلکہ تمثیلی رنگ میں پیشگوئیاں ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)

۲۸۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۸﴾

وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ : جنگ کے سامنے یا دوزخ کے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صفحہ ۴۵۲)

۳۰۔ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۰﴾

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا : منہ سے نہ کہیں۔ مگر اکثر لوگ اپنے اعمال سے بھی ظاہر کرتے ہیں اور یہی

لہ کہانیاں STORIES - مرتب

گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ ہے دنیا ہی دنیا ہے۔

قَالَ : عام ہے، جو چیز صرف بولنے کے لئے مخصوص نہیں بلکہ جس طرح کوئی امر ظاہر ہو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ راگست ۱۹۰۹ء)

۳۲۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ۚ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝۳۲

مَا فَرَّطْنَا : جو ہم نے کوتاہی کی۔
اَوْزَارَ : جمع وِزْر۔ اثم۔
يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ : کفارہ کی تردید۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صـ۴۵۲)

۳۳، ۳۴۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۚ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۳۳ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝۳۴

لَعِبٌ : بے حقیقت چیز
لَهْوٌ : خدا سے غافل کرنے والی۔
پس مومن کو چاہیئے کہ وہ ہر کام سوچے کہ یہ بے حقیقت خدا سے غافل کرنیوالا تو نہیں۔ اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے یا نہیں۔
لَيَحْزُنُكَ : جس طرح باپ بیٹے کیلئے۔ بادشاہ رعایا کیلئے یہ چاہتا ہے کہ وہ فرماں بردار ہوں۔ اسی

طرح انبیاء جن کو اٹھتے بیٹھتے خدا کی عظمت مدنظر ہوتی ہے۔ یہی چاہتے ہیں کہ تمام لوگ خدا کے نیک بندے بن جاویں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی قوم کے افراد کو کفر و شرک۔ چوری۔ زنا۔ شراب۔ قصہ کہانیوں اور طرح طرح کے گناہوں میں مشغول دیکھتے ہوں گے تو بہت بہت کڑھتے ہوں گے چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (الکہف ۷)

يُكَذِّبُوْنَكَ: تجھے تو یہ جھوٹا نہیں کہتے کیونکہ دعوئی نبوت سے پہلے انہوں نے کبھی تجھے ایسا نہیں کہا۔ اور اب دوسرے معاملات میں جھوٹا نہیں کہتے۔ صرف وحی الہٰی کو جھٹلاتے ہیں۔ یہ زبردست شہادت ہے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت پر۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء)

فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ: تجھے جھوٹا نہ کہا۔ بلکہ جب تم نے دعوئی کیا تو انہوں نے آیات اللہ کو جھٹلایا تیری زندگی پر کوئی حرف نہ لاسکے۔ یہ نویں دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۵۲)

۳۵- وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۵﴾

جب اس کتاب تکذیب[1] کو دیکھا تو وہ کل مکذب یاد آگئے جو آدمؑ سے لیکر ہمارے ہادی (فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم) تک آپ کے اور آپ کے سچے اور نیک فرماں بردار اور جاں نثاروں کے مقابل گزرے مگر وہی الہٰی سنت اور خدائی قاعدہ کہ انجام کار اہل ایمان اور راست باز ہی فتح یاب ہوتے ہیں میرے واسطے جاں فزا۔ راحت بخش ہوا۔ ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۔ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۔ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ۔

بیشک جھٹلائے گئے رسل تجھ سے پہلے۔ پھر صبر کیا انہوں نے تکذیب پر اور دکھ دیئے گئے یہاں

---

[1] تکذیب براہین احمدیہ - مرتب

تک کہ آئی ان کے پاس مدد ہماری۔ اور الٰہی باتیں کوئی نہیں بدل سکتا اور بے ریب آپکی تجھے خبر پہلے رسولوں کی۔ (تصدیق براہین احمدیہ صہ ۲۵)

لَامُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ : یعنی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا کوئی نہیں بدل سکتا۔ یہ دسویں دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۔ ۹ صہ ۴۵۲)

۳۶۔ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۶﴾

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى : مکہ وعرب والے سب مسلمان ہو گئے گیارہویں دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۔ ۹ صہ ۴۵۲)

۳۹۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۹﴾

اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ : جس طرح تم میرے نبی کے تباہ کرنے کے درپے ہو۔ اسی طرح زہریلے جانور اور درندے تمہارے دشمن ہیں۔ عنقریب لاشیں کھا جائیں گے۔ یہ بارہویں دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۔ ۹ صہ ۴۵۲)

۴۲۔ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۲﴾

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ : صرف خدا کو پکارنے سے چھوٹو گے۔ یہ تیرہویں دلیل ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۔ ۹ صہ ۴۵۲)

۴۳۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ

اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات اپنے اپنے وقتوں میں اپنا کام کر رہی ہیں۔ مثلاً ایک وقت دن کا ہے۔ ایک رات کا۔ ایک نور کا ایک ظلمات کا۔ اَلرَّافِع۔ اَلْخَافِض۔ اَلضَّار۔ النافع اللہ تعالیٰ ہی کے اسماءِ حسنٰی میں سے ہیں سَنَفْرُغُ لَكُمْ (الرحمن: ۳۲) میں بعض لوگوں کو وہم گذرا ہے کہ خدا کسی کام میں ایسا مصروف ہے کہ دوسری طرف توجہ نہیں اور پھر توجہ ہوگی۔ یہ بات نہیں بلکہ ہر کام کیلئے ایک وقت ہے ایک ہزار برس آتا ہے۔ کہ نافرمانوں کی سزاؤں کا وقت ہوتا ہے اور اس میں ہر مجرم کو سخت پکڑ ہوتی ہے دوسرے ہزار برس میں ایسا نہیں ہوتا۔

میں نے ایک شخص کو زنا وغیرہ سے منع کیا۔ اس نے مجھے نہایت حقارت سے جواب دیا۔ کہ مُلّا! ہم تو اتنی مدت سے ایسا ہی کر رہے ہیں۔ کوئی تکلیف نہیں پائی۔ اس وقت میں سمجھ گیا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اپنے کئے کا پھل پائے۔ چنانچہ کچھ دن بعد دیکھا کہ ہائے ہائے کرتا آ رہا ہے۔ دیکھا تو خطرناک قسم کی آتشک اس کو تھی جو تین دن میں ہلاک کر دیتی ہے ہم نے اس کے زخم کو جلا دیا۔ لیکن اس نے اپنے معالجہ کی پرواہ نہ کی اس لئے مرض اندر ہی اندر بڑھتا گیا اور اُسے چُپ سی لگتی گئی۔ اب اس کے گھر والے اس کا علاج نہ کرتے یہ سمجھ کر کہ بدمستی کی وجہ سے چُپ ہے۔ یہی بات اس کی ہلاکت کا نشان ہوئی۔ چنانچہ آخر بالکل خاموش ہو گیا۔ پھر مر گیا۔

غرض اس رکوع میں بتایا ہے کہ ہم رسول بھیجتے رہتے ہیں اور ان کے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوتا ہے کہ تمام اقوام کو بَاْسَآءِ قسم قسم کی بیماریوں میں پکڑ لیتے ہیں۔ غرض کیا ہوتی ہے لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ تضرع اختیار کریں۔

کبر بہت بُری چیز ہے۔ ہمایوں نے ایک دفعہ اپنی فوج کا جائزہ لیا۔ فوج کی کثرت دیکھ کر کہنے لگا اتنی کثیر التعداد فوج کو ہلاک کرتے خدا کو بھی کئی دن لگ جائیں۔ شیر شاہ پاس کھڑا تھا۔ الگ ہو گیا کہ یہ تو بے ایمان ہے۔ آخر ہمایوں پر ذلت کا وہ زمانہ آیا کہ ہند میں سر چھپانے کو جگہ نہ ملی۔ ایران چلا گیا۔ کبر کے کلمے یوں کر دیتے ہیں۔ یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ کئی ایسی جگہوں میں عذاب کیوں آتا ہے جہاں اس وقت کے رسول کی اطلاع تک نہیں پہنچی۔ ہم کہتے ہیں۔ وہ وقت رسالت کے پہنچانے کا نہیں وہ تو مجرموں کی گرفتاری کا

ہے۔ اور یوں بھی بائیبل کا ترجمہ ۲۸۰۰ زبانوں میں ہو چکا۔ اور احکام الٰہی کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی رنگ میں تمام اقطارِ عالم و اکنافِ جہاں میں پہنچ چکے ہیں۔ آریہ سماج بھی توحید کا پرچار کرتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ اس وقت تضرع چاہتا ہے۔

یہاں قادیان میں پچھلے دنوں طاعون پھیلنے لگا۔ میں نے خدا کی جناب میں نہایت تضرع سے دعا کی کہ ابھی تیری چھوٹی سی جماعت ہے۔ اب تو اس جماعت میں اس درجہ کا دعا کرنے والا بھی نہیں۔ پس تو اپنا فضل کر۔ میں دیکھتا ہوں کہ طاعون معاً چلا گیا۔ جو بیمار تھا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ یہ تضرع کا نتیجہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)

فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ: جب کوئی نبی آتا ہے تو بیماریاں اور قحط ضرور پڑتے ہیں یہ چودھویں دلیل ہے ہر نبی کے وقت ایسا ہوا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۲)

۴۴۔ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝۴۴

جَآءَهُمْ بَاْسُنَا: یہ باتیں (جنگ وجدال) جس میں کئی کئی طرح کی مصیبتیں آتی ہیں۔ بأس کے مقابلہ میں ہے۔ آجکل بھی جنگ و جدال عجیب عجیب رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے قسطنطنیہ کی جو حالت ہے۔ ایران کی جو حالت ہے۔ وہ تم اخباروں میں پڑھتے ہو۔ چالباز مدبر عرب والوں کو سمجھا رہے ہیں۔ تم الگ ہو جاؤ۔ ترکوں کے ماتحت نہ رہو۔ مطلب یہ کہ متفرق ہو کر طاقت کم ہو جاوے پھر قبضہ میں آسانی ہو۔ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ: ایک اصل بتایا جاتا ہے کہ دنیا کے کام یوں کرو۔ گویا مرنا ہی نہیں۔ یہ بھی اسی مثل سے ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)

۴۶۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝۴۶

دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا: ساری قوم ہلاک نہیں ہوتی۔ جو مدبرین ہیں وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ: یعنی مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی صفت اپنا جلوہ دکھا چکی

ہے تو پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔
میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور اسلام نہایت نازک حالت میں ہے۔ اس طرف آریہ زور لگا رہے ہیں۔ ادھر عیسائی۔ ادھر کالجوں سے دہریہ بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ فرمایا۔ تختی صاف نہ ہو۔ نقش خوب نہیں بیٹھتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۷﴾

يَصْدِفُوْنَ ، روکتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۲)

۴۹۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾

اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ، رسول عذاب کیلئے نہیں آتے۔ بلکہ وہ تو پاک لوگوں کو تیار کرتے ہیں۔ جن کو بشارتِ کامیابی دیتے ہیں اور کچھ گندے لوگ تیار ہوتے جاتے ہیں۔ ان کیلئے منذر ہوتے ہیں۔
مَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ ؛ جو ایمان لائے۔ زبان ہی سے نہیں بلکہ اصلاح بھی کرے میں سچ کہتا ہوں کہ واقعی مومن لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْزَنُوْنَ ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور ہم کو یہ دکھ ہے وہ دکھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کلمہ پر غور کرو۔ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ (المنافقون:۸)
ایک شخص نے مقدمہ میں مجھ سے سفارش کرانی چاہی۔ میں نے کہا كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا ۔ آپ کوئی ظالم ہوتا ہے تو اس پر ظالم کو متولی کرتا ہے۔ پس تم اپنے ظلم کو دفع کرو۔ میں نے سفارش بھی نہ کی مگر وہ حاکم بدل گیا۔
سنو! اس نے جب استغفار کی کثرت کی تو اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز اس کا مقدمہ پیش ہونا تھا وہ

حاکم کسی کو چارج دے گیا اور قائم مقام نے اس کے حق میں فیصلہ کیا۔

بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ : بدعہدی کی وجہ سے عذاب الٰہی آتا ہے۔ ہمارا بادشاہ ایسا نہیں کہ اسے کچھ خبر نہیں۔ اس کی خفیہ پولیس ہر وقت عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ (المعارج : ۳۸) موجود رہتی ہے اور مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ (ق : ۱۹) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ اگست ۱۹۱۰ء)

۵۰۔ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۵۰﴾

یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ : مکذبین پر ضرور عذاب آئے گا۔ یہ پندرھویں دلیل ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۲)

۵۱۔ قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾

لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ : اس آیت نے میری رسول کریمؐ سے بہت ہی محبت بڑھائی ہے۔ ایک دفعہ میں ایک کنوئیں پر گیا تو زمیندار نے میری بڑی خاطر کی۔ میں حیران تھا کہ کیا وجہ ہے؟ آخر اس نے بتایا کہ آپ کے باپ نے ہمیں ایک تعویذ دیا تھا جس سے بیڑا پار ہو گیا۔

عرب جیسا مشرک ملک لوگوں کو یقین کہ یہ (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) مقرب بارگاہِ الٰہی بنتا ہے۔ پس یہ تو سب کام کرادیگا۔ آپؐ انکی شرک آمیز قوت سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ صاف کہتے ہیں۔ میرے پاس خزانے نہیں۔ میں غیب دان نہیں۔ میں دیوتا کا اوتار نہیں۔ میں تو ایک بشر ہوں۔ جو حکم آئے اس کی تابعداری کرتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)

لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ : ایک مشرک ملک میں پیدا ہونے والا کیا صفائی سے اعلان کرتا ہے۔ اس آیت سے مجھے نبی کریمؐ سے بہت محبت ہوئی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۳)

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ : میں اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو حکم آتا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۳۸)

۵۲، ۵۳ - وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾

اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ : وعظ ان کیلئے مفید ہوتا ہے جنہیں یوم الحشر کا خوف ہے۔
وَلِيٌّ : ظلمات سے نور کی طرف نکالنے والا۔
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ ، انبیاء ایک آدمی کو وعظ نہیں کرتے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ضائع چلا جاوے۔ اس لئے وہ عام مجلس میں سمجھاتے ہیں۔ تا کوئی سعادت مند روح نجات پاوے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ
وَجْهَهٗ۔ اس کی ذات۔ اور توجہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶؍ اگست ۱۹۰۹ء)

۵۵، ۵۶ - وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۶﴾

تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ : توبہ کے ساتھ اصلاح کی قید ہے۔
اَلْمُجْرِمِيْنَ : جناب الٰہی سے قطع کرنیوالے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶؍ اگست ۱۹۰۹ء)

۵۸، ۵۹۔ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ: بیشک وشبہ میں اعلیٰ درجہ کے نشان اپنی راستی اور صداقت پر اپنے رب کی طرف سے رکھتا ہوں اور تم اس راستی کی تکذیب کر چکے۔ میری تکذیب کے بدلہ میں جو عذاب تم پر آنے والا ہے۔ تم چاہتے ہو وہ عذاب تم پر جلد آجاوے۔ سو اس عذاب کا تم پر آنا میرے قبضۂ قدرت میں نہیں۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ: اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں مگر یاد رکھو۔ منکر دکھ پاویں گے۔ اللہ ظاہر کرتا ہے گا اس حق کو جو میں لایا ہوں اور بیشک وریب وہ (اللہ تعالیٰ) ہے بہت ہی بڑا نہ جھوٹ اور سچ میں فیصلہ کرنے والا۔ جھوٹے کو ذلیل سچے کو فتحمند رکھیگا۔
(ایک عیسائی کے تین سوال اور انکے جوابات صـ۴۹)

۶۰۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾

نبی کریمؐ جس ملک میں جس وقت رہتے تھے وہ ملک۔ وہ وقت عظیم الشان بت پرستی کا تھا مکہ کے اندر ۳۶۰ بت پوجے جاتے تھے۔ عیسائی جو تھے وہ حضرت مریمؑ کے پجاری تھے۔ ایک کتاب میں میں نے پڑھا ہے کہ مریم کے بت کو روپہلی گوٹے کناری کے کپڑے بھی پہنائے جاتے تھے۔ بت پرست کی کتنی

عجیب طور پر ماری جاتی ہے۔ ایک عظیم الشان بت پرست کا ذکر ہے کہ وہ اکتوبر کے آخری دنوں میں توشہ خانے میں تنہا بڑے اہتمام کے ساتھ درزی سے کچھ کپڑے پشمینے کے سلا رہا تھا۔ میں ان کو دیکھ کر بہت حیران ہوا کیونکہ وہ کپڑے کسی انسانی قد کے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سیتا جی کے ہیں میں نے درزی سے کہا اس میں روئی بھی ڈال دینا۔ سردی کا موسم ہے ..... اس پر وہ خاموش رہ گیا۔ سوا اس کے کچھ نہ کہا۔ آپ مذہبی معاملہ میں بھی ٹلتے نہیں۔ بت پرستوں کی عجیب عجیب حکایتیں ہیں۔ کہیں گرمی سے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ خون نکلنے سے ہوش آیا۔ تو اسی پتھر کو پوجنا شروع کر دیا کہ یہی ہوش میں لایا۔ میرے بھائی مر چکے تھے۔ ایک ہندو دوست نے مجھے کہا کہ میرے باپ کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ دو پستے میری ماں کو کھلائے گئے۔ تب میں اور میرا بھائی ہوئے۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے۔ پس آپ بھی آزمائیے۔ جیسے دواؤں کو آزماتے ہیں۔ اگر آپ کو شریعت مانع ہو تو آپ کی طرف سے میں ترکھا دیوی کی منت کروں۔ میں نے کہا آپ تکلیف نہ کریں۔ دیوی نے آپ کے باپ کو آپ جیسا دائم المریض۔ آپ کے بھائی جیسا پاگل دیا۔ مجھے ایسی اولاد نہیں چاہیئے غرض بت پرستی میں عقل بالکل ماری جاتی ہے۔ بت پرست یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا کی سب چیزیں میری خادم بنائی گئی ہیں اور پھر اپنے خادموں کو مخدوم بلکہ معبود بناتا ہوں۔

مَفَاتِحُ: جمع ہے مَفْتَحْ کی۔ جس کے معنی خزانے کے ہیں۔ قارون کے بیان میں بھی مَفَاتِحَهٗ آیا ہوا ہے جس سے مراد خزانے ہیں۔ مَفَاتِیْحُ نہیں کہ چابیاں اس کے معنے ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ اگست ۱۹۱۲ء)

فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ: اللہ کی حفاظت میں ہے (تشحیذ الاذہان جلد ۷ صفحہ ۴۵۳)

۶۲۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۚ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۲﴾

ہمارے ملک میں بعض الفاظ کے معنے غلط کرتے ہیں۔ مثلاً قاہر ہے۔ اس کو قہر و غضب کے معنوں میں لینا سخت غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ یعنی قاہر کے معنے یہ ہیں کہ بندے دوسری مخلوق پر غالب ہیں تو خدا بندوں پر۔

حَفَظَةً: انسان جب سے پیدا ہوا ہے۔ اپنی نگہبانی کے سامان مہیا کر رہا ہے۔ موت سے بچنے کیلئے کئی دوائیں تلاش کیں۔ جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو بیوی کو اپنا جوڑا بنالیا تا میں نہ رہوں تو اولاد ہی رہے

لیکن خدا فرماتا ہے میرے ہی بچانے سے بچتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا جب موت آتی ہے۔ ہمارے فرستادے رُوح قبض کر لیتے ہیں۔ مگر رُوح کو فنا نہیں اس لئے فرمایا ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ (الانعام ۶۳) پھر اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ وہاں آخرت میں بھی نجات خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ثبوت میں دنیا کی مشکلات کی نجات کیلئے فطرت کی گواہی پیش کی ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء)

۶۴۔ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۴﴾

تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً : معلوم ہوتا ہے اس زمانہ میں مشرک نہیں تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کا شرک اس حد تک میں نے دیکھا کہ دریا میں کشتی خطرے میں پڑے تو ہماری طرف بہاء الحق کا نام لیتے ہیں عدن کے قریب یا اورس کہتے ہیں۔ افسوس مسلمانوں میں کوئی عبادت خدا سے مخصوص نہیں ہے طواف سجدہ۔ ہاتھ باندھ کر دُعا۔ قربانیاں۔ روزے۔ مال کا عشر حتیٰ کہ صلوٰۃ غوثیہ۔ سب غیروں کے لئے کرتے ہیں۔ ایک بڑا پیر بھائی میں نے دیکھا کہ وہ جنوب کی طرف جُھک کر نماز پڑھتا ہے۔ پوچھا تو کہا۔ ہمارے حضرت اسی طرف ہیں۔ ہمارا قبلہ تو وہی ہیں۔ اب ان کا قبلہ کوئی اور ہو تو خیر۔ اس وقت مجھے یہ آیت یاد آئی۔ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ
(البقرۃ: ۱۴۴) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶ر اگست ۱۹۰۹ء)

۶۶۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّ یُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۶﴾

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ: فوق کے تین معنے ہیں۔ کوئی ظالم بادشاہ مسلط کر دے۔ بیرونی

دشمن حملہ آور ہو۔ ہوائیں ایسی آویں جن سے لوگ پہاڑوں کے نیچے دب کر مر جائیں۔

اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ، اس کے بھی تین ہی معنے ہیں۔ زلزلوں سے زمین پھٹ جائے خسف ہو جائے۔ اپنے نوکروں کے ہاتھوں سے ہلاک ہو جاویں۔ جن کو ذلیل سمجھا ہوا ہے۔ وہی تسلط پا جاویں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی میری قوم کو بیرونی دشمن سے بچا کہ اس کا استیصال نہ کر دے۔ حدیث میں ہے کہ پروردگار نے فرمایا۔ میں نے قبول کی۔ پھر عرض کیا کہ خانہ جنگیوں سے ان کا استیصال نہ ہو۔ یہ دعا بھی قبول ہوئی۔ پھر باقی رہ گیا یُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ چونکہ یہ نتیجہ تھا قرآن کی نافرمانی کا۔ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَہُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاۗءَ (المائدہ: ۱۵) اس لئے یہ برقرار رہا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ فیروں سے تم نے لڑائی کی کہ انہوں نے مسیح کو زندہ کہہ کر قرآن کو چھوڑا۔ گویا نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ کے مصداق ہوئے۔ مگر تم لوگ آپس میں لڑائی کرو تو اِنَّا لِلّٰہِ ہی پڑھنا چاہیئے۔ اس میں پیشگوئی بھی تھی۔ یہ تمام عذاب اہلِ مکہ پر اتنے بلہر سے نبی کریمؐ نے حملہ کیا کیا تھوڑا اپنے ہاتھوں سے مشرک قتل ہوئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۶۷، ۶۸۔ وَکَذَّبَ بِہٖ قَوْمُکَ وَھُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ ﴿۶۷﴾ لِکُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ز وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور تیری قوم نے اُسے جھٹلایا حالانکہ یہ حق ہے تو کہہ دے اے محمدؐ میں تم پر وکیل نہیں ہوں ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے۔ پس عنقریب تم جان لوگے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۳۱)

اور اس کو جھوٹ بنایا تیری قوم نے اور یہ تحقیق ہے تو کہہ کہ میں نہیں تم پر داروغہ۔ ہر چیز کا ایک وقت ٹھہر رہا اور آگے جان لوگے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۹۹)

کَذَّبَ بِہٖ قَوْمُکَ: اس پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ مالیر کوٹلہ میں شیعہ بہت ہیں۔ سلطان محمود سے ایک اشتہار آیا کہ کوئی سنّی ابوبکر کا ایمان ثابت کر دے۔ ایک حدیث مسلمہ اہلِ سنّت میں ہے۔ کہ عائشہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ کو بڑی تکلیف کس سے پہنچی؟ تو آپؐ نے فرمایا تیری قوم سے۔ اب قوم کسی آدمی کے باپ۔ دادے تلئے ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ابوبکرؓ سے آپؐ کو بڑی تکلیف پہنچی (نعوذ باللہ) میں نے کہا کَذَّبَ بِہٖ قَوْمُکَ کے معنے بھی حل ہو گئے۔ آخر

نبی کریمؐ کی قوم عبداللہ ابوطالب اور علی ہی تھے۔ اس پر شیعہ ایسے شرمندہ ہوئے کہ پھر اشتہار چھپا دیا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ : صراحتہً عذاب کی خبر دی ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ص۲۵۳)

۶۹۔ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۚ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾

يَخُوْضُوْنَ : خوض کا ترجمہ ٹھیٹھ پنجابی زبان میں کچھ بہت موزوں ہے۔
لَا تَقْعُدْ : بالکل نہ بیٹھے یا بیٹھے تو جب یاد آئے اٹھ جائے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۷۱۔ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۱﴾

لَعِبًا : بے حقیقت۔
لَهْوًا : خدا سے غافل۔

کالجوں میں کس قدر غفلت کا سامان موجود ہے اور دین کو کیا بے حقیقت سمجھا جاتا ہے اس لئے کالجیئیٹوں کو بڑے ہی استغفار کی ضرورت ہے کیونکہ ان لوگوں کے سامنے یہ لوگ تو غفلت اور سیاہ دلی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

تُبْسَلُ کے پانچ معنے صحابہؓ اور تابعین سے مروی یاد ہیں۔ تُسْلَم (سونپا جائے) تُحْبَسُ (تباہ کیا جائے) تُرْتَهَنُ (رہن پڑ جائے) تُجْزٰی (سزا دیا جائے) تُحَرَّم (حرام کیا جائے)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ ستمبر ۱۹۰۹ء)

أُبْسِلُوْا: ہلاک ہو گئے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۵۳)

۷۲،۷۳۔ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۳﴾

اسْتَهْوَتْهُ: نیچے اتار دیں۔

الشَّيٰطِيْنُ: بدمعاش۔ اللہ سے دور۔ ہلاکت والی روحیں۔ مسافر کو نیچے کھوہ میں اتار دیں تو پھر حیران رہ جاتا ہے۔

جو بدکار ہیں یا بدکاروں کے آشنا۔ ان کو کیا ہدایت مل سکے۔ بد صحبت سے بچو۔ جہاں تمسخر ہوتا ہو۔ وہاں کوئی بھلا مانس چلا جائے تو وہ بھی کوئی بات تمسخر میں کر دیگا۔ پس ایسی صحبت ہی میں نہ بیٹھو حدیث میں آیا ہے کہ کسی شخص کے حالات معلوم کرنے ہوں۔ اس کے دوستوں کو دیکھو۔ اِنَّ الْمَرْءَ عَلٰى دِيْنِ حَبِيْبِهٖ۔ مومن کو چاہیئے کہ دعا کرے کہ شہر والے مجھ سے محبت کریں پرمیں صلحاء سے محبت کروں

أُمِرْنَا لِنُسْلِمَ: یہ ہُدَی اللّٰہ کے پانے کی راہ بتائی ہے۔
اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ: اگر کسی کا قصور ہو جائے تو انسان اس کے سامنے نہیں ہوتا پر خدا کے حضور ضرور جانا ہے۔ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (الرحمٰن: ٣٤) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ٣ ستمبر ١٩٠٩ء)

١/٢

٧٤- وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٣﴾

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ: اور عظیم الشان امر یہ ہے کہ وہ اللہ جس نے پیدا کیا آسمانوں۔ بلندیوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ اور جب کہے گا کُن تو پھر ہونیوالی چیزیں ہو پڑیں گی۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ٩٢)
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ: غیب۔ جو اَب نہیں۔ شہادت۔ جو موجود ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ٣ ستمبر ١٩٠٩ء)

٧٥، ٧٦- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٦﴾

لِاَبِيْهِ: اَب عام ہے۔ مراد کوئی بزرگ رشتہ دار۔ والد مراد نہیں۔ کیونکہ ابراہیمؑ نے آخر عمر میں جو دعا کی ہے۔ اس میں آتا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ (نوح: ٢٩) حالانکہ دوسری جگہ وَاغْفِرْ لِاَبِيْ (الشعراء: ٨٧) کہنے کی ممانعت آئی ہے۔
كَذٰلِكَ: یہ سبب اسی فرماں برداری اور جوشِ توحید کے۔

وَلِيَكُونَ : انجام یہ ہوا کہ ہوا یقین کرنے والوں میں سے۔
ایک دفعہ حضرت صاحب سے مَیں نے پوچھا۔ یقین کی کوئی انتہاء بھی ہے۔ فرمایا۔ جب میں بچہ تھا تب بھی خدا پر میرا ایمان تھا۔ جب جوان تھا۔ تب اور ایمان بڑھا۔ جب کچھ پڑھا۔ تب اور ایمان بڑھا۔ پھر جب الہام ہوا پھر اور ایمان بڑھا۔ پھر الہاموں کو پورا ہوتے پایا۔ پھر اَور ایمان بڑھا۔ پس یقین کی کوئی حد نہیں اور مراتب یقین کی کوئی حد نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۷۷ تا ۷۹۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۸﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۹﴾

كَوْكَبًا : مرکری۔ اس کی بہت پرستش ہوتی ہے۔ ہندو کام دیوتا اسی کو کہتے ہیں۔
هٰذَا رَبِّيْ : یہ اشارہ بطور تحقیر کے ہے۔
لَمْ يَهْدِنِيْ : اگر مجھے ہدایت نہ کی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ آپ اس سے پہلے ہدایت یاب تھے۔ یہ نہیں کہ اس وقت بھول سے تارے چاند کو رب کہہ رہے تھے۔
رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً : جب سورج بُرج حمل میں آتا ہے۔ تو مجوسی۔ آتشی شیشے کے آگے سیاہ کپڑا رکھ دیتے اور چندن کی لکڑیوں کو آگ لگاتے۔ پھر وہ آگ برس تک محفوظ رکھتے اور موم بتیاں شام کے وقت اس سے جلاتے اور کہتے۔ اے سورج تو غروب ہو چلا۔ پر یہ تیری ہی آتش کا فیض ہے کہ بتیاں روشن ہوئیں۔ یہ دراصل چوٹ کی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۰۔ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۰﴾

میں نے اپنا منہ کیا اس کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہو کر اور میں نہیں شرک کرنے والا۔

اس آیت کا افتتاح (نماز ۔ نافل) میں پڑھنا خوب آشکار کرتا ہے کہ اہلِ اسلام کا باطنی رُخ اور قلبی توجہ کدھر ہے ۔ کعبہ حقیقی اور قبلہ حقیقی انہوں نے کس چیز کو ٹھہرا رکھا ہے۔

(فصل الخطاب جلد دوم (ایڈیشن دوم)، صـ۱۳۰)

اگر قربانی کرتے ہو تو ابراہیمی قربانی کرو۔ زبان سے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کہتے ہو تو رُوح بھی اس کے ساتھ متفق ہو۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام: ۱۶۳) کہتے ہو تو کرکے بھی دکھلاؤ (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء صـ۱۲)

۸۳۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۳﴾

لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ : اس کے معنے صحابہؓ نے نبی کریمؐ سے پوچھے ہیں کہ اَیُّنَا لَمْ یَظْلِمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ آپؐ نے فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۴۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۴﴾

تِلْكَ حُجَّتُنَا : یہ بات خوب یاد رکھو کہ کبھی اپنی طرف سے مباحثہ کی ابتدا نہ کرو اور اپنے علم پر مغرور نہ ہو جاؤ بلکہ جب چاروں طرف سے بات گلے پڑ جاوے تو اس وقت دُعا کرے کہ میرا علم ۔ میری قدرت ۔ میری عقل ناقص ہے ۔ تو ہی اپنے فضل سے میرا معین و ناصر ہو ۔ میں پچاس سال سے تجربہ کر رہا ہوں ۔ اسی طرز میں ہمیشہ کامیاب ہوا ہوں ۔ تِلْكَ حُجَّتُنَا میں بتایا کہ وہ هٰذَا رَبِّیْ کی دلیل خدا کی طرف سے دی گئی ہے۔

هٰذَا رَبِّیْ ؟ یہ بطور استفہام ہے۔
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ : اس میں بتایا ہے کہ یہ کوئی ابراہیم کی خصوصیت نہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۹۲۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۲﴾

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ : لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی۔ اس کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۔ اللہ نے کسی بندے پر کچھ نازل نہیں فرمایا۔ ہمارے ملک میں ایک فرقہ ہے برہمو سماج۔ وہ تمام مذاہب عالم کے ساتھ نہایت ہی نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ مگر جب گند بولنے پر آتے ہیں تو ایسا گند بولتے ہیں کہ سب انبیاء کو کذاب قرار دیا ہے کیونکہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ انبیاء نے بڑی تحدی کے ساتھ باصرار کہا کہ ہم پر یہ خدا کی وحی نازل ہوئی اور ہمارا اس کلام میں کچھ دخل نہیں یہ لوگ اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ (العنکبوت: ۶۹) کی مد میں آتے ہیں۔

چونکہ ایک یہودی نے ایسا کہا اس لئے اس کو جواب دیا گیا۔

مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى : کہ وہ کتاب جو موسیٰ پر اُتری تھی اور جسے تم مانتے ہو وہ کیا وحی الٰہی نہ تھی۔

برہموں کیلئے بھی یہی جواب ہو سکتا ہے کہ موسیٰ کو فرعون کے مقابلے میں جو نصرت ہوئی کیا ایک کذاب مُفتری کی ایسی نصرت ہو سکتی ہے۔

قَرَاطِيْسَ : معمولی کاغذ قرار دے رکھا ہے۔

مَا لَمْ تَعْلَمُوْا: احمدی قوم کو مخاطب فرما کر حضرت مولانا[1] نے قرآن مجید اور اس کی تفاسیر اور اس کے پڑھنے کے متعلق تمام سہولتوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس سے پہلے زمانے کے لوگوں کیلئے یہ اسباب نہ تھے۔ پھر آپ نے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ (القمر: ۱۸) کی تفسیر میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے طور پر تحقیقِ حق کے لئے بیٹھتا۔ تو اس کیلئے ضروری تھا۔ تمام مذاہب عالم کی کتابوں کو اوّل سے آخر تک مطالعہ کرتا۔ مطالعہ کرنے کیلئے ان کی زبان کا صحیح علم حاصل کرتا۔ پھر انتخاب کرنے کے بعد (جو کام ایک انجمن سے ہو سکتا ہے) کچھ صداقتیں اکٹھی کرتا۔ پھر بھی ان کے فیصلہ کرنے میں عاجز تھا لیکن قرآن مجید نے دُنیا کے مذاہب کی تمام صداقتوں کو نہ صرف جمع کیا بلکہ ان دعاوی کے دلائل بھی دیئے ہیں جو صرف اسی کتاب کا خاصہ ہے۔ دیکھئے اس پہلو سے قرآن کریم حصولِ صداقت و حق کے لئے کس قدر آسان ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۹۳- وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۳﴾

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ: یہ آیت ان لوگوں کے لئے جو صرف ایمان باللہ و ایمان بالآخرۃ کو ہی ذریعہ نجات ٹھہراتے ہیں۔ ایک حجت قوی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں ان کے ایمان کا نشان یہ ہے کہ وہ قرآن کی بات پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر نماز کی پابندی کرتے ہیں اور نماز ہی ایسی چیز ہے جو مسلمانوں کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔ بعض لوگ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (المائدة: ۷۰) آیت کو قرآن مجید سے پیش کیا کرتے ہیں لیکن وہ اس آیت کو نہیں پڑھتے۔ ایسوں کیلئے چھٹے پارہ کے پہلے رکوع میں خدا نے فرمایا ہے:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ

---

[1] حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔ مرتب

بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا۔ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا۔ (النساء: ۱۵۲-۱۵۳)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

انسان جب اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو آخرت پر ایمان لے آتا ہے اور جزاو سزا کے اعتقاد کے بعد ضرور ہے کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے (جس کے ساتھ ملائکہ وکتب کا ایمان بھی آگیا) اور پھر مومن۔ نماز کا پابند ہو جاتا ہے۔ (بدر ۳۱ر مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

فرماتا ہے جو لوگ کسی قسم کے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں خواہ دہریہ ہی ہوں۔ غرض پابند ہوں کسی چیز کے۔ کسی اصل کے۔ پھر وہ خواہ یہودی ہوں یا عیسائی ہوں یا صابی۔ جو کوئی اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔

ان دو باتوں کا ذکر اس لئے کیا کہ ایمان کی جڑھ اللہ پر ایمان ہے۔ اور ایمان کا منتہیٰ آخرت پر ایمان۔ اور جو آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اس کا نشان بھی بتا دیتا ہے (وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلٰوتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ) وہ ایک تو تمام قرآن مجید پر ایمان لاتا ہے۔ دوم اپنی صلوٰۃ کی محافظت کرتا ہے۔ آج ہی ایک نوجوان سے میں نے پوچھا۔ نماز پڑھتے ہو؟ اس نے کہا صبح کی نماز تو معاف کرو (بھلا میرا باوا معاف کرنے والا ہے) باقی پڑھتا ہوں۔ یہ مومن کا طریق نہیں ہے۔ ایک مقام پر فرمایا۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ (البقرۃ: ۸۶)

(الفضل ۵ر مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

۹۴، ۹۵۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ۔ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ۔ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی

اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۚ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۵﴾

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ : ایسے ظالم جو افتراءً وحی کے مدعی ہوتے ہیں وہ ضرور ہلاک ہوتے ہیں اور ذلت کی موت مرتے ہیں جیسا کہ فرمایا تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ۔

خَوَّلْنٰكُمْ : اٰتَيْنٰكُمْ ۔ اَصْلَحْنٰكُمْ ۔ جو کچھ مال مویشی وغیرہ تمہاری بھلائی کے لئے دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۹۶- اِنَّ اللّٰهَ فٰلِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۶﴾

کیسی قدرت نمائی ہے۔ ایک دانہ ہوتا ہے اس سے کئی دانے بنا دیتا ہے۔ بڑ کا بیج کیسی باریک چیز ہے مگر اس سے خدا بڑ جیسا عظیم الشان درخت نکالتا ہے۔ تخم ریزی جو ہوتی ہے تو گویا جو کچھ ہوتا ہے۔ گھر سے باہر نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر پرندے چرندے کیڑے ہزاروں بلائیں ہیں۔ ان سے محفوظ رہ کر کیا سے کیا بن جاتا ہے اسی طرح خدا ادنیٰ سے اعلیٰ بنا دیتا ہے۔ پھر اسی طرح گٹھلی کیا چیز ہے مگر اس سے کیا کیا درخت بنتے ہیں۔

فٰلِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى : ہے اس کے سوا کون؟ ہے جو کیمیاوی ترکیب سے یا کسی کل کے

ذریعے بیج سے اتنا بڑا درخت لگا دے؟

میں نے ایک مشکل کے وقت یہی دعا کی تھی کہ جو دانہ سے گٹھلی سے اتنا بڑا درخت بنا دیتا ہے مجھے بھی بار آور کر۔

یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ: گندوں کے گھر میں پاک پیدا کر دیتا ہے۔

یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ: بڑے بڑے زندوں سے مردے پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھو آدمؑ کا ایک بیٹا۔ نوحؑ کا بیٹا۔ سلیمانؑ کا بیٹا۔ اس میں ہم کو دو امیدیں دلائیں۔ کہا۔ کہ اگر ہمارے بزرگ سست تھے تو پرواہ نہیں ہم چست ہو سکتے ہیں۔ اور ہم چست ہیں تو گھمنڈ نہ کریں۔ کیونکہ ممکن ہے ہماری نسل سست ہو۔

فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ: خدا تعالیٰ سمجھاتا ہے کہ جیسے دانہ سے درخت اور درخت سے گٹھلی۔ کافر سے مومن۔ بے نام ونشان سے نام ونمود والے بناتا ہوں۔ ویسے میں اپنے چند مسلمانوں کو بہت بڑی قوم بنا سکتا ہوں۔ یہ ذلیل سمجھے جاتے ہیں پر میں انہیں عزت دوں گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ ستمبر ۱۹۰۹ء)

قرآن شریف میں فلق کا لفظ تین طرح پر استعمال ہوا ہے فَالِقُ الْاِصْبَاحِ۔ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی پس خدا تعالیٰ فالق الاصباح۔ فالق الحبّ اور فالق النّوٰی ہے۔ دیکھو رات کے وقت خلقت کیسی ظلمت اور غفلت میں ہوتی ہے بجز موذی جانوروں کے عام طور سے چرند وپرند بھی اس وقت آرام اور ایک طرح کی غفلت میں ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکیدی حکم دیا ہے کہ رات کے وقت گھروں کے دروازے بند کر لیا کرو۔ کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانک رکھا کرو خصوصاً جب اندھیرے کی ابتداء ہو اور بچوں کو ایسے اوقات میں باہر نہ جانے دو۔ کیونکہ وہ وقت شیاطین کے زور کا ہوتا ہے ..... رات کی ظلمت میں عاشق اور معشوق۔ قیدی اور قید کنندہ بادشاہ اور فقیر۔ عالم اور ظالم سب ایک رنگ میں ہوتے ہیں اور سب پر غفلت طاری ہوتی ہے ادھر صبح ہوئی اور جانور بھی پھڑپھڑانے لگے۔ مرغے بھی آوازیں دینے لگے بعض خوش الحان آنے والی صبح کی خوشی میں اپنی پیاری راگنیاں گانے لگے غرض انسان۔ حیوان۔ چرند۔ پرند سب پر خود بخود ایک قسم کا اثر ہو جاتا ہے اور جوں جوں روشنی زور پکڑتی جاتی ہے توں توں سب جوش میں آتے جاتے ہیں۔ گلی کوچے بازار دوکانیں جنگل ویرانے سب جو کہ رات کو بھیانک اور سنسان پڑے تھے ان میں چہل پہل اور رونق شروع ہو جاتی ہے گویا یہ بھی ایک قسم کا قیامت اور حشر کا نظارہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فالق الاصباح میں ہوں۔

حبّ: گیہوں۔ جَو۔ چاول وغیرہ اناج کے دانوں کو کہتے ہیں۔ دیکھو کسان لوگ کس طرح سے

اپنے گھروں میں سے نکال کر باہر جنگلوں میں اور زمین میں پھینک آتے ہیں۔ وہاں ان کو اندھیرے اور گرمی میں ایک کیڑا لگ جاتا ہے اور دانے کو مٹی کر دیتا ہے اور پھر وہ نشوونما پاتا۔ پھیلتا پھولتا ہے اور کس طرح ایک ایک دانہ کا ہزار در ہزار بن جاتا ہے۔

اسی طرح ایک گٹھلی[1] کیسی ردّی اور ناکارہ چیز جانی گئی ہے۔ لوگ آم کا رس چوس لیتے ہیں گٹھلی پھینک دیتے ہیں۔ عام طور سے غور کرکے دیکھو لو کہ گٹھلی کو ایک ردّی اور بے فائدہ چیز جانا گیا ہے مختلف پھلوں میں جو چیز کھانے کے قابل ہوتی ہے وہ کھائی جاتی ہے اور گٹھلی پھینک دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں فالق الحبّ والنّوٰی ہوں۔ اُس چیز کو جسے تم لوگ ایک ردّی چیز سمجھ کر پھینک دیتے ہو اس سے کیسے کیسے درخت پیدا کرتا ہوں۔ کہ انسان۔ حیوان۔ چرند۔ پرند سب اس سے مستفید ہوتے ہیں ان کے سائے میں آرام پاتے ہیں۔ ان کے پھلوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میوے شربت۔ غذائیں۔ دوائیں اور مقوّی اشیاء خوردنی اُن سے مہیا ہوتی ہیں۔ اُن کے پتّوں اور ان کی لکڑی سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو گٹھلی کیسی ایک حقیر اور ذلیل چیز ہوتی ہے۔ مگر جب وہ خدا کے تصرّف میں آکر خدا کی ربوبیت کے نیچے آجاتی ہے تو اس سے کیا کا کیا بن جاتا ہے۔ (بدر ۶ر جون ۱۹۰۸ء)

۹۷۔ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۷﴾

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ: اب یہ چوتھی مثال دیتا ہے کہ میں صبح کے وقت رات کو پھاڑ کر دن دکھانے والا ہوں۔

جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا: رات اندھیری ہے۔ قیدی بادشاہ کا ایک رنگ ہوتا ہے۔ خوبصورت بدصورت۔ بیمار۔ تندرست۔ سب یکساں ہو جاتے ہیں بلکہ بعض وقت بادشاہ خواب دیکھتا ہے میں قید ہو گیا ہوں اور قیدی خواب دیکھتا ہے۔ میں بادشاہ ہو گیا۔ نیند کے بھی عجائبات بےشمار ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ خواب کے عجائبات کے متعلق حکماء کی کیا رائے ہے۔ میں نے کہا ہم کتاب کیوں دیکھیں۔ جب کہ ہم بھی سب کچھ دیکھتے ہیں۔ اس نظارہ میں حکماء کی تخصیص نہیں۔ اب اس

---

[1] گٹھلی۔ مرتّب

سے بڑھ کر ایک اور نظارۂ قدرت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا : حُسْبَانًا کے معنی ہیں اپنے محور پر گردش کرنا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۹۸، ۹۹- وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۹﴾

جَعَلَ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا : ایک ستارہ تو وہ ہے جس پر تمام جہازرانی موقوف ہے یعنی قطب۔ قطب نما ایسی چیز ہے کہ آجکل تمام جہاز اسی پر چلتے ہیں۔ عرب دوسرے ستاروں سے بھی بہت کام لیتے اور راہ پاتے۔
خدا تعالیٰ یہ تمام نظارے اپنی قدرت کے بیان فرما کر سمجھاتا ہے کہ بڑا ہی نادان ہے جو مسئلہ نبوت کا منکر ہے۔
ان معمولی پڑاؤں اور منزلوں کیلئے تو اس نے راہنمائی کا اتنا بڑا سامان مہیا کیا اور اس کی سنت ہو کہ ظلمت کے بعد روشنی عطا کرے لیکن اپنے حضور پہنچنے کیلئے کوئی شمس کوئی قمر کوئی ستارہ نہ ہو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔
اے منکرانِ نبوت جب تم فعلِ الٰہی سے نفع اٹھا رہے ہو تو قولِ الٰہی سے بھی اٹھاؤ۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ جب سے ریل۔ تار۔ موٹر وغیرہ بنے ہیں اس وقت سے خدا تک پہنچنے کی راہیں بھی سہل ہو گئی ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ صحابہؓ کے لئے بہت سخت مجاہدہ تھا یہاں تک کہ جان بھی دینا پڑتی تھی۔ مگر اب تو یہ باتیں نہیں۔
مُسْتَقَرٌّ : جہاں ٹھہرنا ہے یعنی بہشت۔
مُسْتَوْدَعٌ : جہاں بطور امانت عارضی قیام تھا۔ ماں کا پیٹ۔ پھر ماں کی گود۔ پھر گھر کا

صحن۔ پھر وطن سب عارضی ہی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۰۔ وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۰

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً: جیسے آسمان پر سے پانی اُترتا ہے۔ اسی طرح وحی کا نزول بھی ہے۔ ادھر قرآن۔ رسول کریمؐ کی پاک تعلیم ہے۔ اور ادھر دلوں کی سرزمین اس آبِ حیات کو قبول کرنے کو تیار ہے۔ جیسے پانی اُترتا ہے تو ہر قسم کی روئیدگی اُگتی ہے اور ایک نیا لباس عطا ہوتا ہے۔ اسی طرح وحی الٰہی کے وقت ہر چیز میں نشوونما آتا ہے۔ اور زمانہ میں ایک تبدیلی پیدا ہونی چاہتی ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا پھر اس پانی سے قسم قسم کے درخت اور طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح وحی الٰہی سے ہر قسم کے علم و ہنر و تہذیب میں ترقی ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ایک دانہ کے بیجنے کے وقت ایک نادان کہہ سکتا ہے کہ اوہو یہ تو مٹی میں مل گیا۔ اسی طرح اس رسول کی قوم پہلے حقیر و ادنیٰ سی معلوم ہوتی ہے مگر وہ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى اس کو ادنیٰ سے اعلیٰ۔ بے برکت سے بابرکت۔ ناچیز سے چیز بنا دیتا ہے لوگ خدا کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں مگر میں تو دیکھتا ہوں۔ اس نے ایک وقت میں ایک بے جان لکڑی سے جو چند پیسوں کی ہوگی خدا کہلانے والوں کا تختہ الٹ دیا (موسیٰ کا عصا) ہمارے حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کسی کو خوشی ہے کہ میرے پاس مال ہے۔ کسی کو خوشی ہے کہ میری اولاد بہت ہے اور کسی کو خوشی ہے کہ میرا جتھا بہت ہے۔ پر میں خوش ہوں کہ میرا خدا جو ہے وہ قادرِ مطلق ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۱- وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ : احمق لوگ خدا کو جب چھوڑتے ہیں تو پھر پتھروں کی۔ پھر ادنیٰ سے ادنیٰ چیزوں کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔ یورپ امریکہ نے اس خدا کو چھوڑا تو ایک انسان کو خدا ماننے پر مجبور ہوئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۲- بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : پہلے رکوع میں یہ بات ذکر کی ہے کہ دانہ کو میں کھولتا ہوں۔ گٹھلیوں سے درخت۔ میت سے حی بناتا ہوں۔ دانہ سے گٹھلی بڑی۔ پھر آگے جاندار اس سے بھی بڑا۔ پھر اس سے بڑھ کر شمس و قمر۔ اب اس سے بڑھ کر بناتا ہوں آسمان و زمین۔ باوجود قدرت کے نظارے کرنے کے پھر بھی خدا کا بیٹا ایک انسان کو قرار دیتے ہیں۔

انجیل کی بات " جو بات تو نے حکیموں کی نظر سے چھپائی وہ بچوں کو دکھائی " صادق آتی ہے۔ انگریز کیسے عقلمند اور پھر اس معاملہ میں کیسے کودن نکلے۔ کفارہ اور تثلیث جس پر اڑے ہیں کوئی چیز ہے؟

لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ : نتیجہ یہ ہوتا ہے دو چیزوں کے ملنے سے۔ پس عورت کا ہونا لازمی ٹھہرا۔ تم صاحبہ مانتے نہیں اور بیٹا بناتے ہو۔

ایک عورت مسیحؑ کے پاس آئی کہا۔ میرے بیٹوں نے تمہارے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔ جب تو بادشاہ بنے۔ ایک کو دائیں اور ایک کو بائیں بٹھائیو۔ کہا یہ تو مولیٰ کے اختیار میں ہے۔ پھر قیامت کے بارے میں کہا اس گھڑی کا علم مجھے نہیں۔ الوہیت کا مدار صفاتِ کاملہ پر ہے اور مسیحؑ میں اس کے اس بیان سے علم و قدرت ہی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

اس کے کہاں سے بیٹا ہوا۔ اس کا تو کوئی ساتھی نہیں۔ اس نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہ

کل چیزوں کو جاننے والا ہے۔ یہی تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ کل اشیاء کا خالق ہے اور وہ سب کا کارساز ہے ..... گویا قرآن کریم کہتا ہے کہ مسیح ابن اللہ کن معنوں پر ہیں۔ آیا عرفی اور حقیقی معنوں پر مسیح ولد اللہ یا کسی اور معنوں پر۔ اگر عرفی اور حقیقی معنوں میں ہیں۔ یہ تو صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں سیدہ مریم علیہا السلام کو خدا کی جورو اور اس کا ساتھی ماننا ضروری اور لازمی امر ہے۔ اور تمام عیسائی اور سارے عقلاء سیدہ صدیقہ مریمؑ کا اللہ تعالیٰ کی صاحبہ ہونا اعتقاد نہیں رکھتے۔ اگر مجازی معنی ولد اللہ اور ابن اللہ کے لیتے ہو تو مجازی معنی نہایت وسیع ہیں۔ ولد اللہ کے معنی خدا سے مجسّم خدا کے ساتھ ذاتاً متحد ہستی تجویز کرنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں کیونکہ اگر یہ معنے لوگے اور مسیح کو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہو گے تو ضرور ہوگا کہ مسیح ذات وصفات میں خدا ہو۔ خدا کے برابر اور صفت معبودیت اور صفت خلق اور علم وغیرہ میں جو انسانی جسم کے لحاظ سے نہیں خدا کے سے صفات رکھتا ہو۔ مگر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں یہ صفاتِ کاملہ خدا کی طرح موجود نہ تھیں۔ غور کرو۔ (ابطال الوہیت مسیح ص۳)

۱۰۴۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝۱۰۴

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ: اب ردِّ الوہیت کی ایک اور دلیل فرماتا ہے کہ مسیح کو تو آنکھ نے احاطہ کر لیا۔ حالانکہ اللہ کا احاطہ نہیں ہوتا۔

وَهُوَ اللَّطِيْفُ: یہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کا ثبوت ہے۔

الْخَبِيْرُ: یہ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ کا ثبوت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۵۔ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝۱۰۵

بَصَآئِرُ: انسان کی فہم وفراست کا سب سامان موجود ہے۔

وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا: کوئی کہے کہ ہمیں نفع کی ضرورت نہیں۔ فرمایا۔ نفع نہ اٹھاؤ گے تو اندھے

ہو کر دُکھ پاؤ گے۔

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ: تم جان بوجھ کر اندھے بنو گے۔ تو میں تمہارا لاٹھی پکڑنے والا نہیں کہ ذمہ دار ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۷۔ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

اِتَّبِعْ: یہ خطاب عام ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ: یہ تمام وحیوں کا خلاصہ ہے کہ وہ معبود ہے جس کے فرمان پر عمل کیا جائے۔ ایک طرف رسم عادات۔ احباب بلاتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ کا حکم۔ اسی وقت معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اللہ کا فرماں بردار ہے یا نفس کا اور احباب کا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، کس دل سے مانا ہے۔ یروشلم کے محاصرہ میں پادریوں نے کہا۔ تمہارا خلیفہ آوے تو اُسے ہم دخل دیدیں۔ حضرت عمرؓ اسی سادگی میں روانہ ہوئے۔ غلام کے ساتھ باری باری اونٹ پر چڑھتے آتے تھے۔ ابو عبیدہؓ نے عرض کیا آپ کپڑے بدل لیں، گھوڑے پر سوار ہوں۔ آپ نے یہ عرض مان لی مگر تھوڑی دور جا کر گھوڑے سے اُتر بیٹھے۔ کہا میرا وہی لباس اور اونٹ لاؤ۔ آپ جب گئے تو بطریق وغیرہ نے رُعب میں آکر چابیاں پھینک دیں۔ کہا۔ اس سپہ سالار کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے۔ پس میں کس طرح اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ کہنے والوں کا قائل ہو جاؤں۔ وجہ کیا تھی۔ تو اللہ کا فرماں بردار ہو۔ سب مخلوق تیری فرماں بردار ہو جاوے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۹۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

اب ایک اخلاقی تعلیم پیش کرتا ہے کہ حق بات کہو۔ دین کی تبلیغ کرو۔ مگر کسی کے بزرگ کو گالی نہ دو نہ رام چندر کو۔ نہ کرشن کو۔ نہ بُدھ کو۔ اور نہ کسی اور کو۔

كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ: ...... کسی معبود کو برا نہ کہو ورنہ ہمارے مولیٰ کو برا کہیں گے ۔ اسی طرح خوبصورت خوبصورت کر کے دکھلایا ہے۔ ہم نے ہر قوم کیلئے وہ کام جو ان کو کرنا چاہیئے یعنی جو عمل ہم ان سے کرانا چاہتے ہیں ۔ اس کی خوبصورتی ہم نے اسی طرح بیان کی ۔ دیکھو اللہ کا بیٹا نہ بنانے اور شرک کی برائی کے لئے کیسے معقول دلائل دیئے ہیں ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ ستمبر ۱۹۰۹ء)

اسلام نے کوئی عمدہ تعلیم اور پسندیدہ بات نہیں جس کا حکم اور کوئی بری اور ناپسندیدہ بات نہیں جس کی ممانعت نہ کی ہو ..... اخلاق وہ کیسی نبیؐ پر کوئی اعتراض نہیں سب کا ماننا ۔ سب کا ادب اسلام میں ضرور ہوا .... وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے بڑھ کر کون سا حکم ہے جو اخلاق کا مصدر بن سکے ۔ تعجب آتا ہے ۔ الزامی طور پر بھی قرآن عیوب کا اشارہ نہیں کرتا ۔

(فصل الخطاب جلد اول ایڈیشن دوم ص۳۰)

پنڈت سوامی دیانند نے اپنی تحریروں میں دعویٰ کیا ہے کہ دوسرے مذاہب کو برا کہنا ان کا شیوہ نہیں اور بد تہذیب شخص کو وہ بہت برا سمجھتے ہیں .... اس راہ کے آداب و اخلاق کے سکھانے میں بھی قرآن کریم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس مبارک کتاب نے تعلیم دی ہے ۔ کہ اہل باطل سے جنگ کرنے کے وقت اس کے قابل اکرام معبودوں اور معظم مقصودوں کی نسبت کس طریق پر کلام کرنا چاہیئے ۔ جیسے فرمایا وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ (ترجمہ) تم لوگوں کے معبودوں کو گالی نہ دو ۔ وہ اس کے عوض میں جہالت اور زیادتی سے اللہ کو گالی دیں گے ۔ اس مبارک تعلیم سے وید اور دوسری تمام کتابیں محض برہنہ ہیں ۔ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں کوئی ذاتی خوبی اور جوہر نہیں ۔ یہ کتابیں اپنی جگہ بے زبان ہیں ۔ کوئی دعویٰ اپنی دلیل کے ساتھ ان میں نہیں ہاں ان کے وکیلوں اور حامیوں کے منہ میں لاریب سیاہ زہردار کوبرہ کی دوشاخی زبانیں ہیں ۔ یہ لوگ پادری اور آریہ اپنی کامیابی اور ظفر اسی میں سمجھتے ہیں کہ دوسروں کی عیب چینی کریں ۔ اپنی کتابوں اور عقیدوں کے معارف واسرار کے اظہار سے انہیں کوئی غرض نہیں ۔ اگر مذاہب اور ملل اس پر اتفاق کر لیں کہ تمام حامیان دین اپنے مذہب وکتاب کی خوبیوں کے بیان کرنے پر اکتفاء کریں اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے تو یقیناً اس میدان میں گوئے سبقت قرآن کریم کے ہاتھ میں ہے ۔ (نورالدین ایڈیشن سوم ص۵۶-۵۵)

قرآن کریم نے تمام مذاہب کے ان معبودوں کی دشنام دہی سے جن کو بت پرست پکارتے ہیں حکماً قطعی ممانعت کر دی ہے جہاں فرمایا ہے

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط

اُن کو جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں بُرا مت کہو۔ پھر وہ ضد اور نادانی سے اللہ کو بُرا کہیں گے ...... ایک نے جس کو عربیت کا دعوٰی ہے مجھے فرمایا "قرآن کریم نے اگر گالی سے منع کیا ہے تو تعجب ہے کہ بُتوں کے توڑنے کا کیوں تاکیدی حکم کیا" اس وقت ان کی خدمت میں کہا گیا کہ آپ قرآن دانی کے بڑے مدعی ہیں۔ ازراہِ مہربانی آیت کا نشان دیجئے جس میں قرآن کریم نے بُتوں کے توڑنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ ہاں کسی تاریخی واقعہ کے بیان میں اگر قرآن نے کہا ہے کہ فلاں موحد بُت پرستی کے دشمن نے اپنے یا اپنی قوم کے بُت توڑے تھے تو یہ امر اور ہے اور ایک واقع اور نفس الامر کا بیان ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۴۳-۲۴۴)

تمام مذاہب کے بڑوں کی بے ادبی سے منع کیا اور فرمایا وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ کبھی بُرا نہ کہنا ان کو جن کو لوگ پوجتے ہیں اور جنہیں لوگ اللہ تعالیٰ کے ورے پکارتے ہیں اگر تم بُرا کہہ بیٹھو گے تو بُت پرست تمہارے مقابلہ میں نہ سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کو بُرا کہہ بیٹھیں گے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۸۳-۲۸۴)

۱۱۰۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ : معجزات کے منکر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ یہ بات غلط ہے۔ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ میں تو ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ میرے اللہ کے پاس تو ایک چھوڑ کئی آیات ہیں۔ میں کیوں نہ تمہیں نشان دکھلاؤں گا۔ جس مولیٰ نے مجھے بھیجا۔ اس کے پاس تو آیات ہیں۔ پس وہ نشان کیوں نہ دکھلائے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۱۔ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

كَمَا : کیونکہ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۔ انسان تیز دریا بہتا دیکھ کر دوڑتا چلا آئے کہ اس سے پار نکل جاؤں تو وہ بیوقوف ہے۔

۲۔ کسی شخص نے مُرغے کو بازو پھڑپھڑا کر اذان دیتے دیکھا۔ کہا ۔ میرے سامنے اکڑتا ہے میں بھی ایسا کروں گا۔ پھر مرغا ایک دیوار سے دوسری دیوار پر چلا گیا۔ اس نے بھی زقند لگائی۔ تو گر پڑا اور مر گیا۔ یہ حد سے بڑھنے کا نتیجہ ہے۔

۳۔ قرآن نے مثال دی ہے کہ ایک شخص دُور سے کلر دیکھ کر اسے پانی سمجھا۔ پانی کے لئے دوڑا جب وہاں تک پہنچا تو کچھ بھی نہ پایا۔ بلکہ پیاس اور بھی بڑھ گئی۔ دیکھو پارہ ۱۸۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً (النور : ۴۰) بعض لوگ غلطی سے جو چیز مفید نہیں اسے مفید سمجھتے ہیں اور مفت کی شیخیاں بگھارتے ہیں۔ جیسے مسلمان آگے قلعہ فتح کرنے پر ناز کرتے تھے۔ اب بعض ایسے ہیں کہ کسی عورت سے ناجائز تعلق میں کامیاب ہوں تو کہتے ہیں۔ ہم نے قلعہ فتح کر لیا۔

۴۔ بددیانتی یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ جو معمار ہیں۔ وہ جان بوجھ کر عمارت ناقص بناتے ہیں پوچھو تو کہتے ہیں۔ ہمارا کام کس طرح چلے اور پھر ہمیں کون بلائے حالانکہ ایسے لوگ ہمیشہ غریب رہتے ہیں۔ غرض انسان جس راہ پر اپنے تئیں ڈال لے ۔ اسی کے موافق نتیجہ نکلتا ہے۔ دیکھو حق کو نہ ماننے کا نتیجہ یہ نکلا نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ، سمجھ بھی اُلٹی ہو گئی اور حق کے بینا نہ رہے پھر بڑھتے بڑھتے سرکشی میں بھٹکتا رہتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۲۔ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ : یہاں تک کہ اگر فرشتے بھی اتریں۔ موتٰی کلام کریں تو بھی نہ مانیں۔ بڑے بڑے بدکاروں کو بدی کرتے کرتے نیکی کا خیال اٹھتا ہے یا کسی وقت

ان کے دلوں میں بھی نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ اور پھر باوجود اس کے نزولِ ملائکہ نہیں مانتے۔

كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى : یہ بھی اکثر لوگوں کو اتفاق ہوتا ہے کہ خواب میں کچھ ہدایت ہوتی ہے۔ مُردہ کچھ ان کو بتاتا ہے۔ مگر پھر بھی نہیں مانتے۔

حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ : ہر بدکار کو کسی نہ کسی سزا کے نیچے دیکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى : ماموربن اللہ کے وقت القاء یا خواب میں مُردوں کے ذریعہ ہدایت کی بات سُنتے ہیں یا دیگر دلائل و حجج و نشانات دیکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی نہیں مانتے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۳)

۱۱۳- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا : ایسے ہی بدکار لوگ پھر بڑھتے بڑھتے انبیاء کے انکار پر کمر باندھ لیتے ہیں۔

شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ : بعض اپنے تئیں ظاہر طور پر مقابل کرتے ہیں۔ بعض چھپے رہتے ہیں اور خبیث روحوں کا ان سے تعلق ہو جاتا ہے۔

زُخْرُفَ الْقَوْلِ : ملمع سازی کی باتیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

الْاِنْسِ وَالْجِنِّ : اوسط درجے کے لوگ اور اعلیٰ درجے کے لوگ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ صفحہ ۴۵۳)

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ : یہ جملہ شرطیہ ہے اور اس کا مطلب صاف ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ایسا کر سکتے۔ لیکن باری تعالیٰ نے علی العموم لوگوں کو ہدایت محض اور ضلالت محض پر مجبول نہیں کیا۔ اور نہ حکمتِ ایزدی اس امر کی متقاضی ہو سکتی تھی۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو وہ شرک نہ کرتے (انعام: ۱۰۸) یعنی ان کو ہدایتِ محض پر مجبول و مخلوق کر دیتے۔ (فصل الخطاب ایڈیشن دوم جلد ۲ صفحہ ۱۶۳)

۱۱۵-۱۱۶- اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْۤ

اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ الْکِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۱۶﴾

اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ ؛ بدکاریوں کے علم کے لئے فرماتا ہے کہ اس کتاب کی طرف توجہ کرو۔
مُفَصَّلًا ؛ جس میں نیکی بدی کی تفصیل جُدا جُدا دی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)
الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا ؛ قرآن یا آیات کو مجمل کہنے والے غور کریں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ء صـــ۴۵۳)
وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ : تیرے ربّ کی بات پوری سچ ہے۔ انصاف کی۔ کوئی بدلنے والا نہیں اس کے کلام کو۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـــ۱۴۴)

۱۱۷۔ وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

اِلَّا الظَّنَّ ؛ اکثر لوگ اپنی اٹکل بازی سے نیکی بدی کی تشریح کرتے ہیں اور یہ راہ بالکل غلط ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

اگر تو زمین کے بہت عوام لوگوں کی بات مانے تو وہ خدا کی راہ سے ہٹا کر تباہ کر دیں۔
(نور الدین ایڈیشن سوم صـــ۷۷)

۱۱۹۔ فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۹﴾

فَکُلُوْا ؛ جس طرح ایک جانور خاموش مالک کے آگے گردن رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح مومن کو

چاہیئے کہ وہ اپنے مولیٰ کے آگے سر رکھ دے ۔ چونکہ جانور پر مولیٰ کا نام لیا جاتا ہے ۔ اس لئے اس میں اس کے ذبح میں ایک تعلیم حاصل کرنا چاہیئے ۔
حُرمت کے چار قاعدے ہیں ۔ ایک وہ حرام ہے جو انسان کی جان کو ہلاک کر دے مثلاً مُردار ۔ دوم وہ جو اخلاق میں شہوت و غضب کو بڑھائے مثلاً سؤر ۔ سوم وہ جو طبعی قوتوں کو برباد کرے مثلاً لہو جس کی زہر تشنج ۔ استرخاء پیدا کرتی ہے ۔ جو قومیں مُردار ۔ خون ۔ سؤر ۔ غیر اللہ کے نام کا استعمال کرتی ہیں ۔ ان میں الٰہیات کے سمجھنے کی قوت نہیں رہتی ۔ چہارم جو غیر اللہ سے تقرب اور حاجت روائی کے لئے ذبح کیا جاوے اور یہ شرک ہے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۱ ۔ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ : گناہ دو قسم کے ہیں ۔ ایک ظاہر کسی کا مال چرا لیا ۔ دکھ دے دیا ۔ جھوٹ بول لیا ۔ ایک باطن یعنی مخفی گناہ مثلاً کینہ، بغض، حسد، تکبر، دوسرے کی تحقیر، حرص، کفر، بعض لوگ خدا کے منکر ہیں ۔ بعض منکر نہیں ۔ مگر مان کر پروا نہیں کرتے ۔ بعض اس خدا کے برابر کسی اور کو بھی قرار دیتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ جیسے بادشاہ کے پاس بغیر وزیر نہیں جا سکتے ویسے ہی خدا کے حضور بجز وساطت نہیں جا سکتے ۔ یہ مثال غلط ہے کیونکہ بادشاہ بوجہ بشریت و عدم اطلاع معذور ہے ۔ مگر خدا تو سب کی سنتا ہے ۔ چھت کے لئے بے شک سیڑھی کی ضرورت ہے مگر خدا تو اقرب سے اقرب ہے ۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ : اب عام اصول بتلاتا ہے ۔ کہ جو گناہ کرے اس کے نتائج ضرور بھگتے گا ۔ اگر اللہ تعالیٰ عفو نہ کرے ۔ جن لذتوں کیلئے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے ۔ وہی اس کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہیں ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۲ ۔ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ

اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِـهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

لِيُجَادِلُوْكُمْ: مثلاً چوہڑے کہتے ہیں کہ خدا کی ماری حرام اور تمہاری ذبح کی ہوئی حلال؟ حالانکہ یہ انکی غلطی ہے۔ ایک محبوب کے نام پر کشتہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۳۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

مَيْتًا: اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـئًا (نحل: ۷۹) میں اس کی تفسیر ہے۔ جب تک انسان خدا کی فرماں برداری کی تہ کو نہیں پہنچتا۔ مُردہ ہی ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں خدا کی عظمت و جبروت کو سمجھتا ہے۔ زندہ ہوتا جاتا ہے۔

وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ: عقل و سمجھ و سچائی و کتابِ الٰہی کا علم۔ لوگوں میں بھی اس کا ذکر آتا ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو افرادِ قوم۔ ملک کی بہتری تو کجا اپنی بہتری کو بھی نہیں سمجھتے۔ جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔

لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا: ہر روز سوچو کہ بہ نسبت کل کے تم نے خدا سے نزدیک ہونے یا مخلوق پر شفقت کرنے میں کیا ترقی کی۔ تا سمجھ آئے کہ ظلمات سے نور میں یعنی بے تمیزی سے تمیز میں کہاں تک پہنچے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے مَنِ اسْتَوٰهُ يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ۔ پس تم ضرور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو اور ایک پہچان "نبوت" کی بتلائی ہے۔ وہ یہ کہ اکابر جو ہوتے ہیں وہ انبیاء سے قطع تعلق کرنے والے ہوتے ہیں۔ تم خدا کی بڑائی کیلئے وعظ کرو۔ پھر تمہارے بھی دشمن ہو جاویں گے۔

میرے سامنے کسی نے سوال کیا۔ کیشب۔ دیانند۔ سرسید۔ مرزا صاحب چاروں اصلاح کے مدعی ہیں ان میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا یہی کہ اکابر صرف مرزا صاحب کے دشمن ہیں!

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۵۔ وَإِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

حَتّٰى نُؤْتٰى : ہم کو بھی الہام ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے زمیندار مال گزاری وصول کرنیوالے کو کہے۔ اگر بادشاہ نے یہ روپیہ لینا ہے تو وہ خود میرے گھر کیوں نہیں آتا؟

۱۔ اللہ تعالیٰ ولوں کی پہچان کا ذکر کرتا ہے۔

۲۔ بعض صحبتیں۔ مکان۔ دوست ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے تعلق بدی کی طرف رغبت دلاتا ہے ۳۔ نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں ستّر بار سے زیادہ استغفار فرماتے تھے تاکہ قلب پر رَین[1] تک بھی نہ آئے۔ ۴۔ استغفار بہت ضروری ہے۔ ورنہ رین پڑتے پڑتے ختم۔ قفل تک نوبت پہنچتی ہے۔ ۵۔ جو لوگ ہدایت پانے کے قابل ہوتے ہیں وہ حق بات کے ماننے کیلئے ہر وقت بشرح صدر تیار ہوتے ہیں جیسے ابراہیمؑ نے اَسْلِمْ کے جواب میں اَسْلَمْتُ (البقرہ : ۱۳۲) کہا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ : جو شخص خلافت کیلئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار ہرگز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی۔ کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کر دے پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔ (الحکم ۱۷؍ اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا : اب پہنچے گی گنہگاروں کو ذلت اللہ کے یہاں اور عذاب سخت بدلہ حیلہ بنانے کے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۷)

۱۲۶ تا ۱۲۸۔ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ

[1] زنگ۔ میل (مرتب)

صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ : پہاڑ میں ڈھلوان۔ تنگ راستہ۔ خار دار جھاڑیوں سے پُر۔ پھر اس بلندی پر چڑھنا پڑے تو تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی اس آدمی کا حال ہے۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ : اِضلال کن کا ہوتا ہے۔ جن کا سینہ حق بات کے ماننے سے تنگی کرے۔

یَذَّكَّرُوْنَ ؛ اَیْ یَتَذَكَّرُوْنَ اَمْرِیْ۔ (جو میرے احکامات کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ مرتب)

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ : احکامِ الٰہی کے ماننے کا فائدہ یہ ہے کہ ان کو دنیا میں۔ قبر میں۔ قیامت میں پُل صراط میں۔ جنت میں سلامتی کا گھر ملتا ہے۔ پھر خدا اس مومن کا والی ہو جاتا ہے۔

هُوَ وَلِیُّهُمْ : ایسے مومن پر خواہ کس قدر مصیبتیں آئیں وہ سلامتی سے نکل جاتا ہے۔ وہ ظلمات سے بتدریج نکلتا رہتا ہے۔ کئی قسم کی ظلمتیں ہیں۔ ۱۔ ظلمتِ جہل۔ ۲۔ ظلمتِ رسم و عادت۔ ۳۔ ظلمتِ حب (حُبُّكَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ) ۴۔ ظلمتِ افلاس و دولت ۵۔ ظلمتِ مجلس ۶۔ ظلمتِ شرک (جس نے عیسائیوں کی عقل دین کے بارے میں باوجود اس درجہ ترقی صنعت و حرفت کے مار دی ہے)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ : فرماں برداری کے لئے سینہ کھل جاتا ہے۔ وہی ہدایت پاتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۳)

۱۳۰۔ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ

بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا : جب تم پر حاکم ظالم ہو تو استغفار کرو کیونکہ ظالموں پر حاکم ظالم ہوتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۳)

۱۳۱،۱۳۲۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

انسان میں دو قسم کے قویٰ ہیں۔ ایک جن پر انسان کو مقدرت ہے۔ دوم جن پر کوئی مقدرت نہیں پہلی قسم کے متعلق شریعت ہے۔ دوسری کے متعلق ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شریعت اس کے بارے میں حکم دے تو وہ شریعت جھوٹی ہے۔ دیکھ لو رنگ۔ قد۔ اندرونی پٹھوں۔ ہڈیوں کے بارے میں کسی شریعت حقہ نے حکم نہیں دیا۔ ہاں مشرک قوموں نے ایسے مسئلے گھڑے ہیں۔ مثلاً عیسائی کہتے ہیں "تین خدا ہیں مگر ایک ہے"، اس بات کو کوئی انسانی عقل باور نہیں کر سکتی۔ بت میں منتر پڑھنے کے بعد خدا آجانے کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے۔

زبان دونوں قسم کے قویٰ کا مظہر ہے۔ کھٹے کو میٹھا نہ کہے گی۔ مگر خدا کو گالیاں دلوا لو۔ اسی آخری قدرت و تصرف کے متعلق اصلاح کے لئے اللہ رسول بھیجتا ہے۔ چنانچہ اس رکوع میں جن و انس امراء اور غرباء دونوں کو مخاطب کرتا ہے۔

رُسُلٌ مِّنْكُمْ : تم ہی میں سے رسول ہوئے۔ انبیاء امراء بھی ہوئے ہیں۔ جیسے سلیمانؑ غرباء بھی جیسے یحیٰ علیہ السلام۔

برہمو سلسلہ رسالت کے منکر ہیں۔ وہ تمام انبیاء کو مفتری قرار دیتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ انبیاء نے یہ کہنے میں کہ ہمیں خدا سے وحی ہوئی ہے دروغ مصلحت آمیز سے کام لیا ہے۔ پھر وہ ملائکہ کے منکر ہیں نہایت لطیف پیرائے میں اس اعتقاد کو انہوں نے شرک عظیم قرار دیا ہے۔ گویا تمام قسم کی نیکی کی تحریکوں کے مخالف ہیں۔

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا: دنیا نے ان کو بڑا دھوکہ دیا ہے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی کھانا طلب کرتا ہے۔ پھر اس میں غضب پیدا ہوتا ہے پھر حرص۔ چنانچہ ایک پستان چوستا دوسرے پر ہاتھ رکھتا ہے اور اپنے دوسرے بھائی سے بَیر پیدا کر لیتا ہے۔ پھر غضب کے ساتھ ساتھ حُبّ بھی بڑھتی جاتی ہے یہ سب قوتیں بہیمی کے کرشمے ہیں۔ پھر شہوت میں ترقی ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ ہم نوجوانوں کے ہر روز آنے والے خطوط میں پڑھ رہے ہیں۔ غرض کھانا پینا، بُغض، عداوت، حب، شہوت، حرص تو اپنے قبضہ جما لیتے ہیں اور انبیاء کی تعلیم اور عقل بعد میں آتی ہے۔ پھر یورپ، امریکہ کے لئے تو اور بھی مشکل ہے۔ وہ جب ہوش سنبھالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کسی انسان کو خدا بنایا گیا ہے تو وہ اس لغو عقیدے کو دیکھ کر ان میں ہوش والے مذہب ہی کو ایک لغو اور جھوٹی چیز خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے توحید کی پاک تعلیم نہیں آئی۔ پھر موجودہ ساز و سامانِ رہائش کچھ کم غافل کرنیوالا نہیں۔

غٰفِلُوْنَ: جب تک خدا کی طرف سے غافلوں کو خبردار کرنیوالا آنہ جائے۔ عذاب نہیں آتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۴، ۱۳۵ - وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ﴿۱۳۴﴾ إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۱۳۵﴾

إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ: چاہے تو کسی قوم کو تباہ کر دے۔

يَسْتَخْلِفْ: ایک قوم چلی جاتی ہے دوسری قوم اس کی جانشین ہوتی ہے۔ ان کا بڑا خلیفہ کہلاتا ہے۔ آدمؑ کی خلافت کے مسئلے پر اس آیت سے روشنی پڑتی ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ اپنے اوامر و نواہی

بھیجتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۶۔ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ: اپنی پوری طاقت۔ پورے زور سے کام کرو پھر دیکھو۔ انجام بخیر کس کا ہوتا ہے ایک طرف ایک بیکس۔ کسمپرس انسان۔ ہے۔ دوسری طرف تمام امراء و رؤوساء پھر دیکھو۔ کس تحدی سے کہا جاتا ہے۔ تم پورا زور لگا لو۔ یہ نبی کی نبوت کی صداقت کا ثبوت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

جو مامور اور مُرسل آتے ہیں وہ خدا ہی کے انتخاب سے آتے ہیں۔ مخالفت صرف اس لئے ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہو اور وہ بتلادے کہ یہ ہمارا انتخاب اور ہمارے ہاتھ کا پودا ہے اسی لئے ان لوگوں کے بیرونی اور اندرونی دشمن پیدا ہو جاتے ہیں جن کو یہ لوگ بڑے زور سے چیلنج دیتے ہیں۔ اِعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ کہ تم اپنی جگہ کوئی دقیقہ میری تباہی اور ناکامی کا ہرگز نہ چھوڑو اور کام کئے جاؤ۔ اور میں اپنا کام کر رہا ہوں انجام کار خود پتہ لگ جاوے گا۔ کہ مظفر و منصور کون ہے۔ (الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲)

۱۳۷۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ: جو لوگ شریعت کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں بھی کسی نہ کسی اصل یا رسم پر چلنا ہی پڑتا ہے۔ پس انسان کیوں شریعت کا پابند نہ ہو۔ جس کی پابندی مثمر ثمرات کثیرہ و برکات متعددہ ہے۔

ایک شخص کو جو قرآنی احکام کی تعمیل کو بہت بھاری سمجھتا تھا۔ میں نے قائل کیا کہ تم جس سررشتہ کے ملازم ہو۔ اس کے، پھر میونسپلٹی کے قوانین کے، پھر گورنمنٹ کے قوانین کے ماتحت ہو۔ کیا ان سب کا حجم قرآن سے زیادہ نہیں۔ اس پر اس نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ ورنہ میں نے اسے کہنا تھا۔ تم نیچر کے ذرہ ذرہ کے قوانین کے ماتحت ہو۔ قرآن کریم نے کیا لطیف فرمایا ہے۔ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (الرحمان: ۳۴)

غرض جو لوگ شریعت کو چھوڑتے ہیں۔ وہ اس سے دو چند۔ سہ چند رسوم کی مشکلات میں پھنستے ہیں اور دکھ اٹھاتے ہیں۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ: دیکھئے زکوٰۃ نہ دی تو کس گمراہی میں پڑے۔

لِشُرَكَآئِنَا: ہمارے قرار دادہ یا خدا فرماتا ہے، ہمارے شرکاء

يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ: خدا کا حصہ بھی انہی کہنتوں کو دے دیا جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۸۔ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَ لِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ، وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ: ہندوؤں میں ایسے کئی معاملات ہوتے ہیں۔ ایک مہنت آیا ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ ہم ماس کھاتے ہیں۔ اور ماس بھی تمہارے بیٹے کا۔ شرط یہ ہے کہ قیمہ بناتے ہوئے خوشی کے گیت گاؤ۔ اس پر معتقدین نے ایسا کیا ہے۔ پھر تم نے سنا ہوگا کہ یہ فلاں بزرگ کا توشہ ہے۔ اس میں فلاں فلاں آدمی شریک نہیں ہو سکتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ: اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۱۳۳)

۱۴۲۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا

اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

مَعْرُوْشٰتٍ : چھتری والے جیسے انگور کی بیل۔ گول کی بیل۔
غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ : جن کی بیل نہیں ہوتی۔ مثلاً گلاب چنبیلی۔ انب[1] سنگترہ۔ کھجور۔
مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ : چاول کا مزہ اور ہوتا ہے باجرے اور مکی[2] کا اور۔
وَالزَّيْتُوْنَ : مثلاً بادام۔ اخروٹ اور چکنائی والے درخت۔
لَا تُسْرِفُوْا : خطاکاری مت کرو۔ یعنی کمانا اور کھانا مگر بھوکوں کا خیال نہ کرنا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۴،۱۴۳۔ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

---

[1] آم ۔ مرتّب
[2] مکئی ۔ مرتّب

حَمُوْلَۃً : لادو جانور ۱۔ جو سواری کے قابل ہیں ۲۔ باربرداری کے لائق ۳۔ ہل جوتنے یا کنواں چلانے کیلئے۔
فَرْشًا : وہ جانور جو چلے اور زمین کو لگے۔ مثلاً بھیڑ۔ بکری۔ خرگوش۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

الضَّاْن : دُنبے (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۲۵۳)

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ : پیدا کئے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ میں سے دو۔ اور بکریوں میں سے دو۔ (فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۱۳۵)

۱۴۶۔ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۶﴾

عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ : شرفاء میں جو کھائی جاتی ہے۔ ان میں کوئی حرام نہیں۔ سوائے دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ خون باریک عضو کو ہلاک کرتا ہے اور اس میں زہر ہوتی ہے۔
لَحْمَ خِنْزِيْرٍ : کیونکہ اس سے شہوت، غضب، الٰہیات سے دوری ہوتی ہے خنزیر خور قوموں کو دیکھ لو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

قرآن مجید میں جس خون کو حرام فرمایا ہے اس کی تفصیل بھی کر دی ہے۔ جیسے فرمایا ہے۔
قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ تو کہہ میں اپنی وحی میں کسی کھانے والے پر کوئی شے حرام نہیں پاتا سوائے اس کے مُردار ہو یا گرا ہوا خون ہو۔
اگر وید کو پڑھو۔ اس میں بھی تو لکھا ہے کہ خون میں اقسام اقسام کی زہریں ہوتی ہیں جو پیشاب کے ذریعہ خارج ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے کاربالک ایسڈ اور ٹومین تو عام مشہور ہیں جن سے فالج یا استرخاء

اور تشنج پیدا ہوتے ہیں۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۵۰)

غَیْرَ بَاغٍ : دلی خواہش نہ ہو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۲۵۳)

۱۴۷- وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۱۴۷﴾

جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ : جس طرح بیمار انسان کو بعض پرہیزیں بتائی جاتی ہیں اور وہ وقتی بات ہوتی ہے۔ اسی طرح یہودی قوم پر ایک وقت وہ تمام چیزیں حرام کر دی تھیں جن کے ناخن تھے اور منجملہ ان کے اونٹ بھی تھا اور انکی چربیاں سوائے پیٹھ کی چربی کے یا جو انتڑیوں سے ملی ہوئی ہو یا ہڈی سے لگی ہوئی ہو۔ یہ سب مناہی صرف وقتی تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۹- سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿۱۴۹﴾

مشرک بول اٹھیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے نہ تو شرک کرتے اور نہ کسی شے کو حرام کرتے۔ ان سے پہلوں نے بھی ایسا ہی کہا۔ یہاں تک کہ ہماری سزا کا مزہ چکھا۔ اے نبی ان سے

کہہ تمہارے پاس کوئی اس بارہ میں علم ہے تو لاؤ ہمیں نکال کر دکھاؤ۔ تم تو ظن کے نیچے لگے ہو اور اٹکلیں لگا رہے ہو۔ اے نبی کہہ (جب تمہارے پاس اس اپنے دعویٰ کے کہ اللہ کی مرضی سے شرک ہوتا ہے، کوئی دلیل نہیں اور تم جھوٹے نکلے) تو پورا غلبہ اللہ کو حاصل ہے۔ اگر اسکی مشیت ہوتی تو تمہیں ہدایت دیتا (نہ یہ کہ شرک کرواتا جیسا تمہارا گمان ہے) شَآءَ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۱۳۷)

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا : اس اعتراض کے مفصلہ ذیل جواب دیئے ہیں۔ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ (الانعام: ۱۵۰)

۱۔ اَشْرَكُوْا کہا ۲۔ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (الانعام: ۱۴۹) ۳۔ ذَاقُوْا بَاْسَنَا (الانعام: ۱۴۹) ۴۔ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ (الانعام: ۱۵۰) ۵۔ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ (الانعام: ۱۵۱) ۶۔ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ۔ (الانعام: ۱۵۱) ۷۔ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (الانعام: ۱۵۱)

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ : یعنی کبھی اللہ تعالیٰ نے اپنی طاقت سے تمہیں کان سے پکڑ کر نیکی سے روکا ہے یا بدی کی طرف چلایا ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو ثبوت پیش کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا : جبری مذہب آجکل بڑھ گیا ہے۔ مگر تعجب ہے۔ انکی حجت بازی دینی کاموں میں ہوتی ہے۔ مگر دنیا کے کاموں میں ہوشیار۔

دلائل دئے ہیں۔ ۱۔ اَلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۲۔ لَوْ شَآءَ کہنا بھی اللہ کو ناپسند ہے ۳۔ اٰبَآؤُنَا اپنے بڑوں کو بھی لپیٹ لیا۔ ۴۔ حَرَّمْنَا ۵۔ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ یعنی تم نے سب نبیوں کو جھٹلادیا ۶۔ ذَاقُوْا بَاْسَنَا۔ ایسے لوگوں کو سزا ملی ۷۔ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ اپنا علم لاکر دیکھو کیا وہ جبراً تمہیں شراب خانوں یا چوریوں کی طرف لے جاتا ہے؟ اور نیکیوں سے روکتا ہے؟ علم کی بات کرو۔ اِلَّا الظَّنَّ اس دعویٰ کی بنیاد ظنیات پر ہے

اِلَّا تَخْرُصُوْنَ : اٹکل پچو باتیں کرتے ہو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء صـ۴۵۳)

۱۵۰۔ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ : جب وہ ہدایت پر جبر نہیں کرتا۔ تو بدائی پر کیوں جبر کرنے لگا۔ اگر ہم مجبور کرتے تو بہر حال نیک بات پر کرتے۔ کیونکہ ہم قدوس ہیں۔ نیکی پسند کرتے ہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۳)

۱۵۲- قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں اول جو دوسرے لوگوں کے تجارب سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کی باتوں کو مانتے ہیں۔ دوم وہ جو اپنے تجربے اور اپنی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ عقل مندی کا کام یہ ہے کہ جو صداقتیں دنیا میں تسلیم ہوئی ہیں۔ ان کو مان لیں۔ پس انبیاء علیہم السلام کی کتابوں سے (جو صداقتوں اور تجربوں کا مجموعہ ہیں) ضرور فائدہ اٹھاؤ۔

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا : شرک چار قسم کا ہے۔ ۱۔ شرک فی الذات ۲۔ شرک فی الصفات ۳۔ شرک فی الافعال ۴۔ شرک فی التعظیم۔ یہ چوتھا شرک عام ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ : ۱۔ ایسی دوا کھانا کہ حمل گر جائے ۲۔ دختر کشی ۳۔ اولاد کی پرواہ نہ کرنا۔

مَا ظَهَرَ مِنْهَا : زنا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ گالیاں۔

وَمَا بَطَنَ : کینہ۔ کپٹ۔ بغض (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

شرک عربی زبان میں کہتے ہیں ساجھا کرنے کو۔ کسی کو کسی کے ساتھ ملانے کو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو جوڑی نہ بناؤ۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (الانعام : ۲) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے برابر اس کی ذات میں کسی دوسرے کو بھی مانتا ہو۔ یہ شرک میں

نے کسی سے نہیں سنا۔ ثنوی ایک فرقہ ہے جو کہتے ہیں دنیا کے دو خالق ہیں۔ ایک ظلمت کا۔ ایک نور کا۔ مگر برابر وہ بھی نہیں کہتے۔ (بدر ۱۲ جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۲)

۱۵۳۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا: اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو اس کے لئے موجب تکلیف ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۔ اور جب بات کہو تو حق کی کہو۔ اگرچہ ہو اپنے ناتے والا اور اللہ کا قول پورا کرو۔ یہ تم کو کہہ دیا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۵۲)

۱۵۴، ۱۵۵۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۞ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْۤ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۞

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ ۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (عنکبوت) سے اس کا اختلاف نہیں ۔ ہدایت کی راہیں اور گمراہی کی راہیں الگ الگ ہیں۔

عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ : اس بات کے بدلہ میں دی کہ وہ محسن بنا ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۱۴۳ ۱۹۱۴ء)

۱۵۶- وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

كِتٰبٌ : کتاب بہت سی چیزوں کی جامع ۔ کتیبہ لشکر کو بھی اسی واسطے کہتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کو کتاب فرمایا ہے ۔ کہ اس میں تعلیم اور دفع شبہات کیلئے ایسے لشکر موجود ہیں جو شبہات مٹانے کیلئے بہت ہیں۔

مُبَارَكٌ : اپنی برکتوں میں بڑھتی رہے گی بِرْكَة کا لفظ جس کے معنے حوض کے ہیں اسی سے نکلا ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۶۲- قُلْ إِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۲﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے دعویٰ نبوت میں متردد نہ ہونے پر دلائل پیش کرتے ہوئے فرمایا۔
قُلْ إِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۔ بیشک وہ رب مجھے راہ بتائی میرے رب نے سیدھی راہ ۔ ٹھیک اور درست دین کی جس کا نام ابراہیمی دین ہے (اسلام) ایک طرف کا دین ۔ ہر طرح کے شرک سے بالکل پاک۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور انکے جوابات صفحہ ۵)

۱۶۳، ۱۶۴- قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ

کہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کیلئے ہے۔ جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۲۰)

میری نماز۔ میری قربانی۔ میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے ہاتھ ہے جو پروردگار ہے جہانوں کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا فرماں بردار ہوں۔

...... جیسے ہمارے سب کام الٰہی رضامندی کیلئے ہونے چاہئیں اسی طرح قربانیاں بھی اسی کے نام کی ہونی چاہئیں۔ سجدہ ہو تو اسی کا۔ تعظیم ہو تو اسی کی۔ ذبح ہو تو اسی کے نام کا وغیرہ وغیرہ۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۴۸)

سُورَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲- الٓمّٓصٓ ﴿۲﴾

اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ : صادق القول - صادق الوعد (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)
صٓ کے معنی اُفَصِّلُ - اُصَوِّرُ - اس سورۃ میں نظائر کے ذریعہ دلائلِ نبوت دیئے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۴)

۴- اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾

مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ : صرف نبی کریمؐ پر انزال نہیں ہوا - بلکہ کُمْ ظاہر کرتا ہے کہ اور بھی اس نعمت سے سرفراز ہوئے - گویا ان کی طرف بھی نازل ہوا - (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۶- فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۶﴾

دَعْوٰىهُمْ : ان کا عذر (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۹- وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ࣙالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ : یعنی جس کی میزانیں بھاری ہوں گی - (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۱۳)

جب انسان سُکھ میں اور عیش و عشرت اور ہر طرح کے آرام میں ہوتا ہے۔ سب قویٰ اس میں موجود ہوتے ہیں۔ کوئی مصیبت نہیں ہوتی۔ اس وقت استطاعت اور مقدرت ہوتی ہے جو خدا کے حکم کی نافرمانی کر کے حظِ نفس کو پورا کرے اور کچھ دیر کے لئے اپنے نفس کو آرام دے لے۔ پھر اگر اس وقت خدا کے خوف سے بدی سے بچ جاوے اور اس کے احکام کو نگاہ میں رکھے تو اللہ ایسے شخص کو وہ موت دیتا ہے جو مسلمان کی موت ہوتی ہے۔ اگر وہ اس وقت مریگا جب کہ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ یعنی جب اس کی ترازو زور والی ہوگی تو وہ بامراد ہوگا اور مسلمان کی موت مریگا۔ ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ مرتے وقت عورتیں پوچھتی ہی رہتی ہیں کہ میں کون ہوں؟ دوسری کہتی ہے۔ دس کہاں ہیں کون یہاں؟ تیسری پوچھتی ہے وستو کہاں جی ہیں کون ہاں؟ اور اسی میں ان کی جان نکل جاتی ہے۔ (الحکم ۳۱ راگست ۱۹۰۷ء صا)

۱۰۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۰﴾

بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ، آیات سے مراد ہے اللہ کے پاک انسان۔ اللہ کا پاک کلام۔ ساری دنیا اور نشانات نبوت۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲، ۱۳۔ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۳﴾

بنو عامر کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے یہ سمجھ کر کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کئے ہیں ان کے ساتھ کیسے طواف کریں۔ اس لئے ان دو رکوعوں میں لباس کے متعلق ذکر آئے گا۔

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ : یاد رکھو۔ آدم کا ولد بھی آدم ہی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍ستمبر ۱۹۰۹ء)
اِذْ اَمَرْتُکَ : شیطان کو خصوصیت سے حکم سجدہ! یاد رکھو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۴)

۱۵، ۱۶۔ قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۱۶﴾

مجھے بعثت کے دن تک مہلت دے (کہا) یقیناً تجھے وقت معلوم کے دن تک ڈھیل دی گئی۔
(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۲)

اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ : یعنی وہ وقت جب انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے از سر نو زندہ ہوتا ہے اور شہوت غضب کے ساتھ مقابلہ کر کے فتحمند ہو جاتا ہے۔
مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ : یہ قابل غور ہے کیونکہ اس کے ساتھ یُبْعَثُوْنَ نہیں فرمایا۔ پس اگر یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ سے قیامت مراد ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۷، ۱۸۔ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّھُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ وَعَنْ اَیْمَانِھِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِھِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَکْثَرَھُمْ شٰکِرِیْنَ ﴿۱۸﴾

فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ : یہ شیطان کا قول ہے اور وہ جھوٹا ہے۔
لَاٰتِیَنَّھُمْ : اوپر کی طرف کا ذکر نہیں کیا کہ وہاں شیطان کا غلبہ نہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۴)

عَنْ شَمَآئِلِھِمْ : آگے پیچھے دائیں بائیں کا ذکر کیا۔ مگر اوپر کا ذکر نہیں کیا۔ پس انسان یہ نہ سمجھے کہ شیطان سے گھر گیا۔ بلکہ آسمانی فضل اور خوف الٰہی کی جانب شیطان سے بحمد اللہ خالی ہے
(اخبار بدر قادیان ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۲۲۔ وَقَاسَمَھُمَآ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۲﴾

حضرت آدم شیطان کی ناراستی اور قسم پر دھوکا کھا جاتے تو ممکن تھا کیونکہ نیکوں کے نیک گمان ہوتے ہیں نیک آدمی فریبیوں کی باتوں پر اپنے گمان کے سبب غلطی کھا سکتے ہیں۔ شیطان نے تو حضرت آدم سے قسم کھائی تھی جیسے آیت ذیل سے ظاہر ہے۔

وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ

اُن سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پھر انہیں دھوکے کی راہ دکھائی۔ مگر حضرت آدم نے شیطان کے کہنے پر عمل نہیں کیا اور نہ شیطان کے دھوکے میں آئے۔ ہاں جب آدم درخت ممنوع کی ممانعت بھول گئے جیسے عنقریب آتا ہے اور اس درخت کو استعمال کر چکے تو اس نسیان اور عدم حزم اور عدمِ احتیاط کے باعث اس ملک کے قیام سے روکے گئے جہاں مقیم تھے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۶)

۲۴۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

حضرت آدم علیہ السلام نے ...... اپنی کمزوری اور نقصان عدم ہونے کا اقرار کیا اور خدا کی کمزوریاں سے محفوظ رکھنے والی اور نیک اعمال پر پاک نتائج مرتب کرنیوالی صفت سے استمداد کی ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۱ ء ۱ صفحہ ۲۴)

انسان کو چاہیئے یہ دعا کرے۔ اپنا منعم علیہ بنالے مگر ان انعام کئے گیوں سے کہ جن پر تیرا نہ غضب کیا گیا۔ نہ وہ بھولے بھٹکے۔ قرآن کی انتہاء دعا پر ہے۔ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ اوّل البشر آدمؑ نے بھی دعا کی رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا۔ ہمارے نبیؐ کا آخری کلام بھی دعا ہی ہے۔ اَللّٰهُمَّ أَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى۔ جو لوگ دعا کے ہتھیار سے کام نہیں لیتے۔ وہ بدقسمت ہیں۔ امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ (بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰)

۲۶۔ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۶﴾

میں نے اپنے زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا۔ سچا پایا اور بہت ہی راستباز تھا جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا۔ اس نے ہی ہم کو بھی حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل

کرو اور فرمایا کہ قرآن کے بعد اگر کوئی کتاب ہے تو بخاری ہے۔ اس نے تین دعوے کئے اوّل حضرت عیسیٰؑ مر گئے اس کے دلائل و اصول بتلائے اور قرآن سے ثابت ہوئے کہ واقعی مر گئے جیسے فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا (المرسلٰت ۲۷) دوم ایک عیسیٰؑ کی آمد ہے اور فرمایا کہ وہ میں ہوں۔ ہم نے اس کو نشانوں سے مانا اور میں خود بھی نشان ہوں اور میرا گھر بھی نشانوں سے بھرا ہوا ہے۔ تیسرا جو لوگ موت سے مر جاتے ہیں وہ اس دنیا میں پھر نہیں آتے اس کو بھی ہم نے واضح طور سے اور بالکل قرآن کریم کے مطابق پایا۔

(الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۳)

۲۷۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

تین قسم کے لباس ہیں ۱۔ يُوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ ۲۔ وَرِيْشًا وہ لباس جو کہ جمعہ کے دن عید کے دن۔ بیاہوں شادیوں کے موقعہ پر لیا جاتا ہے۔ یعنی زینت کا لباس۔ ۳۔ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ (النحل: ۸۲) جو لڑائی سے تم کو بچائے لِبَاسُ الْحَرِّ وَالْبَرْدِ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۲۸۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۸﴾

مِنَ الْجَنَّةِ : جنت سے۔ باغ سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

سَوْاٰتِہِمَا : کمزوری۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ۔ صفحہ ۴۵۴)

۲۹۔ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾

اور جب کریں عیب کا کام۔ کہیں ہم نے پایا اس پر اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے ہم کو یہ حکم کیا تو کہہ اللہ حکم نہیں کرتا عیب کے کام کو۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۶)

۳۰، ۳۱۔ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۳۰﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾

وُجُوْهَكُمْ : اپنی ساری توجہ

حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ : اس فرد جرم لگنے کے اسباب ہیں۔ ۱۔ ماں باپ بگاڑیں ۲۔ خوراک حرام کی ۳۔ پرورش بدکاروں میں ۴۔ صحبت بد ۵۔ قمار بازی ۶۔ حرام کھانا

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ : انہوں نے پکڑا شیطان کو رفیق اللہ کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وے راہ پر ہیں۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۱، صفحہ ۱۶۳)

۳۲- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ : کھاؤ اور پیو اور بے جا کھانے پینے سے بچو۔ اللہ نہیں پسند کرتا خطا کاروں کو۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص۱۳)

۳۳- قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

تو کس نے منع کی ہے رونق اللہ کی جو پیدا کی اُس نے اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں کھانے کی۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص۱۴)

۳۴- قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

تو کہہ میرے رب نے منع کیا ہے بے حیائی کے کام کو جو کھلے ہیں اُن میں اور جو چھپے ہیں اور گناہ اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جس کی اُس نے سند نہیں اتاری اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پہ جو تم کو معلوم نہیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص۲۹ نیز حصہ اوّل ص۵۵)

۳۹- قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا : کہا پچھلوں نے پہلوں کو۔ رب ہمارے! ہم کو انہوں نے گمراہ کیا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۹)

"اے عزیزو! اور دوستو۔ اپنی کمزوری کے رفع کرنے کیلئے کثرت سے استغفار اور لاحول پڑھو۔ اور رب کے نام سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تمہاری ربوبیت یعنی پرورش کرے۔ تم کو مظفر و منصور کرے تاکہ تم آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے نیک نمونہ بن سکو۔ وہ نہ ہو کہ خدا نخواستہ لَعَنَتْ اُخْتَهَا کے مصداق ہو جاؤ (جب دوزخیوں کا ایک گروہ دوزخ میں داخل ہوگا تو جو اس میں اوّل موجود ہوں گے وہ اسے لعنت کریں گے کہ ہم نے تو کچھ نہ کیا۔ تم ہی کرتے) جیسے آجکل کے رافضی ہیں۔ اس کا بچاؤ ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ سچی اِتباع کرو۔ اپنے استنباط اور اپنے اجتہاد جس سے تم نفس کے دھوکہ میں آجاتے ہو دور کرو۔ آپس میں خوش معاملگی اور حسنِ سلوک برتو۔ رنج، بخل، حسد، کینہ سے بچو۔ (الحکم ۷ ر جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

۴۱- اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

جَمَل : اونٹ کو بھی کہتے ہیں اور جہاز اور بڑی کشتیوں کے موٹے رسّے کو بھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۳- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۳﴾

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ : دجال نے اس شبہ کو بہت بڑھایا ہے۔ چنانچہ پولوس کہتا ہے کہ شریعت انسان کو کمزور ثابت کرنے کیلئے آئی ہے۔ یہ بالکل غلط ہیں۔ غلطی پر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا۔ لوگ قرآن کے احکام سے بڑھ کر اور نہایت ہٹ معاملات پر اپنی رسوم میں عمل کرتے ہیں۔ اسلام نے تو شادی کو ایجاب و قبول اور غمی کو جنازہ اور اِنَّا لِلّٰہِ پر ختم کر دیا ہے اور لوگوں کو ان کے دونوں امور میں جو کچھ کرنا پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ کہتے ہیں شریعت پر عمل مشکل ہے اور شادیوں کیلئے تو اپنی زمینوں تک رہن کر دینے سے نہیں جھجکتے۔ کیا خدا کے نام کچھ دینے کا حکم ناقابلِ برداشت کہا جا سکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۴۔ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۚ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۴﴾

مِنْ غِلٍّ : دنیا میں دوزخ ہے کسی کا حسد و بغض۔ اہلِ جنت وہ ہیں جن کے سینے دنیا میں بھی بغض و کینہ سے صاف رہتے ہیں۔

نُوْدُوْٓا : آواز دی جائے گی۔ عیسائی سوال کرتے ہیں کہ نجات فضل سے ہے یا عمل سے؟ اگر فضل سے ہے۔ تو عملوں کی کیا ضرورت ہے۔ اگر عمل سے ہے تو پھر درخواستِ فضل کیسی؟ اس کا جواب یہ ہے

ل نقل مطابق اصل۔ ادنیٰ معاملات میں اپنی رسوم پر ہوگا۔ واللہ اعلم (مرتب)

قرآن شریف سے تین۳ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اَلَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ (الفاطر: ۳۶) یہاں تو فضل کا ذکر فرمایا ہے۔

ایک یہ آیت ہے اس میں بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ انسان عمل سے وارث جنت ہوتا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المؤمنون: ۲) جس کے اخیر میں ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ (المؤمنون: ۱۱، ۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان سے انسان وارث جنت بنتا ہے۔ تطبیق دینے سے اصل معاملہ کھلتا ہے۔ کہ تینوں ضروری ہیں۔

نجات تو فضل سے ہے لیکن فضل کا جاذب ہے ایمان۔ جیسے ہم ایک مکان میں ہیں، اگر ہم چاہتے ہیں کہ روشنی آئے تو ضرور ہے کہ روشندان کھولیں۔ روشنی فضل ہے مگر فضل نہیں آتا جب تک فضل کا جاذب نہ ہو پھر جیسا کسی کا ایمان ہوتا ہے ویسے ہی اس کے عمل ہوتے ہیں۔ پس نجات کے لئے ایمان۔ عمل اور فضل تینوں ضروری ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

نیک اعمال کا نتیجہ اللہ کے فضل سے وہ آرام ہوگا جس کو اہل اسلام جنت اور تم لوگ (آریہ) خوشی کا مقام کہتے ہو۔ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (الزخرف: ۷۳) اور یہی وہ جنت ہے جس کے وارث اپنے اعمال کے سبب تم ہوئے۔ انسان کو بلحاظ انسانیت ضرور ہے اپنے خالق۔ اپنے رازق۔ اپنے محسن رحیم اور کریم مالک کی حمد اور ثناء کرے اور اس کے شکریہ میں مشغول رہے۔ اور اس کے بعد تمام خلق سے عموماً اور ابناء جنس سے خصوصاً پیار اور محبت کرے اور بنی نوع انسان سے برادرانہ برتاؤ سے پیش آوے اور بغض وکینہ سے پاک رہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۸-۲۹)

۴۶۔ اَلَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۶﴾

عِوَجًا: اللہ کی راہ میں شبہات نکالتے ہیں۔ چاہتے ہیں اس راستہ کیلئے کوئی ٹیڑھا پن پیدا ہو جائے دوسرے معنے یہ ہیں کہ آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ احکام شریعت کا پابند نہیں۔ پھر جنت چاہتا ہے۔ گویا ٹیڑھا رہ کر پھر اُن انعامات کا وارث ہونا چاہتا ہے جو سچے مسلمانوں کے لئے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ

يَعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۷﴾

وَعَلَى الْاَعْرَافِ : اعراف کے متعلق مفسرین کو مشکل پیش آئی ہے مُعتزِلہ کہتے ہیں منزلتہ بین المنزلتین یعنی دوزخ اور بہشت کے درمیان جگہ ہے۔ اہل سنّت کا یہ خیال نہیں۔ صوفیوں نے اسے خوب حل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اعراف میں عارف لوگ ہوں گے۔ جو دوزخیوں بہشتیوں کا تماشہ دیکھ رہے ہوں گے۔

اعراف کہتے ہیں اونچی جگہ کو۔ گویا وہ اونچی جگہ پر بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہوں گے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۹۔ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

جَمْعُكُمْ : تمہارا مال۔
مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ : وہ تمہارے تکبّر کا بڑا ذریعہ ہے۔ خدمتگار۔ بھائی بند۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۵۰۔ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۵۰﴾

اُدْخُلُوْا : داخل ہو۔ کہنے والے اصحاب الاعراف ہوں گے۔
لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ : سب سے بڑا خوف تو حشر میں ہوگا۔ جہاں اوّلین و آخرین جمع ہوں گے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۵۲۔ اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا، فَالْیَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا، وَمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۵۲﴾

اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا: یہ کافرین کی تعریف ہے۔
لَهْوًا: جو غافل کردے۔ ایسا وظیفہ بھی لَھو ہے جس کو پڑھتے پڑھتے لوگ فرض قضا کر دیتے ہیں۔
لَعِبًا: جو بے حقیقت ہو۔ یہ مرض آجکل بہت زور پر ہے۔ لوگ دین کو بے حقیقت سمجھتے ہیں کسی حق کے لینے کیلئے وکیل سے مشورہ لیتے ہیں۔ پہلے یہ دریافت نہیں کر لیتے کہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟
نَنْسٰهُمْ: آج ہم ان کو ترک کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۵۴۔ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَهٗ، یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ، فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ، قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

یَنْظُرُوْنَ: انتظار کرتے ہیں۔
تَاْوِیْلَهٗ: بہت سے الفاظ کے قرآن کریم میں اور معنے ہیں۔ مخلوق میں اور معنے۔ مثلاً کلمہ کا لفظ ہے۔ اس کے معنے کرتے ہیں لَفْظٌ وُضِعَ بِمَعْنًی مُفْرَدٍ جو متحمل صدق و کذب نہ ہو مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (انعام: ۱۱۶) یہاں کلمہ کی صفت عدل فرمائی ہے۔ "اَلَا اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا لَبِیْدٌ"۔ "اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ"

اسی طرح قرآن شریف میں علم کے اور معنی ہیں۔ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا
(فاطر: ۲۹) اور عام طور پر علم موجب کبر ہے۔
اسی طرح "تاویل" کے معنے لوگ ہیر پھیر کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیتے کے کرتے ہیں مگر قرآن کریم میں انجام۔ حقیقت۔ اصلیت کے معنی ہیں۔ چنانچہ سورۃ یوسف میں ہے۔ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ۔
(یوسف: ۱۰۱) ایک اور جگہ فرمایا وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ (آل عمران: ۸) یعنی اس کی حقیقت کو۔ پس یہاں معنی ہیں کہ لوگ چاہتے ہیں۔ عذابوں کے نتیجے ظاہر ہوں۔ مگر جس روز انجام ظاہر ہوگا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳؍ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۵۵۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۫ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۵﴾

فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ : چھ وقتوں میں ۱۲ گھنٹے کا دن مراد نہیں۔ اس کی تفسیر ہمارے حضرت صاحب[1] نے خوب لکھی ہے۔ ہر چیز کی تکمیل چھ مراتب کے طے کرنے کے بعد ہوتی ہے۔ مثلاً انسان پہلے نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر لحماً پھر کَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ (المومنون: ۱۵)
میں نے غور کر کے دیکھا ہے کہ انگریزوں کو شریعت سے تعلق نہ تھا مگر ایم اے تک چھ درجے تکمیل کیلئے رکھے ہیں۔

زمین کو پہلے درست کرتے۔ پانی دیتے۔ بیج ڈالتے ہیں۔ دو دن میں یہ کام ہوا ہے۔ اور چار دن کے بعد بیج اگتا ہے۔ کل چھ دن ہوئے۔

قرآن کریم میں یوم بہت معنوں میں آیا ہے۔ ایک ان بارہ[12] گھنٹوں سے لے کر سال۔ ہزار سال۔

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ (مرتب)

پچاس ہزار برس تک کے معنوں میں آیا ہے ۔ مطلق وقت کے معنوں میں بھی جتنے میں وہ واقعہ ہو گیا ۔ جیسے یوم حُنین ۔ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (ابراہیم : ۶)

اِسْتَوٰى کے معنی ہیں ٹھیک ۔ یعنی اس کے تحت سلطنت میں کوئی نقص نہیں ۔ پھر تمام کائنات کا وراء الوراء اس کے قبضۂ قدرت میں ہے ۔ اس لئے اس کے معنی عَلٰی بھی درست ہیں ۔ بعض نے کہا ہے معنے ظاہر ہیں ۔ مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں ۔ اسکی مثال سنئے ۔ جیسے بیٹھنا ۔ اب جیسا جیسا کوئی موصوف ہو ویسے ویسے معنی ہوں گے ۔ ۱ ۔ مثلاً میں بیٹھ گیا ۲ ۔ دیوار بیٹھ گئی ۳ ۔ ساہوکار تھا اب بیٹھ گیا ۔ ۴ ۔ ہندوستان کے تخت پر یورپ کا بادشاہ بیٹھا ہے ۔ ۵ ۔ فلاں شخص کی محبت یا اس کا کلام یا بغض فلاں کے دل میں بیٹھ گیا ۔ یہ سب " بیٹھے " الگ الگ معنے رکھتے ہیں ۔ پس اسی طرح اِسْتَوٰى تو عام ہے مگر اللہ کا اِسْتَوَاء ایک خاص شان رکھتا ہے ۔ وہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (شوریٰ : ۱۲) پس اِسْتَوٰى بھی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ ہے ۔ خدا کی ہر صفت کا یہی حال ہے ۔

حَثِيْثًا : لگاتار ۔ مثلاً یہاں رات آتی ہے تو دوسرے بالمقابل بلاد میں صبح کی تیاری ہے ۔ اس میں اشارہ ہے کہ ظلمت کے بعد نور ۔ فترت کے بعد نبوت کا وقت آتا ہے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ : سَمٰوٰت کے ساتھ ایام کا ذکر نہیں البتہ ارض کیلئے چھ وقتوں کا ذکر کیا اور یہ روز کا مشاہدہ ہے کہ چھ وقتوں میں زمین بنتی ہے فصل پکتی ہے ۔

اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ : بے عیب تختِ حکومت پر براجمان ہے ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۴)

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ : سن لو ۔ اُسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا ۔ (فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۳۱)

۵۶ ۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾

اُدْعُوْا : تمام صفات کو بیان فرما کر دعا کی طرف توجہ دلاتا ہے ۔ اس زمانہ میں تمہارے لئے دعا کا میدان وسیع اور خالی ہے ۔

۱ ۔ بعض خدا کے منکر ہیں ۲ ۔ بعض خدا کو مانتے ہیں مگر اس کے متصرّف ہونے کے قائل نہیں ۔ ۳ ۔ بعض دعا کے قائل ہیں مگر اسباب پرستی میں منہمک ہیں ۔ پس تم کامل امید ۔ کامل یقین ۔ کامل مجاہدہ سے دعا میں لگے

رہو۔ اور دعاؤں میں لفظ رب کا بہت استعمال کرو۔

خُفْيَةً : چلتے بیٹھے بات کرتے پڑھتے سب حالات میں۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ : ایک شخص نے بلند آواز سے دعا کی تو رسول اکرمؐ نے فرمایا لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَ لَا غَائِبًا۔ ایک شخص نے دعا کی کہ جنت میں ایسے ایسے کوٹھے مجھے دے۔ آپؐ نے فرمایا جنت مانگو حد سے نہ بڑھو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ : چلا کر دعا نہ کرو۔ قرآن و حدیث کے خلاف دعائیں کرنا۔ طلبِ محال صلہ رحمی کے خلاف نہ ہو رشتہ داروں کے حق میں بددعا نہ کرو۔ حضرت مسیح موعود کو حکم اُجِیْبُ كُلَّ دُعَائِكَ اِلَّا فِیْ شُرَكَائِكَ اور نبی کریمؐ کو فرمایا لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۴)

۵۷۔ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ : قبولیت کیلئے فضل کی ضرورت ہے۔ وہ محسنوں کے قریب ہے پس تم محسن بن جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ : بے شک مہر اللہ کی نزدیک ہے نیکی والوں سے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۳۳)

۵۸، ۵۹۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴿۵۸﴾ وَ الْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ﴿۵۹﴾

يُرْسِلُ الرِّيٰحَ : زمانہ بعثتِ نبوت بہار کا وقت ہوتا ہے۔ جو کچھ کسی کے اندر ہو۔ باہر نکلتا ہے۔
نَكِدًا : ردّی سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۶۰- لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴿۶۰﴾

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ : یہ تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اَخَافُ عَلَيْكُمْ : اس قوم میں شفقت علی خلق اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف گئے۔ ایک نمبردار سے کہا۔ میں چند باتیں پہنچانی چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اکیلا کیوں سنوں سب کو بلاتا ہوں۔ اس کے بعد وہ چند بدمعاش اکٹھے کر لایا جنہوں نے آپؐ کو دکھ دیا۔ آپؐ سر سے پیر تک لہولہان ہو گئے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ بارہ۱۲ کوس تک مجھے پتہ نہیں لگا کہ میں کدھر جاتا ہوں۔ ایک فرشتہ نے کہا کہ حکم ہو تو طائف کو تباہ کر دیں۔ فرمایا یہ قوم ناداں ہے۔ اگر مجھے رسول اللہ جانتے تو ایسا نہ کرتے امید ہے۔ یہ نہیں تو انکی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔ زید بن حارثہ ساتھ تھے وہ کہتے ہیں طائف والوں نے بارہ۱۲ کوس کے بعد پیچھا چھوڑا۔ آگے باغ تھا۔ باوجود مخالفت کے انہوں نے اپنے نوکر کے ہاتھ انگور بھیجے جب اس نوکر نے انگور آپ کے آگے رکھے۔ تو آپؐ نے اللہ کا نام لیکر انگور اٹھایا۔ جس پر اس نے تعجب کیا آپؐ نے اسے وعظ شروع کیا۔ اس نے کہا ایک یونانبی گزرا ہے ہمارے ملک میں وہ ایسی ہی باتیں کہا کرتا تھا آپؐ نے فرمایا۔ وہ میرا بھائی تھا۔ اس پر وہ مسلمان ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۶۱، ۶۲ - قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۶۱ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۶۲

اَلْمَلَاُ : جو اشراف بنے پھرتے تھے۔
رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ : سارے جہان کے پروردگار نے منتخب کرکے بھیجا ہے۔ کیا میں گمراہ ہو سکتا ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)
لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ : فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ کا جواب کیا نرمی سے دیا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۴)

۶۶ تا ۶۸ - وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۶۶ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۶۷ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۶۸

اُعْبُدُوا اللّٰهَ : ایک تعظیم اپنی اٹکل پر ہوتی ہے اور ایک خدا کے حکم کے ماتحت۔ انبیاء آخر الذکر تعظیم کی تعلیم لاتے ہیں کہ ہر حرکت و سکون۔ ہر قول و فعل خدا کے حکم کے ماتحت ہو۔
اَلْمَلَاُ : مَلَاٌ وہ لوگ جن کی بات دل کے اوپر گہرا اثر کرے۔ کیا معنے؟ ان کے کہنے کا اثر پڑے اور رعب پڑ جائے۔ دنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ علماء۔ فقراء۔ امراء۔ عوام۔ یہ سب امراء ہی کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور یہی انبیاء کا مخالف گروہ ہے۔

لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ : سوائے نبی کے کوئی ایسا نرم جواب نہیں دے سکتا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۷۴- وَإِلَىٰ ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۖ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۖ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَأْكُلْ فِيْٓ أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿۷۴﴾

سورۃ اعراف میں نبوت کی بحث ہے۔ اور اس بات کے نظائر پیش کئے ہیں کہ راستبازوں کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ عدن سے لیکر مغربی طرف عرب کے ثمود قوم رہتی تھی۔ جس قدر لوگ انبیاء سے دور چلے جاتے ہیں۔ ان میں اختلاف بڑھتا جاتا ہے اور جس قدر قریب ہوتے ہیں ان میں اتفاق ہوتا جاتا ہے مثلاً فلاسفران میں عجیب عجیب اختلاف ہوتے ہیں۔ نبیوں میں یہ بات نہیں۔ اسی لئے سب کی تعلیم اصولاً ایک ہی ہے۔ اسی واسطے اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔ ہر نبی کی تعلیم لکھی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

نَاقَةُ اللّٰهِ ، کوئی ایک اونٹنی لیکر فرمادیا۔ یہ آیت ہے۔ ہر ولی اللہ ایک ناقہ ہے۔ جب صالح کی اونٹنی ناقۃ اللہ تو کیا نبی کریمؐ کے پیارے ناقہ نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۴)

قرآن کریم میں تو کہیں نہیں لکھا کہ خاص اونٹنی اس وقت پیدا کردی۔ صرف اتنی بات قرآن میں ہے۔ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَأْكُلْ فِيْٓ أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ۔ یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشان ہے اُسے خدا کی زمین میں چرنے چگنے دو اور دُکھ نہ دو ورنہ سخت عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

اس بات کے حل کرنے کیلئے خود تمہارے ملک کی رسوم اور عادات بڑی کافی ہیں۔ اس ملک میں جہاں جہاں سکھ مالک و نمبردار ہیں۔ وہاں کیا ہوتا ہے۔ کون نہیں جانتا۔ ایک بیل اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاوے تو انسانی جسم کی اس ایک حیوان کے بدلہ میں کیا گت بنتی ہے؟ تمہارے بازاروں میں بیکار۔ نکمے

مال مردم خور بیل پھرتے ہیں۔ بتاؤ! کوئی مسلم ان کو چھیڑ سکتا ہے۔ اگر اتفاقی بھی چھیڑے تو تم کیسے اس کے گرد ہوتے ہو۔ تم مفتوح۔ ذلیل۔ نرم دلوں کا تو حال یہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے جو بادشاہوں کا بادشاہ جلکوں کا حاکم ہے ہی کہہ دیا کہ میرے رسول صالح کی سچائی کا یہ نشان ہے۔ کہ اگر اس کی خلاف ورزی کرو گے اور اس اونٹنی کو جو اب خصوصیت رکھنے والی اونٹنی ہے۔ ستاؤ گے تو ہلاک ہو گے۔ عرب کے ملکوں میں دشمنوں پر رُعب ڈالنے اور اپنی شوکت کے اظہار کیلئے نہ صرف اونٹ چھوڑے جاتے تھے بلکہ گھوڑے اور دنبے بھی اور قوم کلیب کے جنگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتوں کے بچوں کو بھی اسی طرح آزاد کرتے تھے۔

میدانی نے امثال میں لکھا ہے کہ حیرۃ کے بادشاہ کسریٰ نے اپنی قوت سلطنت اور بطش کے باعث عربوں میں بڑا رعب جمایا تھا اس کو مضرط الحجر کہتے تھے۔ اس نے شدید قحط کے زمانہ میں ایک دنبہ کو خوب پالا اور پوسا پھر اس کے گلے میں چھری اور چقماق ڈال دیا اور اُسے جنگل میں چھوڑ دیا اور کہا کون ہے جو اسے ذبح کر سکتا ہے؟ عربوں میں کوئی بھی اس سے تعرض نہیں کر سکتا تھا آخر بنو یشکر قوم تک پہنچا اور علیاء بن ارقم کی نظر پڑا تب وہ بول اٹھا۔ میں اس دُنبہ کو کھاؤں گا۔ تب قوم کے لوگوں نے اُسے روکا اور ملامت کی۔ لیکن علیا اپنے ارادہ پر قائم رہا۔ تب انہوں نے اس بات کو اپنے سردار تک پہنچایا۔ اس نے یہ فقرہ کہا جو اب کہاوت کے طور مشہور ہے اِنَّكَ لَاتَعۡدِمُ الضَّانَ وَلٰكِنۡ تَعۡدِمُ النَّفۡعَ ۔ لوگوں نے ملامت تو بہت کی مگر علیاء نہ ٹلا۔ اور دُنبہ کو ذبح کر کے کھا گیا اور بادشاہ کے پاس چلا گیا اور کہا کہ میں نے ایک بدی کی ہے۔ اور بہت بڑی بدی کی ہے لیکن آپ کا عفو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور اپنا سارا ماجرا سنایا۔ تب بادشاہ نے کہا۔ اب میں تجھے قتل کر دوں؟ تب علیاء نے وہ مشہور قصیدہ پڑھا جس کا ایک شعر ہم نقل کرتے ہیں ؎

وَاِنَّ يَدَ الۡجَبَّارِ لَيۡسَتۡ بِصَعۡقَةٍ وَلٰكِنۡ سَمَاءٌ تُمۡطِرُ الۡوَبۡلَ وَالدِّيۡمَ

(نور الدین ایڈیشن سوم صہ ۱۶۳-۱۶۴)

۷۵۔ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡ سُهُوۡلِهَا قُصُوۡرًا وَّ تَنۡحِتُوۡنَ الۡجِبَالَ بُيُوۡتًا ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۷۵﴾

تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ : اس زمانے میں بھی امیر لوگ گرمیوں میں پہاڑوں پہ چلے جاتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۷۸، ۷۹۔ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۹﴾

فَعَقَرُوْا : یہ ان کے کفر کا ثبوت ہے۔
عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ : قرآنی محاورے میں عن بمعنے امر بھی آجاتی ہے۔ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ۔
ائْتِنَا : گناہ کرکے پھر شوخی۔
جٰثِمِيْنَ : مرغی جب زمین کرید کرید کر اپنا سینہ رکھ دیتی ہے تو اسے جثم کہتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۲۔ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۲﴾

لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ : اس کی سزا میں تین باتیں فرمائیں ۱۔ اس قوم کو ہلاک کر دیا ۲۔ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ (حجر : ۷۷) عذاب دیا پھر عذاب کا نشان قائم رکھا۔ ۳۔ کوئی نہیں چاہتا کہ عالی ہو کر سافل بنے مگر اس عذاب کیلئے فرمایا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۳۔ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۳﴾

یَتَطَهَّرُوْنَ : طنزاً کہا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۶۔ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۔ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۔ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۔ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۸۶﴾

فَاَوْفُوا الْكَیْلَ : جو سچا خیر خواہ ہو وہ اپنے بھائی کو اس کے عیب پر مطلع کرتا ہے چنانچہ شعیبؑ نے اپنی قوم کو ان کے نقص بتائے۔

برتن وہاں سے ٹکرا جاتا ہے جہاں سے کمزوری کا شبہ ہو۔ اسی طرح مومن کو ابتلاء اسی بات میں آتا ہے جس میں وہ کمزور ہو۔

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا : اب تو میں (شعیب) اصلاح کیلئے آچکا اب تو فساد میں تم معذور نہیں سمجھے جا سکتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ : اور لوگوں کو انکی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ (نورالدین صفحہ ۱۸ دیباچہ)

۸۷۔ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۔ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۔ وَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۷﴾

تَبْتَغُوْنَهَا عِوَجًا : ان کے دین میں کوئی نہ کوئی شبہ و اعتراض ڈھونڈتے رہتے ہو۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۵۴)

۸۹، ۹۰۔ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۹﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَ مَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۹۰﴾

اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ : اس آیت سے ظاہر ہے کہ ایمان جبروزور سے کبھی نہیں آتا۔

اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ : یہ ادب ہے کہ مشیت الٰہی کو بہرحال مقدم رکھا ہے۔ ایک مولوی نے حضرت صاحب کو لکھ بھیجا کہ ہم تمہارا مذہب کسی صورت میں نہ مانیں گے۔ خواہ تم کیا نشان دکھاؤ آپ نے فرمایا شعیبؑ کا قول ہی یاد کر لیتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا : انبیاء کا طرز دیکھو کہ کفر جو محال ہے اس کیلئے بھی اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا کہتے ہیں۔ حضرت اقدس کو ایک مولوی نے لکھا کہ میں اگر انکار کروں گا تو پھر کبھی نہ مانوں گا آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ شعیبؑ کے الفاظ پر غور نہ کیا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۵۵)

حضرت صاحب کی خدمت میں کسی نے خط لکھا کہ اب تو خدا بھی آئے تو میں یہ بات نہ مانوں۔ فرمایا

دیکھو۔ یہ کیسے متکبر اور بے پرواہ لوگ ہیں۔ شعیبؑ نبی کو جب لوگوں نے کہا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا تو انہوں نے جواب دیا مَا یَکُوْنُ لَنَا اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا یعنی ہم تو کبھی تمہارے مذہب میں نہ آئیں گے پھر فرمایا۔ ہاں اگر خدا چاہے تو۔ کیونکہ اس کا ارادہ زبردست ہے یہ پاس ادب ہے جو آجکل کے گستاخوں سے جاچکا ہے۔ دیکھو۔ ایک ناممکن بات پر پیغمبر نے خدا کے عظمت اور جبروت وجلال کا ادب کیا ہے۔ تو افسوس اس انسان پر جو بلا سوچے سمجھے کہتا ہے کہ یہ کام یوں ہو جائے گا اور میں یوں نہ کروں گا۔ (بدر ۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء صـ۲)

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ۔

اور لوگوں کو انکی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صـ۱۸۔ ۱۹)

۹۶، ۹۷۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۹۷﴾

حَتّٰى عَفَوْا: بڑھ گئے۔ آسودگی کے ساتھ۔ تکبر۔ ظلم۔ تحقیر۔ پانچ گناہ آجاتے ہیں۔

اتَّقَوْا: مجرموں کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر گناہوں سے اجتناب کرتے۔

بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ: الہامات۔ الہام کے صدق کا ایک یہ نشان بھی ہے۔ کہ اس کے ساتھ پہرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (جن: ۲۸) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ: تو پکڑا ہم نے ان کو بدلہ ان کی کمائی کا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۱۵۷)

۹۸، ۹۹۔ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا

بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۹﴾

اَفَاَمِنَ : یہ تو کہتے ہیں کہ خدا غفور ورحیم ہے۔ پر نہیں جانتے کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔
وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ : ایک سانپ ہے جو سوتے ہوئے آدمی کو ڈستا ہے۔ پاس جو ہتھیار ہو لے کے ہٹا لیتا ہے۔
وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ : بس عذابِ الٰہی ایسے ہی لوگوں پر آتا ہے۔ استغفار کرنے والے۔ ڈرنے والے کو کوئی خطرہ نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۰۔ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

مَكْرَ اللّٰهِ : تدبیرِ الٰہی (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۱۔ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

اَلْاَرْضَ : کسی زمین کے لئے۔
اَهْلِهَا : ان زمینوں کے مالکوں کے بعد۔
اَوَلَمْ يَهْدِ : زمین کے وارث ہونے والوں کو ہدایت آنی چاہیئے۔ کہ جن کی زمین ہم نے لی ہے۔ آخر وہ کسی گناہ ہی میں پکڑے گئے ہیں اور ذلیل ہوئے ہیں۔ اغلب ہے کہ ہم بھی ایسے گناہوں کی سزا میں ذلیل ہوں۔ پس نیکیاں کریں۔
وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ : بلکہ گناہوں کی سزا میں یہاں تک نوبت پہنچے کہ دلوں پر مہر لگ جائے اور پھر کبھی حق بات سننے کے قابل نہ رہو۔ آخر میں ہلاک ہو جاؤ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۲- تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ : نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کی تفسیر فرمائی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۴، ۱۰۵- ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

ثُمَّ بَعَثْنَا : قریب کا تاریخی واقعہ بیان کرتا ہے۔

اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ : تُو تو صرف مصر کا بادشاہ ہے۔ مَیں تمام عالموں کے بادشاہ بلکہ ربّ کا فرستادہ ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۸، ۱۰۹- فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

بَيْضَآءُ : بے عیب جیسے فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ : خدا نے دکھلایا کہ اب موسٰی کی جماعت فرعونیوں کو کھا جائے گی۔

بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ : روشن کتاب کلام قرآن مجید کو نور فرمایا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۵)

۱۱۰، ۱۱۱۔ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ: چالاک۔ مدبّر۔

فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ: یہ ادب اپنے درباریوں کا اعلیٰ تدبّر شاہی پر دال ہے۔

(تشحیذالاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۵۵)

۱۱۴۔ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا: اس کو یاد رکھیں۔ بحالتِ کفر یہ خیالات مگر بحالتِ ایمان کیا جرأت ہوگئی!

(تشحیذالاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۲۵۵)

۱۱۶ تا ۱۱۸۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۷﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

تَلْقَفُ: تباہ کر دے گا۔

جو لوگ علم النفس۔ علم توجہ۔ مسمریزم۔ اسپر چولزم جانتے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ موسیٰ اور ان لوگوں نے توجہ خاص سے عصا اور رسیوں کی شکل سانپ کی دکھائی۔ موسیٰؑ کی قوت بڑھ کر تھی اس لئے وہ جیت گیا اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ گولیاں آگ پر رکھنے سے سانپ کی شکل بن جاتی ہے اور سونٹا مارنے سے کچھ بھی نہیں رہتا۔ بعض لوگ اسے استعارہ کے رنگ میں پیشگوئی سمجھتے ہیں۔

میں ایمانی رنگ میں تو بڑھیوں کے ایمان کی طرح بلادلیل مان لیتا ہوں مگر خصم کے مقابلہ میں قول موجّہ کی ضرورت ہے۔ قرآن نے حضرت نبی کریمؐ کو حضرت موسیٰؑ کا مثیل اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل:۱۶) وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ (احقاف:۱۱) فرمایا ہے۔ پس عصا کے سانپ بن جانے کے بار بار ذکر میں حکمت ہے اِنَّ الْاِسْلَامَ لَيَاْرَزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَاْرَزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا یہ اسلام مدینہ طیبہ میں اس طرح جمع ہوگا جس طرح سانپ اپنے بل میں۔ پھر مدینہ کیلئے فرمایا ہے۔ مجھے ایک شہر دکھلایا گیا۔ تَاْكُلُ الْقُرٰى ایک طرف اسلام کو دشمن کے ہلاک کرنے کیلئے سانپ فرمایا ہے۔ دوسری طرف مدینہ کو سانپ کی جگہ۔ پھر ساحر کے ساتھ علیم کا لفظ موسیٰؑ کیلئے آیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساحر کہا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساحر کی علیم سے تفسیر فرمائی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ اَلسَّاحِرُ اَلْمَاهِرُ اَلسِّحْرُ: كُلُّمَا دَقَّ وَلَطُفَ مَاْخَذُهٗ۔ جس کا لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسے ساحر کہہ دیتے ہیں موسیٰؑ نے جو کچھ پیش کیا وہ بے عیب تھا۔ پس مخالفین نے جو کچھ پیش کیا اس کے سامنے وہ کچھ بھی نہ تھا تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ۔

قَالَ اَلْقُوْا: انبیاء پہلے حملہ نہیں کرتے۔

اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ: یہ ساحروں کا ادب ہے۔ جس نے انہیں مومن بنایا۔ حضرت صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے اَلطَّرِيْقَةُ كُلُّهَا اَدَبٌ۔

دوسرا نکتہ صوفیاء نے یہ لکھا ہے کہ مومن و کافر میں کیا فرق ہے؟ ایک وقت ایسی کمزوری کہ فتحیاب ہو کر پھر بھی مزدوری کے طالب ہیں۔ انعام بھی نہیں کہا۔ دوسرے وقت یہ حالت کہ اسی فرعون کو ڈانٹ دیا اور اس کی کچھ حقیقت نہ سمجھی۔ اس کی دھمکیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ مال چھوڑ کر جان کی بھی پرواہ نہ رہی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

ایک مکذّب آریہ کے اس اعتراض کے جواب میں کہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کو خدا نے سانپ بنادیا ساحروں کے ڈنڈوں کو جو سانپ بن گئے تھے۔ کئی سو من وزن موسیٰ کی لاٹھی سب کو کھا گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے سانپ کو جو پکڑا پھر لاٹھی کی لاٹھی۔ آپ نے تحریر فرمایا۔

قرآن کریم میں تو یوں آیا ہے۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (طٰہٰ:۶۷)

وَسَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ (اعراف:۱۱۷)

ان کی رسیاں اور سونٹے قوت متخیلہ کو چلتے معلوم ہوتے تھے اور ایک جگہ فرمایا ہے اور ان ہتھکنڈے بازوں نے لوگوں کی آنکھوں کو دھوکا دیا اور انہیں ڈرانے کی کوشش کی اور بڑا دھوکہ کیا۔

اب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ ساحروں کے ڈنڈے اور رسّے واقعی سانپ بن گئے تھے۔ خدا کی کتاب صرف یہ کہتی ہے کہ ان کے رسّے اور ڈنڈے ان کے واہموں اور تخیلوں کو چلتے نظر آئے۔ اور ساحروں نے عام لوگوں کی آنکھوں کو دھوکے میں ڈالا اور ڈرانا چاہا اور بڑا دھوکہ دیا۔ یہ نظارہ قانونِ قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہے کہ بڑی تشریح کی بھی ضرورت نہیں ..... جس لفظ کا ترجمہ تم نے "سانپ بن گئی تھی اور کھا گئی" کیا ہے۔ وہ لفظ ہے فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ...... اس میں تَلْقَفُ اور يَاْفِكُوْنَ کے معنی پر غور کرنی چاہیئے تَلْقَفُ مجرد ہے۔ قاموس اللغۃ میں ہے۔ لَقِفَهٗ كَسَمِعَ لَقْفًا وَلَقْفَانًا مُحَرَّكَةً : تَنَاوَلَهٗ بِسُرْعَةٍ اس کا ترجمہ ہوا کسی چیز کو جلدی سے پکڑ لینا۔ يَاْفِكُوْنَ بھی مجرد ہے۔ اس کے معنی قاموس اللغۃ میں لکھے ہیں۔ اَفَكَ كَضَرَبَ وَعَلِمَ اِفْكًا وَاُفُوْكًا كَذَبَ۔ ترجمہ جھوٹ بولا۔ جھوٹی کارروائی کی اور سارے جملہ کا ترجمہ ہے کہ وہ انکی جھوٹی کارروائی کو جلدی سے پکڑ لیتا یعنی ان کا تانا بانا ادھیڑ دیتا ہے۔

...... سائنس دانوں اور فلاسفرانِ یورپ کا مذہب اختیار کرو۔ مگر یاد رکھو تمہیں وہاں سے بھی دھتکار ہی ملے گی۔ کیونکہ وہاں بھی پہلے مسمریزم نے ان معجزات کی حقانیت کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اسپرچویلزم نے ثابت کر دیا ہے کہ تمام صداقتیں ہیں جن کا ذکر انبیاء و رسل کی پاک کتابوں میں ہے اور جن کے دکھانے والے انبیاء و رسل کے صادق اتباع ہمیشہ اور اب بھی موجود ہیں۔

ساحروں کے سحر یعنی دھوکے بازوں کے ڈھکوسلے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا جلوہ دکھاتے ہیں وہاں بڑے مرتاض جوگی جن اور ان سب سے برتر جنابِ الٰہی سے مؤید و منصور قوم انبیاء و رسل اور ان کے مخلص اتباع کی حقیقت بھرے آیات و معجزات دھوکے بازوں کے جھوٹ اور افتراء کو تباہ کر کے واقعات کا اظہار دنیا پر کر دیتے ہیں۔ مگر تم لوگ جو دنیا پرست ہو۔ اور جن کو کھانے پینے۔ پہننے اور دیگر اغراضِ خسیسہ کے سوا اور کوئی مطلوب و مقصود نہیں۔ اس صداقت پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔

ایک نہایت لطیف اور ضروری نکتہ : میں نے اس مضمون کو قبل از نمازِ عشاء حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ان اعتراضوں کی اصل ہے معجزات اور خوارق کا انکار۔ لوگ اسی ایک مدّ میں ان تمام ہزاروں معجزات کو شامل کرتے ہیں جو ہمارے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور یہ لوگ اور ان کے دل و دماغ کے نیچری بھی بدقسمتی سے اسی قسم کے اعتراضوں یا وسوسوں میں مبتلا ہیں۔ اور جہاں کسی معجزہ کا ذکر ہوا اُسے ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑا دیا۔ اس وقت مناسب یہ ہے کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوت اور تحدی سے دیا جاوے کہ جس قدر معجزات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن میں مذکور ہیں ان سب کے صدق اور حقیقت کے ثابت کرنے کیلئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں۔ جو عجائبات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے۔ وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اس کے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود ہے اور تیار۔ کوئی ہے جو آزمائش کے لئے قدم اٹھائے؟ غلام کے ہاتھ سے آقا کی صداقت کو دیکھے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۵۴-۱۵۶)

قَالَ اَلْقُوْا: پہلا پرچہ مباحثات میں دشمن کا ہو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۵)

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ: یہ بھی دستور تھا کہ قتل کر کے پھر صلیب پر لاش لٹکا دیتے۔

(تشحیذ الاذہان جلد نمبر ۹ صفحہ ۴۵۵)

۱۲۸، ۱۲۹۔ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۹﴾

اٰلِھَتَكَ : یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ وہ اپنے معبود کو ایسا کمزور خیال کرتے ہیں کہ موسیٰ اسے موقوف کر سکتا ہے ۔ جو قومیں رب العالمین کو چھوڑ کر غیر کی طرف جھکتی ہیں ۔ ان کی عقل ایسے ہی ماری جاتی ہے بعض ملکوں میں رعایا تو بادشاہ کی پوجا کرنے پر مجبور ہے اور بادشاہ خدا کی ۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رعایا پر شرک کی وجہ سے ناراض رہے تو وہ ہمیشہ محکوم رہیں ۔ اور بادشاہ پر بوجہ توحید راضی رہے تو وہ ہمیشہ حاکم بنا رہے ۔ بُت پرستوں سے بدتر وہ ہیں جو بُتوں کو چھوڑ کر نفس کی دیوی کی پرستش کرتے ہیں ۔ پھر ان سے بھی بدتر وہ ہیں جو یہی کہتے رہتے ہیں کہ فلاں فلاں فلاسفر کا یہ قول ہے حالانکہ فلاسفروں کا کسی بات پر اجماع نہیں ہوتا ۔ میں نے ایک فلاسفر کا قول پڑھا ہے کہ وہ اپنے تئیں خدا سے اعلیٰ سمجھتا ۔ وہ کہتا ۔ کہ گلاب کی جڑ سے گلاب کا پھول جو اس کا نتیجہ ہے ۔ اچھا ہے ۔

اسْتَعِيْنُوْا : اللہ کی توجہ ۔ عنایت ۔ اعانت چاہو ۔

وَاصْبِرُوْا : استقلال سے کام کرو ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَالْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ : یاد رکھو انجام کار کامیابی خدا ترسوں کے حصہ میں آتی ہے ۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۰۳)

۱۳۰ ۔ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

قَالُوْٓا : وہ جو سطحی خیالات کے تھے ۔

فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ : ایک جگہ مسلمانوں کو بھی فرماتا ہے کہ تم کو بھی ہم دنیا میں بادشاہ بنائیں گے ۔ پھر دیکھیں گے تم کیسا عمل درآمد کرتے ہو ۔ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۱ ۔ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

میں نے بارہا سنایا ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کا جناب الٰہی میں ایک وقت ہوتا ہے۔ ابن لیلیٰ کی کچہری میں ایک شخص کو سزا دی گئی۔ اُس نے کہا یہ میرا پہلا جرم تھا۔ سزا ہلکی دینی چاہیئے تھی۔ آپ نے سزا بڑھا دی۔ وجہ یہ بتائی کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ اگر یہ پہلی دفعہ کرتا تو پکڑا کیوں جاتا۔ خدا نے خود فرمایا ہے۔ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (شوریٰ: ۳۱)

وَلَقَدْ اَخَذْنَا: فرعون کی گرفتاری کا وقت آگیا۔

بِالسِّنِيْنَ: معلوم ہوا کہ قحط سالی اور کمی پیداوار اس لئے ہوتی ہے۔ کہ لوگ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں۔ خدا کی قدرتوں سے لوگ ایسے غافل ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کہہ دے کہ امریکہ میں ایسی کل نکلی ہے جس سے درخت چلتے ہیں۔ پتھر بولتے ہیں تو وہ مان لیتے ہیں مگر انبیاء کی نسبت ایسی باتیں سن کر صاف انکار کر دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۲۔ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

يَطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى: ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہود نے کہا۔ مُذْ اَتَانَا غَلَتْ اَسْعَارُنَا وَقَلَّتْ اَمْطَارُنَا۔

طٰٓئِرُ: حظ۔ حصہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۳، ۱۳۴۔ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

لِتَسْحَرَنَا : دھوکہ دے ہمیں۔

اَلطُّوْفَانَ : بہت سیلاب پانی کا۔

نوحؑ کے قصہ میں آتا ہے فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (عنکبوت ۱۵:
طوفان موت اور طاعون کو بھی کہتے ہیں۔

اَلْجَرَادَ : جرد کہتے ہیں چھیل دینے کو۔

اَلْقُمَّلَ : گھن۔ سوس۔ ٹڈی دل کے چھوٹے بچے۔ چچڑی۔

اَلدَّمَ : نکسیر کا مرض۔ بعض کہتے ہیں پانی گندہ ہو کر سرخ ہو جاتا تھا۔ یہ معنے بھی صحیح ہیں
بحرِ احمر مشہور ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

اَلطُّوْفَانَ : طغیانی۔ وباء طاعون۔

وَالْجَرَادَ : اب تو لوگ تماشا سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ کو معمولی۔
حالانکہ یہ عذاب ہے۔

وَالدَّمَ : نکسیر کا مرض۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۵۵)

ایسے عذاب ہمیشہ نازل ہوا کرتے ہیں۔ ہماری عمر میں بارہا ٹڈی دل آیا اور کھیت والوں کے لئے عذاب کا باعث ہوا۔ جب کثرت سے بارشیں ہوتی ہیں اور نشیب زمین نم ناک ہو جاتی ہے۔ وہاں مینڈک علی العموم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب عفونت زیادہ ہو جاتی ہے۔ وہاں قسم قسم کے ہوامّ[1]۔ حشرات الارض۔ چچڑیاں بہت پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور یہ سب عذاب ہیں۔ کیونکہ دکھ دائک امور میں ان صریح نظاروں کا انکار کرنا کیا عقلمندی ہے۔ (نورالدین صفحہ ۱۶۸ ایڈیشن سوم)

۱۳۵۔ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۵﴾

---

[1] کیڑے مکوڑے۔ (مرتب)

بِمَا : اس منتر کے ساتھ جو اس نے تجھے سکھایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۸۔ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

اور ہم نے مالک بنایا موسیٰ کی ضعیف قوم کو مبارک ملک شام کی تمام زمین کا اور پوری ہوئی اچھی بات تیرے رب کی بنی اسرائیل پر اس لئے کہ صابر ہوئے۔ اور خراب کیا اس کو جسے بنایا فرعون اور اس کی قوم نے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۸)

بے بس، نہایت خاکسار، بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیاء رسول مسیح ابن مریم علیہما السلام کے قسی القلب دشمن کدھر گئے۔ کوئی ان کا پتہ بتا سکتا ہے؟ ان "بے ایمان" "سانپوں" اور "سانپوں کے بچوں" پر فتویٰ لگ گیا۔ ان پر حکم ہو چکا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع جس جاہ و حشم کے ساتھ جناب مسیح علیہ السلام کے منکروں پر حکمران ہیں۔ اس سے ہند والے کیا تمام آباد دنیا بے خبر نہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۸)

اور ہم نے انہی لوگوں کو جنہیں وہ ضعیف سمجھتے تھے۔ زمین (مکہ) کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنایا۔ (فصل الخطاب۔ حصہ دوم، صـ۹۷)

۱۳۹۔ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ

قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ : صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تو ستر بار استغفار فرماتے۔ موسیٰؑ کی قوم کی درخواست بھی دوسری قوم میں میل جول کی وجہ سے تھی۔ انگریزوں کی قوم اس معاملہ میں بہت ہوشیار ہے۔ وہ ہندوستان میں آئے۔ مگر ہندوستانیوں سے بہت کم میل جول رکھتے ہیں۔ اس طرح قومی خصائص باقی رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

اَصْنَامٍ لَّهُمْ : گائے کے بت تھے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۵)

۱۴۱، ۱۴۲۔ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ : احمقو! تم کہتے ہو کہ کوئی بت بنا دو خدا کے سوائے۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے۔ اور بت تو تم سے کمزور ہیں۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے۔ پھر آگ ہماری خادم ہے۔ ضرورت کے وقت اس کو جلاتے۔ اس سے کام لیتے اور جب چاہتے اس کو بجھا دیتے ہیں۔ علٰی ھٰذا القیاس۔ پانی۔ مٹی۔ ہوا۔ سورج چاند۔ لوہا۔ پتھر۔ یہ تو سب خادم ہیں۔ پس شرک بتایا۔ اس کے بُرے ہونے کی دلیل بتائی۔

(الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

فَضَّلَكُمْ : پھر کس قدر بیوقوفی ہے کہ افضل مفضول کی پرستش کرے۔

يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ : مکہ کے بے ایمان فرعون سے بڑھ کر تھے۔ کہ انہوں نے عورتوں کو بھی قتل کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۳۔ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً : چالیس۴۰ کے عدد سے انسان کو ایک خاص مناسبت ہے۔ نُطفہ چالیس دن میں صورتِ انسان اختیار کرتا ہے۔ ۴۰ دن کے بعد اس کی ماں تندرست ہوتی ہے۔ چالیس سال پر آدمی کے تمام قوٰی کمال کو پہنچتے ہیں۔ خدا نے موسیٰؑ سے فرمایا۔ روحانی برکات کے حصول کیلئے تیس دن ہماری طرف تبتّل تام کرو۔ اور اگر دس۱۰ دن اور رہو تو یہ درجہ اکمل ہے۔

اُخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ : ثابت ہوا کہ جب کوئی بڑا آدمی قوم کا لیڈر مرکز سے جدا ہو تو اپنا ایک خلیفہ مقرر کر کے جائے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۴۔ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۚ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

جَعَلَهٗ دَكًّا : صوفیاء نے اس مقام پر بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ پہاڑ تو اب بھی برقرار ہے۔ پس وہاں دیدارِ الٰہی ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ وہ ایک تجلی ربّانی کو نہ برداشت کر سکا۔ اسی لئے جب اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ پورا نہ ہوا۔ تو لَنْ تَرَانِيْ کیونکر پورا ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۵۔ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ

بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ﴿۱۴۵﴾

وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ : قدر کرنے والوں میں سے ہو۔یعنی اس پر عمل کرو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۸۔ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ : یہ ضروری نہیں کہ منہ سے تکذیب آخرت کی جائے بلکہ کئی ہیں جو اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں کہ گویا مرنا ہی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۹۔ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُکَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَکَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۷﴾

بچہ میں طمع۔حبِّ غیر اللہ۔غضب۔شہوت پہلے آجاتی ہے اور قوتِ ممیزہ، انبیاء کی تعلیم بعد میں۔یہ انسان کے لئے بڑی مشکل ہے۔پھر رسم و عادت و صحبت کا اثر ہے۔اس لئے خدا کی بات سمجھنے کیلئے فضلِ الٰہی درکار ہے اور بڑے مجاہدہ کی ضرورت۔فرعون جس کا تاج بھی گئو مکھی تھا اس کی قوم کے بد اثر سے بنی اسرائیل بھی نہ بچے۔اسی لئے ان میں گاؤ پرستی کا خیال رہا۔

حُلِیِّهِمْ : خود اپنے زیوروں سے۔

لَهٗ خُوَارٌ : آجکل کی صناعی کے لحاظ سے یہ قابلِ تعجب امر نہیں۔

لَا یُکَلِّمُهُمْ : برہمو۔نیچری۔فلاسفرانہ طبیعت کے لوگ بلکہ عام علماء غور کریں۔یہاں

معبودیت کی تردید اسی دلیل سے کی ہے کہ لَا یُكَلِّمُهُمْ پس وہ خدا کیونکر معبود ہو جو کلام نہیں کرتا لَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا : کلام کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ کوئی عمدہ راہ دکھلائے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ : مطلب اتنا ہے کہ موسٰی کی قوم نے موسٰی کے بعد موسٰی علیہ السلام کی غیر حاضری میں اپنے زیور سے ایک بچھڑا بنایا تھا جو صرف جسم تھا۔ اس میں روح نہ تھی ہاں اسکی آواز تھی۔ (نور الدین صفحہ ۱۶۹)

۱۵۰- وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ : اس کے معنے ہیں "ندامت ہوئی"
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۱- وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

غَضْبَانَ اَسِفًا : دیکھا انبیاء علیہم السلام شرک سے کیسے بیزار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اصول کی طرف پہلے توجہ کرتے ہیں۔ ٹمپرنس سوسائٹیاں۔ ہمدردی حیوانات کی سوسائٹیاں اسی لئے کامیاب نہیں ہوتیں کہ فروع کی طرف توجہ کرتی ہیں۔

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ : حضرت موسیٰؑ نے اپنے جانے کا دن نہ گِنا تھا اس لئے قوم کو سامری نے دھوکہ دیا کہ وہ وعدہ مقررہ پر نہیں آئے۔ خدا بچھڑے میں آگیا۔

اَلْقَى الْاَلْوَاحَ : رکھ دیں۔

اِبْنَ اُمَّ : ماں میں ایک خاص قسم کی محبّت ہوتی ہے۔ پیار کیلئے اسکی طرف منسوب کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۲۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ : انبیاء قدم قدم پر دعا کرتے ہیں۔ اس زمانہ کے لوگوں کی طرح غافل نہیں ہوتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

اس رکوع میں دو باتیں ہیں کہ انسان ذلیل کس طرح ہوتا ہے اور مظفر و منصور کس طرح۔ کوئی انسان فطرۃً ذلّت کو نہیں چاہتا اور عزّت کو بہر حال چاہتا ہے۔ ذلّت کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ۔

ذلّت کی جڑ شرک و افتراء ہے اور اس سے بچنے کا اصل رجوع الی اللہ بذریعہ ایمان و استغفار ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۶۔ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ

اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۚ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۚ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ﴿۱۵۶﴾

وَ اخْتَارَ مُوْسٰى : اس پر موسیٰؑ کی قوم نے کہا۔ ہم کس طرح یقین کریں۔ یہ باتیں خدا نے کہی ہیں آپ نے ۷۰ آدمیوں کو منتخب کیا۔

اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ : وہ آتش فشاں پہاڑ تھا۔ زلزلہ آیا۔ توجہ الی اللہ کیلئے تھا۔ وہ ڈرے اور کہا کہ ہم بلکہ ہماری اولاد خدا کی آواز کبھی نہیں سننا چاہتے۔ اسی بے ادبی کا نتیجہ تھا کہ موسیٰ ایسا پیغمبر پھر ان میں سے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے بھائیوں میں پیدا ہونے کی بشارت ملی۔

فِتْنَتُكَ : بھلے کو بُرے سے الگ کرنا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۷- وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِيْ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

فَسَاَكْتُبُهَا : اب یہ انعام کسی اور قوم کو ملے گا۔

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ : سچی پاکیزگی، اپنے نفس کو مزکی و مطہر کر دینا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ : اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۴۳)

۱۵۸- اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ؗ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

وَالْاِنْجِيْلَ : اعمال ۳ باب ۲۱-۲۲ آیت میں۔ متی ۱۳ باب ۱۳، ۱۴- آیت۔ یوحنا ۱ باب ۲۳ آیت

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ : ایک پہچان پیشگوئی سے ہوتی ہے۔ دوسری تعلیم سے چنانچہ اس کو اصول بیان فرمائے۔

اِصْرَهُمْ : بڑے عظیم الشان معاہدے کی خلاف ورزی سے جو عذاب آتا ہے۔ وہ نبی کریمؐ کی متابعت سے ٹل گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ : باب ۱۸، استثناء آیت ۱۵، باب ۲۱، ۲۲ یرمیاہ۔ یسعیاہ ۴۲ متی ۲۱ باب ۳۳- اعمال ۳ باب آیت ۲۲۔ یوحنا ۱ آیت ۲۳۔ یسعیاہ ۵۴۔ قرنتیوں ۷ باب آیت ۴۔

اِصْرَهُمْ : رسم ورواج (تشحیذ الاذہان جلد ۹ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۵)

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ : اور اتارتا ہے ان سے بوجھ ان کے اور پھانسیاں جو ان پر تھیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۲۴)

۱۵۹- قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

وَكَلِمٰتِهٖ : اب تو قرآن گویا قسم کھانے کیلئے رکھا ہے یا عملِ حُبّ و بُغض و حصولِ رزق کیلئے افسوس جو قرآن حب لغیر اللہ کو چھوڑوا کر الحُبُّ لِلّٰہ کیلئے آیا اس سے یہ امید رکھی جاوے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے جو میرا پیر بھائی تھا۔ مجھے ایک عمل لکھ بھیجا کہ اسے پڑھنے سے ڈیڑھ سو روپیہ آمدنی ہو جائے گی، جو میں نے کیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ عرضِ حال پر اس نے مجھے لکھا ؎

بمطلب مے رسد جویائے کام آہستہ آہستہ ؎ ز دریا مے کشد صیاد دام آہستہ آہستہ

اس کے بعد جب میں نے وہ عمل کیا اور اپنی اوسط آمدنی نکالی۔ تو ٹھیک ڈیڑھ سو نکلی۔ مگر معاً میرے دل میں آیا۔ یہ اس عمل کا نتیجہ ہے یا طبابت کا۔ اس بات کو صاف کرنے کیلئے میں نے ارادہ کیا کہ پہلے صرف طبابت کرتا ہوں۔ پھر دوسرے مہینے طبابت چھوڑ کر صرف یہ عمل کروں گا۔ پھر دیکھوں گا۔ کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اس نے میری ہدایت کا سامان بہم پہنچایا۔ اس مہینے مجھے طبابت سے ۱۲۰۰ روپے کی آمدنی ہوئی۔ اس عمل کو میں نے اپنے خسارے کا موجب جانا۔ اس لئے چھوڑ دیا۔ کچھ مدت بعد وہی عمل بتانے والا آیا جس نے آخر مجھ سے استدعا کی کہ مہاراج کے پاس مجھے ساٹھ روپے کا دھاگو ہی بنوا دو۔ حتیٰ کہ پندرہ روپے پر راضی ہو گیا۔ جس سے صاف کھل گیا کہ یہ فرقہ کیسا ذلیل ہے اور یہ راہ منعم علیہم کی نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے لئے یہ ایک مشکل پیش آتی تھی کہ ان میں سے کوئی خلیفہ اور کوئی یاد دلانے والا نائب نہ ہوتا تھا اس لئے لوگ بے خبر ہو جاتے تھے اور قوم پھر سو جاتی تھی۔ مگر مولیٰ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وسیع کر دیا ہے۔ اور آپؐ کا بھی دعویٰ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کا ہے۔ اور ایسی مضبوط کتاب آپؐ کو عطا فرمائی۔ ممکن تھا کہ لوگ بے خبر رہتے۔ اس کی حفاظت کا انتظام بھی خود ہی مولیٰ کریم نے فرما دیا۔ جیسے ظاہری حفاظت کیلئے قرّاء اور حُفّاظ ہیں ایسے باطنی تعلیم کیلئے ایک سامان مہیا فرمایا ..... یہ احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو اسلام سے مخصوص ہے۔ کہ بھولی بسری متاع اللہ تعالیٰ جیسا وقت ہوتا ہے اس کے لحاظ سے اسکا یاد دلانے والا بھیج دیتا ہے۔ یہ انعام ہے۔ یہ فضل اور احسان ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا۔ (الحکم ۱۰ مارچ ۱۸۹۹ء ص ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنِ نبوت دیکھو تو قیامت تک وسیع، کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان ہوئی اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ میں ظاہر فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں۔ یہ کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی۔ کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکامِ الٰہی میں اتباعِ رسالت پناہی کی ضرورت نہیں۔ کوئی صوفی۔ کوئی مست قلندر۔ بالغ مرد۔ بالغ عورت کوئی ہو۔ اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ کوئی آدمی مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے۔ (الحکم ۱۲؍مئی ۱۸۹۹ء)

آپؐ کا دامن نبوت دیکھو تو وہ قیامت تک وسیع ہے کہ کوئی نبی نیا ہو یا پرانا آ ہی نہیں سکتا کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان کے ہوئی اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا میں فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں۔ یہ کوثر بلحاظ مکان کے عطا ہوئی۔ کوئی آدمی نہیں جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکامِ الٰہی میں اتباعِ رسالت پناہی کی ضرورت نہیں کوئی صوفی۔ کوئی بالغ مرد یا بالغہ عورت کوئی ہو اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ (الحکم ۱۰؍مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۶)

۱۶۲۔ وَاِذْ قِیْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ وَ كُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ شِئْتُمْ وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِیْٓـٴٰتِكُمْؕ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶۲﴾

حِطَّةٌ: استغفار جس کا نتیجہ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِیْٓـٴٰتِكُمْ ہے۔
سُجَّدًا: فرماں برداری جس کا نتیجہ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ہوگا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۶۳۔ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

مِنَ السَّمَآءِ : اٹل۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ : پھر بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے بدلہ ان کی شرارت کا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص۱۵۷)

۱۶۴- وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ إِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَأْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

یہودیوں عیسائیوں کی باتیں مسلمانوں کی نصیحت کیلئے ہیں۔

عَنِ الْقَرْيَةِ : ۱۔ یاردن (اردن) کے کنارے، یروشلم۔ دوسرے معنی یہ کہ لوگوں کے اجتماع سے جو فرعون کے غرق ہوتے وقت تھے۔

فِي السَّبْتِ : سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں۔ جس کو ذرا آرام ملا۔ حد سے گزرنا شروع کر دیا ہے

نفس ہر کس کمتر از فرعون نیست ٭ لیکن او را عون ما را عون است

دوسرے معنے سبت کے ہفتہ کے ہیں۔ یہود کو اس دن شکار کی ممانعت تھی جیسے مسلمانوں میں جمعہ

نَبْلُوْهُمْ : مخلصوں اور شریروں کا اظہار کرتے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ : یوں ہم آزمانے لگے ان کو اس واسطے کہ بے حکم تھے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص۱۵۷)

نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ : ابتلاء تین قسم کے۔ ایک امام بننے کیلئے اِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهِيْمَ۔ ۲۔ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۳۔ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ص۴۵۵)

ابتلاء کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔ ۱۔ راستبازوں اور اولوالعزم نبیوں پر بھی ابتلاء آتے ہیں۔

جیسے فرمایا وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ (بقرہ: ۱۲۵) ۲۔ بدذاتوں۔ بے ایمانوں۔ کافروں اور مشرکوں پر بھی ابتلاء آتے ہیں جیسے فرمایا۔ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ۳۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بھی ہے ان پر بھی ابتلاء آتے ہیں جیسے فرمایا۔ وَبَلَوْنٰھُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ (الاعراف: ۱۶۹) ۴۔ اور کبھی ابتلاء ترقی مدارج کیلئے بھی آتے ہیں۔ جیسے فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ...... الخ (البقرۃ: ۱۵۶) (الحکم ۳۰ستمبر ۱۹۰۸ء)

۱۶۷۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُھُوْا عَنْہُ قُلْنَا لَھُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خٰسِئِیْنَ ﴿۱۶۷﴾

جب وہ ہماری منع کردی ہوئی باتوں سے باز نہ آئے۔ ہم نے کہا جاؤ ذلیل بندر بن جاؤ۔
(نورالدین صـ۱۶۹ ایڈیشن سوم)

کُوْنُوْا قِرَدَۃً خٰسِئِیْنَ: کہتے ہیں تین دن کے بعد ہلاک کر دیا تھا۔
قَطَّعْنٰھُمْ فِی الْاَرْضِ آتا ہے۔ اور نَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ بھی آیا ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صـ۴۵۹)

۱۶۸۔ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْھِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ یَّسُوْمُھُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ۔ اِنَّ رَبَّکَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ ۚ وَاِنَّہٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۸﴾

اور تیرے رب نے خبر دی ہے کہ ایسا ہوگا کہ میں قیامت تک ایسے لوگوں کو ان پر حکمران کروں گا۔ جو انہیں بُرے عذاب دیں گے۔ بیشک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور غفور رحیم بھی ہے۔
(نورالدین صـ۱۶۹ ایڈیشن سوم)

۱۶۹۔ وَقَطَّعْنٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْھُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْھُمْ دُوْنَ ذٰلِکَ ۫ وَبَلَوْنٰھُمْ

بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

اور ہم نے انہیں گروہ در گروہ بنا کر زمین میں منتشر کر دیا۔ بعض ان میں اچھے نکلے اور بعض ان کے خلاف اور ہم نے بھلائی اور برائی پہنچا کر انہیں امتحان میں ڈالا تا کہ باز آئیں۔

(نورالدین صفحہ ۱۷۹ ایڈیشن سوم)

۱۷۰۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

اور ان کے بعد ان کے ایسے جانشین اور کتاب کے وارث ہوئے جو رشوت کے طور پر اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے کیا پڑا ہے؟ ہم بخشے جائیں گے۔ (نورالدین صفحہ ۱۷۹ ایڈیشن سوم)

۱۷۳۔ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۳﴾

وَاَشْھَدَھُمْ : ہر ایک لڑکے کو جب ہوش آتا ہے تو وہ اپنے پر گواہ ہوتا ہے کہ میں اپنا رب نہیں ہوں بلکہ ایک اور مدبر بالارادہ ہستی ہے۔

میں تو اپنے آپ سے یہ سوال کر کے اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں کہ میرا رب وہی ہے جو رب العالمین ہے ایک شخص نے کیا ہی عمدہ دلیل دی ہے۔ اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ ۔ وَاَثَرُ الْقَدَمِ عَلَی السَّفَرِ اَمَا تَقُوْلُ اَنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ تَدُلُّ عَلَی الْعَلِیْمِ الْقَدِیْرِ ؟[1]

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ : ہر بنی آدم کو عقل کے وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا کوئی رب ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۵)

مِنْ ظُھُوْرِھِمْ میں ظہور کا لفظ زبان عرب میں زائد آیا کرتا ہے ۔ دیکھو قاموس ۔ بَیْنَ اَظْھُرِھِمْ ۔ اَیْ وَسْطِھِمْ ۔ بَیْن کا لفظ وسط کے معنی دیتا ہے ۔ اور اظہر کا لفظ زائد ہے معنی اس فقرے کے اُن کے بیچ یا ان میں ۔ حدیث میں بھی یہ محاورہ آیا ہے ۔ دیکھو مشکوٰۃ باب الایمان صفحہ ۔ کُنْتَ بَیْنَ اَظْھُرِنَا ۔ آپ تھے ہم میں ۔ محاورہ عرب میں دیکھو مَا اَفْصَحَکَ وَمَا خَرَجْتَ مِنْ اَظْھُرِنَا ۔ تو کتنا فصیح ہے اور تو ہم سے کہیں الگ نہیں نکلا ۔ اور عرب بولتے ہیں کَانَ یَنْشُدُ عَنْ ظَھْرِ قَلْبِہٖ یعنی وہ دل سے یا ازبر شعر پڑھتا تھا ۔ ظہر کا لفظ زائد ہے۔

اصل مطلب آیت کا یہ ہے ۔کہ عادل رحیم و قدوس خدا نے تمام بنی آدم میں ان کی بدءِ فطرت میں ایک قوتِ ایمانیہ اور نورِ فراست ودیعت رکھا ہے جو ہمیشہ وجودِ الٰہی اور اس کی ربوبیت کا اقرار یاد دلاتا رہتا ہے یا اَقَلاً یوں کہو کہ اگر مثلاً کسی عارض کے باعث غافل بھی ہو جاوے تو بھی چونکہ اصل فطرت میں وہ قوت مجبول کی گئی ہے ۔ کسی بیرونی محرک کے سبب سے حرکت میں آجاتی ہے ۔ ہاں اگر کسی بے ایمان کے اندر کسی باعث وہ قوت بالکل مر گئی ہو اور وہ کمبخت اتھاہ کنویں میں جا پڑا ہو اور شیطان کا فرزند بن کر آسمانی دفتر سے اس نے اپنا نام کٹوا لیا ہو۔ تو یہ اُس کا اپنا قصور ہے ۔ عادل خدا کی ذات اس سے منزہ ہے۔

اب اسی کی فطرت کے اقرار کو۔ اُسی ربوبیتِ الٰہی کے جبلی معترف فطرت کو الہامی زبان مدبانی کلام اس طرزِ عبارت میں بیان فرماتا ہے ۔ اور اس دقیق فطرت کے راز کو اس طرح پر انسان کو سمجھاتا ہے کہ انسان بدفطرت میں میری ربوبیت کا اقرار کر چکا ہے ۔ یعنی الوہیت ایزدی کا اعتراف انسان کا جبلی اور فطری ہے ۔ اور اس کی ترکیب و ہیئت ہی اس امر پر شاہد عادل کافی ہے

---

[1] ترجمہ : مینگنی اونٹ کے وجود پر دلیل ہے اور قدموں کے نشان کسی کے گذرنے کی دلیل ہے تو یہ آسمان و زمین کیوں خدائے علیم و قدیر کی ذات پر دلیل نہیں (مرتب)

قرآن کا یہ عجیب مُعجِز طریق ہے کہ وہ ایسے باریک مسائل کو اس نہج میں ادا کرتا ہے کہ اس سے عالم و جاہل یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ عیسائی ظاہر بین الفاظ پرست ان اسرار کو کیا سمجھیں وہ تو کتب الہامیہ کے خصوصیات اور ان کے طرق ادائے مطالب سے آشنا ہی نہیں ہوئے۔ خواہ مخواہ ہر ایک حقیقت پر اعتراض جما دینے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ گو وہ اناجیل ہی میں کیوں نہ ہو۔ (فصل الخطاب ۱۴۸ ایڈیشن سوم)

جب لی تیرے رب نے اولادِ آدم سے، اُن سے اُن کی اولاد اور گواہ کیا ان کو ان کی جانوں پر۔ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا بیشک ہم قائل ہیں۔ کبھی کہو قیامت کے دن۔ ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔

یعنی آدمی کو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں سے بنایا اور آدمی میں ایسی عقل اور فطرت رکھی جس سے وہ اپنے رب کا قائل اور اپنے خالق کی ربوبیت کا اقرار ضرور کرتا ہے۔ یہ اس لئے کہ محکمہ جزا و سزا میں ایسا نہ کہہ دے کہ مجھے تو خبر نہ تھی۔ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ کا ترجمہ "اُن سے" کیا گیا۔ اس لئے کہ لغت کی کتابوں میں لکھا ہے بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ اَىْ وَسْطِهِمْ اور كُنْتُ بَيْنَ اَظْهُرِنَا اَىْ بَيْنَنَا اس آیت کا ذکر اس لئے کیا کہ اس آیت شریف سے کوئی روح کا قبل الجسد موجود ہونا نہ سمجھ لے۔
(فصل الخطاب حصہ اوّل ایڈیشن دوم صـ ۲۳)

۱۷۶۔ وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ الَّذِىۡۤ اٰتَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡهَا فَاَتۡبَعَهُ الشَّيۡطٰنُ فَكَانَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ ﴿۱۷۶﴾

اٰتَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا: کچھ کتاب دی۔
فَانۡسَلَخَ: اس پر عمل نہ کیا۔ الگ ہو گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۷۷۔ وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الۡكَلۡبِ ۚ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَيۡهِ يَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُكۡهُ

يَلْهَثْ ، ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ، فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

آیات اللہ جن کے باعث کسی کو رفعتِ شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے ۔ ان پر تمہیں اطلاع نہیں وہ الگ مرتبہ رکھتی ہیں ۔ مگر وہ چیزیں جیسے خودرائی ۔ خودپسندی ۔ خودغرضی ۔ تحقیر ۔ بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے ۔ وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں ۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے جس نے آیات اللہ دیکھے ۔ مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے وَلَوْشِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ ۔ (الحکم ۱۳ر جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۱)

لَرَفَعْنٰهُ بِهَا : اس کو بہت ترقی دیتے ۔

در مسلخ عشق جز ایں نہ کشند

مسلخ کہتے ہیں اس جگہ کو جہاں جانور کی کھال اتاری جائے ۔

تَحْمِلْ عَلَيْهِ : دھتکارنے کا پتھر اٹھاؤ ۔

اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ : یعنی بہر دو حال آرام ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۰ ۔ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

لَهُمْ قُلُوْبٌ : اس آیت میں ان کے جہنمی ہونے کی وجہ بتائی ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۵۵)

۱۸۱ ۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۔

وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى : جس قسم کا عیب اور نقصان انسان میں ہو اسی کے مقابل خدا کے نام سے دعا کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۶۔ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ : غور کریں کیا کوئی آسمانی بادشاہت (یعنی) کلامِ الٰہی کے نزول کا اس سے پہلے مدعی تھا؟ پھر تم اگلی آسمانی کتب سے موازنہ کر لو کہ یہ سلسلہ منہاجِ نبوت پر ہے یا نہیں؟

وَالْاَرْضِ : پھر زمین والے گواہی دے سکتے ہیں کہ میرا کریکٹر کیسا ہے اور میرے پیرو کیسے ہیں وَاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۔ آسمان میں ایک وقت خاموشی ہوتی ہے۔ دوسرے وقت بجلی کا کوندنا۔ بادل کا گرجنا۔ اسی طرح زمین کا حال ہے۔ ایک وقت سیلاب دوسرے وقت مطلع صاف۔ پس یہ الہاموں کا زور۔ یہ مذہبوں کا آپس میں مباحثے ضرور ایک مفید نتیجہ رکھتے ہیں۔ یہ جھگڑے خود گواہ ہیں اس بات کے دنیا میں امنِ عامہ آنے والا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۷۔ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ : جس کو اللہ بھٹکا دے۔ اُسے کوئی نہیں راہ دینے والا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۵)

مَنْ يُّضْلِلْ : یہ نتیجہ ہے انسان کی اپنی اختیار کردہ ضلالت کا۔ دو خط جب زاویہ پیدا

کریں گے تو جوں جوں بڑھیں گے فاصلہ بھی بڑھتا جاوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۸- یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

عَنِ السَّاعَةِ: تیری کامیابی اور دشمنوں کی تباہی کا وقت ہے۔

ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ: کیا کبھی کسی نے سنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کی تمام قوم اور تمام ملک سب کے سب مسلمان ہو گئے ہوں؟ اس واسطے یہ عظیم بات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۹- قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

ایک قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں اور تصرف میں کسی مخلوق کو بھی شریک بناتی ہے۔ بدبختی سے مسلمانوں میں بھی ایسا فرقہ ہے جو کہ پیر پرست ہے حالانکہ رسول کریم سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اور وہ فرماتا ہے لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ اور لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ پس کسی اور ولی کو کبھی یہ قدرت حاصل ہو سکتی ہے کہ اسے بھائی جان کہا جاوے اور یہ سمجھا جاوے کہ وہ حاضر و غیب ہماری پکار سنتے ہیں؟ یہ جواب جو دیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو

علم غیب یا تصرف دے دیا ہے، صحیح نہیں کیونکہ شرک کے معنی ہیں ساجھی بنانا۔ خود ہی جاوے یا دینے سے بنے۔ یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا علم ایسا وسیع ہے کہ بشر اس کے مساوی ہو ہی نہیں سکتا۔ جو نشان اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کیلئے بطور نشان رکھے ہیں وہ کسی اور میں نہیں بنانے چاہئیں۔

(بدر ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ : ہاں یہ بات ہے کہ حق کے دشمنوں کیلئے ڈرانے والا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۹۰۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

شرک بری بلا ہے۔ اس سے قوموں میں تفرقہ پڑتا ہے۔ مشرک کبھی سچے علم کا وارث نہیں ہوتا۔ یہ سورۃ اب ختم ہوتی ہے اس لئے اخیر میں پھر رسالت مآب کی تعلیم کا خلاصہ بیان کر دیا ہے۔ جو توحید ہے

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ : ہر ایک شخص ایک آدمی کا نطفہ ہوتا ہے۔

مِنْهَا : اُسی کی قسم کا۔ یہ ظاہر ہے۔ آدم زاد کے حیوانات سے نکاح نہیں ہوتے۔ گدھی بکری لومڑی سے اولاد نہیں لے سکتے۔

لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا : دوسرے مقام پر فرمایا لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط (الروم : ۲۲) عورت ذات بوجہ اپنی کم علمی۔ ناتجربہ کاری کے بہت ہی قابلِ رحم و قابلِ مہربانی ہے۔ جن کے گھر میں آرام ہو اور بیوی ہو وہ بہت آرام پاتے ہیں۔ شہوت کے بد استعمال میں کم گرفتار ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۹۱۔ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ

شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۱﴾

جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ : کئی ایسے لوگ ہیں جن کا یہ حال ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ : عام میاں بی بی کا ذکر ہے نہ کہ آدم و حوا کا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۶)

۱۹۶، ۱۹۷۔ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۶﴾ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۷﴾

ثُمَّ كِيْدُوْنِ : مجھ سے سب مل کر جنگ کرو اور مہلت بھی نہ دو۔ یہ جرأت راستباز نبی کے

۱۹۸۔ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ : وہ ان مشرکان عرب کی کچھ مدد نہ کر سکیں گے۔

اَنْفُسَهُمْ : انکی اپنی بھی خبر نہیں ۔ چنانچہ سب توڑے گئے۔ قطب شمالی یا جنوبی کی دریافت کوئی بڑا کام نہیں۔ کام تو یہ بے نظیر ہے۔ کہ آپ نے تمام عرب میں وحدت و یک جہتی کی رُوح پھونک دی۔ اور انہیں حیوان سے با اخلاق۔ باخدا انسان بنا دیا۔ کوئی ہے؟ جو اس کی نظیر دکھائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

سوا کسی میں نہیں ہو سکتی۔

هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ : خدا کی تولّی کی علامت یہ ہے کہ انسان دن بدن ظلمت سے نکل کر نور کی طرف آتا ہے۔ فاتحبن۔ مؤرخ۔ سائنس دان سب قرآن کی مخالفت میں کمربستہ ہیں اور مسلمان خفتہ!
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۹۹- وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۹﴾

میں نے ایک لڑکے سے پوچھا کہ آج قرآن شریف کا درس کہاں سے شروع ہوگا؟ تو اس نے کہا میں گو دس برس سے سنتا ہوں۔ مگر کوئی دلچسپی نہیں اس لئے مجھے معلوم نہیں۔ دوسرا جو پاس بیٹھا تھا۔ جب اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ وعلیٰ ہذا القیاس! مجھے خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا۔ خوشی اس لئے کہ بہت سی مخلوق ایسی بھی ہوتی ہے جو يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اور يَسْمَعُوْنَ وَلَا يَسْمَعُوْنَ کی مصداق ہے۔ غرض بعض تو ایسے ہیں جو سن کر بھی نہیں سنتے اور بعض سامعین ایسے ہیں کہ انہیں مجلسِ وعظ محض کسی کی دوستی یا ذاتی غرض لاتی ہے۔ بعض نکتہ چینی کے لئے جاتے ہیں۔ انکا خیال واعظ کی زبان کی طرف رہتا ہے۔ بس جونہی کوئی انگریزی یا سنسکرت یا عربی لفظ اس کے مونہہ سے نکل گیا تو یہ مسکرائے۔ پس ان کے سننے کا ماحصل یہی ہے کہ وہ گھر میں آکر واعظ کی نقل لگایا کریں۔ پھر ایک مشکل ہے وہ یہ کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ واعظ ایک بات کتاب اللہ سے پیش کرتا ہے۔ اب اگر سننے والے میں بھی وہی عیب ہے جو اس واعظ نے بتایا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھ کو سنا سنا کر یہ باتیں کرتا ہے۔ اور گویا مجھے طعنے دے رہا ہے۔ حالانکہ واعظ کے وہم میں بھی یہ بات نہیں ہوتی۔ غرض دو طرفہ مشکلات ہیں۔ ایک طرف واعظ کو اور ایک طرف سامعین کو فطرت کا خالق چونکہ اس بھید کو سمجھتا ہے اس لئے اس نے فرمایا۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرۃ:۲۷) (بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹)

۲۰۵- وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۵﴾

اس سے ظاہر ہے کہ یہاں مومن مخاطب نہیں (کیونکہ ان کیلئے وَرَحْمَتُهٗ فرما چکا ہے۔ مگر لوگ ہیں کہ اَلْحَمْد امام کے پیچھے نہ پڑھنے کا جھگڑا لے بیٹھتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ یہاں مومن مخاطب نہیں

پھر دور کی صف میں کھڑا ہو تو سن ہی نہیں سکتا۔ پھر ظہر و عصر کی نمازوں میں تو جہری قرأت نہیں ہوتی۔ پس خلف الامام الحمد پڑھنے سے کیوں منع کرتے ہیں ؟ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ : کفار مخاطب ہیں کہ مومن کیلئے ہدایت و رحمت منزور ہے۔ پس اے کافرو! تم بھی سنو تو تمہارے لئے رحمت کا موجب ہو جائے۔ الحمد خلف الامام کا مسئلہ یہاں نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۵۶)

۲۰۶- وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۶﴾

اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل میں گڑگڑانے اور ڈرنے اور پکارنے سے کم آواز بولنے میں صبح اور شام کے وقتوں میں اور مت رہ بے خبر۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۲۳)

۲۰۷- اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۷﴾

وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ : اللہ کے فرماں بردار ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۔ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

سورۃ نساء ۔ مائدہ انسان کو تمدن و معاشرت سکھلاتی ہیں ۔ سورۃ اعراف ۔ انفال رسول علیہ السلام کی نبوت کو ثابت کرتی ہیں ۔ ایک علمی بحث نبوت ہوتی ہے جس سے عامۃ النّاس فائدہ نہیں اٹھا سکتے ۔ یہ عالی دماغ لوگوں کے متعلق ہے ۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ : تین لفظ ہیں فیٔ ۔ غنیمت ۔ نفل ۔

فیٔ ۔ جس مال پر مسلمانوں کا کچھ بڑا خرچ نہ ہوا ہو ۔ جیسے کہ سورہ حشر میں فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ ۔ (حشر : ۷)

۲۔ نفل وہ مال جو خرچ کے بالمقابل زیادہ ملا ہو ۔

۳۔ غنیمت : اس لفظ کے معنوں میں عام لوگوں نے سخت غلطی کھائی ہے ۔ جیسے "صاحبزادہ" اور "حضرت" گندے معنوں میں لئے جاتے ہیں ۔ اسی طرح غنیمت کے معنے لوٹ کے کئے جاتے ہیں ۔ عربی زبان میں غنیمت کہتے ہیں ۔ مطلق حصولِ مال کو ۔ عرب میں کسی کو رخصت کرتے ہیں تو کہتے ہیں سَالِمًا غَانِمًا

وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ : ہر آدمی کا وہ تعلق جو دوسرے سے ہے ۔ اس میں سنوار پیدا کرو ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ : اور اپنی باہمی عداوتوں اور کینوں کی اصلاح کرو ۔

(نور الدین ص۱۸ دیباچہ)

۶۔ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۔

وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُونَ ﴿۶﴾

عَمَّا: کے معنی کیوں

لَكَرِهُونَ: السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ خدا کے حکم سے کراہت کریں؟ ہرگز نہیں! اس کے معنے ہیں مشکل سمجھنے والے۔ جیسے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ (بقرہ: ۲۱۷) حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا (احقاف: ۱۶) حمل سے کوئی شریف عورت کراہت نہیں رکھتی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

عَمَّا أَخْرَجَكَ: بمعنی کیونکر۔

لَكَرِهُونَ: مشکل سمجھتا تھا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۵۶)

۷۔ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿۷﴾

وَهُمْ يَنظُرُونَ: کفار دیکھ رہے ہیں کہ مرنے کا مقام ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہرگز یہ حالت نہ تھی کہ وہ میدان جنگ میں جانے سے ڈرتے اور انکی حالت يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ ہوتی۔ انہوں نے تو کہا لَا نَقُولُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۔ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿۱۰﴾

تَسْتَغِيثُونَ: پانی پر کفار قبضہ کر چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے بادل مانگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۔ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى

قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۲﴾

جنگوں میں بھی اور عام طور پر بھی دیکھا گیا ہے کہ بیٹھے بیٹھے دل کو غیر معلوم وجہ سے خوشی یا غم پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد کسی دن یا تو خوشی کی خبر آتی یا غم کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رُوح کو آئندہ واقعات سے ایک تعلق ہے۔ اسی قانون کے ماتحت فوجی آدمی کو نیند آجائے تو یہ اس بات کی فال سمجھی جاتی ہے کہ ضرور ہماری فتح ہوگی۔ گویا اس طرز پر رُوح کو اللہ تعالیٰ ایک باریک علم عطا کرتا ہے۔ اسی واقعہ کا ذکر کرتا ہے
اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً پانی پر کفار کا تسلط تھا۔ اس پانی کی تکلیف کے رفع کو بطور احسان فرمایا۔
لِيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ : تاکہ تمہارے دلدّر دور ہوجاویں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳- اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۳﴾

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ : ملائک کا فعل پاک بندوں پر ظہور پکڑتا ہے۔ جیسا کہ خدا کا فعل فرشتوں پر ظہور پکڑتا ہے۔ فرشتوں کا انکار تین قوموں نے کیا ہے۔ دہریہ۔ برہمو۔ نیچری۔ حالانکہ جس طرح اللہ پر ایمان ضروری ہے۔ اسی طرح ملائکہ پر۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

فَوْقَ الْاَعْنَاقِ : گردنیں اس میں شامل ہیں جیسے فَوْقَ الْاِثْنَتَيْنِ میں دو یا دو سے زیادہ۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۶)

۱۴- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾

شَدِیْدُ الْعِقَابِ : عِقاب سے ظاہر ہے کہ پہلے انسان جرم کرتا ہے پھر اس کو سزا ملتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۶۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۶﴾

فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ : اس وقت بھی مذاہب میں ایک بڑی جنگ ہو رہی ہے۔ اور وہ دلائل کی جنگ ہے۔ نیک نمونہ دکھانے کا دن ہے۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مخالفوں کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیریں۔ اگر ایسا کرو گے تو بہت سی روحیں قبولِ حق کیلئے تیار ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۸﴾

کیسا سچا کلمہ توحید اور راستبازی کا بھرا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ تیری رمی اللہ تعالیٰ کی رمی ہے۔ کیا ہی سچ ہے کہ دشمن کو تیر مارنا یا اپنی مار کا دشمن کو نشانہ بنانا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کے ارادہ سے وابستہ ہے وَاِلَّا تمام تر خطا بھی جاتا ہے۔ اب کیسا سیدھا صاف مطلب آیہ شریفہ کا ہے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ترجمہ: یعنی تو نے دشمنوں پر نہیں پھینکا جو کچھ پھینکا۔ بلکہ خدا نے پھینکا یعنی اللہ نے تجھے مظفر و منصور کیا۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۸۳-۱۸۴)

۲۰۔ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَ

لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا : یہ کفّار کو خطاب ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۲۵- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

کھانا جو حفظِ حیات و حفظِ طاقت کیلئے ہے۔ اس میں بھی طبائع مختلف ہیں۔ کسی کے لئے لوٹی سا کھانا بہت اعلیٰ اور کسی کیلئے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا مُضر ہوتا ہے۔ یہی حال لباس کا ہوتا ہے۔ بعض صرف لنگوٹ باندھتے ہیں۔ بعض ضرورت کے مطابق۔ بعض بہت سے کپڑے پہنتے ہیں۔ پھر اس میں قسم قسم کے اختراع کیتے ہیں اور ہر وقت فیشن کی وجہ سے میں کتر بیونت کرتے رہتے ہیں۔ یہی اولاد کے اخراجات کا یہی مکانات کا۔ یہی کتب کا یعنی ایک درجہ ضرورت۔ ایک حد سے بڑھ کر فضولی۔

دوسری بات۔ عجائبات قدرت اور اللہ کے انعاموں کے مطالعہ سے فرماں برداری کا مادہ بڑھتا ہے اس رکوع میں ان باتوں کا ذکر آتا ہے۔

مَا يُحْيِيْكُمْ : حدیث شریف میں اس کی تفصیل ہے كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ وَكُلُّكُمْ ضَآلٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ [1]۔

يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ : کبھی اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان روک ڈال دیتا ہے۔ یہ سزا ہے اس بات کی کہ تحریکِ فلک پر عمل نہیں کیا۔ جو وقت نیکی کا تھا اس میں نیکی نہیں کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

ایمان والو! مان لو۔ اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہیں بلائیں ایسی باتوں کے لئے کہ جس سے تمہیں زندہ کرے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۷۶)

---

[1] ترجمہ: تم سب ننگے ہو سوائے اسکے جس کو میں پہناؤں اور تم سب گمراہ ہو سوائے اسکے جسکو میں ہدایت دوں۔ (مرتب)

اور یقین جانو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان روک ہو جاتا ہے اور اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۹۷)

قرآن مجید کو توجہ تمام مطالعہ کرنے سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے صفات و افعال میں بے مثل ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ایک اللہ تعالیٰ کا احیا ہے۔ایک انبیاء کا احیا۔ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ جس سے کھل جاتا ہے کہ رسول کا احیا کیا ہے۔اور اسی سے مسیحؑ کے احیا کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ (تشحیذالاذہان جلد ۶ صفحہ ۱۷۶)

۲۶۔ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٦﴾

لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۔ جب مصیبت آجائے تو سب لپیٹے جاتے ہیں۔عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود کا اصل غلط ہے۔

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ کو مت چھوڑو۔ ورنہ بدی کی وجہ سے عذاب آنے پر سب کو ملوث ہونا پڑے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

ا۔ اَمَّا الرِّوَايَةُ فَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ ــــــ نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَلَمْ يَدْرُوا زَمَانًا أَنَّهُمْ مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا هُمْ مَعْنِيُّونَ بِهَا۔ (جلد ۹۔ ۱۳۵)

ابن جریر فرماتا ہے کہ یہ آیت دربارہ حضرت علی۔عثمان۔طلحہ۔زبیر نازل ہوئی۔ان کو ایک عرصہ تک نہیں معلوم ہوا کہ ہمارے حسب حال ہے۔پس ایک وقت آگیا کہ وہ اس آیت کے مصداق ہو گئے۔

ب۔ وَعَنِ السُّدِّيِّ۔ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِي اَهْلِ بَدْرٍ اَصَابَتْهُمْ يَوْمَ الْجَمَلِ اَقُوْلُ الْمَآلُ وَاحِدٌ۔

اور سدی سے ہے کہ یہ اہلِ بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔جنگِ جمل میں ان پر یہ مصیبت پڑی بہر حال دونوں کا مآل ایک ہی ہے۔

ج۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَرَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ لَّا يُقِرُّوا الْمُنْكَرَ بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ فَيَعُمَّهُمْ

اللّٰہُ بِالْعَذَابِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ لَا اِلٰہَ اللّٰہُ تَعَالیٰ یَقُوْلُ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ۔ لَاتُصِیْبَنَّ نَھْیٌ بَعْدَ نَھْیٍ۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ برائی کو اپنے سامنے نہ ٹھہرنے دیں ورنہ ان سب کے اوپر عذاب آئے گا۔ اور عبداللہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے مال۔ تمہاری اولاد فتنہ ہے اور لَاتُصِیْبَنَّ نہی ہے بعد نہی کے۔

د۔ وَفِی الْخَازِنِ۔ لَمْ تَقْتَصِرْ عَلَی الظَّالِمِ خَاصَّۃً بَلْ تَتَعَدّیٰ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا وَتَصِلُ اِلَی الصَّالِحِ وَالطَّالِحِ (جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

اور خازن میں ہے کہ یہ عذاب بالخصوص ظالم پر ہی مقصور نہ رہے گا بلکہ تم سب پر چھا جائے گا اور نیک و بد گنہگار ناکردہ گناہ دونوں پر اس کا اثر پہنچے گا۔ جلد ۲ صفحہ ۲۱۱

ر۔ ابْنُ کَثِیْرٍ لَا یَخُصُّ بِھَا اَھْلَ الْمَعَاصِیْ وَلَامَنْ بَاشَرَ الذَّنْبَ بَلْ یَعُمُّھَا وَبَیَّنَ قِصَّۃَ الزُّبَیْرِ وَھٰکَذَا فِیْ فَتْحِ الْبَیَانِ وَابْنُ کَثِیْرٍ وَزَادَ کَالْقَحْطِ وَالْغَلَاءِ وَتَسَلُّطُ الظَّلَمَۃَ وَکَذَا قَالَ الْحَسَنُ نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ وَعُثْمَانَ وَطَلْحَۃَ وَالزُّبَیْرِ وَکَذَا فِیْ دُرِّ الْمَنْثُوْرِ وَجَمَعَ الرِّوَایَاتِ اَمَّا اَھْلُ الدِّرَایَۃِ فَصَدَّقُوْا مَافِی الرِّوَایَۃِ وَزَادُوْا بِقَرَاءَۃِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَتُصِیْبَنَّ لَاکِنْ مِنْ اَیْنَ لَنَا قُرْاٰنُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاُبَیٍّ وَبَعْضُھُمْ اِجْتَرَاحَتّٰی قَالَ زَائِدَۃٌ وَاَمَّا قَوْلُھُمْ بِتَاکِیْدِ النُّوْنِ فَیَرُدُّ عَلَیْھِمْ قَوْلُہٗ تَعَالیٰ اُدْخُلُوْا مَسَاکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمَانُ وَجُنُوْدُہٗ۔

ابن کثیر فرماتے ہیں گنہگار ہی اسی سے خاص نہیں اور نہ وہ جو گناہ میں ملوث ہو۔ بلکہ یہ عام ہے پھر قصہ زبیر لکھا ہے فتح البیان میں بھی ایسا ہی ہے۔ اور اس پر زیادہ کیا ہے کہ فتنہ مثلاً قحط گرانی اشیاء ظالموں کا تسلط ہو جانا اور ایسا ہی حسنؓ نے کہا کہ یہ دربارہ علی و عثمان و طلحہ والزبیر نازل ہوئی۔ اور در منثور میں بھی ایسا ہی ہے اس نے بہت سی روایتیں جمع کی ہیں۔ اہل درایت نے جو کچھ روایت میں آیا اس کی تصدیق کی۔ ہاں قرأت ابن مسعود لکھی ہے کہ یہ لَتُصِیْبَنَّ ہے لیکن ابن مسعود و ابی کا قرآن کہاں ہے؟ بعضوں نے جرأت کر کے کہہ دیا کہ لَا زیادہ ہے اور یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ لَا نون کا مؤکد ہے تو اس کی تردید میں یہ قول کافی ہے۔ اُدْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سلیمان وجنودہٗ پھر اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اگر تم گھروں میں داخل ہو گئے تو ضرور تمہیں سلیمان اور اس کا لشکر کچل ڈالے گا۔ حالانکہ یہ مراد نہیں۔

س - ثُمَّ نَرٰى بِالْعِيَانِ ذِلَّةَ يَهُوْدَ وَاَكْثَرُهُمْ ذِلَّةَ اَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ - تَرَكَ الْحُدُوْدَ وَالْاِرْثَ وَاُخِذَ سَلْطَنَتُهُمْ - اَلَيْسَ فِيْهِمْ صَالِحٌ اَلَسْتُمْ اَنْتُمْ وَنَحْنُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ هَلِ الْعِيَانُ مَا يُرْشِدُكُمْ كَظَمْنَا عَنْ اِهَانَةِ الْاَحَادِيْثِ -

1/2

پھر ہم یہود کی ذلت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کو جانے دیجئے۔ اہل اسلام بھی آجکل ذلیل ہو رہے ہیں۔ حدود اور میراث متروک ہیں اور سلطنتیں چھن گئیں۔ کیا ان میں کوئی بھی صالح نہیں کیا تم اور ہم نہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ غرض کیا یہ مشاہدات اس مسئلہ میں ہدایت کیلئے کافی نہیں؟ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے اور ہم ان کی اہانت جو انکار سے ہویدا ہے اندر ہی اندر پی گئے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ جون ۱۹۱۲ء ص۲۷۵ تا ص۲۷۶)

۲۷- وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور اس سرزمین (مکہ) میں ناچیز سمجھے جاتے تھے۔ تمہیں ڈر رہتا تھا کہ لوگ تمہیں اُچک کر لے جائیں گے۔ ایسے حال میں تم کو خدا نے جگہ دی اور اپنی نصرت سے تمہاری تائید کی اور عمدہ چیزیں مرحمت فرمائیں تاکہ تم شکر کرو۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص۲۱)

مُسْتَضْعَفُوْنَ: یہ اس بات کا جواب ہے کہ کمزوری تبلیغ سے مانع نہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۲۸- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

اے ایمان والو! چوری نہ کرو اللہ سے اور رسول سے یا چوری کرو آپس کی اماتنوں میں۔
(فصل الخطاب حصہ اوّل ص۵۱)

۲۹۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۹﴾

فِتْنَةٌ : کٹھالی پر چڑھانا۔ اولاد اور اموال سے آدمی کے ایمان کا امتحان ہو جاتا ہے اور وہ خالص کیا جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۰۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۰﴾

ایک روحانی طب بھی ہے جس میں بُخل۔ حسد۔ جھوٹ۔ چوری۔ زناء وغیرہ روحانی امراض کے علاج ہیں۔

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا : ہر ایک شخص ممیّز کامیابی چاہتا ہے۔ اسے فرقان کہتے ہیں۔ موسیٰ کو کیونکر یہ فرقان حاصل ہوا۔ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (بقرہ: ۵۱) دشمن ہلاک ہوا وہ بھی آنکھوں کے سامنے۔ اس سے بڑھ کر کامیابی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ جن کا فرعون خشکی میں غرق ہوا۔ یہ موقوف ہے تقویٰ پر۔

وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ : انسان کا دل نہیں چاہتا کہ اسکی کمزوری، اسکا گناہ کسی پر ظاہر ہو۔ چنانچہ ایک خورد سال بچہ بھی کسی بات کے بُرا ہونے کا علم حاصل کر کے پھر اپنی طرف اس کا منسوب ہونا پسند نہیں کرتا۔

انسان کی رُوح چار باتیں چاہتی ہے۔ دشمن کا ہلاک۔ گناہوں کی معافی۔ اپنی ترقی۔ فضل۔ ان چاروں کے حصول کا گر تقویٰ بتایا ہے۔ کیا یہ نسخہ مجرّبہ ہے؟ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات سے ظاہر ہے۔ دنیا کے تمام بادشاہوں کے نام عموماً بے ادبی سے لئے جاتے ہیں مگر ان لوگوں کا نام بھی ادب سے لیا جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۱- وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۚ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ۚ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۱﴾

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ : متقی کو تمام مشکلات سے مخلصی اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ پیش کرتا ہے۔

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ : تدبیر کرنیوالوں میں خیر و برکت والا تو خدا ہی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

مفردات راغب عربی کی مستند لُغت قرآن میں لفظ "مکر" کے نیچے لکھا ہے۔

(اَلْمَكْرُ) صَرْفُ الْغَيْرِ عَنْ مَقَاصِدِهٖ بِحِيْلَةٍ ۔ مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے روک دینا مکر ہے۔

ابن الاثیر جس نے لغت قرآن و حدیث پر کتاب لکھی ہے لکھتا ہے۔

(مَكْرُ اللّٰهِ) "اِيْقَاعُ بَلَائِهٖ بِاَعْدَائِهٖ" دُوْنَ اَوْلِيَاءِهٖ ۔ الٰہی مکر کے معنی ہیں مخالفانِ الٰہی پر عذاب کا ڈالنا اور مقربوں کو ان عذابوں سے بچانا۔

لسان العرب میں ہے جو عربی لُغت کی بڑی مستند کتاب ہے اَلْمَكْرُ اِحْتِيَالٌ فِيْ خُفْيَةٍ یعنی مخفی تدابیر کو مکر کہتے ہیں۔

بلکہ قرآن کریم نے ان معانی کی خود بھی تفصیل فرمائی ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔

یعنی جب تیرے مقاصد کو ان لوگوں نے جو منکر ہوئے تدابیر سے روکنا چاہا اس طرح پر کہ تجھے قید کرلیں یا تجھے قتل کر دیں یا وطن سے تجھے نکال دیں اور وہ تدبیریں کرتے ہیں اور کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیریں کرتا ہے اور کرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی تمام تدبیروں پر غالب آنے والا اور اس کی تدابیر ہمہ خیر ہوتی ہیں۔

اور دوسرے معنے کے لحاظ سے آیت کے معنے یہ ہوئے۔

" جب منکر تجھے بلاؤں میں پھنسانے لگے کہ تجھے قید کرلیں یا تجھے قتل کردیں یا تجھے نکال دیں اور وہ پھنساتے ہیں اور پھنسائیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بھلا ہے اپنے مقربوں کے بچانے اور دشمنوں کو عذاب دینے میں ۔"

تیسرے معنے کے لحاظ (مخفی تدبیر) سے آیت کے یہ معنے ہوئے۔

" جب مخفی تدبیر کررہے تھے تیری نسبت وہ جو منکر ہوئے کہ تجھے قید کرلیں یا قتل کردیں یا تجھے نکال دیں اور مخفی تدبیر کرتے ہیں اور کریں گے اور اللہ مخفی تدبیر کرتا ہے اور اللہ بہت ہی بھلا مخفی مدبروں میں سے ہے۔"

مکر کا لفظ بلا اضافت عام مفہوم رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جہاں شریروں کے ارادوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہاں مَكْرُ السَّيِّءِ یعنی مَكْرِ بَدْ کرکے ذکر کیا گیا ہے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکر بُرا بھی ہوتا ہے اور بھلا بھی ۔ اس میں قرآن کریم کا خود ارشاد ہے وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّءُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (الفاطر:۴۴) اور بُرے منصوبے کرنیوالوں کا وبال خود ان پر ہی پڑتا ہے۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ (النمل:۵۲) پس تُو دیکھ کہ ان کے منصوبوں کا انجام کیا ہوا ۔ہم نے ان سب کو مع ان کی قوم کے تباہ کردیا۔

اور مفردات راغب میں ہے۔

وَذٰلِكَ ضَرْبَانِ مَكْرٌ مَحْمُوْدٌ وَهُوَ اَنْ يَتَحَرّٰى بِذٰلِكَ فِعْلٌ جَمِيْلٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔

وَمَذْمُوْمٌ وَهُوَ اَنْ يَتَحَرّٰى بِهٖ فِعْلٌ قَبِيْحٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ "

یعنی مکر کی دو قسمیں ہیں ایک مکرِ محمود ہے جس سے نیک اور عمدہ کام کا قصد کرنا مقصود ہے چنانچہ ان ہی معنوں سے خدا تعالیٰ نے اپنی نسبت فرمایا وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ اور دوسری قسم مکرِ مذموم ہے یعنی بُرے فعل کا ارادہ کرنا۔یہی معنی ہیں اس آیت کے وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ..الخ

اصل بات یہ ہے کہ نبی کریمؐ نے اقوام عرب کو عبادتِ الٰہیہ کی طرف بلایا اور بُت پرستی اور بدچلنی کے اقسام سے روکا اور باہمی خانہ جنگیوں سے ہٹا کر ان میں وحدت و اتحاد کی روح پھونکنی شروع کی اس پر مشرک نادان احمقوں نے آپؐ کے مقاصد کے برخلاف بڑی بڑی تدابیر شروع کردیں اور آپؐ کو اس پاک

ارادہ سے ہٹانا چاہا اور آپ کو اور آپ کے اصحاب کو دکھ دیئے اور مخفی تدابیر سے اسلامی کارخانہ کو نابود کرنا چاہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و طمانیت بخشی کہ تیرے مقاصد و مطالب کو کوئی نہیں روک سکتا اور یہ لوگ ناکام رہیں گے۔ اور انکی مخفی تدبیریں خود ان پر الٹ پڑیں گی۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۶۴-۶۵)

اہلِ مکہ نے تمام اپنی تدابیر کو اسلام کی روک میں کمزور دیکھ کر چاہا کہ نبی عرب کو قتل ہی کر ڈالیں مگر بعض قومی اور رسمی بندشوں کی وجہ سے بنی مطلب سے ڈر گئے۔ اس لئے دارالندوہ میں ایک انجمن منعقد کی۔ وہاں یہ تجویز ٹھہری کہ مختلف قبیلوں کے چند نوجوان ہوشیار مل کر ایک ہی دفعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑیں اور تلوار سے اس کا کام تمام کر ڈالیں۔ بنو مطلب کس کس سے لڑیں گے۔ آپ الہام الٰہی کے مخبر سے اطلاع پاکر مع ابوبکر صدیق اپنے خالص رفیق کے مدینے کو چلے گئے اس کمیٹی کی مختلف راؤں اور فیصلے کے بابت قرآن میں یوں آیا ہے .... "جب کافر تیری بابت تجویز مخفیہ لڑا رہے تھے کہ تجھے قید کریں یا نکال دیں یا مار ڈالیں اور اللہ بھی تجویز کر رہا تھا اور اللہ تدابیر میں سب پر غالب ہے" آپ کے پکڑ لانے پر سو اونٹ کا انعامی اشتہار دیا گیا۔ عرب مفلس جنگجو اور سو اونٹ کا انعام خوب قابلِ لحاظ ہے۔

خدا کے فضل سے آپ تو مدینے میں پہنچ گئے اور بڑے اعزاز و اکرام سے وہاں قبول کئے گئے۔ اس وقت سے قریش اور ان کے شرکاء یعنی یہودیوں کے بغض و عناد سے مسلمانوں کو اپنی حراست اور حفاظت نہایت بیدار مغزی کے ساتھ کرنی پڑی۔ سبحان اللہ ایک چھوٹے سے شہر پر ہزارہا قبائل عرب کے متفق و متواتر حملوں کو روکنا پڑا۔ پس ایسے ہنگام میں سخت تدارک کرنے کی ضرورت ہوتی تھی تاکہ مسلمانوں کے گروہ کا وجود باقی رہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۹۸-۹۹)

۳۲۔ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا ۙ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٢﴾

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ: اس زمانہ میں بھی ایسا کہنے والے موجود ہیں۔ دھرم پال نے ایک رسالہ اس نام کا لکھا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۳- وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۳﴾

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا ۔ شقی لوگوں کی یہی علامت ہے کہ وہ کسی کے حق ہونے کا ثبوت اسی میں مانگتے ہیں۔ ابوجہل نے بھی یہ دعا کی تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۴- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۴﴾

اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرتا ان کو جب تک تو تھا اُن میں۔

لِيُعَذِّبَهُمْ میں جو هُمْ کی ضمیر ہے اُس کا مرجع وہی الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ہے۔ اصل مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ تنذیر قرآن کفارِ مکہ کو عذابِ الٰہی سے ڈرایا کہ قرآن کی تکذیب و انکار پر ضرور ضرور غضبِ الٰہی ان پر نازل ہوگا۔ اس پر ان جاہلوں نے ازراہ کمال جرأت وہ کہا جس کا مضمون ...... باری تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ جب تک تُو اے محمد ان لوگوں میں ہے۔ (یعنی سرزمین مکہ اور اس کے اہالی کے درمیان) تب تک اُن پر عذاب نہیں آئے گا۔ اور بے شک یہ وعید الٰہی۔ یہ پیشگوئی ایک برس بعد ہجرت کے جب آپ مکہ کو چھوڑ مدینہ چلے گئے پوری ہوئی۔ ....ایک اور بات خیال میں آئی جس کا لکھنا شاید دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ سنو۔ ہم اسی بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بلحاظ اصل مطلب معترض کے معنی صحیح ہیں گو ...... آیت کا مدعا یہ نہ ہو کہ "جب محمدؐ محمدیوں میں ہے ان پر عذاب نہیں آوے گا" بیشک یہ درست اور نہایت درست بات ہے اور واقعی امر ہے کہ جب تک محمدؐ محمدیوں میں ہو۔ ان پر کوئی دکھ۔ کوئی وبال۔ کوئی عذاب نہیں آسکتا۔ محمدؐ محمدیوں میں ہو۔ اس کے یہ معنی کہ محمد رسول اللہ کی اصلی اور واقعی تعلیم پر ان کا ٹھیک ٹھاک عمل ہو اور سرِمُو اُس کے پاک احکام سے وہ تجاوز و انحراف نہ کریں۔ پس کیا ہی صحیح بات ہے کہ جب تک محمدؐ محمدیوں میں ہو ان پر کوئی عذاب نہ آوے گا۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں اور بڑی دلیری سے دعویٰ کرتے ہیں کہ اہلِ اسلام

پر کوئی عذاب کبھی بھی نہیں آیا۔ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں رہے بایں معنی کہ ان کے کلامِ مقدس پر اہلِ اسلام کا ٹھیک ٹھاک عمل رہا۔ تاریخ صاف شہادت دیتی ہے کہ جب اہلِ اسلام نے اپنے پیارے ہادی کے نصائح سے انحراف کیا۔ جب ہی ان پر ادبار آیا۔
(فصل الخطاب (ایڈیشن دوم) حصہ اول ۱۵۳-۱۵۴)

۳۵۔ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۵﴾

إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ : یہ پیشگوئی تھی جو پوری ہوگئی۔ خانہ کعبہ کے متولی نبی کریمؐ اور ان کی جماعت ہوئی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۷۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿۳۷﴾

فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ : تیرے مخالف مال و دولت خرچ کریں گے۔ پھر ان پر افسوس ہوگا اور مغلوب ہوں گے۔ (اب ہمارے مخالف بھی اموال خرچ کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ کس قدر وہ خرچ مفید ہوتا ہے؟ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۳۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بھی ناعاقبت اندیش تعلی کرنے والے متکبروں نے چندہ جمع کیا اور منصوبہ کیا کہ ہم اس کو نیست و نابود کر دیں گے اور خاک میں ملا دیں گے۔ اس ناتوانی کی حالت میں نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا پہنچی۔ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ تیرے مقابلہ میں یہ صناوید مکہ بڑے بڑے مدبر اور منصوبہ باز

مال خرچ کریں گے ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً۔ یہ سارا مال ان کیلئے حسرت وافسوس کا موجب ہوگا۔ افسوس تو اس لئے ہوگا کہ مال بھی خرچ کیا اور ناکامی کا داغ بھی لگا۔ مگر یہاں تک ہی انتہا نہیں۔ ابھی ایک اور ذلت ان کیلئے باقی ہے۔ ثُمَّ يُغْلَبُونَ پھر مغلوب ہو کر ذلت کی موت مریں گے اب دیکھو۔ حالت تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں پوری آزادی کے ساتھ کھل کر نکل نہیں سکتے اور نکلتے ہیں تو شہر سے باہر ایک ایسی غار میں جو خطرناک جگہ ہے چھپے ہیں۔ اس پر یہ دعویٰ ہے ثُمَّ يُغْلَبُونَ کیا معنی؟ تیرے دشمن ذلت اور ناکامی اور حسرتوں کی موت مریں گے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ کی وہ ذات پاک ہے کہ جس پر وہ راضی ہو جاوے اس کی بات عظیم الشان بات دکھلاتی ہے لیکن اگر وہ راضی نہ ہو تو اس کی کوئی محنت اور کوشش کام نہیں دیتی۔ یہی وجہ تھی کہ مخالف اپنی اولاد، مال، سب رسم و رواج، سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے بیٹھے۔ پھر دیکھو کس زور سے اذان میں کہا جاتا ہے۔ اللہ اکبر۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر گھمنڈی کا گھمنڈ توڑ سکتا ہے۔ ہر شیخی باز اور ہر منصوبہ باز کے بد ارادہ کو اظہار سے پہلے ہی تباہ کر سکتا ہے۔ (الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۵)

۳۹، ۴۰۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَ اِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾

اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ: مغفرت کی شرط ہے کہ جن بدیوں میں گرفتار ہیں انکو چھوڑ دیں
حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ: یہ لڑائی کی غرض بتائی کہ فساد نہ رہے۔
وَ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ: یعنی جو عقیدہ دل میں ہو وہی ظاہر کر سکیں۔ سب دین اللہ کیلئے ہو جائے۔ مومن کیلئے کوئی خوف مذہبی معتقدات و اعمال کا نہ رہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۲- وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ، وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۲﴾

اَنَّمَا غَنِمْتُمْ: جو مال تم جنگ میں حاصل کرو۔ شرعی جائز طور پر۔
يَوْمَ الْفُرْقَانِ: پہلے فرمایا تھا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (الانفال:۳۰) یہاں اس کا حصول یاد کرایا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)
فَاَنَّ لِلّٰهِ: خدا کی بڑائی کی اشاعت۔ کلام اللہ کی اشاعت۔
لِلرَّسُوْلِ: اس کے سوانح و احادیث کی اشاعت۔ اعتراضوں کا جواب۔
وَلِذِي الْقُرْبٰى: امام کے ذی القربیٰ بیت المال میں حق رکھتے ہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۲۵۶)

۴۳- اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ، وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا، لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۴۳﴾

مجھے یہ بات بتلائی گئی ہے کہ ان ہی نبیوں کا ذکر قرآن نے فرمایا ہے۔ جن کے بلاد میں نافرمانوں اور فرماں برداروں کے نشانات صحابہ کرامؓ کے لئے موجود ہیں۔ اور جہاں پیغمبر خدا نے دیکھ لینا تھا۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۔ صحابہؓ وہاں پر پہنچے۔ ان کا نمونہ یہ تھا۔ کہ نبی کی مخالفت اور متابعت کا کیا انجام ہوتا ہے؟ اب جب کہ ہر جگہ واعظ موجود ہے تو

مجلس وعظ رفتنت خبط است ؛ مرگ ہمسایہ واعظ تو بس است

(الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۱ء صـ۱۴)

۴۴، ۴۵- اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۴﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۵﴾

يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ : امام حسن بصری نے منام کے معنے آنکھ کے کئے ہیں۔ کیونکہ منام کے معنی نیند کی جگہ کے ہیں جو آنکھ ہے۔ یہی معنی دلچسپ ہیں۔ ایک سوال کسی نے کیا تھا کہ بعض واقعات الہام کے خلاف کیوں معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے یہ آیت یاد دلائی فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

فِيْ مَنَامِكَ ، تمہاری آنکھ میں تھوڑے دکھائے کیونکہ وہ کچھ ٹیلے پر آگئے۔ کچھ ٹیلے کے نیچے تھے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صـ۴۵۶)

۴۶- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۶﴾

تُفْلِحُوْنَ ، مظفر و منصور ہونے کا گر بتایا کہ ثابت قدم رہو اور اللہ کے حضور دعا بہت کرو

(یہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا کے معنی ہیں)

ایک دفعہ مجھ سے بھیرہ میں اولیاء اللہ سے پکار کر دعائیں مانگنے کے عدم جواز میں مباحثہ ہوا مخالفین نے یہ بات مان لی کہ ہم زمانہ سلف کے کسی بزرگ کا قول مان لیں گے۔ شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کی تفسیر میں مجھے وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (مزمل ۹،۱) کے نیچے یہ مل گیا کہ مسلمانوں میں جو اپنے پیروں کے حق میں علم غیب کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ مشرک ہیں وہاں بڑے مکار مولوی جمع تھے۔ ایک نے میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا کہ بچہ کیوں گھبراتے ہو۔ ہم تمہارے دشمن نہیں۔ گویا وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں گھبراہٹ کی حالت میں سب کچھ کہہ رہا ہوں۔ دوسرے سے میں نے کہا تم ہی یہ عبارت پڑھ دو۔ وہ کھڑا ہو کر رونے لگا۔ اور کہا تفسیروں میں بھی تحریف ہوگئی یہ لفظ پیراں ہے جس سے مراد ہے کہ ہنومان وغیرہ سے دعا نہ کریں۔ گویا میری دلیل کو اپنے فریب سے مشتبہ کردیا۔ اس وقت میں نے دعا کی اور ثابت قدم رہا۔ آخر میری فتح ہوئی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۷﴾

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ: اس کا معنی ہے اور آپس میں تنازعہ مت کرو۔ اگر کرو گے تو پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا (قوت۔ طاقت۔ رعب۔ نفاذِ حکم) بگڑ جائے گی سو حکم کی خلاف ورزی کا صحیح نتیجہ نکلا۔ نہی کا منشاء تھا کہ باہم پھوٹ نہ کرنا۔ پس جب نہی کی خلاف ورزی ہوئی۔ اس کا ثمرہ ملا۔ اب بھی بعض ریاستیں صرف اس لئے قائم ہیں کہ برباد شدہ ریاستوں کی وجوہ بربادی بیان کریں۔ مگر اسلامی یکجہتی۔ وحدت کتاب۔ وحدت کلمہ۔ وحدت اعمال ضروریہ اور ظہور امام واحد یقین دلاتا ہے کہ بہار کے دن ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ کیا روز افزوں ترقی کو ہر روز ہم نہیں دیکھتے ہیں اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں کہ اسلام کا انجام بخیر ہے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۵۹-۶۰ نط ص)

یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور انکی اطاعت اسی حال میں کر سکو گے جبکہ تم میں تنازع نہ ہو۔ ...تنازعات ہوں گے تو یاد رکھو کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہوگی اور جو تمہاری ہوا

بندھی ہوئی ہوگی وہ نکل جاوے گی۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان کو اپنے اندر پیدا کرو۔ تب خدا کی معیت تمہارے شاملِ حال ہو کر وحدت کی روح پھونکے گی۔ پس اگر تم کوئی طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے ہو تو صبر اور تحمل سے کام لو اور تنازعت کرو۔ اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ لوگ جسمانی بیماریوں کیلئے تو علاج اور دوا تلاش کرتے ہیں لیکن روح کی بیماری کا فکر کسی کو بھی نہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت کی مثال ایک جنم کے اندھے کی سی ہے کہ اس سے اگر بینائی کی خوبی اور لذت دریافت کی جائے تو وہ اُسے جانتا ہی نہیں ہے۔ اور اسی لئے اس کے آگے بینائی کی قدر بھی نہیں کیونکہ اس نے اس لذت کو پایا نہیں۔ پس اس وقت کے موجودہ مسلمان بھی اس طاقت کی خوبی کو جو کہ قومی اتحاد اور وحدت سے پیدا ہوتی ہے نہیں پہچانتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سلطنت انکے ہاتھ سے جا چکی ہے اور اس لئے انہیں اس طرف توجہ بھی نہیں کہ دوسرے کو اپنے ماتحت کس طرح کیا کرتے ہیں۔ آجکل اگرچہ ریفارمیشن کے مدعی تو سینکڑوں ہیں لیکن وہ کیا ریفارمیشن کریں گے جبکہ خود ہی بغضوں اور کینوں میں گرفتار ہیں۔ دعویٰ تو یہ ہے مگر سمجھ نہیں کہ یہ خدا کے مامور ہی کا کام ہے جو کر سکتا ہے۔

(الحکم ۷ر جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

۴۸۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۸﴾

ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو اپنے گھروں سے گھمنڈ کے طور پر اور لوگوں کو دکھانے کیلئے نکلے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۹)

۴۹۔ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ

بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۹﴾

ابلیس اور شیطان کی اصل جن ہے اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو چیز اپنی ذات میں بُری اور پُرضرر ہو وہ تو ابلیس ہے اور جس چیز کا ضرر متعدی ہو۔ دوسروں کو بھی دُکھ پہنچائے تو وہ شیطان ہے چنانچہ پارہ اوّل رکوع ۴ میں فرماتا ہے فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ۔ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ جب تک اس میں انکار و استکبار تھا وہ ابلیس تھا لیکن جب اس کا ضرر متعدّی ہوا اور فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا اس کی شان ہوئی ۔ دوسروں کو بہکانے لگا تو پھر اسے شیطان فرمایا ۔ سارے قرآن مجید میں غور کر کے دیکھ لو ۔ جہاں جہاں ابلیس آیا ہے وہاں اس کا ضرر اپنی ذات میں ہے اور جہاں اس کا ضرر دوسروں تک پہنچا تو نام شیطان ہے ۔ احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا لفظ بہت وسیع ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باز کو کبوتری کے پیچھے جاتا دیکھ کر فرمایا شَیْطَانٌ یَّتْبَعُ شَیْطَانَةً ۔ اَلنِّسَآءُ حَبَآئِلُ الشَّیْطَانِ ۔ غرض ظلمت کے مظاہر شیاطین ہیں اور نور کے مظاہر ملائکہ ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ صفحہ ۴۳۶)

۵۴- ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَكُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۴﴾

یاد رکھو ۔ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیضان میں تبدیلی اسی وقت ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے ۔ جب انسان خود اپنے اندر تبدیلی کرے ۔ اگر ہم وہی ہیں جو سال گزشتہ اور پیوستہ میں تھے تو پھر انعامات بھی وہی ہوں گے ۔ لیکن اگر چاہتے ہو کہ ہم پر نئے نئے انعامات ہوں تو نئے طریق پر تبدیلی کرو ۔ (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱)

۵۹- وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۹﴾

اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنیوالوں کو۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صا۱۸۔ یجر)

۶۰۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۚ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝۶۰

لوگ اپنے دوستوں حاکموں محسنوں کا لحاظ تو کرتے ہیں مگر اللہ جل شانہٗ کی عظمت و جبروت کا کچھ لحاظ نہیں کرتے۔ ان کی نافرمانی کئے جاتے ہیں۔ اللہ خود فرماتا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۚ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۱۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۶۱

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ : اب بھی مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے مخالف کے مقابل دلائل و براہین کے ہتھیاروں سے مسلح رہیں۔ دشمن کے مقابلہ کے لئے چار چیزوں کی ضرورت ہے۔ ۱۔ دل یقین سے لبریز ہو۔ ایمان پکا ہو۔ متزلزل نہ ہو۔ ۲۔ دشمن کے حالات اور اسکی گھاتوں کی خبر ہو۔ ۳۔ دلائل مضبوط۔ قولِ موجّہ جانتا ہو۔ ۴۔ اللہ پر بھروسہ اور اسی سے دعا اور اسی کے لئے مباحثہ ہو۔ جس میں یہ باتیں نہ ہوں۔ وہ ایسے لوگوں کو مدد دیں۔ غرض دو ۲ قسم کے لوگ ہوئے ایک وہ جو مقابلہ کر سکتے ہیں۔ دوم وہ جو مالی مدد دے سکتے ہیں۔ ان کو ارشاد فرماتا ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ۔ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۲۔ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى

اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۶۲﴾

وَ اِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَھَا: اور اگر دشمن صُلح کرنے پر مائل ہوں۔ تو تو بھی صُلح کی طرف جھک جا۔ (نورالدین ایڈیشن صہ ۱۹)

۶۳- وَ اِنۡ یُّرِیۡدُوۡۤا اَنۡ یَّخۡدَعُوۡکَ فَاِنَّ حَسۡبَکَ

اللّٰہُ ؕ ھُوَ الَّذِیۡۤ اَیَّدَکَ بِنَصۡرِہٖ وَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۳﴾

اَنۡ یَّخۡدَعُوۡکَ: یہ لوگ چندہ دینے سے مضائقہ کریں۔ تجھے چھوڑ دیں ۔ تو اللہ بس ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۴- وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِھِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی

الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِھِمۡ وَ لٰکِنَّ

اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَھُمۡ ؕ اِنَّہٗ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۴﴾

یاد رکھو کہ الٰہی فضل کی بہت قسمیں ہیں اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا جو کہ دو۲ کے ملنے پر ہوتا ہے اس کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ اس فضل کو حاصل کرنا چاہیں جو کہ اولاد کے رنگ میں ہوتا ہے تو وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک دونوں نہ ملیں اور ان تمام آداب کو بجا نہ لاویں جو کہ حصولِ اولاد کیلئے ضروری ہیں ۔ اسی طرح ایک بھاری جماعت پر جو فضلِ الٰہی ہوتا ہے ۔ وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا۔ ایک گھر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو جب ہی ہو گا کہ اُسے ماما ئیں۔ خدمت گار اور سونے ، پینے کھانے ۔ نہانے وغیرہ کے الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب مہیا ہونے کی مقدرت ہو۔ ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کر سکتے ہو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہوگی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا تو تم خدا کے اس فضلِ عظیم کو حاصل نہ کر سکو گے ۔ جو ایک بھاری مجمع پر ہوتا ہے ۔ وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِھِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ

بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ وحدت کی رُوح کو جو کہ صحابہ کرامؓ میں پھونکی گئی تھی اس کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے۔ اس وحدت کے پیدا ہونے کیلئے چاہیئے کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو۔ اگر یہ نہ ہوگا اور ذرا ذرا سی بات پر رُوٹھو گے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہوگا۔

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

دیکھو دو کو ایک کرنا سخت سے سخت مشکل کام ہے تو پھر ہزاروں کا ایک راہ پر جمع کرنا اور ان میں وحدت اور اُلفت کا پیدا کر دینا خدا کے فضل کے سوا کہاں ممکن ہے۔ دیکھو تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اس نعمت کی قدر کرو اور اسکی حقیقت کو پہچانو اور اخلاص اور اثبات کو اپنا شیوہ بناؤ۔ (الحکم ۱۴ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۸)

۶۵۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۵﴾

بدیوں پر اسے جرأت ہوتی ہے جو مومن باللہ نہ ہو یا مومن بالیوم الآخرۃ نہ ہو۔ یا مستحق کرامت گنہگار اندر پہ ایمان لایا یا صحبتِ بد میں رہنے والا۔

وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ: اے نبی تجھے اللہ بس ہے اور جو تیرے ساتھ مومن ہیں ان کو بھی اللہ بس ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۷)

۶۶۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۶﴾

حَرِّضْ: ایک ہوتا ہے حثّ۔ یہ نرم لفظ ہوتا ہے۔ اس کے معنے ہیں ترغیب۔ دوسرا

لفظ ہے حصّ۔ تیسرا لفظ ہے حثّ۔ چوتھا لفظ حرّض جس میں ان تینوں کے اور اور بھی[ل] ہے۔ اسکا ترجمہ اردو یا پنجابی کا تنہا لفظ برداشت نہیں کر سکتا۔

اَلْمُؤْمِنِيْنَ کو اس لئے کہا ہے کہ مومن ہمیشہ اللہ کو اپنا کارساز سمجھتا ہے اور اسی پر ہر حال میں بھروسہ کرتا ہے۔

١/٢

صوفیوں میں ایک بحث ہے کہ تفویض اعلیٰ ہے یا توکیل۔ بعض کہتے ہیں کہ تفویض اعلیٰ ہے کیونکہ اس میں سب کچھ سپرد کر دیا جاتا ہے۔

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ : کفار کا اللہ پر بھروسہ نہیں ہوتا۔ اللہ سے دُعا نہیں کرتے۔ اللہ کی کتاب کے ساتھ تمسک نہیں۔ ان سے اللہ کے کسی بندے کی تائید و نصرت نہیں ہوتی اس لئے وہ لَا يَفْقَهُوْنَ ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۷۔ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا : موجودہ حالات میں چونکہ تم روحانی ترقیات کیلئے اعلیٰ مدارج پر نہیں پہنچے۔ جنگ کا تجربہ نہیں اس لئے ایک دو کے مقابلہ میں فتحیاب ہوں گے۔ مومن ہر روز ایک ترقی کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ : یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا اور فی الحال جو تم میں ضعف ہے تو سو دو سو کے مقابلہ میں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۷)

۶۸۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى

[ل] یعنی مزید! مزید!! ۔ مرتب

يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۚ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۸﴾

اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى ۔ لڑائی کے بعد ہی قید کرنا جائز ہے ۔ یوں اکا دکا پکڑ لینا جائز نہیں
تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۔ کیا تم کوئی دنیا کا سامان چاہتے ہو؟ (نہیں)
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صہ ۴۵۷)

۷۳ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ

اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ

وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ

اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا

عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾

اِسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ ۔ دینی مسئلہ پوچھے تو بتا دو۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صہ ۴۵۷)

اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۔ ایک دوسرے کے سچے دوست ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ ، نومبر ۱۹۰۹ء)

۱- بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱

یہ سورۃ توبہ الگ سورۃ نہیں ہے بلکہ انفال کا ایک حصہ ہے۔ یہ ایک بے سُود بحث ہے کہ اس میں بِسْمِ اللّٰہ کیوں نہیں ہے۔ ہاں اس ٹکڑے کے علیحدہ کرنے میں ایک غرض تھی۔ مکہ کی فتح کے بعد ابوبکرؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظام کیلئے بھیجا تھا۔ اس کے بعد انہی آیتوں کے ساتھ حضرت علیؓ کو بھیجا۔ یہ ایک اعلانِ جنگ تھا جو کہ بطور یادگار کے علیحدہ رکھا گیا۔ اس اعلانِ جنگ میں وجوہات بیان کئے جاتے ہیں جن کی بناء پر جنگ کیا جائے۔

بَرَآءَةٌ : بیزاری کا اظہار ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ : عہد کیا۔ پھر توڑ دیا (اس کا ذکر آگے آتا ہے)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲- فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲

مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ : نبی کریمؐ نے ۱۳ برس وعظ کیا۔ بڑے بڑے دُکھ اٹھائے۔ ۱۳ برس کے بعد مدینے میں آئے یہاں بھی آٹھ برس کفار کا باوجود نیک سلوک کرنے کے بھی بدسلوک رہا۔ اب اکیس ۲۱ برس کے بعد کہا جاتا ہے۔ اگر توبہ کرو تو بہتر ورنہ عذاب الیم آتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۴- اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾

اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ: اس سے معلوم ہوا کہ خطاب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے معاہدہ میں نقض[1] کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۔ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

اَلْاَشْهُرُ الْحُرُمُ: یہ چار مہینے وہ ہیں جن کے اندر اپنا اپنا انتظام کر لینے کا نوٹس دیا جا چکا تھا۔

فَاِنْ تَابُوْا: دیکھئے کس قدر نرمی ہے۔ کہ عین جنگ میں جو توبہ کرے اسے بھی چھوڑ دو اور جو پناہ مانگے اسے پناہ دو۔ پھر شریر کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۔ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ

---

[1] توڑا۔ مرتب۔

مَأْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶

مَأْمَنَهٗ : اس کے امن کی جگہ۔ جیل خانہ یا قتل مراد نہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۷)

۷۔ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷

نقضِ عہد بہت بُری بات ہے۔ قرآن شریف کے تیسرے رکوع ہی میں ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ (البقرۃ : ۲۶-۲۷) میں بھی لوگوں کے عہد لیتا ہوں۔ عہد کے بعد میں کانپ جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس سے کوئی معاہدہ[1] نہ لوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس میں نفاق آجائے۔ میں تمہیں معاہدہ پر قائم رہنے کی سخت تاکید کرتا ہوں۔ موت کے وقت یہ اولاد۔ یہ دوست۔ یہ جتھے کبھی کام نہیں آتے پس خدا سے اپنا معاملہ صاف رکھو۔

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ : جب وہ قائم رہیں۔

الْمُتَّقِيْنَ : معاہدہ پر پکے رہنے والے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۸۔ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸

اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ : تمہارے مقابلہ میں اگر کوئی بھی انکی پیٹھ پر ہاتھ رکھنے والا ہو

اِلًّا : اِل کے معنی ہیں۔ ۱۔ اللہ ۲۔ قسم کھانا ۳۔ قرابت ماں کے لحاظ سے ۴۔ قرابت باپ

---

[1] معاہدۂ بیعت مراد ہے۔ مرتب

کی طرف سے ۵۔ قرابت بیوی بہن کی طرف سے۔
فٰسِقُوْنَ: فاسق کے معنے قرآن نے کئے ہیں۔ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ (بقرہ: ۲۸)
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء
نیز تشحیذ الاذہان جلد دوم ۹)

۱۱۔ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾

صحابہ میں کسی عمداً تارک الصلوٰۃ کی نظیر نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ جو نماز نہ پڑھتا۔ اسے مسلم نہیں سمجھتے تھے اور مسلمان ہونے کا امتیازی نشان بھی یہی قرار دیا گیا۔ چنانچہ فرماتا ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔ یعنی اگر شرک سے توبہ کر لیں نماز قائم کرتے رہیں زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۶ ۹ صفحہ ۳۵۹)

۱۲۔ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور اگر وہ عہد کر کے پیچھے اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو ان کفر کے سرداروں سے جنگ کرو ان لوگوں کی قسمیں وسمیں کچھ بھی نہیں تا کہ باز آجاویں۔ کیا وجہ ہے کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ نہ کرو جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور اس رسول کے نکال دینے پر تہمتیں لگائیں اور انہوں ہی نے تم سے ابتداء (جنگ) بھی کی۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص۵۳)
لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ: اس لئے نہیں کہ تمہارے ہم خیال ہو جاویں بلکہ یہ کہ بدی سے باز آجاویں۔ یہ غرض نہیں کہ سارا جہان مسلمان ہو جاوے بلکہ صرف یہ کہ فتنہ اٹھ جائے اور دین

اللہ کیلئے ہوجاوے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۔ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

تم کیوں جنگ نہیں کرتے ان لوگوں سے جنہوں نے توڑ دیا اپنی قسموں کو عہد کرنے کے بعد اور ارادہ کرلیا۔ رسول کے نکال دینے کا اور انہی لوگوں نے پہلی دفعہ تم سے جنگ کرنے میں ابتداء کی۔ (نورالدّین ایڈیشن سوم صـــ۴۳)

۱۴۔ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

يَشْفِ : وہ، جو تمہیں مقابلہ سے دُکھ درد پہنچا ہے، اس کو دور کر دے گا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۶۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

جَاهَدُوْا مِنْكُمْ : دین میں آدمیوں کی کثرت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کی جن میں استقلال۔ راستبازی۔ عاقبت اندیشی۔ ہمت بلندی ہو۔

وَلِيْجَةً : دلی دوستی والا

خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ بدیوں سے رکنے کیلئے اس آیت کا مطالعہ بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہے ۔ ہمارے ہر کام سے باخبر ہے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۱۔ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾

خدا تعالیٰ نے ہمارے تمام اقوال و افعال بلکہ دنیا کی تمام اشیاء میں مراتب رکھے ہیں ۔ مراتب کو نگاہ رکھنا بڑا ضروری ہے ۔ دنیا میں نیکیاں ہیں : پھر ان سے بڑھ کر اور پھر ان سے بڑھ کر مثلاً فرمایا کہ راستہ میں کوئی کانٹا یا دکھ دینے والی کوئی چیز ہو تو اس کو الگ کردو ۔ یہ ادنیٰ نیکی ہے ۔ صوفیوں کے نزدیک اماطۃ الاذٰی سے مراد رذائل ہیں جو خدا تک پہنچنے میں روک ہو جاتے ہیں ۔ پھر اس سے بڑھ کر ایمان باللہ والرسول ہے مگر میں نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے لوگ چھوٹی چیز کی طرف توجہ کرتے ہیں اور بڑی کا خیال نہیں رکھتے مثلاً تہجد کے لئے اٹھیں گے ۔ خواہ صبح کی نماز قضاء ہی ہو جائے ۔ اس حفظ مراتب نہ کرنے سے نقصان پہنچتا ہے ۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض کیا اور ایک یہودی سے کہا کہ دیکھو ہم حجاج کی خدمت کرتے ہیں اور مسجد حرام کی مرمت کرتے رہتے ہیں ۔ کیا ہم محمدیوں سے اچھے نہیں جنہوں نے آ کر پھوٹ ڈال دی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ ان کے مقابلہ میں ان مشرکین کے چھوٹے چھوٹے کام کچھ بھی نہیں ۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ : اس سے پہلے اعظم درجۃً بھی ایک دعویٰ تھا ۔ اس کا ثبوت دیتا ہے کہ انہیں جنت اور ابدی نعمتیں ملیں گی پھر کامیاب ہوں گے اور یہ پانی پلاتے پر نازاں خائب و خاسر رہیں گے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۵۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ

تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

دنیا میں جس قدر کام ہیں دین کے ہوں یا دنیا کے۔ ہر ایک کام کیلئے ایک نہ ایک سبب ہوتا ہے اب جو لوگ صرف اس کام پر بھروسہ کرتے ہیں وہ جب ناکام ہوتا ہے۔ ان کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ مگر جن کا بھروسہ اللہ پر ہوتا ہے وہ ہمت نہیں ہارتے۔ اسی لئے مومن ایک دُعا نماز میں پڑھتا رہتا ہے۔ جو بقول ایک امام کے واجب ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ۔ جب مومن کا اللہ پر بھروسہ کم ہو تو اُسے متنبہ کرنے کیلئے کسی امر میں بظاہر ناکام رکھتا ہے تا وہ اپنی ایمانی حالت کو درست کر لیں۔

ہوازن و حنین کے مقابلہ کے وقت صحابہ بارہ ہزار آدمی تھے۔ اس وقت مسلمانوں کے دلوں میں گھمنڈ آگیا۔ کہ اب ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ یہ ایک عُجب تھا۔ اس لئے حنین میں پہلے ناکامی ہوئی۔ جس طرح لاہور کی فتح کے بعد انگریزوں سے چیلیاں والا، مدکی وغیرہ پر جنگ ہوئی تھی اور وہ سکھوں کی مذبوحی حرکت تھی۔ اسی طرح مکہ کی فتح کے بعد چند بھگوڑے ادھر ادھر جمع ہو کر حنین میں مقابلہ پر آئے اَعْجَبَتْکُمْ: عُجب میں ڈالا کہ ہمارا جتھہ، ہمارا فہم ہمارا زور بہت زیادہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۱۰ء جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۴)

غزوہ حنین میں اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ کی آیت نازل ہوئی۔ کہ کثرت نے عُجب دلایا تو یہ کثرت کسی کام نہ آئی بلکہ زمین باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی۔ ایسی تنگ گھڑیوں میں جب سب سے ساتھ چھوٹ گیا حضرت سرورِ کائنات ؐ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ پکارتے جاتے تھے

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۹ صفحہ ۳۵۷)

غزوہ حنین میں مسلمانوں کو تکلیف پہنچی اس کا سبب خود ہی قرآن نے بتایا ہے ...... جب تمہاری کثرت تمہیں گھمنڈ میں لائی پس تمہارے گروہ تمہارے کسی کام نہ آئے پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے اہلِ اسلام اس غزوہ میں اپنی کثرت و جمیعت پر پھول گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہدایت نشان کو طاق پر دھر دیا اور اس خداداد قوت اور عطیہ سے جسے حزم کہتے ہیں کام نہ لیا۔ اس لئے وہ چند لمحہ کی اور جلد تدارک پاتے والی تکلیف انہیں پہنچی۔ کیونکہ وہ لوگ حکمِ رسول ؐ سے غافل ہو گئے پس یقیناً

رسول اللہ ان میں اور وہ رسول اللہ میں اس وقت نہ تھے گو تھوڑی دیر بعد پھر نصرت الٰہی نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ایسا ہی جو صدمہ اہلِ اسلام کو غزوۂ اُحد میں پہنچا۔ اس کا سبب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہوا۔ کہ عبداللہ بن جبیر کے ہمراہیوں نے بخلاف حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونچے ٹیلے کو جس پر ثابت رہنے کیلئے آپ صلعم کا تاکیدی حکم تھا۔ چھوڑ دیا۔ اس لئے وہ صدمہ انہیں پہنچا جس کا تدارک فضلِ ایزدی نے بہت جلد کر دیا ..... پس یہاں بھی کیسی صاف بات ہے کہ اس مصیبت کے نزول پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں نہ تھے کہ عدولِ حکمی سے یہ سزا ان پر آئی۔

شاید کسی کے دل میں یہ وسوسہ گذرے کہ خود آنحضرت پر بھی تکلیف و مصیبت آئی۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ قوم کا خیر خواہ اور ان کا دلی ہمدرد، ہادی و مصلح ہر حال میں اپنی قوم کا شریکِ نیک و بد رہتا ہے بعض اوقات میں اس لزوم کی وجہ سے ضرور ہے کہ ان لوگوں کے مصائب و آلام سے اُسے بھی حسبِ قانونِ قدرت بہرہ ملے تاکہ ہر حال میں ان کا ہمدرد اور سچا رفیق و انیس ثابت ہو۔ پس یوں ہی ہوا کہ جب اس معرکے میں بعض کوتاہ اندیش آدمیوں کی غلطی کے سبب سے مسلمانوں پر ایذاء آئی۔ سچے ہمدرد رسول مقبول نے ان سے الگ ہونا گوارا نہیں فرمایا۔ بلکہ ان کی شمولیت میں اُس دُکھ سے حصّہ لیا۔ اسی لئے ہاں وجود باجود کے طفیل پھر رحمتِ الٰہی ان لوگوں کی ممد و معاون ہوئی۔

(فصل الخطاب ایڈیشن دوم جلد اوّل ص۱۵۵ تا ۱۵۶)

۲۶ - ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۗ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾

عَلٰى رَسُوْلِهٖ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خچر کی باگ ان تیر انداز نیزہ زنوں کی طرف پھیر دی اور کہا۔ اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

جن لوگوں کو حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع اور معیت کا شرف بخشا اور چاہا کہ انہیں دنیا پر حق کو پھیلانے کا آلہ اور ذریعہ بنائے۔ ان پر یہ فضل کیا کہ ان میں اخلاص و وحدت۔ خدا ترسی۔ شجاعت۔ عفت۔ صلح خود داری۔ استقلال اور توجہ الی اللہ کی قوت بڑھتی جاتی تھی اور ان کے مخالفوں میں نفاق۔ غرور۔ کبر

تہوّر۔ جُبن۔ فسق۔ فجور۔ غضب۔ عجز وکسل اور غفلت ترقی پر تھی۔ اس روحانی لعنت کے قبضہ میں ہو کر اگرچہ وہ لوگ ان برگزیدوں کے مقابل اپنی ساری طاقتیں اور مال اور جان کو خرچ کرتے مگر نامراد اور ناکام رہ جاتے اس قصہ کو اب ہم لمبا نہیں کرتے۔ اصل بات سناتے ہیں۔ عرب میں ان دنوں میں جنگ کا یہ دستور تھا کہ پہلے مبارزہ ہوا کرتا تھا۔ یعنی ایک آدمی دوسرے کے مقابل نکلتا۔ پھر مبارزہ کے بعد تیروں سے جنگ کی ابتداء ہوتی تھی۔ اور قاعدہ ہے کہ اگر ایسی جنگ کے وقت تیز ہوا چل پڑے۔ تو اس وقت جس لڑنے والی فوج کی پیٹھ کی طرف سے ہوا آئے گی۔ اس کی آنکھوں کو کچھ حرج نہیں پہنچے گا۔ اور ان لوگوں کے تیروں کو مدد دیگی۔ مگر جس فوج کے سامنے ہوا کا دھکا ہوگا۔ ان کی آنکھوں میں پڑے گا۔ نہ وہ ٹھیک نشانہ لگا سکیں گے۔ اور نہ مقابل کو اچھی طرح دیکھ سکیں گے۔ ایسی باتیں بہت جنگوں میں ہمارے نبی کریمؐ کے عہدِ سعادت مہد میں پیش آئیں۔ چنانچہ بدر اور حنین بلکہ احزاب و خندق میں بھی ایسے ہی واقعات وقوع میں آئے۔ اسی نعمت کے یاد دلانے کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (سورۃ الاحزاب ۱۰) وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (التوبہ ۲۶) جب حضرت ہادی کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مخالف کا زور زیادہ دیکھا تو ایک مٹھی کنکروں کی مخالف کی طرف پھینکی اور دوسری طرف اس وقت جناب الٰہی نے اپنی سنّت میں وہ وقت رکھا تھا کہ کنکر پھینکنے والی تیز ہوا چل پڑی اسی طرح عادۃ اللہ ہے۔ اس طریق سے سلسلہ نظامِ کائنات یعنی جسمانی سلسلہ بھی قائم رہتا ہے اور روحانی سلسلہ اور الٰہی سلسلہ یعنی انبیاء و اولیاء اور مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم ہے اور روحانی سلسلہ اور الٰہی سلسلہ یعنی انبیاء و اولیاء مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی نصرت کے وقت ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں اور ہوتے ہیں اس کی سنّت اور قانونِ قدرت کے موافق۔ چنانچہ میں ایک ذاتی واقعہ سناتا ہوں جو اسی طرح تہیہ اسباب اور اسی قسم کی خدا کی نصرت کا ثبوت ہے۔ مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین نے ایک مقدمہ کیا جس میں شیخ خدا بخش جج تھے۔ میں اس مقدمہ میں گواہ کیا گیا۔ ان دنوں ایک شخص مخدوم پیر زادہ ٹنڈو الہیار علاقہ حیدر آباد سندھ کا رہنے والا علاج کیلئے قادیان میں آیا اور اس نے مجھے نذر کے طور پر آخر ایک سو روپیہ دیا۔ اور باینکہ امام الدین نظام الدین نے اس کی دعوت بھی کی تھی مگر قدرتِ الٰہیہ نے ان دونوں کو پتہ نہ لگنے دیا کہ اس مخدوم نے مجھے ایک سو روپیہ دیا ہے۔ گواہی کے وقت جب مجھ پر جرح ہونے لگی تو آریہ وکیل نے مجھ پر سوال کیا۔ کیا آپ کو اس سال کسی نے یک دفعہ ایک سو روپیہ بھی اس پیشہ طبابت میں دیا ہے؟ میں دل میں حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کیلئے سجدات شکر

ادا کرتا ہوا بول اٹھا۔ کہ ہاں فلاں مخدوم سندھی نے دیا ہے۔ تب ہمارے مخالف ایسے مبہوت ہوئے کہ آئندہ سوالات جرح سے خاموش ہو گئے۔

منشاء مخالف کا اس سوال جرح سے اتنا ہی تھا کہ میری حیثیت خداداد کو باطل کرے۔ مگر اس داؤ میں خائب و خاسر ہو گیا۔ میں نے اس شکریہ میں پچاس روپے مخدوم صاحب کو بذریعہ منی آرڈر واپس کر دیئے۔ اب سوچو۔ مخدوم کا بیمار ہونا۔ اس کو میرا پتہ لگنا اور سو روپیہ مجھے دینا اور اسکے اظہار کا موقعہ ایسے وقت پر ہونا کہ دشمن خاک میں مل جاوے۔ کیسا تعجب انگیز ہے؟ اور خدا پرست کے لئے کیسی طرح مقام شکر کا ہے؟ حقیقی فلسفہ اور سائنس دانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ امور اتفاقی طور پر نہیں ہوا کرتے۔ اس طرح کے واقعات جن کو میں نے اپنے متعلق بیان کیا ہے۔ ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں خدا پرست ان کے وقوع سے شکر گزار ہوتے اور سجدات شکر کرتے ہیں۔ غافلوں، بدمستوں کے سامنے یونہی گزر جاتے ہیں کہ گویا وقوع پذیر ہی نہیں ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فلق بحر (دریا کا پھٹ جانا) انفجار العیون (بارہ چشموں کا پھوٹنا) اور ہمارے ہادیٔ کامل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بلکہ حق کے دشمنوں کا موقع موقع پر کامل شکست و ہزیمت کھانا آپؐ کا اور آپؐ کے پاک جانشینوں کا برغم الف اعداء۔ اور ان پر ہمیشہ کامیاب و مظفر و منصور ہونا اور بت پرستی کا ملک عرب سے استیصال کر دینا۔ یہ سب آیات بینات اور حجج نیرہ اور سچے معجزات ہیں۔ ان کے وقوع سے اللہ تعالیٰ کی ہمہ دانی اور ازل سے علم کامل اور قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ ...... اہل اسلام کی خاطر ہمیشہ فرشتے آیا کرتے ہیں اور آیا کریں گے۔ اگر فرشتے اسلام کی خاطر نہ آیا کریں اور نہ آیا کرتے تو جس قدر اسلام کے نابود کرنے کیلئے ہمیشہ دشمنان حق زور لگاتے تھے اور لگاتے ہیں۔ اب تک اسلام نابود ہو جاتا۔ ہمیشہ اسلام کے مقابلہ میں کافر ذلیل و خوار ہی رہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تمام عرب و عجم نے کیا کیا زور لگائے۔ مگر کیا اس ایک انسان کا کام تھا کہ کامیاب ہوتا۔ کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ حقیقی دیوتا اور اس کے مظاہر قدرت دیوتے اس کے ساتھ تھے۔ جب ہی تو دنیا کو حیران کرنے والی فتوحات انہیں نصیب ہوئیں۔ آج بھی ہمارے زمانہ میں ہم میں ایک حامی اسلام اور سچا مسلمان موجود ہے۔ اس کے استیصال کیلئے بیرونی دنیا میں تمام عیسائیوں تمہارے نئے بھائیوں سکھوں وغیرہ نے اور اندرونی طور پر شیعہ سجادہ نشین مولویوں وغیرہم نے کیسے کیسے زور لگائے۔ آخر وہ ملائکہ کا ہی لشکر ہے جو سب مخالفوں کے حملوں کا دفاع کرتا اور ان کی آرزوؤں کے

خلاف ہزاروں ہزار کو اس کے جھنڈے کے نیچے لا رہا ہے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۸۵-۱۸۶)

۲۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ: جن چیزوں سے عُجب۔ غفلت وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ ان سے قطعِ تعلق کا حکم دیا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً: یہ خیال ہو کہ ہم غریب ہو جاویں گے: نذر و نیاز بند ہو جائے گی تو فرمایا کہ اللہ غنی کر دیگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

کیا وہ لوگ جو بیت اللہ سے صحابہ کرامؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکتے تھے۔ آخر خود ہی بڑی ذلت کے ساتھ وہاں سے نہیں نکالے گئے۔ اور انہوں نے اپنے لئے یہ اٹل حکم نہ سن لیا۔ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا۔ وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائیں حضرت مسیحؑ کے حواری چند مچھیرے اور محصول لیے تھے مگر خدا نے مسیحؑ کے متبعین کو وہ شان دی کہ اس کے ادّعائی متبعین کو بھی سارے جہان کی حکومت بخش دی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۹ ستمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳۵۵)

۲۹۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾

مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ : اس کا مطلب یہ ہے کہ دینِ حق انہوں نے کسی اہلِ کتاب سے نہیں لیا۔ بلکہ من گھڑت باتوں کی پیروی کر رہے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۰- وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ یُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾

دنیا میں کئی مذاہب آتے ہیں پھر مٹتے ہیں۔ ایک فرقہ تھا۔ یہود سے وہ حضرموت (عرب کنارہ یمن میں) رہتا تھا۔ وہ عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے۔ ہجری چوتھی صدی کے اخیر تک انکا بقایا رہا ہے۔ پس یہ اعتراض نہیں چاہیئے کہ اب تو یہود نہیں کہتے۔ عزیر ابن اللہ تھے۔ کیونکہ دنیا میں ایسا ہوتا آیا ہے۔ دیکھو قسطلانی سواؤد ظاہری۔ لیث کے متبعین اب نہیں پائے جاتے۔ مگر کتابوں میں انکا ذکر ہے
الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ : محبت کے الفاظ جو خاص موقعہ پر کسی عنایت کے اظہار کیلئے بولے جاتے ہیں۔ ان کو شاملِ عقیدہ کرنا گناہ ہے۔ خدا نے اس محاورہ کو سمجھایا ہے۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ گویا ابناء کے معنے بتا دیئے۔
قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ : اللہ ان پر لعنت کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۱- اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ، ربوبیت کی شان اپنے فقیروں اور ملّاؤں کو دے دیتے ہیں۔
وَمَآ اُمِرُوْٓا - یہ تورات کی آیات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تیرے لئے میرے حضور آسمان و زمین میں کوئی خدا نہ ہو۔
سُبْحٰنَہٗ : اللہ کے افعال - صفات - عبادت میں کوئی شریک نہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء نیز تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۸)

۳۲، ۳۳ - یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

بِاَفْوَاهِهِمْ : اپنے منہ کی تقریروں سے۔
لِيُظْهِرَهٗ : تا غلبہ ثابت کر دے۔ اس پیشگوئی کیلئے یہی زمانہ ہے۔ کیونکہ تمام ادیان کے عقائد ظاہر ہو چکے۔ اب قرآن شریف کے غلبہ کے ثبوت کا پورا موقعہ ہے۔
افسوس کہ مسلمان ابھی تک سوئے ہوئے ہیں۔ ایک ٹکڑا ان کی زمین کا کوئی چھین لے تو یہ مقدمہ بازی میں لنڈن تک جا پہنچیں۔ مگر ان کا مذہب، انکی سلطنت، جاتی رہی تو انہیں کچھ پرواہ نہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ : یہ زمانہ مسیح کا ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۷)

۳۴ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾

لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ: مسجدوں کے ملاں اپنے فرائض سے غافل ہیں۔ لوگوں نے انکی وجہ معاش کا بندوبست کیا تا وہ علم پڑھیں اور ہمارے بچوں کو دین سکھائیں۔ مگر وہ اور ہی جھمیلوں میں پڑ گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۵۔ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ، هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ: سائل جب پہلے سوال کرتا ہے تو بخیل مسئول اس کے سوال کا رد پہلے ماتھے کے شکن کے ذریعہ کرتا ہے پھر منہ پھیرتا ہے پھر پیٹھ دے کر چلا جاتا ہے۔ اس لئے سزا میں ان تینوں جگہوں کا ذکر کیا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۶۔ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ، فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ : اللہ کی پاک شریعتوں میں۔ خدائی حساب چاند کے ساتھ وابستہ ہیں اور دنیاوی حساب آفتاب سے۔ دونوں میں کئی دنوں کا فرق پڑجاتا ہے۔ دنیاداروں نے شمسی حساب کو پسند کیا کیونکہ زیادہ فرق نہیں پڑتا۔ اور چاند کے حساب پر چلیں تو تین برس میں ایک ماہ اور چھتیس سال میں ایک سال کا فرق پڑجاوے۔ اور اس حساب سے تنخواہ لینے والا ملازم بڑے فائدہ میں رہ سکتا ہے دینی کام چاند کے حساب پر کرنے میں صوفیاء نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ امت محمدیہ ہر شمسی مہینے میں اپنی ہر عبادت کرنے کا فخر رکھتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۷۔ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ : عرب کے مشرکین باہر تجارت کیلئے جاتے تھے دقت میں پڑتے تھے۔ اس لئے وہ کبھی محرم کو صفر بنا لیتے اور کبھی کچھ۔ جس سے لوگوں کو مغالطہ ہوتا۔ اور بہت سا فساد پڑجاتا۔ سُود خوروں نے بھی ایک فساد کیا ہے۔ کہ لونڈ کا مہینہ رکھ لیا ہے اور بارہ کی بجائے تیرہ کا سود لیتے ہیں اور کبھی مہینے کے دن بڑھا لیتے ہیں۔ اس بہانے سے کہ حساب پورا ہو جلوے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء نیز تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ)

۳۸، ۳۹۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۚ

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

ہر قوم بلکہ ہر شخص کیلئے ایک امتحان ہے جس سے اُس کے جوہر مخفی معلوم ہوتے ہیں۔ خدا نے ابوالحنفاء۔ ابوالانبیاء ابراہیمؑ کا بھی امتحان لیا۔ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ کے مخاطبوں کا بھی امتحان لیا۔ امتحان کئی قسم کا ہے۔ ایک ذلیل کرنے کیلئے كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (الاعراف: ۱۶۴) ایک اس لئے کہ اپنی غلطیوں کو چھوڑ دے۔ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ (الاعراف: ۱۶۹) ایک کمالات کے اظہار کیلئے جیسے وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ (البقرۃ: ۱۲۵)

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ: غرض تمہاری اس سفر میں دنیا کی کوئی خواہش ہو رہی ہے۔

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ: لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تنزّل میں ہے۔ یہ غلط ہے اسلام ضرور دنیا میں رہے گا۔ مگر ڈر تو یہ ہے کہ اسلام ہمارے گھروں سے نکل کر کسی اور قوم میں چلا جائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ۔ خوارزم کے ایک بادشاہ نے اس کے خلاف کیا۔ چنگیز خانیوں کو لڑائی کیلئے بلایا۔ اس نے جواب میں کیا عمدہ لکھا کہ اوّل تو تمہارا قرآن شریف مانع ہے۔ کیونکہ اس میں حکم ہے۔ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (البقرہ: ۱۹۱) دوم ہم تمہارے ساتھ لڑتے نہیں۔ حدیث میں ترک کے ساتھ جنگ کی ممانعت ہے سوم ہمارے تاجر تاجرانہ حیثیت سے آئے ہیں۔ سلطنت سے کچھ تعلق نہیں۔ اس ناعاقبت اندیش نے اس پر غور نہ کیا۔ لڑائی چھیڑ دی۔ آخر اٹھارہ لاکھ مسلمان اس میں ہلاک ہوئے۔ تمام کتب خانے تباہ ہوئے۔ ہزار آدمیوں کو جن کی نسبت خیال تھا۔ دعویٰ سلطنت کریں گے زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ غرض یہ سب کچھ مسلمانوں نے دیکھا اور نافرمانی نے دکھایا۔ مگر نافرمانی کو نہ چھوڑا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

ے ترکوں کو تب تک چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔ (مرتب)

۴۰۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۚ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۚ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

لَا تَحْزَنْ : حزن نبیوں کو بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ بلکہ خوف بھی۔ سورۃ یوسف میں اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ (یوسف: ۱۴)
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۷)

۴۱۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

اِنْفِرُوْا : دینی کام میں چلو۔
خِفَافًا : میرے ذوق کے مطابق اس کے یہ معنے بھی ہیں کہ مباحثہ میں کتابوں کے انبار لے جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱؍ نومبر ۱۹۰۹ء)

۴۳۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور چند آدمی عُذر کرنے آئے کہ ہم غزوۂ تبوک میں جا نہیں سکتے۔ انبیاء کی طبیعت میں رحم ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اچھا۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ: اللہ تعالیٰ ناراض نہیں بلکہ محبت سے فرماتا ہے۔ تم بڑے درگزر کرنے والے ہو۔ اللہ نے بھی تم سے درگزر کی۔

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ: اس سے ظاہر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکم کے خلاف کارروائی نہ کی تھی۔ چنانچہ پارہ ۱۸ نور کے آخری رکوع میں فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (نور: ۶۳) اس سے معلوم ہوا کہ اذن مانگنا مومن کا کام ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اذن لینا کفار کا کام ہے۔ یہ اختلاف نہیں بلکہ اختلاف مواقع پر مبنی ہے یہاں اذن مانگنے والوں کے جھوٹ کا ثبوت دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۴۵- اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ: اس وقت جو اجازت مانگتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۷)

۴۸- لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ: تیری باتوں کو زیر و زبر کرنے کی کوشش۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۴۹- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِى الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ

لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

وَلَا تَفْتِنِّيْ : ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میری قوت شہوانی بڑی تیز ہے۔ میں عورتوں کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہوں۔ ایسا نہ ہو میں وہاں گرفتار ہو جاؤں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱؍ نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۱۔ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا : جو قانون کے مناسب ہو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۷)

۵۲۔ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۚ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ : شہید ہوں گے تو مقرب بارگاہ الٰہی ہوں گے۔ فاتح ہوں گے تو عزت پائیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱؍ نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۳۔ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾

نیکیاں ۲ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک جڑھ۔ دوم۔ اسکی فروع۔ کئی ایسی بھی ہیں جو اس جڑھ سے تعلق نہیں رکھتیں۔ شاخوں کی سرسبزی اصول کی آبیاری پر موقوف ہے۔ چونکہ تمام نیک کاموں کی جڑھ ایمان ہے۔ اس لئے اسکی محافظت ہر طرح مقدم ہے۔ اسی طرح فرائض کو نوافل پر ترجیح ہے۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا: بہت لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چندوں میں شریک ہوتے مگر چونکہ ایمان میں پورے نہ تھے۔ اس لئے فرمایا یہ چندے مقبول نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۴۔ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى: یہ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کا ثبوت دیا ہے۔ ایمانی حالت کا اندازہ اعمال سے ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۵۔ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا: بیٹے مسلمان ہوں گے۔ اور ان کے مال اللہ کی راہ میں دے دیں گے جس سے کفّار باپوں کو دکھ ہوگا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۷)

۶۰۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

حَكِيمٌ ﴿۶۰﴾

اَلصَّدَقٰتُ : اس سے مراد یہاں زکوٰۃ کا روپیہ ہے۔ اس کے مصارف بیان فرماتا ہے۔
لِلْفُقَرَآءِ : یہ فقیر کی جمع ہے جس کے معنے ہیں محتاج۔ یہ کئی قسم ہیں۔ مثلاً کوئی شخص یوں تو دولتمند ہے مگر اتفاقاً ریل کے سٹیشن پر اس کے پاس روپیہ نہ رہا۔ تو اس وقت وہ فقیر ہوگیا۔ گویا ایک وقت ایسا آگیا کہ محتاج ہوگیا۔

وَالْمَسَاكِيْنِ : جو ہاتھ پاؤں نہ چلا سکے۔ یہ بھی کئی قسم ہیں۔ مثلاً ایک جلد ساز ہے اور اس کے پاس جلد کرنے کا سامان نہیں تو وہ مسکین ہے۔

وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا : نبی کریمؐ کے زمانے میں زکوٰۃ آپؐ کے حضور پہنچائی جاتی تھی۔ پس جو اس کو جمع کرنیوالے تھے انکو عاملین کہتے۔

اَلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ : مثلاً ایک سکھ یا عیسائی آگیا۔ اب اسے مکان چاہیئے کھانا چاہیئے وغیرہ ضروریات۔

وَفِي الرِّقَابِ : غلام اور ایسے قیدی جو بذریعہ روپیہ خلاصی ہو سکیں۔

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : دشمن کے مقابلہ کیلئے جو تیاری کرنی پڑتی ہے۔ اگر لڑائیوں کے دن ہیں تو اس میں رسد و ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ اگر قلم کی جنگ ہے تو پھر کتابوں کی تصنیف و تالیف و اشاعت کا خرچ ہے۔ اور اگر روبرو مکالمہ ہے تو عمدہ تقریر۔ کلامِ موجّہ کی ضرورت ہے۔ اس پر بھی روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ میرے نزدیک آجکل قرآن و حدیث کی ترویج میں لگانا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ہے۔

وَابْنِ السَّبِيْلِ : مسافر لوگوں کو عجیب عجیب ضرورتیں پیش آتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ ستمبر ۱۹۰۹ء)

زکوٰۃ کیا ہے ایک قومی اور مشنری چندہ ہے جس میں سوائے خاص مصرفوں کے کسی متنفس کی خصوصیت نہیں۔ زکوٰۃ اور صدقات کن لوگوں کیلئے ہیں۔ دیکھو قرآن اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ اِلٰى فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ آلِ محمدؐ کی قوم بنو ہاشم پر زکوٰۃ اور صدقہ حرام ہے انکو جائز نہیں کہ ان مشنری چندوں سے کچھ لیں۔ گو کیسے ہی غریب اور مسکین کیوں نہ ہوں۔ منصفو! یہ استثناء بھی قابلِ غور ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ بچے تھے تو آپؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھائی اور چاہا کہ منہ میں ڈالیں۔ جناب رسالت مآبؐ نے منع فرمایا۔ اور منہ سے

نکلوادی۔ (فصل الخطاب طبع دوم جلد اول ص۳۶)

خیرات تو فقیروں، مسکینوں اور صدقات کے کارکنوں اور ان کافروں کا جن کو اسلام و مسلمانوں سے لگاؤ ہے۔ حق ہے۔ صدقات کو غلاموں کے آزاد کرنے اور جن پر خاص آفتیں آئی ہیں۔ انکی امداد دینے اور خدائی کاموں جہاد وغیرہ اور مسافروں کی مددگاری میں خرچ کرو۔ یہ امر اللہ کی طرف سے نہایت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص۲۸۳ نیز فصل الخطاب حصہ اول ص۳۶)

۶۴۔ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ: منافقوں کی پہچان کیلئے بہت عجیب عجیب باتیں کلامِ الٰہی میں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (توبہ: ۷۴) بھی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ: بدکار کی بدکاری عام طور سے ظاہر ہوجاتی ہے كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ شعروں میں سے ایسے شعر بھی اس مد میں شامل ہیں ؎

دل از مہر محمد ریش دارم
رقابت با خدائے خویش دارم

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل
سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۷۔ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾

ہر ایک چیز اپنے نشان سے پہچانی جاتی ہے۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ کسی پر مثلاً غضب آوے تو چہرہ پر اس کا اثر ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ غرض انسان کے اندر جو کچھ ہو اس کا اثر ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

یہاں منافقوں کا ذکر ہے اس لئے ان کا نشان بتاتا ہے تا تمہیں اپنے نفسوں کے محاسبہ کا موقعہ ملے۔ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ، منافق کے اندر چونکہ پسندیدہ بات کوئی نہیں ہوتی اس لئے وہ تحریکیں بھی ناپسندیدہ امور ہی کی کرتا رہتا ہے۔

يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ: چونکہ اسے جزا و سزا کے مسئلہ پر پورا یقین نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ کھلے دل خرچ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ نہیں کر سکتا۔

نَسِيَهُمْ: پس اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ اللہ کسی کو بھولے۔ یہ غلط بات ہے۔

خرچ مال بڑھانے سے بڑھتا اور گھٹانے سے گھٹتا ہے۔ ایک ہزار روپیہ روز پر بھی گزارہ کرتے ہیں اور ہمارے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ایک پیسہ پر انسان آٹھ پہر گزار سکتا ہے اور یہ تجربہ شدہ بات ہے۔ ایک وزیر اعظم نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے یہاں دو۲ روپے پر امیدواری کے دو ماہ گزارے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۷۲۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ، وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ: اور اللہ کی خوشنودی تمام نعمتوں سے بڑی ہے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۳۵)

قرآن شریف جو رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ کے درجہ پر پہنچانا چاہتا ہے یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ ایک چوکیدار اگر راضی ہے تو گھر والا کتنے گھمنڈ اور ناز میں رہتا ہے اور اگر ایک ڈپٹی انسپکٹر پولیس اس کا حامی ہو تو اپنے آپ کو کیا کچھ سمجھتا ہے۔ تم نے بھی بہت سے لفظ سنے ہوں گے۔ اچھے اچھے متین کہہ اٹھتے ہیں۔ فلاں شخص ہمارا دوست ہے اسکو کہہ کر فلاں کو گرفتار

کرا دیں گے۔ نوکری کیلئے سفارش کردیں گے۔ چہ جائیکہ صوبہ کا حاکم یا بادشاہ کے ساتھ تعلق ہو۔ پس وہ احکم الحاکمین مولیٰ کریم تو ذرہ ذرہ پر حاکم ہے۔ جہاں واہمہ کی واہمہ بھی برداشت نہیں کرتی۔ کہ اگر وہ راضی ہوجاوے تو کس قدر خوشحالی پیدا ہوسکتی ہے۔ اسی بناء پر وہ دعویٰ ہے جو آج بہت سے بھائیوں نے سنا ہوگا کہ دنیا کا نور میں ہوں۔ میں اس کا فاتح ہوں میرا مقابلہ کون کرسکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ کوئی انسان باوجود اپنی ہمہ ضعف و توانائی کے کہہ سکتا ہے۔ جو ذرا ذرا سی باتوں کا محتاج ہے۔ غور تو کرو اس کا منبع وہی ہے رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ سارے دنیاپرست، دنیا کے کتے۔ ساری دنیا کے حکمران سب اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے محتاج رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر حامی و مددگار ہو تو کسی کی دشمنی اثر نہیں کرسکتی۔ وہ آدمی بھی دیکھے ہیں جو دستخط کرتے ہوئے اور کسی کی بھلائی یا برائی کا فیصلہ کرتے ہوئے قلم آگے پیش کیا ہے اور جان نکل گئی ہے۔ خدا کی بڑی بڑی عظیم الشان طاقتیں ہیں جو وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی ہیں۔ ایک آن میں لاکھوں لاکھ پیدا کرسکتا ہے اور فنا کرسکتا ہے۔

(الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴-۱۵)

۷۳۔ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾

مثنوی میں ایک بات لکھی ہے گنے اور چاولوں کو بہت پانی دیا جاتا ہے۔ پانی میں تمام بیجوں کا مادہ ہوتا ہے اس لئے کچھ اور گھانس وغیرہ بھی اس میں اُگ آتی ہے۔ اس کو بذریعہ نلائی کے دور کیا جاتا ہے اسی طرح منافقین کو مومنین سے الگ کیا جاتا ہے اور اس کیلئے بڑے مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ رذائل تو انسان میں پہلے آتے ہیں۔ ان کے دُور کرنے کیلئے بڑا مجاہدہ چاہیئے۔

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؛ عَلَيْهِمْ کی ضمیر کے مرجع پر لوگوں نے بحث کی ہے۔ بعض دونوں کی طرف پھیرتے ہیں۔ بعض صرف منافقین کی طرف۔ میرے نزدیک دونوں کی طرف ہے کیونکہ دوسری جگہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (فتح : ۳۰) آیا ہے جس کے معنی حضرت صاحب نے یہ کئے ہیں کہ کفار کی بات تم پر اثر نہ کرے۔

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؛ عَلٰى اَعْمَةٍ غَلِيْظَةٍ۔ اس کے معنے مضبوطی کے ہیں۔

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ: جہنم عقائدِ فاسدہ کے جلانے کی بھٹی ہے۔ اس سے بچاؤ ہوتا ہے بذریعہ توبہ، استغفار، صدقہ، دوسرے سے دعا کرانا، مصائب کا آنا، قبر کے مشکلات، مرنے کے بعد لوگوں کا جنازہ پڑھنا اور ان کو ثواب پہنچانا ہے۔ کھانے کا، روزے کا اور میرے نزدیک کلامِ الٰہی کا بھی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

یہ جو کہتے ہیں کہ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ کے ماتحت منافقوں سے کیوں جہاد نہیں کیا گیا۔ یہ غلط ہے کیونکہ منافقوں سے لڑائی ہوئی چنانچہ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (احزاب: ۶۲) سے ظاہر ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ: کوئی صحابی منافق نہ تھا۔ اگر ہوتا تو نبی کریمؐ ضرور اس سے جنگ کرتے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۸)

۷۴۔ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ: چونکہ ان میں قوتِ فیصلہ اور تابِ مقابلہ نہیں ہوتی اس لئے وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا: شیعہ غور کریں جو کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بننا چاہا تھا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس طرح حضرت علیؓ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے

عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا: دیکھو سورۃ احزاب لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا (احزاب: ۶۲) یہ دنیا کا عذاب منافقوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہو چکا۔ مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (احزاب: ۶۲) جب دنیا کا عذاب ثابت ہو چکا تو آخرت میں ضرور آئے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا: شیعہ سے پوچھو کہ اگر ابو بکر خلافت چاہتے تھے تو انہوں نے پالی پس وہ منافق کیونکر ہوئے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۸)

عمائد منافقین مدینہ کو کہا کہ شرارتوں سے باز آجاؤ ورنہ اس جہان اور قیامت میں دکھ پاؤ گے جیسے آیت ذیل میں آیا ہے۔

وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔

اب غور کرو کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے۔ کہ ان کو عذاب دیں گے۔ اس دنیا میں اور ان کے لئے عذاب ہے آخرت میں۔ پھر ایک اور خبر ہے کہ ان کا کوئی بھی والی وارث یا دوست نہ ہوگا (اور تیسری خبر ہے کہ انکا کوئی مددگار نہیں رہے گا) پھر دیکھو یہ تینوں خبریں اپنے وقوع کیساتھ ہمیں دنیا میں نظر آگئیں۔ جب یہ دونوں اپنی مناسبت سے صحیح ہو گئیں تو تیسرا علم جو انہیں کا مساوی ہے کیونکر صحیح نہ ہوگا کہ قیامت میں عذاب پاؤ گے۔ ..... اسلامی اصطلاح میں قیامت کے لفظ کے معنی تو بہت ہیں۔ مگر مشہور یہ دو ہیں۔ اوّل مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ[1] جو مر گیا اسکی قیامت قائم ہوگئی۔ دوم مَا بَعْدَ الْمَوْتِ حَشْرُ اَجْسَادٍ کے وقت جب سعید و شقی بالکل الگ الگ ہو جائیں گے اس کا نام قیامت ہے۔ مابعد الموت کوئی مہمل خانہ نہیں اور وہ کوئی حوالات نہیں قبر میں داخل کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے جیسے قرآن کریم میں فرمایا فَاَقْبَرَهٗ (عبس: ۲۲) کہ قبر میں اللہ تعالیٰ ہی داخل کرتا ہے اور وہ قبر جس میں اللہ تعالیٰ داخل فرماتا ہے۔ وہ ایک باغ ہے بہشتوں کے باغوں سے جیسے فرمایا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ یا وہ گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں میں سے جیسے فرمایا اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النِّيْرَانِ اور قرآن کریم میں بارہا ذکر ہوا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا بعد الموت معاً جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور شریر

---

[1] احادیث کا فقرہ ہے۔

نار میں جیسے فرمایا قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (یٰسٓ: ۲۷-۲۸) اور منکروں شریروں کیلئے فرمایا گیا ہے مثلاً فرعون اور فرعون کے ہمراہیوں کیلئے اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا (نوح: ۲۶) ہاں حشر اجساد کے وقت آخر عظیم الشان تفرقہ سعید و شقی میں کر دیا جائے گا۔ اسی واسطے اُس دن کا نام یوم الفصل آیا ہے۔ پارہ ۳۰ کی پہلی سورت۔ مگر وہ حالت سر دست جنّت و نار کے دخول کی مانع نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق فہم دے

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۳۴-۳۵)

۷۷- فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ: بہت معاہدے کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ان کے نقص کا نتیجہ نفاق ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ: وعدہ خلافی کا نتیجہ نفاق ہوتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۸)

میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی ۱۴ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے۔ اور ان کی کثرتِ رائے کے فیصلہ کو قطعی قرار فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے (جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا) اپنی تقویٰ کی رائے سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزارہا لوگوں کو اس کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑہ غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ پس تم کان کھول کر سنو۔ اگر اب اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو اَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ کے مصداق بنو گے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا۔ اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

(بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱)

یاد رکھو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے کچھ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفاء نہیں

کرتا۔ ایسا شخص منافق مرتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ۔

اس سے ہمیشہ بچتے رہو۔ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا ملجا و ماویٰ تصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے۔ اس وقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے۔ پس تم پر مشکلات آئیں گی اور آتی ہیں۔ تم بہت وعدے خدا تعالیٰ سے نہ کرو۔ اور کرو تو ایفاء کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ایفاء نہ کرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو۔

(الحکم ۱۰ رمئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۵، نیز الحکم ۱۷ رجنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۹-۱۰)

۷۹۔ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ : صحابہ میں ایسے بھی تھے جو مزدوری کرتے اور اپنی قوتِ لایموت سے بچا کر خدا کی راہ میں دیتے۔ بعض ان پر ہنسی کرتے۔ اس سے منع کیا۔ ایسے ہی بہت دینے والوں کو بھی مطعون کرتے رہتے کہ ریاء سے دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ رنومبر ۱۹۰۹ء)

۸۱۔ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾

بعض وقت نافہم۔ ناعاقبت اندیش ایک کام کرتا ہے اور اس کے نتائج کو نہیں سوچتا۔ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ (مومن : ۳۱) فرعون نے کہا مَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ (مومن : ۳۰) جو میں کہہ رہا ہوں وہی کامیابی کی راہ ہے۔ بہت سے لوگ ایک بات منہ سے نکال لیتے ہیں مگر نہیں دیکھتے کہ وہ نتائج کے لحاظ سے کیسی ہوگی۔

ابوعامر ایک عیسائی تھا۔ قیصر کے دربار میں اس نے مسلمانوں کے خلاف بہت سی کوشش کی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سنا کہ ابو عامر مسلمانوں کے خلاف کوشش کر رہا ہے۔ اور ان دنوں آپؐ نے تبوک کی طرف چڑھائی شروع کی ہوئی تھی۔ دو ماہ کے قریب خرچ ہونے تھے۔ اور فصل پکی ہوئی تھی۔ اس لئے منافقین نے بہت سے عذر تراشے اور پیچھے رہ گئے اور اس پیچھے رہنے پر خوش ہوئے۔ اس کا ذکر اس رکوع میں ہے۔

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ : شریر آدمی اپنے ساتھ دوسروں کو بھی ملا لیتا ہے چنانچہ انہوں نے دوسروں کو بھی ترغیب دی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۸۲۔ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

وَلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا : تھوڑی دیر ہنس لیں۔ انہیں بہت رونا پڑے گا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۸)

۸۳۔ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا : دیکھو اللہ بھی رحمٰن۔ رحیم۔ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف : ۱۵۷) اور نبی کریمؐ رحمۃ للعالمین۔ مگر پھر بھی ان کے حق میں ایک قطعی فیصلہ ہو

گیا۔ یہ جو بڑی بڑی خطائیں کر کے معافی مانگنا پیشہ قرار دے لیتے ہیں۔ غور کریں۔ ایمان بین الخوف والرجاء ہے۔

وَلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا: رسولؐ کے ساتھ۔ نہ کہ دوسرے خلفاء کے ساتھ جنگِ تبوک سے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۸)

۸۷۔ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

خَوَالِفِ: جمع خَالِفَةٌ کی ہے۔ جو عورتیں پیچھے رہ جاویں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۸۹۔ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ: دنیا میں مظفر و منصور ہوں گے تو ان خشک پہاڑوں کے نہیں بلکہ جنات وغیرہ کے۔

۹۰۔ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾

بہت سے لوگ بدکاری کا ارتکاب کر لیتے ہیں مگر جب ان کا خمیازہ اٹھاتے ہیں تو پھر عُذر کرنے لگتے ہیں۔ جو عُذر بدتر از گناہ کا مصداق ہے کیونکہ عُذر ہر جگہ کام دے تو پھر انبیاء و کتب کی آمد

بیکار رہ جاوے۔ عُذر کرنیوالے تو تقدیر کا بھی عُذر کرتے ہیں جو بالکل فضول ہے حالانکہ قانون کی لاعلمی کا دعوٰے بھی مقبول نہیں ہوتا۔ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ (ملک : ۱۱) کہنے والوں کی نہیں سُنی گئی۔
اس رکوع میں غزوۂ تبوک سے پیچھے رہنے والوں کو خطاب ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۹۴۔ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾

الغَيْبِ : جو اس وقت موجود نہیں۔
الشَّهَادَة : جو موجود ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)
سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ : اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۸)

۹۶۔ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى : اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی رضا مقدم ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۹۷۔ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا

يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾

گنوار کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور اس لائق ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی حدود کا علم نہ آسکے۔ (نورالدین صلا دیباچہ)

۹۹- وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ : یہ قرآن کا طرز قابلِ غور و تقلید ہے۔ اگر کسی قوم کی برائی کا ذکر ہوتا ہے تو ان میں سے نیکوں کو الگ کر لیتا ہے اور بدوں کا الگ ذکر کرتا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۰- وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ؕ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

جہاں اللہ تعالیٰ منافقوں کا ذکر کرتا ہے وہاں مومنین کا الگ ذکر کرتا ہے۔ اس میں ایک حکمت تو یہ ہے

کہ شیعہ جو مہاجرین و انصار کو منافق یقین کرتے ہیں۔ وہ نفع اٹھاویں۔ پس اللہ تعالیٰ پہلے منافقین کفار کے نشانات بتاتا ہے۔ پھر مومنوں کے نشان تا مقابلہ سے معلوم ہو سکے کہ مہاجرین و انصار مومن تھے اور ضرور مومن تھے۔

ابھی پیچھے گزرا ہے کہ منافقین کا ایک نشان یہ ہے هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (توبہ: ۷۴) اب اس کے خلاف بیان فرماتا ہے کہ مہاجرین اور انصار کامیاب ہوئے۔ انہوں نے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا سرٹیفکیٹ پایا۔

اَلْمُهَاجِرِيْنَ: جنہوں نے اللہ کیلئے اپنا گھر بار چھوڑ دیا بلکہ رضا کیلئے یہ تعلقات چھوڑ دئے

الْاَنْصَار: جنہوں نے ان مہاجروں کو جگہ دی۔

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ: دل سے تبع ہوئے نہ بطور تقیہ۔

رَضِيَ اللّٰهُ: یَرْضٰی نہیں فرمایا کہ کسی کو اعتراض کی کسی کو اعتراض کی گنجائش نہ رہ جاوے۔ راضی ہو چکا۔ اس میں نہ صرف ابوبکرؓ کے ایمان کا بلکہ تمام مہاجرین و انصار کے ایمان کا ثبوت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

اور انکی اتباع کو باعث اپنی رضامندی کا فرمایا ہے۔ انہوں نے بھی نہیں فرمایا کہ فلاں حکم قرآنی منسوخ ہے اور اس پر بالکل عمل درست نہیں۔ (نورالدین صفحہ ۲۴۵)

۱۰۱۔ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ؔۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

لَا تَعْلَمُهُمْ: دوسرے موقعہ پر فرمایا وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ (محمد: ۳۱) اور ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (احزاب: ۶۱-۶۲) پھر ایک پہچان بتاتا ہے کہ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۲۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا

صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾

میری طبیعت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھدی ہے۔ کہ انسان کے بہت سارے اعمالِ صالح پر نظر ڈالا کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا۔
پس جب ہم کسی بدی یا بیماری کی تفسیر کرتے ہیں تو یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ کسی کو نشانہ بناویں۔ بلکہ اس لئے کھولتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسی تحریک پیدا کردے کہ ان کے اندر سے وہ بیماری دُور ہوجاوے۔
(الحکم ۳۱ جولائی۔ ۱۰ راگست ۱۹۰۴ء صـ۹)

مفرداتِ راغب میں ہے۔ اَلتَّوْبُ تَرْكُ الذَّنْبِ عَلٰى اَجْمَلِ الْوُجُوْهِ وَهُوَ اَبْلَغُ وُجُوْهِ الْاِعْتِذَارِ یعنی توبہ کے معنے ہیں۔ بہت ہی عمدہ وجہ سے گناہ کو چھوڑ دینا اور اس سے بڑھ کر عُذر خواہی کی اور کوئی عمدہ راہ نہیں ہوسکتی۔

ایک بدکار۔ نافرمان جب اپنی غلط کاریوں سے الگ ہوجاوے تو انصاف کا مقتضا ہے کہ اب اس کو بُری ہی کیا جاوے۔ مگر محدود العقل۔ محدود العلم آدمی دلوں کے اندرونی حالات سے ناواقف اگر کسی کے عُذر کو نہ مانے تو یہ اس کی نادانی ہے۔ مگر عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ جو تہ درتہ کو جانتا ہے۔ وہ جب جان لے کہ اب یہ شخص سچا بدی کا تارک ہوچکا ہے تو پھر توبہ قبول نہ کرنا نا انصافی ہے..... ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اسلام کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے انسان کے دل کی سچی آرزو یعنی مسئلہ توبہ کی تبلیغ کی ہے۔ ہر ایک فطرت خطاء اور نسیان کے بعد ولی جوش سے چاہتی ہے کہ اسکا آقا جس کے حکم کو اس نے توڑا ہے اسکی خطا معاف کردے اور آئندہ اسے تلافیٔ مافات کا عمدہ موقعہ دے۔ قرآن کریم نے انسان کی فطرت کی سچی آرزو کے موافق رحیم و کریم۔ تواب آقا پیش کیا ہے۔ تناسخ اور کفارہ کا بیہودہ مسئلہ توبہ کی فلاسفی کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ بعض بیماریوں کو دیکھو بدی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جسمانی طور پر جب انکا علاج کیا جاتا ہے تو وہ بیماریاں دور ہوجاتی ہیں۔ پس توبہ روحانی علاج ہے۔ روحانی بیماروں کا جسمانی سلسلہ سے کاش تم لوگ روحانی سلسلہ کو سمجھو۔ (نور الدین صـ۴۳-۴۴)

۱۰۳۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ

لَّهُمْ ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ : لے انکے مال میں سے زکوٰۃ کہ ان کو پاک کرے اُس سے اور تربیت اور دُعا دے ان کو۔ البتہ تیری دُعا انکے واسطے آسودگی ہے اور اللہ سب سُنتا ہے جانتا ہے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۴۰)

۱۰۵۔ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

سَيَرَى : نگرانی کرے گا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ : اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ : آئندہ جو خلفاء ہیں وہ بھی دیکھیں گے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۸)

۱۰۶۔ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

مُرْجَوْنَ : مؤخر الحکم یہ تین صحابی تھے۔ ایک کا نام ہلال تھا۔ ایک کا مرارہ۔ ایک کا کعب تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۷۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى ۚ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اِتَّخَذُوْا : اس کا مفعول مَسْجِدًا ہے اور ضِرَارًا کا فعل اِتَّخَذُوْا محذوف کر دیا ہے یعنی اِتَّخَذُوْا ضِرَارًا۔

لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ : یہ ابو عامر کی طرف اشارہ ہے جو عیسائی تھا۔ اس کے مکروں میں سے ایک مکر یہ بھی تھا کہ رسول کریمؐ اس مسجد میں نماز پڑھ لیں۔ پھر کچھ مسلمان ادھر بھی آجایا کریں اور اس طرح مسلمانوں کی جماعت کو توڑ لوں گا۔ اس ابو عامر نے اپنا ایک رؤیا بھی مشتہر کر رکھا تھا کہ میں نے دیکھا ہے کہ نبی کریمؐ وَحِیْدًا طَرِیْدًا شَرِیْدًا فوت ہوں گے۔ نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خواب سچا ہے۔ اس نے اپنی حالت دیکھی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نام نہ لینے میں یہ بلاغت ہے کہ آئندہ بھی اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس کا انجام بھی یہی ہو گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۹ - اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

شَفَا : کنارہ

جُرُفٍ : کھوکھلا۔ کھایا ہوا۔

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ : دریا کا کنارہ تو پانی میں گرتا ہے مگر نفاق کا کنارہ جہنم میں گرے گا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۱ - اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۟ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى

بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۚ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾

انسان کی حقیقی خواہش کیا ہے۔ آرام۔ روپیہ کمانا۔ جتھا۔ حکام سے تعلق چاہنا۔ عمدہ مکان بنانا غرض تمام کوششیں اسی آرام کے حصول کیلئے ہیں۔ طب۔ طبعیات۔ سب علوم بھی اسی لئے ہیں۔ پھر لوگ آرام بھی بے انت زمانہ کیلئے چاہتے ہیں۔ اس کیلئے اس رکوع میں ایک گر بتایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ: اللہ کے لفظ کا ترجمہ کوئی زبان برداشت نہیں کر سکتی۔ عرب کسی معبود پر سوا خدا تعالیٰ کی ذات کے یہ لفظ نہیں بولتے تھے حتّٰی کہ ان کے زمانۂ جاہلیت کے قصائد میں کہیں یہ لفظ کسی بت یا محبوب پر نہیں آیا۔ سارے قرآن شریف میں اللہ کو موصوف قرار دیا ہے کہیں بھی صفت ہو کر نہیں آیا جس سے ظاہر ہے کہ اور جتنے نام ہیں وہ اسکی تفصیل و تشریح میں ہیں۔

اَنْفُسَهُمْ: عربی میں نفس کے دو معنی ہیں۔ ایک وہ جو انسان کی جان ہے۔ جس سے رُوح غلط مراد لیتے ہیں۔ دوسرے معنے ان میں سے۔

اَمْوَالَهُمْ: اس بات کو خوب سمجھ لو کہ مال و جان مومن کا جناب الٰہی کا ملک ہو چکا ہے۔ پس اس پر مومن کا اپنا کوئی حق نہیں۔ سب کچھ خدا کے حکم کے ماتحت رکھنا چاہیئے۔

اَلْجَنَّةُ: بہشت۔ آرام گاہ

انبیاء کے جس قدر اوامر ہیں۔ اگر انسان ان پر چلے تو وہ دنیا میں بلحاظ طب بھی آرام سے رہتا ہے کوئی خطرناک موذی مرض اوامر الٰہی کے اتباع سے پیدا نہیں ہوتی۔

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا: وعدے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کئی وعدے اور ترقی پا جاتے ہیں اس لئے ان کا ایفاء اور کسی رنگ میں ہوتا ہے اسی لئے یہاں حَقًّا لگایا ہے کہ اسی طرح پورا ہوگا۔

فِي التَّوْرَاةِ: تورات میں ایک جگہ آیا ہے کہ تو اپنے مال کو وہاں نہ رکھ جہاں چور کا ڈر ہو۔ تو اسے آسمان پر رکھ۔

وَالْاِنْجِيْلِ: انجیل میں صاف ہے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے گزرنا آسان ہے۔ مگر دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی نام لیوا اُمّت اپنی تمام ہمّت کو مال کے جمع کرنے میں صرف کر رہی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا: توریت کتاب استثناء۔ متی باب آیت ۱۹۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۸)

۱۱۲- اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اَلسَّآئِحُوْنَ: مومن دنیا میں اعلاء کلمۃ اللہ اور عبرت کیلئے پھرنے والا ہوتا ہے۔
اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ: علوم حقہ کو حاصل کر کے دوسروں کو تبلیغ کرتا ہے۔
وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ۔ یہ غلط ہے کہ مستحق شفاعت گناہ گار اند۔ مومن وہی ہے جو خدا کی حدود کی محافظت کرے۔ ہاں گنہگار توبہ کرے تو مستحق شفاعت ہوتا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

مومن کی ۹ صفات چاہئیں۔ اَلتَّآئِبُوْنَ تا السَّآئِحُوْنَ (روزہ دار) تا اَلْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۲۵)

۱۱۳- مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

لِلْمُشْرِكِيْنَ: ایک ہندو سے مجھے معرفت کا نکتہ یاد ہے۔ کہ جب کسی کے والد کو کوئی چوہڑا کہہ دے حالانکہ بشریت میں ایک ہیں۔ تو کتنا رنج ہوتا ہے۔ تو کیا کسی پتھر کو خدا کہنے والے پر ہم کس طرح ناراض ہوں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۴- وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ

عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

لِاَبِيْهِ : مراد چچا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۵۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا : کے مسئلہ پر بہت بحث ہو چکی ہے۔ قرآن ان قوموں کے ہاتھوں میں ہوتا تو کبھی غلطی نہ کھاتے۔ کیونکہ اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ احکام شریعت ان قویٰ کے لئے ہیں جن پر انسان کا اختیار ہے۔ اسی بناء پر تثلیث و کفارہ غلط ہے کیونکہ انسان کو کوئی قوت نہیں دی گئی جس سے وہ ایک اور ایک اور ایک کو تین کی بجائے ایک سمجھے اور اپنے گناہ کا اثر دوسرے پر پائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ : صدق عربی زبان میں ایسا لفظ ہے کہ ہر صحیح اور امر واقعہ پر بولا جاتا ہے۔ جو ر کو پکڑتے ہیں تو کہتے ہیں۔ الکذب الکذب۔ عمدہ تلوار کو بھی صدق ہی کہتے ہیں۔ اَخُوْ ثِقَةٍ۔ اَخُوْ صِدْقٍ۔

سچے علوم کے مطابق عمل درآمد کا نام ہے صدق۔ راست بازوں کے ساتھ ہو جانا ایک کام اہم ہے اور بڑی بھاری قربانی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

اے مومنو! ڈرو تم اللہ سے اور ہو تم ساتھ سچوں کے۔

(فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۷۰)

عالم ربانی کے لئے ضرورت ہے کہ تقویٰ سے کام لے اور تقویٰ کی حقیقت اس وقت تک مکمل نہیں سکتی جب تک خدا تعالیٰ کے صادق اور مامور بندوں کی صحبت میں نہ رہے۔ جیسا فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

اس سے معیتِ صادق کی بہت ضرورت معلوم ہوتی ہے اور فی الحقیقت ضرورت ہے۔ لیکن چونکہ ساری قوم ایک وقت میں اپنے امام کے گرد نہیں رہ سکتی اور اگر ہر فرد قوم کا حاضر ہی ہو تو ہر ایک فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ طبیعتیں جداجدا ہیں اور مذاق الگ الگ، اور تقسیمِ محنت کا اصول الگ اسکی مخالفت کرتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا کہ ایک گروہ حصولِ تعلیم کیلئے حاضر ہو اور وہ واپس جاکر قوم کو سکھلائے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اس آیت اور اس کے اصل مفہوم پر غور کرو۔ اس کے الفاظ کو سوچو کہ ان کے اندر حصولِ تعلیم کیلئے کیسا کھلا اور واضح قانون رکھا ہے۔ اصل غرض تَفَقُّہ فی الدین ہے۔ یہ مقصد نہیں ہے کہ طوطے کی طرح چند کتابیں رٹ لے اور دستارِ فضیلت باندھ کر ایک کاغذ سند کے طور پر ہاتھ میں لے کر قوم پر ایک بوجھ بن کر مالیہ وصول کرتا پھرے۔ نہیں بلکہ اسکی روحانی اور اخلاقی حالت۔ اسکی نکتہ رسی اور معرفت ایسی ہو۔ اس کے کلام میں وہ تاثیر اور برکت ہو کہ لوگوں پر خوفِ الٰہی مستولی ہو کر ان کو گناہوں سے بچانے کا باعث ہو۔ وہ ایک نمونہ ہو۔ جس سے قوم پر اثر پڑ سکے۔ مگر بتاؤ اور وسیع نظر کر کے دیکھو کہ کتنے ہیں جو اس کے صحیح مصداق ہیں۔

اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے مرزا صاحب کو امام مانا۔ صادق سمجھا۔ بہت اچھا کیا لیکن کیا اس غرض و غایت کو سمجھا کہ امام کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اس کا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبدالکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسوں سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہو سکتا ہے۔ جو خود اس رسالت کے لانے والے کے بیان میں ہے۔ پھر اس کے معلوم کرنے کو تو خود اس کے منہ سے کچھ سننا چاہیئے اور یہ اس کی صحبت سے معلوم ہوگا۔

تم نے مولویوں کو ناراض کیا۔ سجادہ نشینوں کو چھوڑا اور اکثروں کو یہ مشکلات بھی پیش آئیں کہ انکو اپنے بعض رشتہ داروں یا عزیزوں سے قطع تعلق کرنا پڑا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں رہنے کی کسقدر ضرورت ہے کیونکہ جب تک یہاں نہ رہے تو انوارِ شریعت اور مغزِ قرآن جو یہاں پیش کیا جاتا ہے اس سے اطلاع کیونکر ہو؟ (الحکم ۲۴ر فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۷)

بات یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ بن جاتا ہے اور اس کی ساری نفسانی خواہشوں پر موت آجاتی ہے اور ساری غرض و غایت اللہ کیلئے ہو جاتی ہے۔ اور اس کے دین کا جلال ظاہر کرنا اس کا مقصد ہو جاتا ہے تو پھر ساری مشکلات اس کی حل ہو جاتی ہیں۔ دنیا اور اس کے اسباب خود اس کے

پیچھے پیچھے دوڑتے ہیں۔ مگر اس کے راہ اختیار کرنے کے واسطے ضرورت ہے قرآن شریف پر عمل کرنے کی اور عمل کیلئے پہلے ضروری ہے قرآن شریف کا فہم اور فہم قرآن بجز تقویٰ کے حاصل نہیں ہوتا اور اس کے واسطے مجاہدہ شرط ہے اور یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں مامور کی صحبت سے اور صادق کے پاس رہنے سے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

اور پھر یہ نصیحت فرماتا ہے کہ تفقّہ فِی الدِّین کیلئے اپنی اپنی جگہ سے کچھ آدمی بھیجو جو مامور کی صحبت میں رہ کر وہ فیض حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں مل کر تبلیغ کریں تاکہ تم میں خشیتِ الٰہی پیدا ہو۔

بارہا یہ بات میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جوش اٹھتا ہے کہ لوگ اس ارشادِ الٰہی پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ تمہیں فخر ہے کہ قرآن فہمی ہم میں ہے مگر یہ فخر جائز اس وقت ہوگا کہ تم ایک بار اس قرآن کو دستور العمل بنانے کے واسطے سارا پڑھ لو۔ لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کیونکر آسکتا ہے میں نے بارہا اس کے متعلق بتایا ہے کہ اوّل تقویٰ اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو اور پھر ایک بار خود قرآن شریف کو دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھ جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کر لو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس وقت مشکلات باقی رہ جائیں ان کو نوٹ کر لو۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ چوتھی مرتبہ غیروں کے سامنے پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربے سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جائے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کرے گا۔ لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور خدا تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض درمیان نہ ہو۔ بڑی ضرورت عمل درآمد کی ہے۔ (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۲)

۱۲۰- مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ

نَيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾

قرآن شریف چونکہ اللہ علیم وحکیم کی کتاب ہے۔ اس لئے وہ انسانی ضرورتوں اور اس کی مجبوریوں کا پورا علم اور فلسفہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہنے کا حکم دیا ہے اور انسان چونکہ متمدن ہے۔ بعض اوقات اس کو مشکلات پیش آجاتے ہیں اور وہ ہر دم اس سرکار میں حاضر رہنے سے معذور ہو سکتا ہے۔ اس لئے معمولی دوری کو انقطاع کلی کا موجب نہیں ہونا چاہیئے جسقدر دور ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر سستی اور کاہلی پیدا ہو سکتی ہے اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور کثرتِ استغفار نہ ہو۔ اس لئے انقطاعِ کلی سے بچانے کیلئے حکم دیا ہے۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ۔

یعنی اہلِ مدینہ اور اس کے ارد گرد رہنے والوں کا یہ کبھی حال نہ ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص کام میں توجہ کریں تو یہ اپنی جگہ سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اسکی خلاف ورزی نہ کریں۔

انبیاء و مرسلین کے کام اللہ تعالیٰ کے اشارے اور ایماء کے ماتحت ہوتے ہیں اور ان میں ہر ایک دبا ایک اسرار اور غوامض ہوتے ہیں۔ موٹی عقل سے دیکھنے والوں کی نظر میں ممکن ہے کہ ایک فعل مفید معلوم نہ ہو لیکن دراصل اس میں مآل کار قوم اور ملک کیلئے ہزاروں ہزار مفاد اور بہتریاں ہوتی ہیں۔ تو یہ اس کی حماقت ہو گی اگر اس پر اعتراض کر دے۔

نادان انسان ہر فعل کی علت غائی اور ضرورت کو نہیں سمجھتا اور نہ اس کیلئے ضروری ہے کہ یہ ہر ایک فعل کی علت غائی ہی سوچتا رہے۔ ایک کیکر کے درخت کو جو اس قدر کانٹے لگائے اور شیشم یا آم کے درخت کو ایک بھی کانٹا نہ لگایا۔ اب اگر ایک احمق اعتراض کرے کہ یہ کیا کیا؟ کیکر کے درخت کو کانٹے کیوں لگائے؟ اور دوسرے کو کیوں نہ لگائے؟ یہ اس کی نادانی ہوگی یا نہیں؟ اس کی مصلحت اور ضرورت کو تو وہی خدا سمجھتا ہے۔ جس نے کیکر اور آم کو بنایا ہے۔ دوسرا کیونکر اسے سمجھے۔ اسی طرح پر انبیاء کے افعال و حرکات جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اللہ تعالیٰ کے خفی وجلی احکام اور اشارات کے ماتحت ہوتے ہیں بعض اوقات ان کے افعال عام نظر میں ایسے دکھائی دیتے جاتے ہیں جو دوسروں کو اعتراض کا موقعہ ملتا ہے مگر درحقیقت درست اور صحیح وہی ہوتا ہے۔ اب ایک آدمی دیکھتا ہے کہ بدر کی جنگ میں تین آدمی مخالفوں

کی طرف سے نکلے ہیں اور تین ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکلے۔ کوئی کہے کہ تین کے مقابلہ میں ڈیڑھ کافی تھا۔ آپؐ نے تین کیوں بھیجے جو چھ کیلئے کافی تھے؟ مگر وہ بڑا ہی احمق اور نادان ہوگا جو کہے کہ یہ کارروائی غلط تھی۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ کی مُرسل مخلوق کو اپنی فراست پر قیاس نہیں کرلینا چاہیئے۔ اسی لئے فرمایا کہ خیر القرون کی مخلوق کو تخلف جائز نہیں ہے خواہ اس میں مصائب اور مشکلات ہی پیدا ہوں۔ اور ہوتے ہیں مگر جب وہ اپنا کام اس پر مقدم نہ کریں گے تو کیا یہ تکالیف اور مصائب اکارت جائیں گے۔ کبھی نہیں سُنو۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سفر میں پیاس لگتی ہے۔ موقع پر پانی نہیں ملتا۔ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ تکان یا تکالیف ہوتی ہے۔ ایسا ہی سفر میں ممکن ہے کہ روٹی نہ ملے یا ملے تو وقت پر نہ ملے اس قسم کی صدہا قسم کی تکلیف ہوتی ہے۔ اس قسم کی تکالیف اور مشکلات اگر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور یا دشمن سے کوئی فائدہ حاصل کرے۔ غرض حضورِ الٰہی میں ان کا ثمرہ ضرور ہوتا ہے اور انکے ذمہ اعمال میں نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ خدا چونکہ شکور خدا ہے۔ وہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

(الحکم ۲۴ر فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۶)

۱۲۱۔ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

یعنی اور نہ وہ اللہ کی راہ میں کوئی ہو ایسا تھوڑا یا بہت مال خرچ کریں گے اور نہ کوئی میدان طے کریں گے مگر یہ کہ ان کے واسطے اس خرچ اور سفر کی جزا لکھی جاوے گی تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اس اچھے کام کا بدلہ دے جو وہ کرتے تھے۔

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مامورین کے وقت سفروں کی ضرورت بھی پیش آتی ہے اور خدا کیلئے کوئی نہ کوئی سفر قوم کے بعض یا کل افراد کو کرنا پڑتا ہے۔ پس وہ سفر بجائے خود اللہ تعالیٰ کے

نزدیک بہترین جزا کا موجب اور باعث ہوتا ہے۔ غرض اس میں انفاق کی فضیلت بیان کر کے اس دوسری آیت میں جو تفقّہ فی الدّین کے لئے ایک جماعت کے نکلنے کی ہدایت کرتی ہے۔ انفاق کی ضرورت بیان کی گئی ہے۔ عام طور پر کل انسان ایک امام کے حضور جمع نہیں ہو سکتے۔ کل دنیا نہ تو متفق ہی ہو سکتی ہے نہ وہ ایک جگہ جمع ہو سکتی ہے۔ ملک کی طبعی تقسیم اور پھر کل دنیا کی طبعی تقسیم اس امر کی شاہد ہے۔ اس عام نظارۂ قدرت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سب کے سب امام کے حضور جمع رہو اور ہر وقت حاضر رہو قریباً تکلیف مالایُطاق ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی۔

(الحکم ۱۷ر فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۳، الحکم ۲۴ر فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲)

۱۲۲۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

انسان کی ضرورتیں۔ اس کی کم نظریاں۔ انعاماتِ الٰہیہ کی وسعت سے بے خبری۔ اسکی ذاتی کمزوریاں اور بشری تقاضے بعض اوقات ایسا کرتے ہیں کہ ہر وقت وہ ماموروں کی صحبت میں نہیں رہ سکتا۔ اور وہ فیض اور فضل جو اُن کی پاک صُحبت میں ملتا ہے۔ وہ اسے ان شرائط اور لوازمات کے ساتھ جو خاص صُحبت ہی سے مختص ہیں، نہیں پا سکتا۔ اس لئے ایک اور ضرورت پیش آئی وہ ضرورت ہے تفقّہ فی الدّین کی۔ تفقّہ فی الدّین کے لئے پھر یہ حکم صادر ہوا کہ۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔

یعنی چونکہ یہ تو ممکن نہیں ہے اور نہ مناسب ہی ہے کہ سب کے سب مسلمان یک دفعہ ہی نکل جاویں۔ اس لئے کیوں ہر گروہ سے ایک جماعت اس مقصد اور غرض کیلئے نہ نکلے کہ وہ تفقّہ فی الدّین کرے اور جب وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر واپس آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں تاکہ وہ قوم

بُری باتوں سے بچے۔

اس آیت سے پہلی آیت میں انفاق کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اس واسطے اس آیت میں جو ابھی میں نے پڑھی ہے انفاق کی ایک ضرورت بھی پیش ہوئی ہے (الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۸)

چونکہ یہ امر تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کل مومن علومِ حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں نکل کھڑے ہوں۔ اس لئے ایسا ہونا چاہیئے کہ ہر طبقہ اور ہر گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علومِ دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو حقائقِ دین سے آگاہ کرے تا کہ ان میں خوف و خشیت پیدا ہو لیں۔ قرآن کریم نے جب ایک بہترین راہ ہمارے لئے کھول دی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس کو دستور العمل بنایا نہ جاوے؟

(الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

عام طور پر کل انسان ایک امام کے حضور جمع نہیں ہو سکتے۔ کل دنیا نہ تو متفق ہی ہو سکتی ہے نہ وہ ایک جگہ جمع ہو سکتی ہے۔ ملک کی طبعی تقسیم اس امر کی شاہد ہے۔ اس عام نظارہ قدرت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سب کے سب امام کے حضور جمع رہو۔ اور ہر وقت حاضر رہو۔ قریباً تکلیف مالا یطاق ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی ..... یہ خوبی اور عظمت اسلام کی ہی ہے کہ اس کے جمیع احکام اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک انسان ان سے اپنی استطاعت و طاقت کے موافق اپنی حالت اور حیثیت کے لحاظ سے یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ بیمار ہے اُٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا وہ بیٹھ کر حتی کہ اشاروں سے بھی پڑھ سکتا ہے۔ اس کا ثواب ایک مستعد تندرست آدمی کی نماز سے کم نہیں ہوگا اور نہ اس نماز میں کوئی سقم واقع ہو سکتا ہے۔ ایک شخص استطاعت حج کی نہیں رکھتا۔ حج نہ کرنے سے اس پر گناہ نہیں ہو گا۔ اسی طرح پر تفقہ فی الدین کی بھی مختلف صورتیں ہیں۔ ہر شخص اتنا وقت اور فراغت نہیں رکھتا کہ وہ اس کام میں لگا رہے۔ دنیا میں تقسیمِ محنت کا اصول صاف طور ہدایت دے رہا ہے کہ مختلف اشخاص مختلف کام کریں۔ انسانی زندگی کی ضروریات کا تکفل ہوگا۔ اسی طرح اسی اصول کی بناء پر حکم ہوا کہ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ط فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ...... لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ..... میں افسوس اور دردِ دل سے کہتا ہوں کہ عملی رنگ میں اس آیت کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ حقیقت میں ایسا ہی ہوا ہے۔

(الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۴ نیز کتاب نور الدین صفحہ ۴۳)

۱۲۳- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ

يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

قَاتِلُوْا: مقابلہ کرو۔
يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ: شیخ ابن عربی نے لکھا ہے۔ سب سے نزدیکی کافر تو ہمارا نفس ہے جو اللہ کی بہت سی نافرمانیاں کرتا ہے۔ پس سب سے پہلے مقابلہ اس سے کرو۔
غِلْظَةً: اس کی تفسیر میں ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (فتح: ۳۰) مراد اس سے مضبوطی ہے۔ یعنی کفار کا اثر قبول نہ کرو۔ ہماری زبان میں غلیظ کے معنے بُرے لئے گئے ہیں۔ مگر عربی میں یہ بات نہیں چنانچہ اَكَمَةٌ غَلِيْظَةٌ کے معنے ہیں مضبوط ٹیلہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۴، ۱۲۵۔ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

اور جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے۔ کوئی تو ان میں سے کہتا ہے۔ بتاؤ تو اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا۔ جو تو مومن ہیں ان کے ایمان کو تو وہ سورت بڑھا دیتی ہے اور وہ خوشیاں مناتے ہیں اور جن کے دلوں میں زنگ ہے وہ سورت انکی پلیدی اور بدباطنی کو بھی بدباطنی کے ساتھ ملا کر بڑھاتی ہے اور وہ کفر میں ہی مرتے ہیں۔
عمدہ عمدہ تندرستوں کے کھانے بیماروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور موسم بہار کی عمدہ ہوا بعض بیماروں میں ضرر کا موجب ہے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۸)

۱۲۶۔ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ: گندے اور پاک کی تمیز کی جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ۱۹ دفعہ ایسے فتنے آئے ہیں۔

ظاہر کو باطن اور باطن کو ظاہر سے ایک تعلق ہے۔ رسولِ کریمؐ کے حضور آدمی آئے۔ ایک نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جگہ ہے۔ وہ تو جرأت کر کے وہاں چلا گیا۔ دوسرے کو شرم آئی۔ وہ آگے نہ ہوا۔ سب سے پیچھے بیٹھ گیا۔ تیسرے نے دیکھا کہ جگہ نہیں ہے۔ اس نے اجتہاد کیا کہ میرا بیٹھنا فضول ہے۔ چلا گیا۔ نبی کریمؐ کو وحی ہوئی کہ جس نے شرم کی اسکے گناہوں کی پکڑ میں اللہ بھی شرم کریگا۔ جو چلا گیا وہ بدنصیب ہے۔ نبی و راستباز کی صحبت میں بیٹھ رہنے سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ خواہ کچھ نہ سُنے نفس "بیٹھنا" بھی ان انوار و برکات سے حصہ دلاتا ہے۔

مَیں اپنے بچوں کو بھی قرآن شریف سنایا کرتا ہوں۔ اب کوئی یہ نہ جانے۔ کیا سمجھتے ہیں کیونکہ اس کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ ایک عورت بیمار تھی وہ اس حالتِ مرض میں جرمن بولتی تھی۔ لوگ حیران تھے۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ چھوٹی عمر میں کسی پادری کی زبان سے جرمنی زبان کا لیکچر سُنتی تھی۔ اس نہانی اثر کی وجہ سے مرض میں جرمنی بولتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اذان سنانے کا حکم دیا ہے۔ یہ لغو نہیں بلکہ اس کا اثر آئندہ عمر پر پڑتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲- الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾

الٓرٰ : اَنَا اللّٰهُ اَرٰی ۔ کیا دیکھتا ہوں ؟ اَرٰی اَعْمَالَکُمْ ! یعنی جو کچھ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلوک کر رہے ہو اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے تعلّقات ہیں۔ وہ سب میں دیکھ رہا ہوں۔

اَلْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ : جامع کتاب کس معاملہ میں ؟ حق و حکمت کی بھری ہوئی۔ سزا ہوگی تو بھی حکمت پر۔ جزا بھی ملے گی تو بھی حکمت پر۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۳- اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳﴾

اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ : یہ سوال ہر زمانہ میں پیدا ہوتا رہا ہے اور کئی ایک کو دھوکہ لگتا رہا ہے کہ ظاہری تو شکل ہم جیسی ہے۔ پس اس میں مابہ الامتیاز کیا ہے ؟ حالانکہ مابہ الامتیاز ہوتا ہے۔ گو عام فہم نہ ہو۔ چنانچہ پہلا امتیاز تو یہی ہے کہ

اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ مکذّب لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈراوے

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا : مومنین کو بشارت دے۔

لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ : دلربا باتیں کرنیوالا قوم سے کٹوا کر الگ کر دینے والا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۴۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ : آسمان و زمین دونوں اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ مگر ایک کو رفعت بخشی۔ ایک کو پستی۔ اسی طرح کسی کو محض اپنے فضل سے رفعتِ شان بخش دیتا ہے۔

مِنْ شَفِيْعٍ : شفیع کہتے ہیں جفت کو۔ پس خدا کا جفت والا کوئی نہیں۔ دا اسکی پکڑ کے وقت کوئی سزایاب کا ساتھی بنتا ہے۔

رَبُّكُمْ اور يُدَبِّرُ الْاَمْرَ میں یہ ثبوت دیا ہے۔ بعثتِ نبوت اور ایک شخص کو برگزیدہ کر لینے کا اور پھر اسے کامیاب۔ مظفر و منصور کرنے کا۔ اور پھر تمام انبیاء کی تعلیم کا اصل الاصول بتلایا ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۔ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۵﴾

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ : جیسا مبدء میں وہی ہے۔ ایسا ہی سب کا انجام بھی وہی ذات ہے جس آن میں اللہ اوّل ہے۔ اسی آن میں آخر ہے۔ کیونکہ ذرہ ذرہ پیدائش کے ساتھ ذرہ ذرہ اپنی بقاء کیلئے بھی اسی کا محتاج ہے۔

لِيَجْزِيَ : انذار و تبشیر اور یہ تمام کار اس لئے ہے کہ جزا دے مومنوں کو اور سزا دے

کفار کو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ : ظاہری انتظام کو دکھا کر باطنی پر استدلال فرمایا۔

الْاٰيٰتِ : کہ ہر چیز کا مبدء و معاد یٔیں ہی ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۸، ۹۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿۸﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹﴾

لَا يَرْجُوْنَ : ایک معنی امید نہیں رکھتے۔ دوم معنی خوف نہیں رکھتے اور یہ معنے چسپاں ہیں

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ : ایسوں کا ٹھکانہ ہے آگ۔ بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۷)

۱۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۰﴾

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ : علم کے ساتھ عمل ضروری ہے۔ گو فلسفہ قدیم کا یہ مسئلہ گمراہ کن ہے کہ ہم عالم ہو جائیں تو خدا سے تشبّہ پیدا کریں کہ اسے علم ہے مگر

عمل نہیں کرتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ؍ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۔ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱﴾

مسلمانوں کے نزدیک بہشت نام ہے اس جگہ کا جہاں جیو یا رُوح کو ہر طرح کی راحت اور آرام ملے۔ وہ ایک اعلیٰ سرور کا مقام ہے جس میں انسانی حالت خدا تعالیٰ کے متعلق تو یہ ہوگی جس کا بیان قرآن میں یہ آیا ہے ..... " اور انکی پکار اس میں یہ ہوگی کہ اے اللہ! تو پاک ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر ان کا قول سلام اور سلامتی ہوگا اور آخری پکار انکی یہ ہوگی کہ سب حمد اللہ کے لئے جو رب العٰلمین ہے "
اس آیت پر غور کرنے والا غور کرے کہ کس طرح بہشت میں جناب الٰہی کی تسبیحیں اور تحمیدیں کی جائیں گی اور کس طرح روحانی مزہ اٹھایا جائے گا۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صہ۱۲۰)

وہ اللہ کی پاکیزگی بیان کریں گے اور آپس میں سلامتی اور صلح سے رہیں گے اور آخری پکار انکی یہ ہوگی کہ حمد ہے اللہ پروردگار کیلئے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صہ۱۳۵)

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؛ اور انکی آخری پکار یہ ہوگی کہ اللہ رب العٰلمین کی ستائش ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول صہ۱۴۱-۱۴۲)

۱۲۔ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ ؛ نادان انسان اپنے لئے عذاب مانگ لیتا ہے۔
اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً (انفال : ۳۳) (ترجمہ: اے اللہ اگر یہ حق تیری طرف سے ہے تو ہم پر پتھر برسا۔ مرتب)

ابوجہل نے دعا کی تھی۔ ہمارے ملک میں لڑکیوں کو ایسی ایسی گالیاں دیتے ہیں کہ خدایا تیری پناہ! زمیندار اپنے مال مویشی کو اسی قسم کے لفظ کہتے ہیں۔ اگر یہ دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کر لے تو تمام کارخانہ درہم برہم ہو جائے۔

فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ : ہم تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں مگر وہ ایسے شریر ہوتے ہیں کہ اندھا دھند اپنی شرارت میں بڑھتے جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۴- وَ لَقَدۡ اَہۡلَکۡنَا الۡقُرُوۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَمَّا ظَلَمُوۡا ۙ وَ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ وَ مَا کَانُوۡا لِیُؤۡمِنُوۡا ؕ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡقَوۡمَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۴﴾

وَ لَقَدۡ اَہۡلَکۡنَا : یہ اس بات کی نظیر دیتا ہے کہ بعض وقت عذاب آتا ہے تو وہ اٹھایا نہیں جاتا کیونکہ جرم معافی کی حد سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

وَ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ : غفلت میں اللہ تعالیٰ نہیں پکڑتا۔ بلکہ اتمام حجت فرما کر پکڑتا ہے

مَا کَانُوۡا لِیُؤۡمِنُوۡا : یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ غفلت میں نہیں رہے بلکہ انکار بھی کیا

الۡمُجۡرِمِیۡنَ : صرف گناہ گار نہیں۔ بلکہ وہ جس نے جناب الٰہی سے اپنے تعلقات قطع کر لئے ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۵- ثُمَّ جَعَلۡنٰکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ لِنَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵﴾

ثُمَّ جَعَلۡنٰکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ : اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا

لِنَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ : اب دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

(بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱)

لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ : یہ آیت خصوصیت کے ساتھ قابلِ توجہ ہے۔ کیونکہ تم بھی اس آیت کے نیچے ہو۔ بدظنی سے بچو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ علوم دین سے واقفیت پیدا کر کے اس پر عمل کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۶- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۶﴾

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ : تو کہہ میرا کام نہیں کہ اس کو بدلوں اپنی طرف سے میں تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے میری طرف (فصل الخطاب حصہ دوم ص۱۳)

اَوْ بَدِّلْهُ : یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو کافی نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے کہ

مثنوی مولویِ معنوی ✽ ہست قرآں در زبانِ پہلوی

جیسے شعر بنائے گئے۔ لوگ قرآن شریف کو چھوڑ کر راگ وغیرہ کی طرف بھی لذّت کیلئے توجہ کرتے ہیں۔ مگر اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۷- قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

عرب کے عمائد واہل الرائے آپؐ کے مکارم اخلاق کے مُقر تھے۔ آپؐ نے اپنے اعلیٰ کیریکٹر کا دعویٰ بڑی تحدّی سے پیش کیا اور فرمایا فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا

تَعۡقِلُوۡنَ ۔ امین کا لقب تو آپ پا ہی چکے تھے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ ۵ صفحہ ۲۲۶)

عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ : چالیس سال کی عمر کسی بشر کے حالات کے لئے کافی ہے۔ اس میں اس شخص کی احتیاط و تقوٰی کا علم ہو سکتا ہے۔

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ : کیا تم اسکے مقابلہ سے اپنے تئیں نہیں روکتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

وَلَآ اَدۡرٰىكُمۡ بِهٖ : نہ میں تمہیں سمجھاتا یہ قرآن۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۵۸)

۱۸، ۱۹۔ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۝۱۸ وَ يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَ لَا يَنۡفَعُهُمۡ وَيَقُوۡلُوۡنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ قُلۡ اَتُنَبِّـُٔوۡنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝۱۹

لَا يُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ : یہ اپنے صدق کی دلیل دی ہے کہ میں مظفر و منصور ہوں گا اور یہ دشمن شکست یاب۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ..... يُشۡرِكُوۡنَ : اور اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پوجتے ہیں۔ جو ان کو ضرر و نفع دے نہیں سکتے۔ اور کہتے ہیں۔ یہ اللہ کے پاس ہمارے شفیع ہوں گے۔ تو کہہ کیا تم اللہ کو وہ کچھ بتاتے ہو جو وہ آسمان و زمین میں نہیں جانتا۔ وہ تمہارے شرکوں سے بلند و برتر ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ جلد اوّل حاشیہ صفحہ ۱۴۲)

۲۰۔ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخۡتَلَفُوۡا ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ

فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۰﴾

مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً : اس آیت میں اس امر کا بیان ہے کہ انبیاء و مجددین کس وقت میں مبعوث ہوتے ہیں۔ سو فرماتا ہے کہ لوگ ایک رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ یعنی غیرتِ دینی اُٹھ جاتی ہے۔ کوئی نماز پڑھے تو پڑھے۔ شراب پیئے تو پیئے یعنی جب عیسٰی بدین خود موسٰی بدین خود والا یہ کہ اپنی اپنی قبر میں پڑنا ہے۔ کے فقرے بولے جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں۔

فَاخْتَلَفُوْا : اختلاف اس وقت پڑتا ہے کہ جب مامور آجاوے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ مُنْذِرِيْنَ... .... وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ (بقرہ: ۲۱۴) اور وَلَوْلَا كَلِمَةٌ وہ کلمہ (عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ (نمل: ۷۳) اور مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ۳۴)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۱- وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۱﴾

اٰيَةٌ : وہ عظیم الشان نشان جس میں سب ہلاک ہو جاویں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۲- وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۚ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۚ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۲﴾

مَكْرٌ : تدابیر۔ جب کسی پر کوئی مشکل یا مصیبت بنتی ہے تو کئی طرح کے حیلے کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تشریح خود فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ

وَالْبَحْرِ میں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۳۔ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ حَتّٰٓى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا أَنَّهُمْ أُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

جَرَيْنَ بِهِمْ: بِهِمْ بجائے بِكُمْ۔ اس لئے کہ یہ لوگ خدا سے دوری میں پڑے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۵۸)

۲۴۔ فَلَمَّآ أَنْجٰهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾

إِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ: نادان انسان جب مشکل سے نجات پاتا ہے تو اپنی تدبیروں پر اکڑبازی کرتا ہے۔ ایک دفعہ میری ایک بہن کا بچہ پیچش سے بیمار رہ کر مر گیا۔ میں جو گھر آیا تو اس نے مجھے کہا۔ بھائی اگر تم ہوتے تو لڑکا بچ رہتا۔ میں نے کہا۔ اب ایک لڑکا ہوگا اور وہ میرے سامنے پیچش سے مرے گا تا ظاہر ہو کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کے سامنے ہماری تدبیریں ہیچ ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایسے کلمات الٰہی عظمت کے خلاف ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۵۔ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا: جوانی کے دن خصوصیت سے قابلِ توجہ ہیں۔ انکی مثال دیتا ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۷۔ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِیَادَةٌ ؕ وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

وَزِیَادَةٌ: دیدارِ الٰہی (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۸۔ وَالَّذِیْنَ كَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۸﴾

جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا: جس قسم کا کوئی گناہ کرتا ہے اسی قسم کی سزا پاتا ہے۔ یعنی جس غرض کیلئے گناہ کرتا ہے وہ غرض حاصل نہیں ہوتی۔ مثلاً کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اپنے لباس میں۔ اپنی زبان میں اپنے تعلقات میں ایک شان پیدا کرلیتا ہے۔ چونکہ یہ لوگ اپنی بڑائی چاہتے ہیں اس لئے تمام فہیم لوگ اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اسی طرح چور حصولِ مال کیلئے چوری کرتا ہے وہ ہمیشہ مفلس و نادار اور غریب رہتا ہے۔ ایک چور کا ذکر ہے کہ اس نے کسی عورت کا زیور چرا لیا۔ عورت نے دیکھ لیا۔ کچھ مدّت کے بعد وہی چور جس نے اس عورت کا زیور چرا لیا تھا۔ اس کوچہ میں گزرا تو اس عورت نے کہا۔ دیکھو مجھے خدا نے وہی زیور پھر دے دیا مگر تم ویسے ہی بھوکوں مرتے ہو۔ اس پر وہ تائب ہوا۔

اسی طرح قمار بازوں کا حال ہے۔ یہی انجام عیاشوں اور شہوت پرستوں کا ہوتا ہے کہ وہ اس لذت سے ہمیشہ کیلئے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ ان میں آتشک سوزاک۔ نامردی پیدا ہو جاتی ہے۔ شرابی اور افیونی بھی آرام نہیں پاتے۔ جو لوگ نکمے بیٹھتے ہیں آخر انہیں ذلت کے کام کرنے پڑتے ہیں یا ذلیل ہونا پڑتا ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۹۔ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۹﴾

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ: آپس میں ان کا جھگڑا کرا دیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۱۔ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۱﴾

هُنَالِكَ تَبْلُوْا : ظاہر ہوئے گا۔ جیسے يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (طارق : ۱۰)
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۲۔ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ : یہ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ کا ثبوت دیتا ہے۔ چنانچہ اپنے احسان بیان فرمائے رزق موجب زندگی ہے اور سمع و بصر لطفِ زندگی۔

مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ : انڈوں سے چوزے اور مرغی سے انڈے۔ گندوں سے نیک اور نیکوں سے گندے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۴۔ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ : کیونکہ مسلمان کے معنے ہیں جو نیک نمونہ ہو۔ جو اللہ کا فرماں بردار ہو جس کا مسلک صلح و آشتی ہو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۶۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۚ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۚ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾

فَمَالَكُمْ : اس کے آگے قِف ہے ۔ اس بات کا اشارہ ہے کہ خوب سوچو ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۸ - وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۸﴾

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں نبی کریمؐ کی نبوت کے بارے میں ثبوت دیئے ہیں۔ پہلے تو فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ یہ بے کس و بے بس ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کا بھیجنے والا عرش کا مالک ہے۔ درمیان میں ایک بات آگئی کہ ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ یہ راست باز ہے یا منافقانہ طور سے کہتا ہے۔ واقعی یہ سوال اہم ہے کیونکہ ہر کارخانے میں ایک کارخانہ جھوٹ کا بھی ہوتا ہے اور مصنوعی اور اصلی شئے میں تمیز کرنے سے بعض عقلیں عاجز آجاتی ہیں۔ ایک دفعہ ہم نے ایک رقعہ لکھا اور ایک اس قسم کے مدعی سے کہا۔ اس کا جعل بنادو۔ ہم نے اپنے رقعہ میں ایک باریک نقطہ لگادیا۔ جب وہ جعل بنا کر لایا تو بعینہٖ وہ نقطہ اس میں بھی تھا اور یہ تمیز نہ ہوسکتی تھی کہ اصل کون سا ہے۔

راست بازوں کی پہچان کے متعلق ہم کو تو بہت سی آسانیاں ہیں کیونکہ اس سے پہلے کئی نبی اور صادق ہو چکے ہیں۔ جھوٹے اور سچے کی تمیز کے لئے کئی معیار ہیں ان میں سے ایک کا بیان فرماتا ہے۔ ایک تو یہ کہ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ : اگلی کتب میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ اس پر صادق آتی ہیں۔ حضرت نبی کریمؐ کے بارے میں ایک پیشگوئی جو استثناء باب ۱۸ میں ہے۔ جس کی تفصیل "فصل الخطاب" میں ہے پھر انجیل میں خدا کی بادشاہت کا بار بار ذکر ہے جس سے مراد اسلام ہے۔ کیونکہ مسیحؑ کو حکومت حاصل نہیں ہوئی۔

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ :۔ بائبل میں بہت سے مسئلے ہیں مگر بغیر دلیل اور مختصر چنانچہ عیسےٰؑ سے ایک گروہ یہود نے (جو منکر قیامت ہیں اور فریسی کہلاتے ہیں) کسی نے قیامت کی نسبت سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ تورات میں لکھا ہے کہ میں ابراہیم اور اسحاق کا خدا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

پس اگر وہ مُردے تھے نہیں تو "خدا ہوں" کیسے ٹھہرا۔ مگر اب قرآن شریف کو دیکھو کہ اس نے قیامت و

حشر کے دلائل اور حالات کس تفصیل سے دیئے ہیں۔ ایسا ہی جناب الٰہی کی ذات کے متعلق توراۃ میں اختصار ہے اور خدا کے مجسم ہونے کی نسبت کچھ اس قسم کا بیان ہے کہ اسکی غلط فہمی سے مسیحؑ کو خدا بنا دیا ہے مگر خدا نے قرآن شریف میں اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ ان دو۲ ثبوتوں کو پیش کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ اس سے لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر ایک اور ثبوت لو وہ یہ کہ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (بقرۃ: ۲۴) اس کی مثل ایک سورت تو بنا لو اگر ایک شخص واحد کوئی کلام بنا سکتا ہے۔ تو کئی شخصوں کی مجموعی قوت ضرور بنا سکتی ہے۔ جب ایسا نہیں کر سکتے تو صاف ثابت ہوا کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ولنعم ما قیل ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز ؎ تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

یہ قرآن اللہ کے سوا اور کا بنایا ہوا نہیں۔ لیکن تصدیق ہے اس کتاب کی جو اس کے آگے ہے۔ عیسائی علماء نے عدم فہمیٔ قرآن سے تصدیق و مصدق کو جو قرآن میں جابجا آیا ہے کچھ اور سمجھ کر خامہ فرسائی کی ہے۔ اصل مطلب یہ ہے کہ موسیٰؑ نے پیشینگوئی کی کہ میرے مثل ایک نبی پیدا ہوگا۔ اور خدا کا کلام اس کے منہ میں ڈالا جائے گا۔ اور یہ خبر اپنے وقوع کی محتاج تھی۔ ضرور تھا کہ موسیٰؑ کی پیشینگوئی پوری ہو۔ پس آنحضرتؐ کے وجودِ مبارک اور قرآن کریم نے اس کو پورا کر دیا۔ اب موسیٰؑ کی پیشینگوئی کی تصدیق ہوگئی۔ پس تصدیق و مصدق کے لفظ کے یہی معنی ہیں۔ اب اگر قرآن کو سچا نہ مانیں اور آنحضرتؐ کو حضرت موسیٰؑ کا مثیل ہونا تسلیم نہ کریں۔ باایں کہ آپؐ نے یہ دعویٰ بڑے زور سے کیا اور خدا نے انہیں کامیاب کیا۔ تو کتب مقدسہ کی اقدم و اعظم کتاب توریت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ آگے اختیار ہے۔

(فصل الخطاب (ایڈیشن دوم) حصہ دوم صہ ۹۲)

یاد کرو۔ دونوں شہر سے نکلے۔ مگر مظفر و منصور کون ہوا اور ہلاک کون ہوا؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۲۔ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۲﴾

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ : باوجود ان حجج باہرہ کے پھر بھی جھٹلائیں تو اور ثبوت لو۔ وہ یہ کہ تم بھی اپنا کام کر رہے ہو اور میں بھی۔ دیکھیں کہ خداتعالیٰ کس کا حامی ہوتا ہے اور خداتعالیٰ کی قولی شہادت کے علاوہ فعلی شہادت کس کے حق میں ہوتی ہے۔

میں نے اپنے نزدیک ایک معیار رکھا ہے جو اس آیت سے نکلتا ہے۔ بہت ہی مُتَّقِی الطبع ہو کر خیرات وصدقہ واستغفار کر کے بالاستقلال دعا مانگے تو کبھی دھوکے میں نہیں رہتا۔ میں نے بارہا اس اصل سے مدد لی ہے۔ یعنی ان شرائط سے دعا کرتا ہوں۔

دینیات کے محکمہ کا آفیسر جبرئیل ہے۔ دنیا کے محکمہ کا آفیسر میکائیل ہے۔ اور اموات کے محکمہ کا آفیسر عزرائیل ہے اور جہات کے محکمہ کا آفیسر اسرافیل ہے۔ جو کام ہوتے ہیں وہ انہی کی معرفت ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان چاروں کے نام اندر سے لیتا ہوں اور یوں کہتا ہوں۔ ربّ۔ دوم لَاحَوْلَ کی کثرت۔ سوم۔ الحمد۔ چہارم خیرات دیتا ہوں۔ پنجم عاجزی سے نماز کے اندر دعا مانگتا ہوں۔

ایک وعدہ ہوتا ہے اور ایک وعید۔ دونوں میں فرق ہے اگر کسی سے کہیں۔ تم ہمارا یہ کام کر دو تو ہم تمہیں دس روپے انعام دیں گے اور اگر کہیں کہ یہ کام نہ کرو گے تو سزا پاؤ گے۔ وعدہ ہوتا ہے کسی کو انعام دینے کیلئے۔ اور جو نارضامندی کے ظاہر کرنے کیلئے بات کی جاوے یا سلوک کیا جاوے۔ اسے وعید بولتے ہیں۔ اس وعدہ وعید کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عربی زبان میں یہ مشہور ہے۔ اِنِّیْ اِذَا وَعَدْتُهٗ أَوْ اَوْعَدْتُهٗ مُنْجِزُ وَعْدِیْ وَمُخْلِفُ اِیْعَادِیْ۔ جس سے معلوم ہوا کہ وعید کے خلاف کرنے کا نام جرم نہیں۔ پس اگر کسی کو ہم وعید کریں اور پھر اسے سزا نہ دیں تو کوئی یہ نہ کہے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اسی بناء پر وعید سے درگزر کرنے کا نام کرم اور رحم ہے۔ وعید کی پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹؍دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۷﴾

نَعِدُهُمْ : جن باتوں کے لئے ہم نے تیرے لئے ان مخالفین کو وعید کیا وہ یا تو دکھادیں گے یا ہم تجھے وفات دے دیں گے۔

ایک اور بات ہے وعدہ۔ اس میں تین شان ہیں۔ کسی لڑکے کو ہم نے کہا کہ اگر تم فلاں عمر میں پاس ہو جاؤ تو ہم تمہیں لطیف کوٹ دیں گے۔ اب اس کے پاس ہونے میں اگر ہم بجائے کوٹ کے یہ کہہ دیں کہ ہم ایم اے کی تعلیم تک کے اخراجات اپنے ذمہ لیتے ہیں تو اسے وعدہ کا اخلاف نہیں کہیں گے۔ وعدہ کی پیشگوئیاں ترقی کے رنگ میں آجاتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسے کہہ دے کہ ایم اے تک کیا بس تم تو اب ہمارے ہو گئے اور ہم تمہارے۔ یہ اعلیٰ درجہ کا انعام ہے۔ جس کے ساتھ کوئی انعام لگا نہیں کھا سکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس چیز کے بدلہ میں کوئی اور چیز دے دی جائے مثلاً کوٹ کا وعدہ ہے۔ مگر ضرورت دیکھ کر اسے رضائی و توشک دیدیں۔ صورت میں تو اختلاف ہو گیا مگر نفسِ وعدہ میں اختلاف نہیں ہوا

ایک اور غلطی ہے کہ پیشگوئیاں معیارِ صداقت ٹھہریں۔ دنیا میں پیشگوئی خدا کا قول ہے۔ جیسا کہ اس کا قول سچا۔ فعل بھی سچا ہوتا ہے۔ کاشتکاروں کو دیکھو کہ جب ایک دفعہ انہوں نے گیہوں کے ایک دانے کے بہت سے دانے ہوتے دیکھے تو پھر بیج بو کر کہہ دیتے ہیں کہ اب ہماری فصل پک جاوے گی۔ یہ گویا خدا کے ایک فعل کی بناء پر پیشگوئی کی ہے۔ اسی طرح جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں بجے کی گاڑی پر آجاویں گے۔ یا ہم ایف اے بی اے کر لیں گے تو یہ ایک طرح کی پیشگوئیاں ہیں۔ مگر ممکن ہے جیسا کہ امید کی گئی ہے۔ یہ بات پوری نہ ہو۔ کوئی درمیانی حادثہ پیش آجاوے۔ تاہم کہنے والے کو جھوٹا نہ کہیں گے ورنہ بعض دفعہ ان درمیان میں پیش آنے والی باتوں کی بناء پر لوگ کام چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ کثرت کی بناء پر فیصلہ ہوتا ہے اور کثرت پر اعتبار کیا جاتا ہے۔

پس معیارِ صداقت کثرت و قلت کی بناء پر ہے۔ دیکھو لوگ مجھے طبیب اور تجربہ کار سمجھتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ سب بیمار میرے ہاتھ سے شفا پاگئے۔ جب ایسا نہیں ہوتا تو پھر لوگ کیوں میری طرف رجوع کرتے ہیں۔ کثرت کی بناء پر۔ پس تمام پیشگوئیوں کا انہی الفاظ میں پورا ہونا ضروری نہیں۔

اعتراض کیا جاتا ہے کہ قول میں کیوں اختلاف ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ فعل الٰہی میں کیوں اختلاف ہوتا ہے اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات تنزل ترقیات کیلئے ہوتا ہے بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ کے معنی اس تشریح سے سمجھ میں آجائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ : یہاں تک ہم روح قبض کر لیں گے تیری۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۹ ستمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۵۸)

۴۸۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ

قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۸﴾

ہر ایک گروہ کے لئے ایک رسول ہے۔ جب وہ رسول ان کا آتا ہے تو ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ (نورالدین ایڈیشن سوم ص۷۶)

۴۹، ۵۰- وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۚ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو؟ تو کہہ۔ میں تو اپنی جان کیلئے نفع اور ضرر کا مالک نہیں۔ مگر جو کچھ چاہے اللہ۔ ہر ایک گروہ کیلئے وقت اور معیاد مقرر ہے۔ جب ان کا وقت آجاتا ہے اُسے ایک گھڑی پیچھے نہیں کر سکتے اور نہ اس گھڑی کو آپ آگے لا سکتے ہیں۔

(نورالدین ایڈیشن سوم ص۷۶)

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ .... یہ تو ایک پیشگوئی ہے اور اس میں جناب الٰہی نے بتایا ہے کہ ہر قوم کیلئے ایک شخص اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا آیا کرتا ہے۔ جب وہ آتا ہے تو لوگ اس کے موافق بھی ہوتے ہیں اور مخالف بھی۔ آخر دونوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخاطبین کو سناتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ اگر تم اس پیشگوئی کے کرنے میں صادق ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ اس پر خدا تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ یوں جواب دو کہ میں خود نفع پہنچانے اور ضرر دینے کا مالک نہیں کہ میں وقت بتادوں۔ ہاں اللہ ہے۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی ٹل رہتا ہے۔ ہر ایک کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔ اس میں کم و بیش نہیں ہوا کرتا۔

(نورالدین ایڈیشن سوم ص۷۵-۷۶)

۵۵- وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۗ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

الْعَذَابَ ۚ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ: ندامت کو ظاہر کریں گے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۸)

۵۸۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَ هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

هُدًى: بیمار کیلئے پہلے ازالۂ مرض کی ضرورت ہوتی ہے پھر قوت کی۔ قرآن مجید روحانی امراض کو دور کر کے ترقیات کیلئے قوت دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۱۔ وَ مَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾

یہ بات چلی ہوئی تھی کہ معیارِ صداقت کیا ہے۔ انبیاء اور انکے اتباع کا یہ قاعدہ ہے کہ ان کو کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو خاموش رہتے ہیں۔ ایک تاریخی واقعہ یاد آیا کہ ایک عالم سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو وہ خاموش رہے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ پھر اب کس سے پوچھیں؟ انہوں نے کہا تم ایک مسئلہ کے نہ جاننے سے گھبراتے ہو حالانکہ کس قدر میری لاادریاں[1] ہیں۔ پس یہ بھی معیارِ صداقت ہے کہ راست باز اپنی اٹکل بازی سے کچھ چیزوں کو حلال یا حرام نہیں ٹھہراتا۔

لَذُوْ فَضْلٍ: وہ اپنے فضل سے حرام و حلال بتا دیتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

---

[1] جمع لَا اَدْرِيْ: میں نہیں جانتا۔ مرتب

۶۲۔ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝

ایک اور معیارِ صداقت بتاتا ہے۔ تم نے سنا ہوگا کہ حضرت عمرؓ بڑے رعب والے تھے۔ حضرت علیؓ نے کوفہ میں جاکر جب بہت سی مشکلات دیکھیں تو ابن عباسؓ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے پہلے لوگوں کو اتنی جرأت نہ ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا۔ ابن عباس! تم ہی کہو۔ جب تم آذربائیجان میں تھے تو عمرؓ کی نسبت کیا خیال کرتے تھے۔ وہ بولے کہ میں تو ایسا سمجھتا تھا کہ ایک جبڑا تو ان کے ہاتھ میں ہے اور دوسرے پر پاؤں رکھا ہوا۔ چاہیں تو ابھی چیر دیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا۔ کیا تم میرا بھی رعب ایسا مانتے ہو؟ غرض ان خلفاء راشدین کے وقت کے جلال اور شوکت پر نظر کرو۔ پھر دیکھو کہ ایسے بارعب آدمیوں کو بھی مارنے والے نے سرِ مجلس مار دیا۔ حضرت عثمانؓ کا پانی تک بند کر دیا۔ قتل بھی کیا۔ انکی چلتی پرزہ قوم کی کچھ پیش نہ گئی۔ حضرت علیؓ کی شجاعت نے بھی کچھ کام نہ دیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں تھے کہ چاروں طرفوں سے دشمنوں کا نرغہ تھا۔ پھر بھی کوئی آپؐ کے قتل پر کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپؐ نے خیمہ سے سر نکال کر باہر دیکھا کہ کوئی پہرہ دے رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم چلے جاؤ پہرہ کی ضرورت نہیں اس حفاظت کا ذکر وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ آیت میں فرماتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۳،۶۴۔ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝

إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ: اب اولیاء اللہ کے نشان بتاتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ان کو خوف نہیں ہوتا کہ ہم ناکام رہیں گے۔ نہ حزن ہوتا ہے کہ ہمیں یہ نقصان پہنچے گا۔ حضرت عمرؓ و علیؓ کے قتل سے بھی اسلام کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے مقبوضات ابھی تک تیرہ سو برس سے مسلمانوں کے قبضہ میں چلے

آتے ہیں۔ کربلا کا واقعہ جو پیش کرتا ہے۔ اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہاں کے حامیِ ظالمین کا نام و نشان تک نہیں۔ اور جو وہاں شہید کئے گئے۔ ایک دنیا میں ان کا ڈنکا بج رہا ہے۔ سید تو ہر گاؤں میں ملیں گے۔ مگر کوئی نہیں ملے گا جو اپنے تئیں یزید کی اولاد سے کہے بلکہ نام بھی یزید ہو۔ عموماً بچے تک کا یہ نام نہیں ہوتا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ: یہ ولی اللہ کی تعریف ہے۔ ایمان لائے اور پھر تقویٰ میں ترقی کرتا رہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۵- لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۵﴾

لَهُمُ الْبُشْرٰى: ضرور ہے کہ وہ دنیا میں بھی مبشرات (الہامات) سے مشرف ہوں اور اس دنیا میں وہ آخرت کی زندگی کا جلوہ دیکھیں۔

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ: خدا کی باتیں اٹل ہوتی ہیں۔ عیسائیوں نے یہاں دھوکہ کھایا ہے وہ کہتے ہیں کہ کلام اللہ میں تحریف نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس سے مراد یہ ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى کی پیشگوئیاں ضرور واقع ہوتی ہیں۔ اور ان کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ پر اعتراض کیا ہے "اگر کلمات سے مراد قانونِ قدرت ہے تو قرآن میں خلافِ قانونِ قدرت کیوں؟...... اگر آیات ہیں تو نسخ کیوں؟ محقق کتنے ہی احکام قرآن سے دکھلا سکتا ہے جو پہلے جائز کئے اور پھر ممنوع۔ شراب پہلے حرام نہیں کیا پھر حرام کیا۔ اسی طرح بیت المقدس قبلہ رکھا۔ پھر نہ رہا۔"

الجواب: جس کو تم قانونِ قدرت کہتے ہو اس کے خلاف بھی قرآن کریم میں ایک کلمہ نہیں مگر یہ یاد رہے کہ قانونِ قدرت میں تمہیدیاں، خیالی فلسفہ پیش نہ کرنا۔ سائنس کے خلاف کچھ دکھاؤ! اور نسخ بمعنے ابطال حکم بھی۔ قرآن کریم میں قطعاً نہیں! کیا معنی؟ قرآن کریم میں کوئی ایسا حکم موجود نہیں جس پر کسی زمانہ میں قوم کو عملدرآمد کرنا ضرور تھا اور اب اس پر عملدرآمد کرنا کسی طرح جائز نہ ہو بلکہ قطعاً ممنوع ہو۔ مثلاً بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم جس آیت میں ہو وہ آیت قرآن کریم میں تو قطعاً موجود نہیں۔ اسی طرح ایسی آیت بھی نہیں اور قطعاً قرآن کریم میں نہیں کہ جس میں لکھا ہو۔ شراب حلال ہے تم پیا کرو وہاں یہ بات

ہے کہ شراب پہلے ہی حرام کیوں نہ کیا۔ دیر کے بعد کیوں حرام کیا۔ مگر اس میں نسخ کس حکم موجود فی القرآن کا ہوا؟ نزولِ ارشادات آخر تدریجاً ہوا کرتا ہے۔ کیا وید کے تمام احکام بلا کسی ترتیب کے یکدم رشیوں نے سمجھے تھے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! آپ تو کہتے ہیں کہ محقق کتنے احکام نکال سکتا ہے کہ پہلے جائز کئے پھر ممنوع۔ ہاں مجھے تو کوئی آیت ایسی معلوم نہیں جس سے یہ پایا جائے کہ فلاں حکم جائز یا ضروری ہے۔ پھر بعینہٖ اسی حکم کو کہا گیا ہو کہ یہ حکم ممنوع ہے۔ نہیں۔ نہیں!! اور ہرگز نہیں! ہم کو ہمارے قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ فلاں حکم جو فلاں آیت میں ہے اب قطعاً منسوخ ہو گیا۔ ہمارے ہادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ فلاں حکم قرآن اب منسوخ ہے۔ آپؐ کے پاک جانشینوں ابوبکرؓ و عمرؓ...... نے بھی نہیں فرمایا کہ فلاں حکم قرآنی اب منسوخ ہے۔ اس پر بالکل عمل درست نہیں!

نسخ کے معنے اگر ابطالِ حکم کے ہیں کہ قرآن میں ایک حکم موجود ہوا اور وہ منسوخ ہو گیا ہو تو ایسا حکم بھی مجھے ہرگز معلوم نہیں! اگر کسی کو اس کے خلاف دعویٰ ہو تو ثبوت دے! قرآن کریم حسب ارشادِ الٰہی اِکمال کیلئے آیا ہے۔ جیسے اللہ نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (مائدہ: ۴) پس وہ حقائقِ ثابتہ کے ابطال کیلئے نہیں آیا۔ بلکہ اثباتِ حقائق کی خاتم الکتب ہے!! (نور الدین صفحہ ۲۴۷-۲۴۸)

۶۶۔ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۶

قَوْلُهُمْ۔ مخالفین عجیب عجیب طرح سے حقارت کے کلمات بولتے ہیں۔ مگر آخر سب جھوٹے نکلتے ہیں۔ نوحؑ کے ساتھیوں کو کہا گیا هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ (ھود: ۲۸) فرعون نے بھی کہا کہ ان کی قوم ہماری غلام ہے (مومنون: ۴۸) پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہم پر برتری چاہتا ہے۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ اولیاء اللہ اپنی عزت نہیں چاہتے۔ وہ تو خدا کا جلال اور خدا کی عزت کے طالب رہتے ہیں ان لوگوں میں ریاء کا نام تک نہیں ہوتا۔ حضرت صاحب سے ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب نے پوچھا حضرت آپ کو بھی کبھی ریاء آیا ہے۔ فرمایا۔ تم اگر مویشیوں میں نماز پڑھو تو تمہیں ریاء آتا ہے؟ کہا نہیں فرمایا پس عام مخلوق خدا کے برگزیدوں کی نظر میں مویشیوں سے بھی کم ہے۔ (ریاء کیسا) پس عزتیں تو خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ کیونکہ آسمان و زمین اسی کا ہے۔ ان کے تحقیر آمیز کلمات کا کچھ خیال نہ کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۸۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۸﴾

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ ؛ رات کے وقت سونے میں بادشاہ وفقیر یکساں ہو جاتے ہیں مگر جب دن چڑھتا ہے۔ تو پھر امتیاز شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نبی سراج منیر ہے۔ اس کے ظہور کے وقت سعید و شقی میں تمیز ہونے لگتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۹۔ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾

انہوں نے کہا۔ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے وہ پاک غنی ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے۔ اُسی کا ہے ایسی باتوں کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ کیا اللہ پر باتیں بناتے ہو جن کا تم کو علم نہیں۔

مسیح علیہ السلام کو خدائے مجسّم ماننے والوں نے دو دعوے کئے ہیں۔ اوّل یہ کہ مسیح خدا تھے اور دوّم یہ کہ مسیح انسان تھے۔ کیا معنے؟ مسیح جامع الوہیت و انسانیت تھے۔ مسیح کا انسان ہونا تو حسب نشان آیت اولیٰ و ثانیہ امر مسلّم ہے کیونکہ مسیح بھی رسولوں میں سے ایک رسول تھے۔ اگر انہوں نے معجزے دکھائے تو اسی قسم کے نشانات حضرت موسیٰؑ اور ایلیاؑ اور الیسعؑ وغیرہ نے بھی دکھلائے۔ مسیح کی ماں تھی اور وہ دونوں کھاتے پیتے تھے۔ ہاں خدا ہونے کی دلیل چاہیئے۔ قرآن نے بھی کہا ہے۔ تمہارے پاس کوئی دلیل مسیح کے خدا ہونے پر نہیں تو پھر کیوں مدعی الوہیت مسیح ہوئے ہو؟ چنانچہ آیت بالا کے مضمون سے واضح ہے۔ (ابطال الوہیت مسیح صفحہ ۲-۳)

۷۰۔ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۷۱﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ ؛ یہ سب سے اعلیٰ معیار صداقت ہے کہ مفتری کامیابی کا منہ نہیں دیکھتا

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹؍دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۲- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۲﴾

کئی ایک تاریخوں میں مَیں نے پڑھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دنوں میں مکہ میں بود و باش رکھتے تھے۔ آپ نے مخالفین کی ایذا رسانی کے مقابلہ میں کچھ نہ کیا۔ مگر مدینہ جاتے ہی جب جتھا ہو گیا تو لڑائی شروع کر دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ نبی جتھے کے منتظر رہتے ہیں۔ تین طرح سے اسکی تردید ہوگی۔ ایک جگہ فرمایا۔ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ (نساء : ۸۵) اور مومنوں کیلئے صرف حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ (نساء : ۸۵) فرمایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ عاطفت میں بارہ ہزار تھی جب آپؐ غزوۂ حنین کو جا رہے تھے کسی کو خیال اٹھا کہ اب ہم اتنے ہزار ہیں ہمارا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ وہاں آیتیں نازل ہوئیں۔ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ (توبہ : ۲۵) چنانچہ یہ کہنا تھا کہ ہوازن کے سو آدمیوں نے شکست دی اور اس وقت صحابہؓ کی یہ حالت ہوئی۔ وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (توبہ : ۲۵) بھاگنے کی بھی جگہ نہ رہی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خچر پر سوار تھے۔ جب دیکھا کہ لوگ پیٹھ پھیرے بھاگتا رہے ہیں تو حارث کو کہا کہ باگ چھوڑ دو اور ایسے خطرے کے وقت میں فرمایا۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپؐ کو جتھے کی پرواہ نہ تھی۔ تیسری بات وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ : ۶۸) کا نزول ہے جس پر آپؐ نے پہرہ دینے سے منع کر دیا۔ ایسا ہی اس رکوع میں

حضرت نوحؑ کے حالات پر غور کرو کہ اکیلا شخص پکارتا ہے فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ (یونس:۷۲) کیا اس کلام کو پڑھ کر شک بھی رہ سکتا ہے کہ نبیوں کو جتھوں کی پرواہ ہوتی ہے۔ پھر حضرت موسیٰ کے واقعات پر غور کرو کہ جب آگے دریائے نیل تھا اور پیچھے فرعون کی فوج۔ اس وقت اصحاب موسیٰ نے کہا اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (شعراء:۶۲) مگر حضرت موسیٰؑ کس اطمینان سے کہتے ہیں کہ كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (شعراء:۶۳) پس مکہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر اس لئے تھا کہ یہ لوگ کسی طرح سمجھ جاویں۔

كَبُرَ: بڑا لگتا ہے۔ فَعُلَ کا وزن ایسے ہی معنوں کے لئے مخصوص ہے۔

عَلَيْكُمْ غُمَّةً: چھپ چھپ کر نہ کرو بلکہ کھلم کھلا مخالفت کرو۔ کھلے بندوں زور لگاؤ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

میرا بھروسہ خدا پر ہے۔ تم سب جمع ہو کر جو حیلہ چاہو کر لو۔ اور ایسا کرو کہ تم کو اپنی کامیابی میں کوئی شک و شبہ نہ رہے اور کوئی مفر میرے لئے نہ رہنے دو۔ پھر دیکھ لو کہ تم ناکام اور میں بامراد ہوتا ہوں کہ نہیں۔ پس ایسے ایسے موقعوں پر خدا تعالیٰ اپنے مرسلوں کے دشمنوں کو بے دست و پا کر کے بتاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا محافظ ہوں کہ نہیں اور یہ ہمارا مرسل ہے کہ نہیں۔ غرضیکہ انبیاء کی بعثت میں ایک سر ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ سے الٰہی تصرف اور اقتدار کا پتہ لگتا ہے۔ (الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲)

۷۴۔ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۴﴾

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا: پس نبیوں کو تو اپنے مولیٰ کا بھروسہ ہوتا ہے حضرت نوحؑ کی ایک دعا لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح:۲۷) کام کر گئی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۶۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۹﴾

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى : موسیٰؑ کی طاقت تو یہ تھی کہ ایک آدمی مرگیا تو وہاں سے بھاگ نکلے۔ تلاشی ہونے لگی تو صندوق میں ڈالے گئے۔ آخر اس موسیٰؑ نے فرعون پر فتح پائی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۴۔ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۚ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۴﴾

بنی اسرائیل ایک روایت کے مطابق ۲۱۵ سال اور بروایتے چار سو سال فرعون کے ظلم میں گرفتار رہے۔

يَفْتِنَهُمْ : ایسے چکر میں نہ ڈالیں کہ ہماری کمزوریاں ظاہر ہو جاویں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۶۔ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا : مومن تمام مشکلات کا مقابلہ دُعا سے کرتا ہے اور اسی سے کامیاب ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۸۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ

قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۔ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

اَنْ تَبَوَّاٰ : مختلف علاقوں سے اکٹھے ہو کر سب مصر میں اپنا گھر بنالو۔

وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً : بچپن میں ایک عیسائی نے مجھ پر اعتراض کیا کہ اس کے معنی ہیں اپنے گھروں کو قبلہ رُخ بناؤ۔ اب تم بتاؤ کہ موسیٰؑ کو تمہارے قبلہ کی کیا ضرورت تھی۔ دوم یہ ثابت کرو کہ ان کا بھی کوئی قبلہ تھا۔

میں نے اس وقت لُغات کی کتاب کو دیکھا تو معلوم ہوا۔ قِبْلَةً کے معنی مُتَقَابِلَةً ہیں۔ پس میں نے اسے بتایا۔ ان کو یہ حکم ہوا کہ اپنے گھروں کے دروازے ایک دوسرے کے مقابلہ پر بناؤ تاکہ خطرہ کے وقت ایکدوسرے کے کام آسکو۔ وہ وقت تو یوں گزر گیا۔ پھر خدا نے میری معرفت بڑھائی اور میں نے توریت میں پڑھا کہ حکم دیا گیا کہ تم قربانی کے خون کے نشان اپنے گھروں کی چوکھٹوں پر لگا دو تاکہ عذاب کے فرشتے ان کو پہچان لیں۔ میں نے کہا کہ کیا فرشتے بغیر اس کے پہچان نہ سکتے تھے؟ یہ تو اس پر اعتراض کیا اور معنے یہ کئے کہ اب تم اپنے گھروں کو قربان گاہ بنالو اور خون کے نشان لگنے سے ان کے گھر امن کے گھر بن گئے۔ اس لئے بھی ان کو قبلہ کہا گیا۔ چوتھے معنی یہ ہیں کہ نمازیں بھی اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ ردسمبر ۱۹۰۹ء)

قبلہ یہود وہ جگہ تھی جہاں وہ قربانی کرتے تھے اور فسح کی رسم ادا کرتے اور عبادت کرتے تھے۔ دیکھو میزان الحق صـ۲۲ـ۔ پھر یروشلم یہودیوں کا قربان گاہ اور عبادت گاہ تھا اور خدائے تعالیٰ وہاں اپنے تئیں ایسا ظاہر کرتا تھا کہ گویا اس جگہ میں رہتا تھا۔

انجیل لوک ۲ باب ۴۱ سے ۴۲ تک۔ اُس (مسیح) کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم کو جاتے تھے اور جب وہ بارہ برس کا ہوا۔ وے عید فسح کے دستور پر یروشلم کو گئے۔

خروج ۳۴ باب ۲۳۔ اور استثناء ۱۶ باب ۱۶ میں بھی ایسی ہی باتیں لکھی ہیں۔ اب اس سے واضح ہو گیا کہ یہ نشانات اور یہ حقیقت قبلہ یہود کی تھی۔

اب خروج ۱۲ باب ۳ سے ۷ تک اور ۲۲ سے ۲۴ تک دیکھ ڈالو۔ اس میں لکھا ہے کہ اسرائیلیوں کے سارے گروہ سے یہ بات کہو کہ اس مہینے کے دسویں دن ہر ایک مرد اپنے اپنے گھر باپ دادوں کے گھرانے کے مطابق ایک برہ گھر پیچھے اپنے لئے لے اور شام کو ذبح کرو اور اس کا چھاپا دروازے پر لگاؤ۔

باب ۲۳ میں ہے۔ خداوند دروازے سے گزرے گا اور ہلاک کرنے والے کو نہ چھوڑے گا کہ تمہارے گھروں میں آکے تمہیں مارے اور خداوند کا یہ بھی حکم تھا کہ گھر سے باہر نہ نکلیں اور یہ رسم گھر کے اندر ہی ادا ہو۔

یہی مطلب قرآن کا ہے کہ گھروں کو قبلہ بناؤ یعنی یہ رسم گھروں ہی میں ادا کرو۔ ..... اہلِ اسلام کے نزدیک قبلہ وہ جگہ ہے جہاں قتل کا امن ضروری ہو اور جس پر خاص خداوندی نظر ہو۔ چنانچہ دیکھو بیت اللہ کی نسبت جو اہلِ اسلام کا قبلہ ہے۔ قرآن میں حَرَمًا آمِنًا وارد ہوا ہے۔ اس لئے کہ وہاں قتلِ نفس حرام ہے۔ اس طور پر بھی قبلہ کہنا ٹھیک ہے۔ کہ فرشتے نے بنی اسرائیل کے گھروں کو امن دیا اور فرعون کے پلوٹھے مار ڈالے۔

قبلہ کے معنی متقابلہ کے بھی ہیں۔ یعنی آمنے سامنے۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ اپنے اپنے گھر ایک دوسرے کے سامنے بناویں اور مصلحت اس میں یہ تھی کہ رات کو نکل جانے کیلئے اچھا موقع ملے۔ دیکھو گنتی۔

(فصل الخطاب حصہ اول (طبع اول) ص۳۰، ۳۱)

۸۹۔ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٨٩﴾

فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ: انبیاء بہت رقیق القلب ہوتے ہیں۔ مگر جب حجت پوری ہو چکتی ہے تو پھر وہ بڑے سخت ہو جاتے ہیں۔ ایک وقت ان کے مومن بننے کی کوشش فرمائی جاتی ہے۔ دوسرے وقت میں کہا کہ ایمان لانے کی توفیق ان سے چھین لے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ: اے رب ان کے مالوں پر جھاڑو پھیر دے اور ان کے دل سخت کر دے۔ پس وہ ایمان نہ لاویں جب تک درد دینے والا عذاب نہ دیکھ لیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۹ ص۳۵۷)

ۃ سے ہوگا۔ واللہ اعلم۔ مرتب۔

حضرت موسیٰؑ ... کی تمام قوم غلام تھی مگر ایک آواز سے سب کام کروالیا۔ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ۔ نبیوں کو۔ خدا کے پاک لوگوں کو جتھوں کی کیا پرواہ ہے۔ انبیاء کے نزدیک ایسا خیال شرک ہے۔ میں تمہیں دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ تم یوں سمجھو کہ دعاؤں کیلئے پیدا کئے گئے اور یہی دعائیں تمہارے سب کام سنواریں گی۔

(بدر ۴ر نومبر ۱۹۰۹ صفحہ ۱)

۹۰۔ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۰﴾

فَاسْتَقِيْمَا ، اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا کے باوجود یہ دو شرطیں ظاہر کرتی ہیں کہ عذاب کا وعدہ ٹل بھی جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۱۔ وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ، حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ، قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾

فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا ، فرعون موسیٰؑ کے تابع نہ تھے۔ پس بغاوت صرف اپنے حاکم سے نہیں ہوتی۔ (تشحیذالاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۸)

۹۳۔ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ، وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا

لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۳﴾
لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً : اس زمانہ میں اس کی لاش نکلی ہے۔ یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۴۔ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۴﴾

اللہ کا کوئی بندہ تو بہت شکر پاتا ہے۔ مگر افسوس بعض لوگ اپنے علم و فضل پر نازاں ہوتے ہیں بعض اپنی قومیت پر۔ بعض جتھے پر۔

بنی اسرائیل کو مصر میں پہلے سب باتیں حاصل تھیں۔ جتھا بھی تھا۔ قومیت بھی۔ علم و فضل بھی جب اللہ تعالیٰ سے تعلق منقطع ہوا تو یہ سب باتیں کسی کام بھی نہ آئیں۔ وہ غلام بنائے گئے۔ ان سے اینٹیں پکوانے کا کام لیا گیا۔ بلکہ یہ بھی حکم ہوا کہ اس کا سامان بھی یہی مہیا کریں۔ پھر جب ان کو خدا یاد آیا تو خدا بھی ان پر متوجہ برحمت ہوا۔

صِدْقٍ : عربی زبان میں صدق مضبوط جگہ کو کہتے ہیں۔
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : وہ دن بھی ہوتا ہے جس دن انسان مرے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۵۔ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـــَٔـلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاۗءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۵﴾

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ : یعنی اے شک کرنے والے اگر تو شک میں ہے۔ عربی زبان کا

قاعدہ ہے کہ فعل سے فاعل مشتق ہو جاتا ہے۔

پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل میں پڑھیئے کہ فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا (بنی اسرائیل ۲۴) حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم تھے۔ پس وہ مخاطب نہیں ہیں۔ اگر یہاں مِمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ آیا ہے تو اس سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ثابت ہوگی۔ کیونکہ سورۃ اعراف میں ہے۔ اتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اعراف ۴)

تَكُوْنَنَّ: اے مخاطب نہ ہو شک کرنے والوں سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء نیز تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۹)

۹۹ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۹﴾

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ: عرب میں بھی ایک امن کی بستی حَرَمًا اٰمِنًا (قصص: ۵۸) اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (قریش: ۵) اس کو سمجھنا ہے کہ ایمان لائے۔ یونس کی قوم کی طرح فائدہ اٹھائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۰۔ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۚ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۰﴾

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ: اگر اللہ چاہتا تو انسان کے تمام ایسے قویٰ بنا دیتا۔ کہ ان پر فعل یا ترک کا کوئی دخل و تصرف نہ ہوتا۔ اور اس طرح نہ ماننا ان کی فطرت میں ہی نہ رہتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۱۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰۱﴾

لَا يَعْقِلُونَ : جدبیاں سے نہیں رُکتے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۴۔ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ ۚ

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۴﴾

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ : مومن کو تمام مشکلات سے نجات دیتے ہیں۔ مگر کوئی مومن بھی ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۵۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۵﴾

يَتَوَفَّاكُمْ : رُوح کی بقاء کے مسئلہ کو ذہن نشین کرنے کیلئے يَتَوَفّٰى استعمال ہوا ہے۔
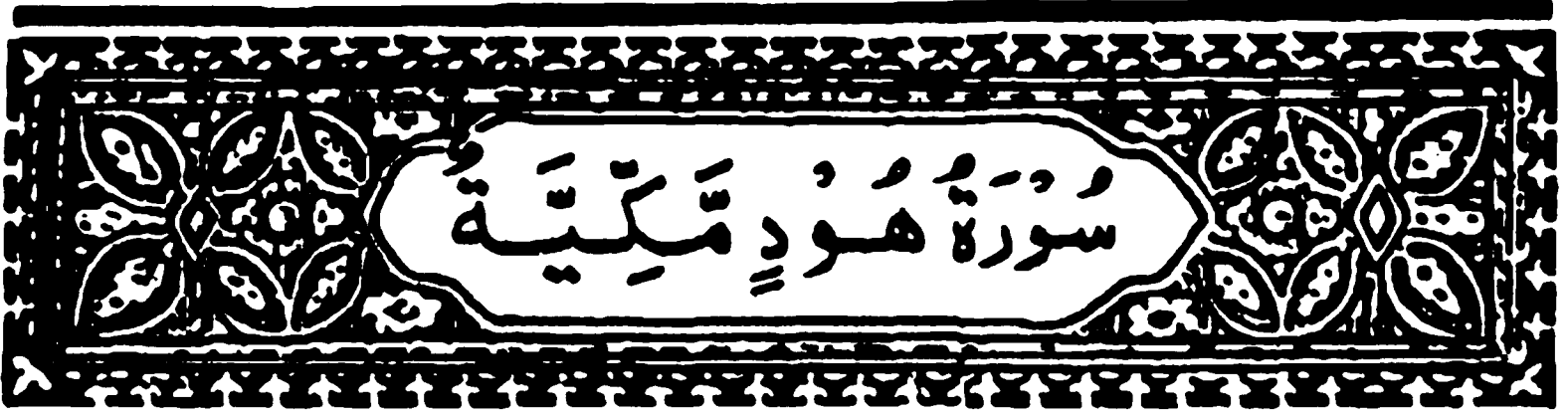
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲/۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲- الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ ۝۲

اَنَا اللّٰہُ اَرٰی : اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے بُتوں کے حامی جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ وہ مَیں دیکھ رہا ہوں (جس کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں انکی شرارتوں کا علم ہے اس کے مطابق باز پرس ہوگی۔ اس سورۃ میں دشمنانِ رسالتمآب کی شرارتوں کا بیان ہے۔

كِتٰبٌ : دنیا کے تمام راستبازوں کی تعلیم کی جامع کتاب۔

ثُمَّ فُصِّلَتْ : ایک مقام پر فرمایا وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ (حٰم سجدہ : ۴۵) جس سے ظاہر ہے کہ فُصِّلَتْ کی مصداق عربی زبان ہے جو بہت فصیح اور تمام قسم کے معانی اور مافی الضمیر کے اظہار کے لئے کافی ہے۔ کوئی زبان اللہ کا ترجمہ مفرد لفظ میں برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔

مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ : یہ کتاب حکیم کی طرف سے ہے۔ عام حکیم جو کچھ کہتے ہیں اس کے سامنے عوام کو چون وچرا کا یارا نہیں چہ جائیکہ ایک عظیم الشان حکیم کی طرف سے ہو اور حکیم بھی ایسا کہ جو ہر طرح سے باخبر ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳- اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ۝۳

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ : بس یہ اس کتاب کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ یہی کلمۂ اسلام کی روحِ رواں ہے۔ جس کے اعلان کا یہاں تک اہتمام ہے کہ پانچ وقت کوٹھوں پر چڑھ کر تبلیغ کی جاتی ہے۔ اور دنیا میں کسی مذہب نے کسی بات کی اس زور سے اشاعت نہیں کی۔

اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ: یہ توحید کو کامل کرنے کے لئے اس کا دوسرا حصہ ہے کیونکہ سب احکامِ الٰہی مبارک وجودوں کے ذریعے سے ظاہر ہوئے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۔ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ یُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍ ﴿۴﴾

یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا، بعض لوگ قرآن سیکھنے یا اس پر عمل کرنے کی نسبت یہ عذر کرتے ہیں۔ فکرِ معاش۔ دو دن کی زندگی میں بھلا کیا کرے کوئی۔ فرماتا ہے رزق کا سامان ہم خود کریں گے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ میں اس مسئلہ کو کھولا ہے۔

اِنْ تَوَلَّوْا: مذہبِ حق اختیار کرنے سے بعض دُکھوں سے ڈرتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ عذاب جو حق کے انکار کرنے کی سزا میں ہے اس سے بہت بڑھ کر ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷﴾

ایک زمیندار اس نکتہ کو خوب سمجھتا ہے کہ غلہ کے حصول کیلئے زمین کی کاشت اور پھر اس میں تخم ریزی آب رسانی کی ضرورت ہے۔ اور وہ باوجود اللہ تعالیٰ کو خیر الرازقین جانتے اور وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (کوئی جانور نہیں مگر کہ اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے) پر ایمان لانے کے محنت کرتا اور ان اسباب سے کام لیتا ہے۔ ایک بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی مانتا ہے کہ آنکھیں بند کرلیں تو زبان سے نہیں دیکھ سکتے اور مشک کا منہ اگر کھول دیں تو ضرور ہے کہ پانی سے خالی ہو جائے۔ غرض یہ تو سب جانتے ہیں کہ سلسلہ اسباب کا مسببات سے وابستہ ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قواعد و

ضوابط اٹل ہیں۔ مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ بایں ہمہ لوگ دین میں بداعمالی و نیک اعمالی کے نتائج سے غافل ہیں اور جنت کو بغیر کسی صالح عمل اور ایمان صحیح کے حاصل کرنا چاہتے ہیں دین کے بارہ میں اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اللہ بخشنہار ہے) اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اللہ ہر چیز پر قادر ہے) پڑھنے میں بڑے دلیر ہیں۔ (تشحیذ الاذہان ۲ صہ)

۸- وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّکُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۸﴾

فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ: ہر چیز جو کمال کو حاصل کرتی ہے۔ چھ مراتب کو طے کر کے۔ فرماتا ہے کہ آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ پھر اسے کمال تک پہنچایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰- وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰھَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَیَئُوْسٌ کَفُوْرٌ ﴿۱۰﴾

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ: جو لوگ خدا کی کتاب اور خاتم النبیینؐ کے حالات و تعلیمات سے ناواقف ہیں ان کی یہ حالت ہوتی ہے۔

دنیا میں کبھی خوشی آتی ہے اور کبھی غمی اور کبھی صحت ہوتی ہے اور کبھی بیماری اور کبھی دکھ اور کبھی سُکھ۔ انسان پر یہ دونوں حالات ضرور آتے ہیں۔ مگر ایک نبیوں کے متبع ہوتے ہیں۔ ایک جو انکی تعلیمات کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہاں آخر الذکر کا ذکر ہے۔

لَیَئُوْسٌ کَفُوْرٌ: بے ایمان انسان نا امید ہو جاتا ہے۔ مگر نبیوں کے متبع کی نسبت مثنوی میں آیا ہے ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است　　زیر آں گنج کرم بنہادہ است

ایک بیوی کا خاوند فوت ہو گیا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اب اس کی مثل کون ہوگا۔ مگر معاً اس نے استغفار کیا۔ اور کہا کہ خدا تعالیٰ کو سب قدرتیں ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کا نکاح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ اور اس نے خود اقرار کیا کہ یہ میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔

یاس مومن کا کام نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی ایک موقعہ پر فرمایا ہے وَلَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف: ۸۸) چنانچہ اس کا پھل پایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۔ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۱﴾

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ: حدیثوں میں ایک شخص کا ذکر ہے جسے جذام تھا۔ اس کے سامنے فرشتہ متمثل ہو کر آیا اور پوچھا کیا چاہتا ہے۔ کہا لَوْنٌ حَسَنٌ رنگ اچھا ہو۔ جسمانی صحت ہو۔ چنانچہ ایسا ہو گیا پھر اس نے کہا کہ کیا چاہتا ہے۔ کہا مال مویشی اونٹ وغیرہ۔ یہ بھی مل گیا۔ پھر وہی فرشتہ گداگر کی شکل میں اس کے سامنے آیا اور سواری کے لئے گھوڑا مانگا۔ تو اس نے اسے جھڑکا کر یوں دینے لگے تو ہمارے پاس کیا رہے اور اسے ذلیل سمجھا۔ بدبخت انسان تھوڑے سے سکھ پر پھول بیٹھتا ہے اور اکڑباز بن جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۳﴾

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ: کئی لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بعض حصہ کلام کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ دوسروں کی عیب چینی معمولی معمولی باتوں پر کرتے ہیں اور خود اپنے نفس پر غور نہیں کرتے کہ اہم سے اہم فرض کے تارک ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا کہ بے وجہ مکھی ملنے کا کیا قصاص ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ

نے اس سائل کو دیکھ دیکھ کر فرمایا کہ تیرے گھر کو فرہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا۔ امام حسینؓ کے خون کے وقت تمہیں فتویٰ کی ضرورت نہ تھی؟

وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ: جب کوئی حکم قرآنی آئے تو پھر شرح صدر سے لے نہیں کرتے بلکہ بہانے بنانے لگتے ہیں کہ اپنی قوم کا لحاظ ہے۔ یہ بات ہے۔ وہ بات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

ضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ: واعظ و ناصح جب اپنے وعظ کیلئے مناسب محل نہ دیکھے تو اس کا سینہ تنگی کرتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۹)

۱۸- اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً. اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ. وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ. فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ. اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸﴾

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عربی آیا۔ اس کی صداقت کے تین نشان فرمائے۔ ایک بینہ۔ دوم شاہد جو اس کے اندر ہو یعنی ضمیر کی شہادت۔ فراست مومن۔ سوم۔ الٰہی کتب مثلاً موسیٰ کی کتاب کی شہادت۔ انبیاء و فلاسفروں میں یہ فرق ہے کہ فلاسفروں کا آپس میں ضرور فرق ہوتا ہے مگر انبیاء اصولاً سب کے سب متفق ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

شَاهِدٌ مِّنْهُ: سچائی کے گواہ ۱۔ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ ۲۔ وجدان صحیح ۳۔ عقل صحیح ۴۔ فطرت سلیمہ ۵۔ سنن الٰہیہ ۶۔ اخلاق صحیحہ ۷۔ اسماء الٰہیہ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۹)

۱۹- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا. اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

ہر حق کے سامنے ایک جھوٹ ہوتا ہے۔ اور جھوٹ کے مقابل سچ۔ یہاں وَمَنْ اَظْلَمُ میں جھوٹے مفتری کا نشان اور اس کا انجام بتلایا ہے۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ: موسیٰ اور فرعون دونوں مر چکے ہیں۔ مگر موسیٰ پر لوگ علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھتے ہیں اور فرعون پر کوئی رحمت بھیجنے والا نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

دیکھو اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔ (نور الدین ص۱۲ دیباچہ)

۲۰۔ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا: بے دین (ٹیڑھے) رہ کر چاہتے ہیں اللہ کی راہ کو۔ مسلمان بھی اب اس مرض میں گرفتار ہیں۔

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ: ان تمام خرابیوں کی جڑ ایک ہی بات ہے کہ وہ اس بات پر یقین نہیں رکھتے۔ کہ ایک وقت آتا ہے جب ہم کو جواب دہی کرنی پڑے گی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۴۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ: صحابہ کرامؓ کے لئے ایک جنت تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت تھی۔ کہ وہ معاصی اور ان کے بدنتائج سے بچ کر نیکیوں سے لطف اٹھاتے تھے۔ ایک شرابی ہی کو لو۔ شراب پی۔ متوالے ہوئے۔ بدرو میں گرے۔ پاس جو نقدی تھی وہ گئی۔ ایک بہشت اللہ پر بھروسہ اور ایمان کا ہے۔ جو مصائب میں بھی آرام بخشتا ہے۔ پھر صحابہؓ کے لئے مدینہ منورہ ایک

بہشت تھا۔ پھر مکہ کی فتح اور دوسری فتوحات مثل عراق۔ عجم۔ شام۔ مصر اور وہ ممالک جن کی نسبت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو وعدہ دیا کہ وہاں دودھ اور شہد کی ندیاں بہتی ہیں۔ ایک بہشت قرآن اور اس کے حجج قاطعہ و براہین ساطعہ ہیں جس کے ذریعے تمام مذاہب پر فتح پا کر مظفر و منصور ہو کر شاد کام رہتا ہے۔

ایک دفعہ میں سفر کو گیا۔ ایک مولوی سے ملاقات ہوئی۔ مجھ سے پوچھا مرزا صاحب کیا لکھ رہے ہیں میں نے کہا علامات المقربین لکھتے ہیں۔ اس میں ایک بات لکھی ہے۔ کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (الانفطار: ۱۴-۱۵) مومن اسی دنیا میں نعمتیں پاتا ہے اور فاجر دوزخ میں ہو جایا کرتا ہے جل جل کر کباب ہوتا رہتا ہے۔ مولوی بولا یہ بات تو ٹھیک نہیں۔ دیکھئے ہم نان شبینہ کو ترستے ہیں اور یہ کافر گرگٹ بگھیاں گزارتے۔ ہمارے سینے پر مونگ دلتے ہیں۔ میں تو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہوں۔ پاس ایک بذلہ سنج بیٹھے تھے۔ وہ بولے مولوی صاحب کا رنگ بھی تو اسی جلنے کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب بولے سچ کہتا ہے۔ گویا اس طرح پر اس نے اپنی جہنمی زندگی کا اقرار کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۵۔ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۟ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۔ اللہ تعالیٰ انسان کے اعمال کے تقاضے کے مطابق سلوک کرتا ہے۔ جب کسی کے اعمال کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ غوی مقرر ہو تو وہ ایسا ہو جاتا ہے۔ پولوس نے تقدیر کے مسئلہ کو نہیں سمجھا اس لئے اس نے آخر بگڑ کر کہا کہ کاریگری کاریگر کو کیا کہہ سکتی ہے۔ حالانکہ یہ مثال ٹھیک نہیں۔ کیونکہ برتن وغیرہ میں تو عقل اور اختیارِ فعل کسی حد تک بھی نہیں اور انسان میں یہ بات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۷، ۳۸۔ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا

يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝

نوحؑ کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تیری قوم سے ایمان نہیں لائے گا مگر یہی جو لا چکے ہیں۔ پس رنجیدہ خاطر نہ ہو۔ کفار کی کرتوتوں سے اور ہماری نگرانی میں ہمارے حکم کے مطابق کشتی بنا اور ظالموں کی نسبت کوئی سفارش نہ کر۔ وہ ضرور ڈوبنے والے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۱ ص ۳۵)

۳۹۔ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۗ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۚ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝

اور وہ (نوحؑ) جہاز بناتا تھا اور جب اس کے پاس سے نکل جاتے اسکی قوم کے سردار ہنسی کرتے نوحؑ سے۔ نوح نے کہا اگر تم ہنسو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر۔ پھر یہ بھی اس لئے یا اتنا جو تم ہنستے ہو۔ نوحؑ کے نام لیوا اور اس کی طرف منسوب ہونے پر فخر کرنے والے آج تک موجود ہیں اور ان میں ہزارہا ہزار روحانی معلم اور پر اُپکاری (خیر خواہ۔ نفع رساں) الٰہی انعامات اور اصلاحات سے سرفراز اور ممتاز ہیں۔ نوح علیہ السلام کے مخالفوں کے معبودانِ باطلہ ودّ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر کا کوئی حامی نہ رہا اور نوحؑ کی تعلیم توحید۔ نبوت اور معاد کے ہزاروں ہزار ناصر و معین موجود ہیں۔ نوح علیہ السلام کے مخالفوں حق کے دشمنوں پر کمزور اور مظلوم کی وہ آہ اثر کر گئی جس کا بیان آیۂ ذیل میں ہے۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح: ۲۷)

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۶)

آسودہ حالوں پر غریب ناصح کی بات کم اثر کرتی ہے۔ حضرت نوحؑ کا زمانہ بہت آسودہ حالی کا تھا اس لئے انہوں نے اپنے ناصح کی باتوں پر سے فائدہ نہ اٹھایا۔ بہت افسوس ہے کہ یہ مرض مسلمانوں میں بھی پھیلتا جاتا ہے۔ اسی واسطے میں نہیں چاہتا کہ بہت دولتمند میری بیعت میں داخل ہوں۔

كَمَا تَسْخَرُوْنَ : ایک معنی یہ ہیں۔ اسی لئے ہم ہنسی کرتے ہیں کہ تم بھی ہنسی کرتے ہو۔ یا یہ معنے کہ ہم اتنی ہنسی کریں گے جتنی تم کرتے رہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

جب ..... لوگ گھبرا اٹھتے ہیں اور لوگوں کو دینِ الٰہی کی طرف رجوع کرتا ہوا پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کی مخالفتیں اور عداوتیں مامور کے حوصلے اور ہمت کو پست نہیں کر سکتی ہیں۔ اور وہ ہر آئندہ دن بڑھ بڑھ کر اپنی تبلیغ کرتا ہے۔ اور نہیں تھکتا اور درماندہ نہیں ہوتا۔ اور اپنی کامیابی اور مخالفوں کی ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ جیسے نوح علیہ السلام نے کہا کہ تم غرق ہو جاؤ گے اور خدا کے حکم سے کشتی بنانے لگے تو وہ اس پر ہنسی کرتے تھے۔ نوحؑ نے کیا کہا؟ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ۔ اگر تم ہنسی کرتے ہو تو ہم بھی ہنسی کرتے ہیں اور تمہیں انجام کا پتہ لگ جاوے گا کہ گندے مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اسی طرح پر فرعون نے موسیٰؑ کی تبلیغ سن کر کہا قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ۔ انکی قوم تو ہماری غلام رہی ہے۔ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ (زخرف ۵۳) یہ کمینہ ہے اور بولنے کی مقدرت نہیں۔ اور ایسا کہا کہ خدا کی طرف سے آیا ہے تو کیوں اس کو سونے کے کڑے اور خلعت اپنی سرکار سے نہیں ملا۔ غرض یہ لوگ اسی قسم کے اعتراض کرتے جاتے ہیں (الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۶)

۴۱۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۴۱

وَفَارَ التَّنُّوْرُ : اس کے پانچ معنی ہیں (۱) تنور کے معنے وجہ الارض زمین کا اُوپر کا حصہ (۲)۔ اونچی جگہ یعنی اونچی جگہوں کے چشمے پھوٹ نکلے (۳) اس گڑھے کو کہتے ہیں جس میں لوگ روٹیاں پکاتے ہیں۔ یعنی وہاں بھی پانی بہہ نکلا (۴) پَو پھٹنے کا وقت آگیا نوح کی قوم پر۔ عذاب سحری کو آیا تھا (۵) اونچے محلوں پر پانی حملہ آور ہوا۔

اِلَّا قَلِيْلٌ : بہت روایتوں میں مَیں نے پڑھا ہے کہ ۸۰ سے زیادہ نہ تھے۔ یہ مثال یاد رکھنے کے قابل ہے۔

یہاں ایک واقعہ مجھے یاد آگیا ہے جو تمہارے نفع کیلئے تمہیں سناتا ہوں۔ سفر میں ایک شخص نے حضرت صاحب کے متعلق مجھ سے تین سوال کئے۔ ایک ان میں سے اس سبق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ ایک

جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میں عمل الترب کے ذریعے بیماروں کو اچھا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ ورنہ مسیح سے بڑھ جاؤں۔ دوسرا یہ عمل تو کفار بھی کر لیتے ہیں۔ ان دونوں میں ایک نبی کے عمل کو مکروہ فرمایا۔ میں نے کہا۔ آپ مولوی عبداللہ کو جانتے ہیں جنہوں نے تحفۃ الہند لکھی ہے۔ کہا ہاں وہ تو میرے پیرو مرشد تھے میں نے کہا سنا ہے کہ بہت سے ہندوؤں کو مسلمان کر لیا تھا۔ کہا۔ کیوں نہیں۔ تین سو سے زیادہ کو مسلمان کر لیا تھا۔ جس مدرسہ میں پڑھتے تھے اس کے تمام طالبعلم مسلمان ہو گئے۔ میں نے کہا تم نے تورات پڑھی ہے اس میں لکھا ہے کہ نوحؑ نے ۸۰ آدمی ۹۵۰ برس کی تعلیم میں مسلمان کئے۔ اب میں کس طرح مان لوں کہ مولوی عبداللہ نے چند سالوں میں ۳۰۰ کافر مسلمان کر لئے۔ کیا ایک امتی نبی سے بڑھ کر ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا بات تو ٹھیک ہے۔ آپ ہی جواب دیں۔ میں نے کہا۔ سنو۔ جو ہتھیار مولوی عبداللہ کے پاس تھا (قرآن مجید) وہ نوحؑ کے پاس نہیں تھا۔ پس فضیلت تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہے۔ یہی بات یہاں سمجھ لو۔ دوم یہ بتاؤ کہ قرآن شریف خدا کا معجزہ کلام ہے یا نہیں؟ کہا ضرور۔ میں نے کہا وہ کس زبان میں ہے۔ کہا۔ عربی میں۔ میں نے کہا۔ ابوجہل کون سی زبان بولتا تھا۔ کہا عربی۔ میں نے کہا۔ ہتک کر رہے ہو۔ جو زبان خدا کی طرف سے معجزہ ہے وہی ایک کافر کا فعل قرار دے رہے ہو۔ یہ سن کر مبہوت رہ گیا۔ سوم میں نے اسے کہا۔ آپ ایک تصویر یا بت بناؤ۔ میں آپ کو ایک مسئلہ سمجھاتا ہوں۔ اس پر وہ جھٹ بولا کہ تصویر یا بت بنانا تو حرام ہے۔ میں حرام فعل کا ارتکاب کیونکر کروں؟ میں نے دو تین بار یہ فقرہ اس سے دہرایا۔ پھر کہا۔ ہوش کرو۔ ایک نبی کے فعل کو حرام قرار دے رہے ہو (اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ۔ (آل عمران: ۵۰) دیکھو حضرت صاحب نے تو ادب کیا ہے اور صرف یہی فرمایا کہ میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں۔ ورنہ ایسا کر سکتا۔ اور تم جو صریح حرام کہہ رہے ہو۔ وہ بہت نادم ہوا اور کہا کہ سب سوالوں کا جواب آ گیا۔ یہ باتیں علم سے نہیں آتیں۔ خدا کے فضل سے آتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ / دسمبر ۱۹۰۹ء)

یہ غلط ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب تک جتھہ نہ تھا۔ آپ نے جنگ نہ کی۔ حضرت نوحؑ کے پاس کون سا جتھہ تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَاۤ اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیۡلٌ۔ مگر جب وقت آیا تو ایک ہی دعا سے بیڑہ غرق کر دیا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ ۹ ص ۳۵۷)

اس نو آریہ مکذب کے جواب میں کہ چند فٹ لمبی چوڑی کشتی میں روئے زمین کے تمام چرند و پرند مع خوراک کیسے آ گئے۔ فرمایا۔

نوحؑ کی کشتی کتنے فٹ تھی۔ چند فٹ تھی۔ یہ تم نے قرآن پر افتراء کیا ہے۔ چند فٹ لمبی بھی جھوٹ

اور افتراء ہے چند فیٹ چوڑی۔ یہ بھی افتراء ہے۔ روئے زمین یہ بھی افتراء ہے۔ تمام چرند پرند درند یہ بھی افتراء ہے۔ مع خوراک یہ بھی افتراء ہے۔ اتنے افتراء اور راستبازوں سے جنگ کرکے کامیابی کی امید؟

زیر اعتراض یہ آیت ہے قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ اوّل اس میں مِنْ کا لفظ ہے جس کا ترجمہ سے اور بعض ہے۔ کُل کا لفظ ہر ایک موقعہ کیلئے الگ الگ معنی دیتا ہے۔ قرآن کریم کے محاورات دیکھو۔ یمن کی ملکہ کے متعلق ہے اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (نمل ۲۴) اُسے کل شے دی گئی۔ اور ذوالقرنین کی نسبت ہے اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (کہف: ۸۵) ہم نے اسے کل قسم کے اسباب دیئے۔ اب کیا کل سے یہ مطلب ہے کہ دنیا کے جزوی و کلی اسباب سے ایک ذرہ بھر باقی نہیں رہا تھا۔ جو ان کے قبضہ میں نہ آیا ہو؟ یہ تو قانونِ قدرت اور عادۃ اللہ اور عادۃ الناس کے خلاف ہے۔ ہر ایک بولی میں ہر ایک لفظ اپنے اپنے رنگ میں آتا ہے۔ جیسے ہماری زبان میں سب کا لفظ ہے اور متکلم ذہن میں ایک بات رکھ کر بولتا ہے۔ اور مخاطب متکلم کے معہود فی الذہن منشاء کے مطابق عین موقعہ پر اسے اتارتا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی ضروری اشیاء میں سے جو تجھے مطلوب اور تیرے کام کی ہیں کشتی میں اٹھا لے۔ اس میں کہاں لکھا ہے کہ تمام چرند پرند اور درخت اس میں رکھ لئے گئے۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۸۱)

۴۵۔ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

عَلَى الْجُوْدِيِّ: اللہ کے فضل پر وہ کشتی ٹھہری۔ (تشحیذالاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۹)

۴۷، ۴۸۔ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ

عِلْمٌ ۚ وَ اِلَّا تَغْفِرْلِيْ وَ تَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا ادب کس طرح کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ یہاں بتایا ہے حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کیلئے دعا کی اس بناء پر کہ اہل کے بچانے کا وعدہ کیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کو ایک ادب سکھاتا ہے۔

فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ نوح! تو کیوں کہتا ہے؟ یہ میرا اہل ہے جب ہمارا وعدہ تھا تو ہم کو خود ہی اس کا پاس تھا۔ تم کیا جانو کہ یہ تمہارے اہل میں سے نہیں۔ اب دوسری بات دیکھو کہ اس طریقِ ادب سکھانے کے جواب میں اگر ہم ہوتے تو کیا کہتے۔ مجھے نبیوں کا علم نہ ہوتا۔ تو میری فطرت یہ گواہی دیتی ہے۔ کہ میں کہتا۔ ایسا نہیں کروں گا۔ مگر حضرت نوحؑ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ادب سے اپنی کمزوری کا اقرار کیا ہے اور یوں کہا کہ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ یعنی آپ ہی توفیق دیں کہ میں ایسی دعا نہ کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ دعویٰ نہیں کیا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اسی واسطے صلحاءِ امت نے لکھا ہے کہ توبہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایک کام چھوڑ دے۔ دوم دعا خلق کسے وعدہ کر لینا اچھی بات نہیں کیونکہ پھر ایسا کرے گا تو ایک گناہ اس بدی کا دوم گناہ وعدہ شکنی کا کیونکہ بعض انسانوں کو ایک بات کی لت ہو جاتی ہے۔ تو وہ جب موقعہ آجاتا ہے بول اٹھتے ہیں۔

بہار توبہ شکن آمد و چہ چارہ کنم

دیکھو حضرت نبی کریمؐ نے دعا کی ہے رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔ قرآن مجید مومنوں کو ادب سکھاتا ہے اور فرمایا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (حجرات، ۳)

اور لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (حجرات، ۲)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تقسیم کردہ مالِ غنیمت کی نسبت اتنا کہا کہ اس میں انصاف ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ خالدؓ بن ولید قتل کرنے کے لئے اٹھے۔ آنحضرتؐ نے روک دیا اور فرمایا کہ مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ درگزر کرو۔ مگر دیکھو گے کہ ایک قوم اس کے ذریعے پیدا ہو گی قرآن کریم جن کے حلق سے نیچے نہیں گزرے گا۔ جمہور اہلِ اسلام کا مذہب ہے کہ حضرت علیؓ نے ایسے لوگوں کو قتل فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بڑے الزام لگائے گئے۔ عبداللہ بن سلام نے سمجھایا کہ تم یہ جرأت و بے ادبی نہ کرو ورنہ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت تک تلوار مسلمانوں سے نہ اٹھے گی۔ قتل کرنے

والے نے نہ مانا۔ تو اس کا نتیجہ بھگتا۔

مکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے آئے۔ معمولی بات تھی مگر اس کا نتیجہ دیکھنے والوں نے دیکھا۔ حضرت علی رضی بھی مجبور ہو کر مدینہ سے چلے آئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پھر مدینہ دار الخلافہ نہ بنا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ: یعنی میرا بیٹا میری بی بی کی طرف سے۔ اور قرآن تو صاف کہتا ہے کہ یہ لڑکا تیرے اہل کا بیٹا ہی نہیں۔ جہاں کہتا ہے اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ۔ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ۔ (فصل الخطاب جلد اوّل ایڈیشن دوم صفحہ ۱۵۱)

دعا میں مسئول کی تعریف ہوتی ہے اور سائل کا حال اور پھر عرضِ مدعا۔ چنانچہ نوح دعا فرماتے ہیں رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم کہہ کر اپنے مسئول کی تعریف کی ہے اور اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ عرض کر کے اپنی کمزوری کا اقرار کیا ہے۔ اور پھر دعویٰ نہیں کیا کہ میں ایسے سوالات نہیں کروں گا بلکہ اس کیلئے بھی جناب الٰہی سے استعانت کی ہے۔ یہ انبیاء کا غایت درجہ ادب ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۱ صفحہ ۳۶)

۴۹۔ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَ عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۹﴾

بِسَلٰمٍ مِّنَّا: سلامتی ہماری طرف سے۔ اس تعوّذ کا نتیجہ ہے۔ یہ تو بدلہ کا بدلہ ہوا۔ اب برکات تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر ہوں گے۔ یہ اس ادب کا انعام ہے۔ ایک صوفی نے عجیب نکتہ لکھا ہے کہ ساحرانِ فرعون کے ادب کا نتیجہ تھا کہ انہیں ایمان لانے کی توفیق ہوئی۔ انہوں نے جناب موسیٰؑ کا ادب کیا اور کہا اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ (اعراف: ۱۱۶) میں نے بھی اس سے ایک نکتہ نکالا ہے وہ یہ کہ مباحثہ میں ہمیشہ پہلے دشمن کو اعتراض کرنے دے پھر اس کا جواب دے۔ مومن اسی طریق سے فتح پاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۰۔ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْكَ ۚ مَا

كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۵۰

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ : یعنی اے نبی تیرے دشمن بھی غرق ہوں گے۔

(تشحیذالاذہان جلد ۹ ، صہ ۴۵۹)

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ : نبی کریم کو مخاطب فرمایا ہے کہ یہ آئندہ کا واقعہ ہم بیان کر رہے ہیں قصہ نہیں۔ فرماتا ہے کہ تم خدا سے دعائیں کرو اور وہ ادب سے ہوں اور حضرت نوحؑ کی طرح استقلال سے اپنی تعلیم پھیلاؤ۔ وہ تعلیم جیسے تو اور تیری قوم اس سے پہلے ہرگز نہ جانتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ انجامِ کار متقی فتح پائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۱- وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝۵۱

اعْبُدُوا اللّٰهَ : یہ اصل الاصول ہے۔ ضروری ہے۔ پہلے جو کام کرو۔ خدا کے حکم کے ماتحت کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔ پھر تمہاری نفسانی غرض اس میں شامل نہ ہو مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ : اعْبُدُوا اللّٰهَ کا یہی مطلب تھا اسے تاکید کیلئے فرماتا ہے کہ کوئی سوائے اللہ کے تمہاری نیت قول و فعل میں محبوب اور مقصود نہ ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۵، ۵۶- اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۚ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۵۵ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝۵۶

کِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ، تم بھی اور تمہارے بُت بھی۔ انبیاء جتھے کے محتاج نہیں ہوتے۔ دیکھو یہاں کہ کوئی جتھا نہیں۔ کس تحدّی اور جرأت سے اعلان کرتے ہیں۔

(اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۷- اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ، مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ، اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾

مَا مِنْ دَآبَّةٍ ، جب سب جان داروں پر خدا تعالیٰ کی حکومت ہے تو ہمیں کوئی چیز ضرر کیونکر دے سکتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۲- وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ، ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَکُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ، اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۲﴾

قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ، قریب ہے دعا سنتا ہے اور پھر قبول کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۵- وَیٰقَوْمِ ھٰذِہٖ نَاقَةُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ﴿۶۵﴾

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ : اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے نشان قرار دے لے۔ یہاں ایک معمولی اونٹنی کی نسبت کہہ دیا چلو یہی بطور نشان سہی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۶۔ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۚ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۶﴾

وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ : بعض وعدے ٹل بھی جاتے ہیں۔ یہاں غَيْرُ مَكْذُوْبٍ فرمایا۔ کہ اس کے خلاف نہ ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۸۔ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۸﴾

الصَّيْحَةُ : جیسے ایک مصرع ؎ صَاحَ الزَّمَانُ بِاٰلِ

جٰثِمِيْنَ : زمین کے ساتھ لگے رہے۔ مرغی زمین کرید کر اس پر اپنا سینہ رکھ دیتی ہے اسے جثم کہتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے جَثَمَ الطَّائِرُ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۹۔ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۗ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۹﴾

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا : گویا ان کا مغنی ہی کوئی نہ تھا۔ مغنی کہتے ہیں آبادی کو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۰۔ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۷۰﴾

قَالُوْا سَلٰمًا : کہتے ہیں سَلٰمًا سے سَلٰمٌ بڑھ کر ہے۔ سَلٰمًا کے پہلے کوئی فعل ہے جو اوقات سے متعلق ہے۔ یعنی ماضی یا حال یا استقبال کا۔ بہرحال دوام نہیں۔ مگر سَلٰمٌ میں

زمانہ کوئی نہیں۔ اس میں دوام پایا جاتا ہے۔ گویا ابراہیمؑ نے ان سے بہتر جواب دیا۔ حسب آیت اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا (نساء: ۸۷)

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاۤءَ بِعِجْلٍ: اس سے معلوم ہوا کہ مہمان سے پوچھنا روٹی کھاؤ گے یا نہیں؟ لغو بات ہے۔ جو ماحضر ہو پیش کر دیا۔ چاہے تو کھا لے۔

حَنِيْذٍ: تلا ہوا ترجمہ دہلی کی رہائش کی وجہ سے ہے۔ اصل میں اس کے معنے ہیں کہ گوشت کی لب اندور طوبت جلائی گئی تھی۔ ایک پتھر گرم نیچے ایک اوپر رکھ دیتے ہیں اور اسی طرح گوشت تیار کیا جاتا ہے۔ ہمارے علاقہ میں بھی ایسا کرتے ہیں۔ ایک کھال میں رکھ کر گرم ریتے میں رکھ دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۱- فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ﴿۷۱﴾

وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً: صوفیوں نے لکھا ہے کہ ابراہیمؑ کے قلب نے معلوم کر لیا کہ یہ عذاب لائے ہیں اور ابراہیمؑ اللہ کے غضب سے ڈرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۲- وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۲﴾

ضَحِكَتْ: ۱- ہنس پڑی ۲- حیض آگیا (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۹)

فَضَحِكَتْ: اس کے ایک معنی کرتے ہیں کہ حد بڑھاپے میں حائض ہوئی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۳- قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۳﴾

يٰوَيْلَتٰٓى: یہ عورتوں کا طرزِ کلام ہے۔
هٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا: تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ سال تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۴- قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ، اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۴﴾

بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ: اس سے یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ اہل بیت میں بیبیاں شامل ہیں۔ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ۔ (القصص: ۱۳) كُمْ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ پس ذرا افسوس ہے کہ شیعہ اہل بیت میں بیبیوں کو شامل نہیں کرتے اور يُطَهِّرَكُمْ (احزاب: ۳۴) میں كُمْ ضمیر کو مذکر کیلئے بتاتے ہیں۔ وہ دیکھیں کہ یہاں بھی ایک عورت کیلئے بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ آیا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۸- وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۸﴾

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ: چونکہ تورات میں لکھا ہے کہ لوطؑ خود ان کو گھر میں لائے۔ اس لئے بعض مفسرین نے اس کے اچھے معنے کئے ہیں کہ لوطؑ اس امر پر تنگ ہوئے کہ یہ کیوں ہمارے ساتھ نہیں چلتے اور مہمان نہیں بنتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۹- وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ، وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ، قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ، اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۹﴾

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ : تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لوطؑ کی سات بیٹیاں تھیں۔ پانچ اسی گاؤں میں بیاہی ہوئی تھیں۔ تو حضرت لوطؑ نے ان کو شرم دلائی کہ دیکھو سب لڑکیاں تمہارے ہی گھروں میں ہیں۔ پس کیا میں تمہارے بُرے میں ہوں کہ اجنبی لوگوں کو بطور جاسوس داخل کروں۔

اَطْهَرُ لَكُمْ : یہ لڑکیاں میں نے تمہارے تقویٰ کیلئے پیش کی ہیں۔ ان کا معاملہ سوچو کہ جب یہ تمہیں دیدیں تو میں گاؤں کے برخلاف کوئی منصوبہ کیوں کرنے لگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۰۔ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ﴿۸۰﴾

مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ : بیٹیاں ضمانت میں نہیں رکھی جاتیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ ص ۴۵۹)

۸۱۔ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ﴿۸۱﴾

لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ : حضرت لوطؑ نے پہلے قوت کا ذکر کیا مگر پھر انبیاء کے طریق پر اللہ کی طرف جھک گئے۔ اور کہا کہ نہیں بلکہ میں اللہ کی پناہ لوں گا۔ رُكْنٍ شَدِیْدٍ سے مراد یقیناً اللہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۳۔ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ۬ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۳﴾

عَالِیَهَا سَافِلَهَا : جو عالی تھے ان کو سافل کر دیا۔ بڑوں کو چھوٹا اور چھوٹوں کو بڑا بنایا خدا کے عجائبات قدرت کے نمونے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

حضرت لوطؑ کے نہایت صحت بخش اور نجات دِہ نصائح پر کان نہ رکھنے والے۔ وضع الٰہی کے دشمن فطرت کی مخالفت میں قویٰ کو برباد کرنے والے خود ہی کدھر گئے۔ ان کی بستی کی یہی خبر ہے جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۸)

ایک مکتذب نو آریہ کے اعتراض کے جواب میں کہ قوم لوطؑ کی بستیاں الٹ کر پھینک دیں۔ پتھروں کا مینہ برسایا۔ جبرائیل نے پروں سے وہ شہر اٹھا دیا

فرمایا " پھر کیا الہٰی کاموں میں یہ بڑی بات ہے۔ تمہارے مذہب (ہندو) کی رُو سے تمام پرتھوی تباہ ہو جاتی ہے۔ سب کچھ جَل بن جاتا ہے۔ اور جَل بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ تو آگ بن جاتا ہے۔ سو وہ بھی تباہ ہو کر ہوا بن جاتا ہے۔ پھر وہ بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ سب کچھ تباہ ہو کر صرف الیشود سامر تھیہ ہی باقی رہ جاتی ہے۔ بدکاروں شریروں کیلئے ایسے نمونے ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ کیا تم نے جاوا۔ پہلٹے کی تباہی کی آگہی حاصل نہیں کی۔ اور جاوا [1] سینٹ پیری تو ان دنوں کے واقعات ہیں۔

لوطؑ کی قوم شریر۔ حق کی دشمن۔ حقیقت کی عدو تھی۔ گندے اعمال اور خلاف فطرت کاموں میں منہمک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کر دیا۔ ڈیڈ سی [2] (بحر مُردار) کی جھیل انکی تباہی کی زندہ نشانی ہے۔ اور انکی بدعملی کا نمونہ بتانے کو انگریزی زبان میں ساڈومی کا لفظ موجود ہے۔ اس جہان میں ہمیشہ نظارہ ہائے قدرت منہ التعالیٰ کے نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کے لئے واقع ہوتے رہتے ہیں۔ شریر ان کی خلاف ورزی میں تباہ ہوتے ہیں اور راست بازوں کی صداقت پر اپنی بربادی سے مُہر کر جاتے ہیں۔ پتھروں کا مینہ ہی تھا جس نے حال میں سینٹ پیری تباہ کیا۔ (نورالدین ایڈیشن صـــ ۱۸۳)

۸۹- قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۹﴾

رَزَقَنِيْ مِنْهُ : میں بد معاملگی نہیں کرتا۔ یعنی دین میں دھوکہ نہیں کرتا۔ پھر بھی مجھے خدا نے اپنی جانب سے بہت عمدہ رزق دے رکھا ہے۔ تم کیوں وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ پر عمل نہیں

---

[2] DEAD SEA

کرتے۔ میری مثال سے ظاہر ہے کہ حصولِ رزق ماپ تول کی کمی پر موقوف نہیں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ : میرے ایک دوست بڑے مہمان نواز تھے۔ ایک دفعہ ایک مہمان آیا۔ عشاء کی نماز کا وقت تھا۔ پاس پیسہ تک نہ تھا۔ اسے کہا کہ آپ ذرا لیٹ جاویں میں آپ کے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے دعا کی توجہ کی اور کہا اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ، اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ (مومن : ۴۵) مولیٰ تیرا ہی مہمان ہے۔ یکایک ایک آدمی نے آواز دی کہ لینا میرے ہاتھ جل گئے۔ ایک قاب پلاؤ کا تھا۔ نہ اس نے اپنا نام بتایا۔ نہ ان کو جلدی میں خیال رہا وہ قاب مدت تک بطور امانت رہا کوئی مالک پیدا نہ ہوا۔ توکل عجیب چیز ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۰- وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۹۰﴾

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ : اللہ تعالیٰ تم سے قطع تعلق نہ کر دے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۱- وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۱﴾

جب انسان کوئی غلطی کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے کسی حکم اور قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ غلطی اور کمزوری اس کی راہ میں روک ہو جاتی ہے اور یہ عظیم الشان فضل سے محروم کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس محرومی سے بچانے کیلئے یہ تعلیم دی کہ استغفار کرو۔ استغفار انبیاء علیہم السلام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ ہر نبی کی تعلیم کے ساتھ اَسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ رکھا ہے ہمارے امام کی تعلیمات میں جو ہم نے پڑھی ہیں استغفار کو اصل علاج رکھا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ پچھلی کمزوریوں کو جو خواہ عمداً ہوں یا سہواً غرض مَا قَدَّمَ وَمَا اَخَّرَ نہ کرنے کا کام آگے کیا اور جو نیک کام کرنے سے رہ گیا ہے۔ اپنی تمام کمزوریوں اور اللہ تعالیٰ کی ساری رضامندیوں کو مَا اَعْلَمُ وَمَا لَا اَعْلَمُ کے

نیچے رکھ کر اور آئندہ کیلئے غلط کاریوں کے بد نتائج اور بد اثر سے محفوظ رکھ اور آئندہ کیلئے ان بدیوں کے جوش سے محفوظ فرما۔ یہ ہیں مختصر معنے استغفار کے۔ (الحکم ۲۶ر فروری ۱۹۰۸ء صد ۲-۳)

۹۲- قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۲﴾

مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ : یہ ایک بہانہ ہے۔ انبیاء جو دین لاتے ہیں۔ وہ بالکل سہل ہوتا ہے۔ لوگ عجیب عجیب پیچیدہ رسمیں ادا کرتے ہیں اور خدا کے حکم پر عمل نہیں کرتے۔ میں نے ایک خوجہ قوم شیعہ کو دیکھا ہے۔ کہ ان میں سو سو سال کے بوڑھے ہو گئے اور ختنہ نہیں کرایا کیونکہ ختنہ کی رسوم کیلئے سو سو روپیہ چاہیئے تھا۔ لوگوں نے خود اپنے تئیں مشکلات میں ڈال رکھا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۷، ۹۸- وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ مَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۸﴾

ہر فن میں جو اس فن کا ماہر ہو۔ اس کی بات ماننی چاہیئے۔ مثلاً کوئی انگریزی زبان کے متعلق مسئلہ ہو تو انگریزی جاننے والوں سے۔ شعر شاعروں سے۔ غرضیکہ ہر ایک کسب اس کے اہل سے دریافت کرنا چاہیئے۔ دنیا میں ہر قسم کی تجارت و سیاست کو جس طرح یورپ والے جانتے ہیں۔ ہم لوگ واقف نہیں ہیں۔ لہٰذا ان سے سیاست و تجارت کے متعلق باتیں دریافت کرنی چاہئیں۔ لیکن جن علوم سے وہ ناواقف ہیں مثلاً یورپ و امریکہ والے علوم روحانی اور خداشناسی سے بالکل ناآشنا ہیں۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا : ہم نے موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا۔ فرعون تو اس فن سے ناواقف تھا۔ جس کے متعلق موسیٰؑ آئے۔ اس کے متبعین نے اس خاص فن میں بھی فرعون کی ہی اتباع کی۔ پس اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۹- يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ۔ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ

وِرْدٌ : کاٹھ کا بڑا پیالہ۔ گھاٹ میں اترنے کو بھی کہتے ہیں۔ وِرْد بھی کہتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۱- ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى : یہ باتیں ان واقعات و حالات سے متعلق ہیں۔ جن کے متعلق انبیاء آتے ہیں۔ فرعون کو مصر ہی کا تو گھمنڈ تھا۔ پھر مصر اب موجود ہے۔ اس کی حالت کو دیکھو۔ بعض ایسی بستیاں ہیں جو تباہ ہوگئیں۔ مثلاً لوطؑ کی بستیاں جن کے نام سدُم وغیرہ پانچ بستیاں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۲- وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ۔ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ

تَتْبِيْبٍ : ہلاکت جیسا کہ سورہ تبّت میں بھی آیا ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ انسان کا جسم ایک بستی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۷- فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا : جو اپنے مطالب میں کامیاب نہ ہو۔ ناکام و نامراد۔ اسے عربی زبان میں شقی کہتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ ، ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۹- وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ، عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿۱۰۹﴾

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ : جب تک (وہ) آسمان وزمین قائم ہیں۔ یعنی مومن بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہیں گے۔ جب تک آسمان وزمین قائم ہیں۔ عربی زبان میں الف لام خصوصیت کا نشان ہے۔ اردو فارسی میں معرفہ اور نکرہ میں امتیاز کرنے کیلئے کوئی نشان نہیں۔ پس السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ میں سَمٰوٰت اور ارض کے اوّل میں الف لام تخصیص کا اظہار کرتا ہے اور مقصود اس تخصیص سے وہ خاص آسمان وزمین مراد ہیں جو اس عالم آخرت کے مناسب اور اس مقام کی صورت طبعی کے اقتضاء کے موافق ہوں گے۔ غرض بہشت اور دوزخ میں خاص آسمان اور زمینیں ہوں گی اور موجودہ آسمان وزمین اپنی حالت سے بدل جائیں گے۔ نافہم عیسائی اپنی کتب مسلّمہ سے بے خبر اسی عدم امتیاز کے باعث ایسی فاحش غلطیوں میں پڑتے اور بیابانِ ضلالت میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ انجیل کا بھی یہی منشاء ہے۔ جہاں لکھا ہے۔

" اور کہ تم خدا کے اُس دن کے آنے کے منتظر ہو جس میں آسمان جل کر گداز ہو جاویں گے۔ پر ہم نئے آسمان اور نئی زمین کی جن میں راستبازی بستی ہے اُس کے وعدے کے موافق انتظاری کرتے ہیں۔" (۲ پطرس ۳ باب)

(فصل الخطاب حصہ اوّل طبع ثانی صفحہ ۱۴۶)

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ : کہاں کا آسمان وزمین؟ وہاں (جنت) کا۔

إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ : اس کی بابت بہت بحث ہے کہ مَا شَآءَ رَبُّكَ سے کیا مراد ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ دنیا کی زندگی میں جو آگ تک پہنچ جاتی ہے اس کا استثناء مراد ہے۔ بعض نے اس خاص کو اور وسیع کیا ہے کہ قبر سے حشر تک۔ بعض نے اور وسیع کیا ہے اور کہا ہے حشر کے فیصلہ تک۔ بعض نے کہا ہے کہ آخر دوزخ سے سب نکالے جاویں گے۔ میرے نزدیک اس سے اظہارِ عظمت و جبروت مراد ہے۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ مشیت الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۰- فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ،

مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۱۰﴾

فَلَاتَكُ ، یہ خطاب عام ہے ۔ ہر مخاطب قرآن سے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۳۔ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۳﴾

فَاسْتَقِمْ : حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شَيَّبَتْنِيْ هُوْد کہتے ہیں اسی آیت کی طرف اشارہ ہے ۔ کیونکہ ہر ایک استاد کو اپنی جماعت ۔ مرشد کو اپنے مریدوں کا سخت فکر ہوتا ہے یہاں نبی کریم ؐ کو استقامت کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مَنْ تَابَ مَعَكَ ۔ انسان کو اپنی ذات کی ذمہ داری مشکل ہے چہ جائیکہ دوسروں کا ذمہ اٹھاتا ہو ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا ۔ اس میں کیا بات تھی فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ تم سیدھی چال چلو ۔ نہ صرف تم بلکہ تمہارے ساتھ والے بھی ۔ یہ ساتھ والوں کی حس نے حضور ؐ کو بوڑھا کر دیا ۔ انسان اپنا ذمہ دار تو ہو سکتا ہے ۔ مگر ساتھیوں کا ذمہ دار ہو تو کیونکر ؟ بس یہ بہت خطرہ کا مقام ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلتوں سے اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے جو تمہارے امام کے ساتھ ہیں پورا ہونے میں معرض توقف میں پڑیں ۔ موسیٰ علیہ السلام ۔ جیسے جلیل القدر نبی کے ساتھ کنعان پہنچانے کا وعدہ تھا مگر قوم کی غفلت نے اسے محروم کر دیا ۔ پس اپنی ذمہ داریاں کو سمجھو اللہ خوب سمجھ غفلت چھوڑو اور اس نعمت کی قدر کرو جو آج کے مبارک دن میں پوری ہوئی ۔ میں پھر کہتا ہوں کہ فرماں بردار بن کر دکھاؤ ۔

(الحکم ۵ر مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے ۔ وہ کیا بات تھی جس نے آپ ؐ کو بوڑھا کر دیا ۔ وہ یہ حکم تھا فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ یعنی جب تک تُو اور تیرے ساتھ والے تقویٰ میں قائم نہ ہوں وہ کامیابیاں نہیں دیکھ سکتے ۔ اس لئے تو سیدھا ہو جا ۔ جیسا کہ تجھ کو حکم دیا گیا ہے ۔ اسی

طرح پر یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل
بناؤ۔ نرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے۔ جب تک امتحان نہ ہو لے کوئی
سرٹیفکیٹ کامیابی کا مل نہیں۔ (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۵)

۱۱۵- وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

طَرَفَيِ النَّهَارِ ، صبح و عصر کی نماز (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)
اسلامی کفارات کیا ہیں۔ گناہوں کی سزائیں۔ گناہوں پر جرمانے اور گناہ کے پیچھے نیکی۔ کیسا سچ ہے
اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔ نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو۔ قانونِ قدرت میں بھی دیکھو
قانونِ قدرت کی خلاف ورزی سے جب سزائیں آتی ہیں تو اس خلاف ورزی کے بعد قانون کی متابعت اور
خلاف ورزی کے نقصان پر کچھ خرچ ہی کرنا پڑتا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم صفحہ ۲۹)

۱۱۶- وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

مولیٰ کریم چونکہ شکور ہے اور علیم و خبیر ہے اس لئے وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِيْنَ۔ بے شک اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ محسن کسے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے احسان کی تعریف جبرائیلؑ نے صحابہؓ کی تعلیم کیلئے پوچھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے
کہ تُو اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ یا کم از کم یہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو دیکھتا ہے۔
یہ ایک ایسا مرتبہ عظیم الشان ہے جس کے کسی نہ کسی پہلو کے حاصل ہو جانے پر انسان گناہوں سے بچ
جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے مراتب اور مدارج اللہ تعالیٰ کے حضور پا لیتا ہے۔ ساری نیکیوں کا سرچشمہ اور
تمام ترقیوں اور بلند پروازیوں کی جان اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاقِ فاضلہ کو حاصل
ہی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ پر یقین نہ ہو کہ وہ ہے۔ میں اس بات کے ماننے کے واسطے کبھی تیار
نہیں ہو سکتا کہ ایک دہریہ بھی کبھی اعلیٰ اخلاق والا ہو سکتا ہے۔ کوئی چیز اس کو گناہوں سے ارتکاب
سے نہیں روک سکتی۔ نیکی کا کوئی سچا مفہوم اس کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ پھر وہ نیکی کیسے کرے اور گناہوں

سے کیونکر بچے۔ اس کی ساری عمر نا امیدیوں اور مایوسیوں کا شکار رہتی ہے۔ وہ اسباب اور علت و معلول کے سلسلہ کے پیچ در پیچ تعلقات میں منہمک رہ کر آخر حسرت اور یاس سے اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے۔ میں نے دہریہ اور ایمان والے دونوں کو مرتے دیکھا ہے۔ اور دونوں کی موت میں زمین و آسمان کا فرق پایا ہے میں سچ کہتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں اور پھر جو چاہے آزما کر دیکھ لے کہ سچی راحت اور حقیقی خوشی صرف اور صرف ایمان باللہ سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی لائف میں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی واقعہ خودکشی کا نہیں پایا جاتا۔ مومن کی امید اپنے اللہ پر بہت وسیع ہوتی ہے۔ وہ کبھی اس سے مایوس نہیں ہوتا۔ ان کی زندگی کے واقعات کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ ایک ایک وقت ان پر ایسا آیا ہے کہ زمین ان پر تنگ ہو گئی ہے۔ لیکن اس شدتِ ابتلا میں بھی وہ ویسے ہی خوش و خرم ہیں جیسے اس ابتلا کے دور ہونے پر۔ وہ کیا بات ہے جو ان کو موت کی سی حالت میں بھی خوش و خرم اور زندہ رکھتی ہے۔ فقط اللہ پر ایمان۔

غرض محسنین کے زمرہ میں داخل ہونا بہت ہی مشکل اور پھر مشکل کشا ہے۔ پہلا درجہ جو محسن کا اعلیٰ مقام ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ بعد میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کا ابتدائی درجہ یہی ہے کہ وہ یہ ایمان لائے کہ میرے ہر قول و ہر فعل کو مولیٰ کریم دیکھتا اور سنتا ہے۔

جب یہ مقام اسے حاصل ہوگا تو ہر ایک بدی کے وقت اس کا نورِ قلب اس ایمان کی بدولت اس سے روکے گا اور لغزش سے بچائے گا۔ اور رفتہ رفتہ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ آخر وہ اس مقام پر پہنچ جائے گا کہ خدا تعالیٰ کو دیکھ لے گا اور یہ وہ مقام ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں لقاء کہلاتا ہے۔ پس جب انسان محسن ہو کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو پھر تھوڑا ہو یا بہت۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر بدلے دیتا ہے۔ یہ صرف اعتقادی اور علمی بات ہی نہیں۔ کہانی اور داستان ہی نہیں بلکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

میں دنیا کی تاریخ میں جس سے مراد انبیاء علیہم السلام کی پاک تاریخ لیتا ہوں۔ بہت سے واقعات اس کی تصدیق میں پیش کر سکتا ہوں اور علمی طریق پر بھی خدا کے فضل سے اس کی سچائی ثابت کرنے کو تیار ہوں۔ مگر ان سب باتوں کو چھوڑ کر میں ایک عظیم الشان واقعہ صحابہؓ کی لائف کا دکھانا چاہتا ہوں۔ میں ایک عرصہ تک اس سوال پر غور کرتا رہا کہ کیا وجہ تھی جو انصار کو خلافت نہ ملی۔ بلکہ خلافت کے اول وارث مہاجر ہوئے۔ اور مہاجرین میں سے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حالانکہ انصار میں سب نے بڑی ہمت کی اور انکی اس وقت کی امداد ہی تھی ان کو انصار کا پاک خطاب دیا لیکن اس کا کیا سبب ہے کہ بادشاہی اور حکومت کا ان کو حصہ نہ ملا۔ اور پہلا خلیفہ قریشی ہوا۔ پھر دوسرا تیسرا چوتھا بھی۔ یہاں تک کہ عباسیوں تک

قریشیوں ہی کا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ بنو ثقیفہ[1] میں کوشش کی گئی کہ ایک خلیفہ انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے۔ مگر یہ تجویز پاس نہیں ہوئی۔ اور کسی نے نہ مانا۔ آخر مجھ پر اسکا بستر یہ کھلا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اپنا کام کر رہی تھی۔

انصار نے کیا چھوڑا تھا۔ جو ان کو ملتا؟ مہاجرین نے ملک چھوڑا۔ وطن چھوڑا۔ گھر بار چھوڑا۔ مال و اسباب۔ غرض جو کچھ تھا وہ سب چھوڑا۔ اور سب سے بڑھ کر ابو بکر صدیق رضؓ نے۔ اس لئے جنہوں نے جو کچھ چھوڑا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر پایا۔ زیادہ سے زیادہ انکی زمین چند بیگھہ ہوگی جو انہوں نے خدا کیلئے چھوڑ دی۔ مگر اس کے بدلہ میں یہاں خدا نے کتنے بیگھہ دی۔ اسکا حساب بھی کچھ نہیں۔

پس یہ سچی بات ہے کہ جس قدر قربانی خدا کے لئے کرتا ہے اسی قدر فیض انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سے پاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کتنی بڑی تھی۔ پھر اس کا پھل دیکھو۔ کس قدر ملا۔ اپنی عمر کے آخری ایام میں ایک خواب کی بناء پر جس کی تاویل ہو سکتی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خلوص کے اظہار کیلئے جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ پھر خدا نے اس کی نسل کو کس قدر بڑھایا کہ وہ شمار میں بھی نہیں آ سکتی۔ اسی نسل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان رسول خاتم النبیین رسول کر کے بھیجا جو کل انبیاء علیہم السلام سے افضل ٹھہرا۔ جس کی امت میں ہزاروں ہزار اولیاء اللہ ہوئے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل تھے اور لاکھوں لاکھ بادشاہ ہوئے۔ یہاں تک کہ مسیح موعود جو خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا ہے وہ بھی اسی امت میں پیدا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے اسے پایا اور اُسکی شناخت کا موقعہ ہم کو دیا گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

یہ بدلہ۔ یہ جزاء کس بات کی تھی؟ اسی عظیم الشان قربانی کی جو اس نے خدا تعالیٰ کے حضور دکھائی۔ واقعی یہ بات قابل غور ہے کہ ابراہیمؑ کی عمر جب کہ سو برس کے قریب پہنچی۔ اس وقت قویٰ بشری رکھنے والا کیا امید اولاد کی رکھ سکتا ہے۔ پھر ۱۳ برس کی عمر کا نوجوان لڑکا جو ۸۶ برس کے بعد کا ملا ہوا ہو۔ اس کے ذبح کرنے کا اپنے ہاتھ سے ارادہ کر لینا معمولی سی بات نہیں ہے۔ جس کیلئے ہر شخص تیار ہو سکے۔ غور کرو اس ذبح کے بعد عمر کے آخری ایام میں اور قبر قریب ہے۔ پھر کیا باقی رہ سکتا ہے۔ نہ مکان رہا نہ عزت و جبروت۔ مگر اے ابراہیمؑ تجھ پر خدا کا سلام۔ تو نے خدا تعالیٰ کے ایک اشارہ اور ایماء پر سارے ارادوں اور ساری خوشیوں، خواہشوں کو قربان کر دیا۔ اور اس کے بدلے میں تُو نے وہ پایا جو

---

[1] غالباً سقیفہ بنی ساعدۃ۔ واللہ اعلم۔ مرتب

کسی نے نہیں پایا۔ خاتم النبیینؐ اسی اسماعیل کی نسل میں ہوا۔ اور خاتم الخلفاء اسی خاتم النبیین کی اُمت میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ۔ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

پھر ابراہیم علیہ السلام کا وہ صدق اور اخلاص کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا اَسْلِمْ۔ قَالَ اَسْلَمْتُ اے ابراہیم! تو فرماں بردار ہو جا۔ عرض کیا حضور مَیں تو فرماں بردار ہو چکا۔ اَسْلِمْ۔ نہیں کہا۔ اَسْلَمْتُ یعنی اپنا ارادہ رکھا ہی نہیں۔ معاً حکم الٰہی کی ساتھ ہی تعمیل ہو گئی۔ پھر اس اخلاص سے کیا بدلہ پایا کہ ابوالملّۃ ٹھہرا۔ جو کچھ چھوڑا اس سے بڑھ کر ملا۔

اسی طرح پر سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر غور کرو۔ اہل مکہ نے کہا کہ اگر آپ کو بادشاہ بننے کی آرزو ہے تو ہم تجھ کو بادشاہ بنانے کیلئے تیار ہیں۔ اگر تجھے دولتمند بننے کی خواہش ہے تو دولت جمع کر دیتے ہیں۔ اگر حسین عورت چاہتا ہے تو تامل و مذائقہ نہیں۔ یہ کیا چیزیں تھیں۔ مگر دنیا پرست کی نظر ان سے پرے نہیں جا سکتی تھی۔ اس لئے اسی کو پیش کیا۔ آپؐ نے اس کا کیا جواب دیا؟ کہ اگر سورج اور چاند کو میرے دائیں بائیں رکھ دو تو بھی میں اشاعت اور تبلیغ سے رُک نہیں سکتا۔ اللہ اللہ کس قدر اخلاص ہے اللہ تعالیٰ پر کتنا بڑا ایمان ہے۔ قوم کی مخالفت ان دُکھوں اور تکلیفوں کے سمندر میں اپنے آپ کو ڈال دینے کے واسطے روح میں کس قدر جوش اور گرمی ہے جو اس انکار سے آنے والی تھیں ان تمام مفاد اور منافع پر تھوک دینے کیلئے کتنی بڑی جرأت ہے جو وہ ایک دنیاوار کی حیثیت سے پیش کرتے تھے مگر خدا کو راضی رکھ کر۔ اس کو مان کر اور اس کے احکام کی عزت و عظمت کو مدنظر رکھ کر اس قربانی کا بدلہ آپؐ نے کیا پایا جو دنیا میں کسی ہادی کو نہیں ملا۔ اور نہ ملے گا۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کی صدا کس کو آئی؟ اور کس نے ہر چیز میں آپؐ کو وہ کوثر عطا کی جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ سوچو اور غور کرو!!

میں نے مختلف مذاہب کی کتابوں۔ انکے ہادیوں اور نبیوں کے حالات کو پڑھا ہے۔ اس لئے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی قوم اپنے ہادی کیلئے ہر وقت دعائیں نہیں مانگتی ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ دنیا کے ہر حصہ میں ہر وقت ہر آن اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ کی دعا آپؐ کیلئے کر رہے ہیں۔ جس سے آپؐ کے اور مراتب ہر آن بڑھ رہے ہیں۔ یہ خیالی اور خوشکن بات نہیں۔ واقعی اسی طرح پر ہے۔ دنیا کے ہر آباد حصہ میں مسلمان آباد ہیں اور ہر وقت ان کی کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور ہوتا ہے جس میں لازمی طور پر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھا جاتا ہے۔ مقررہ نمازوں کے علاوہ نوافل

پڑھنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اور درود شریف بطور وظائف کے پڑھنے والے بھی کثرت سے۔ اس طرح پر آپؐ کے مراتب و مدارج کا اندازہ اور خیال بھی نا ممکن ہے۔ یہ عزت اور یہ فخر کسی اور ہادی کو دنیا میں حاصل نہیں ہوا۔ (الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۲)

۱۱۷۔ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

اُولُوْا بَقِيَّةٍ، جن میں نیکی کا اثر باقی ہو صاحبانِ عقل و شعور۔ مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ جس راہ میں کہ انہوں نے عیش و عشرت کو پایا۔ جب تک کسی قوم میں ایسے لوگ ہوں جو بدیوں سے منع کرتے رہیں اور نیکیوں کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں۔ تب تک وہ قوم ہلاک ہونے سے بچی رہتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۸۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

بِظُلْمٍ: اللہ تعالیٰ بے وجہ کوئی عذاب نہیں دیتا۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ دنیا میں مصائب ایسے ہی بلا سبب آجاتے ہیں۔ قرآن شریف ایسا نہیں کہتا۔ بلکہ فرماتا ہے کہ جس بستی میں مصلح موجود ہوں وہاں عذاب نہیں آتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۰۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

جہاں تک تاریخی واقعات۔ قدیمہ اور جدیدہ آثار اور عقل شہادت دیتی ہے۔ اس دنیا میں اضداد

کا مقابلہ ہوتا رہا اور یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ بھی کسی مدت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ کیمسٹری کی گواہی ذرات عالم کی نسبت اس وقت چھوڑ دو۔ انسانی گروہ پر نظر کرو۔ سعید کے ساتھ شقی یا سرلیشٹ (اچھا) کے ساتھ فلسو (برا) کب سے مقابلہ ہو رہا ہے۔

مومن و کافر کا جھگڑا اور عالم و جاہل کا تنازعہ کوئی پہلی قسم سے جدا فساد نہیں۔ یہ الفاظ سعید اور شقی۔ بھلے اور برے یا سرلیشت اور فلسو کے ہی عنوان ہیں۔ اوروں کا مخاصمہ وہی اضداد کی باہمی جنگ ہے۔ یہ باہمی حملہ بڑے بڑے نتائج کا موجب اور خدا ترس پر سمجھ والوں کے واسطے انواع و اقسام فوائد کا باعث ہے ان منافع کا تذکرہ جو اس جدال و قتال سے اس حملہ کے مجاہدین اور شہداء کے حق میں پیدا ہوتے ہیں اس رسالہ میں ناموزوں ہے مگر قدرت کے کارخانہ میں جب اختلاف موجود ہے پھر ایسی قوت اور طاقت کے ساتھ ہو رہا ہے کہ مخلوق میں کوئی بھی نہیں گزرا اور نہ ہے جس نے اختلاف کو مٹایا ہو بلکہ یہ سچا الہام وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ اس جنگ کے قیام کی خبر دیتا ہے

(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۰۱)

دیکھو اس وقت تم بیٹھے ہو۔ سب کی آوازوں میں اختلاف۔ لباسوں میں اختلاف۔ مکانوں میں اختلاف صحبتوں میں اختلاف۔ مذاقوں میں اختلاف۔ غرض اختلاف ایک فطری امر ہے۔ اب خدا ہی کا فضل ہے کہ تم ایک وحدت کے نیچے آگئے۔ میں کبھی گھبرایا نہیں کرتا کہ فلاں شخص کیوں ہمارا خیال نہیں۔ کیونکہ میرے مولیٰ کا ارشاد ہے وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ۔ پس جس پر فضل ہوا۔ وہ اختلاف سے نکل کر وحدت ارادی کے نیچے آجائے گا۔ (الفضل ۹ر جولائی ۱۹۱۳ء صـ۱۵)

لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ: رحم کے واسطے ہی ان کو پیدا کیا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ دنیا میں اختلاف مذاہب کا ہمیشہ رہے گا۔

تَمَّتْ: یہ بھی خدا تعالیٰ کی ایک بات ہے اور پوری ہوگی کہ جن و ناس کا ایک گروہ داخل جہنم ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۱۔ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾

عَلاَ نَقُصُّ : یہ سب جو ہم نے بیان کیا یہ اس واسطے ہے کہ پہلے انبیاءؑ کے حالات کے سننے اور معلوم کرنے سے تیرا دل مضبوط ہو کہ تمام انبیاء کے ساتھ ایسا حال ہوا۔ اور تو بھی ایک نبی ہے۔

وَجَآءَكَ : اور جو پیشگوئی تیرے متعلق تھی۔ وہ اب آگئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۲- وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ : حتی الامکان تم اپنی طاقت سے میرے مقابلہ میں زور لگاؤ۔ اور اپنی جگہ پوری طرح سوچ بچار کر لو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۴- وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

غَيْبُ : یہ سب انبیاءؑ کے واقعات جو قرآن شریف میں بیان کئے ہیں یہ غیب یعنی پیشگوئیاں ہیں۔ جیسا کہ ان انبیاءؑ کو کامیابی ہوئی اور ان کے مخالف ہلاک اور تباہ ہوئے۔ ایسا ہی حال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے احباب کا اور جس طرح انبیاءؑ کے مخالفوں کا حال ہوا۔ اسی طرح آپؐ کے مخالفوں کا ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲- الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾

الٓرٰ : اَنَا اللّٰہُ اَرٰی ۔ میں اللہ دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کرتے ہو۔ جس طرح تم اس رسول کے ساتھ برتاؤ کرتے ہو۔ اسی طرح یوسفؑ کے ساتھ اسکے بھائیوں نے کیا تھا۔ تمہارا بھی اس رسول کے سامنے وہی حال ہوگا جو یوسفؑ کے سامنے یوسفؑ کے بھائیوں کا ہوا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے جن میں سے ایک بنیامین ان سے عمر میں چھوٹے تھے اور یہی سگے بھائی یوسف علیہ السلام کے تھے۔ باقی بھائیوں میں سے جو سوتیلے تھے۔ ایک ان کے خیر خواہ تھے۔ باقی نو مخالف تھے۔ ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف بھی تِسْعَةَ رَهْطٍ نو گروہ تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳- اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۳﴾

عَرَبِيًّا : کھول کر سنانے والی زبان میں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۹)

۴- نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۴﴾

قَصَصِ : بیان یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں لفظ قَصَص قؔ پر فتحہ زبر کے ساتھ ہے۔ یہ مصدر ہے اور اس کے معنے ہیں بیان کرنا۔ بعض لوگ غلطی سے اس کے معنے کرتے ہیں۔ قصے۔ قصہ اور لفظ

ہے جو قِ کی زیر کے ساتھ ہے اور اس کی جمع ہے قِصَص (قِ کے نیچے زیر کے ساتھ)
نبیوں میں سے حضرت رسول کریمؐ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت ابراہیم علیہم السلام و البرکات بڑے اولوالعزم لوگ ہوئے ہیں۔ اور ان کا معاملہ حضرت یوسف علیہ السلام سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا معاملہ تو صرف بھائیوں یا ایک عورت کے ساتھ ہوا تھا اور وہاں تمام اقوام کی مخالفت کا بہت خوفناک مقابلہ پیش تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۔ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ﴿۵﴾

رَاَیْتُ: میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اس کا نام خواب رکھتے ہیں۔ مگر حضرت یوسفؑ نے اس کو دیکھنا ہی فرمایا اور یہی اصطلاح صحیح ہے۔ وہ بھی ایک قسم کی بیداری ہوتی ہے۔ جس میں دوسرے شریک نہیں ہو سکتے
لِیْ سٰجِدِیْنَ: میرے سبب سے وہ سجدہ میں گرے ہوئے ہیں۔ کوئی ایسا امر واقعہ ہوا ہے کہ وہ سب کے سب سربسجود ہو رہے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ر دسمبر ۱۹۰۹ء)
اِنِّیْ رَاَیْتُ: یہاں خواب کا ذکر نہیں۔ اسی طرح نبی کریمؐ نے جو دجال یا جوج ماجوج وغیرہ کے بارے میں رَاَیْتُ فرمایا اسے رؤیا یا کشف کیوں نہیں قرار دیتے۔؟
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۹)

۶۔ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶﴾

اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت یعقوبؑ تعبیر رؤیا کی سمجھ گئے تھے۔ فرمایا۔ تیرے بھائی تو تیرا مقابلہ کریں گے۔ اور یہ ان کا شیطانی فعل ہوگا۔ کیونکہ شیطان ہی آپس میں

جنگ کروادیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۔ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

يُعَلِّمُكَ: اللہ تعالیٰ تجھے اس رؤیا کی اصل حقیقت بتا ہی دے گا۔ اس بات سے حضرت یعقوبؑ نے پہچان لیا کہ یوسفؑ پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہونے والا ہے۔ میرا اور میرے باپ اسحاقؑ میرے دادا ابراہیمؑ کا وارث ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۔ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝

سَآئِلِيْنَ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے متعلق سوال کرنے والوں کے واسطے یوسفؑ اور اس کے بھائیوں کے بیان میں جواب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے بھی مکہ والوں نے یہی ارادے کئے تھے کہ انکو قتل کیا جاوے یا قید کیا جاوے یا جلاوطن کیا جاوے۔ آخر آپؐ ہجرت پر مجبور کئے گئے۔ اور بالآخر یوسفؑ کی طرح اہلِ مکہ پر فتح پائی۔ اور انہیں معاف کر دیا۔ اس آیت میں پیشگوئی ہے کہ جو حال یوسفؑ کے بھائیوں کا اس کے مقابلہ میں ہوا تھا وہ ان قریش کا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ: مکہ سے نکلنا پڑا ۲۔ پھر حاکم ہوگئے ۳۔ مکہ فتح ہوگیا۔ مکہ والوں نے معافی کی درخواست کی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۹)

۹، ۱۰۔ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ

مُّبِيْنِ ۝ ۹ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ

لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ ۱۰

عُصْبَةٌ : ہم ایک بڑی جماعت ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابلہ میں ایسا ہی کہا گیا۔ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٌ (زخرف : ۳۲)

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ : کاٹنے والی محبت۔ یوسفؑ کے ساتھ ایسی محبت ہے جو ہم سے قطعِ محبت کراتی ہے۔

مِنْ بَعْدِهٖ : بعض لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ یہ بدی ہم کرلیں۔ پھر نیک بن جائیں گے۔ ایسے آدمیوں کو نیکیوں کی توفیق نہیں حاصل ہوتی۔ لبد میں توبہ کرلینے کی نیت کے ساتھ بدی کی طرف جھکنا کبھی اعمالِ صالح کی توفیق نہیں دیتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰، دسمبر ۱۹۰۹ء)

اَحَبُّ اِلٰى اَبِيْنَا : جیسے اس قوم میں نبی کریمؐ خدا کے محبوب بن گئے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ ۹ صفحہ ۴۵۹)

۱۱۔ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ

غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ

فٰعِلِيْنَ ۝ ۱۱

لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ : نبی کریمؐ کے دشمن اس سے زیادہ سخت تھے۔ کیونکہ انہوں نے قتل کا فیصلہ کردیا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۹)

غَيٰبَتِ الْجُبِّ : قَعْرِ بِئْرٍ۔ وہ کنواں اس کو غائب کردے۔ وہ ایک خاص کنواں تھا اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲، ۱۳۔ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَ

اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ ۱۲ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ

وَ يَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾

ان سب دعوؤں میں جو یوسفؑ کے بھائیوں نے کئے۔ کہیں ان شاء اللہ نہیں کہا۔ خدا کا نام بالکل نہیں لیا۔ اسی واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام کو خوف پیدا ہوا کہ ان کی ان باتوں کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا کیونکہ ان کو جناب الٰہی کا خیال بھی نہیں آیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کہہ نہیں سکے۔

یَرْتَعْ : کھیلے گا۔ کودے گا۔ جنگل کے پھل کھائے گا۔ چرانا سیکھے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ : دیکھو خدا کا نام نہیں لیتے اور جب تک نہیں لیتے۔ ناکام رہتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۵۹)

اَوْحَيْنَآ : اس جگہ خدا تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی تشفی فرمائی۔ وحی کی آواز اونچی ہوتی ہے مگر پاس والے نہیں سنتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸- قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸﴾

نَسْتَبِقُ : ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۰- وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۚ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۚ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾

وَارِدَهُمْ : اپنا سقہ۔ پانی بھرنے والا۔

غُلٰمٌ : عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ ہاجرہ لونڈی تھی اور اسمٰعیلؑ لونڈی سے پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی اسرائیل کو فرعون کا غلام بنا دیا۔ یوسف علیہ السلام غلام بنے۔ شرم! شرم!! شرم!!! اور حضرت یوسفؑ اس جگہ بنی اسماعیل کے غلام بنائے گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۱ - وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۱﴾

بَخْسٍ : خدا تعالیٰ نے اس رقم کی تحقیر کی ہے۔ خواہ کتنی ہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے بھی کفارِ عرب نے سَو اونٹ انعام مقرر کیا تھا کہ جو آن کو قتل کرے۔ اسے سَو اونٹ ملے گا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۲ - وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ؗ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ : ہمیں نفع دے۔ وہ مشرک کافر تھے ۔ ۱۔ انہوں نے سوچا کہ اس کو متبنّٰی بنائیں گے ۲۔ یا یہ خیال کیا کہ اس سے نیوگ کرائیں گے۔ کیونکہ آریوں کی طرح وہ بھی تھے۔ ایک نبی کے متعلق ایسا خیال کیا۔ مگر وہ کیا جانتے تھے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۳ - وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ : یعنی عادت اللہ اور سنّت اللہ اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ کوئی محسن ہو۔ کبھی ہو۔ اس کو اس طرح پر جزا ملتی ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو ملی۔ غرض انسان محسن بنے۔ پھر خدا اس کے ساتھ ہے اور اسے مراتب اعلیٰ ملتے ہیں۔
(الحکم ۱۷ر فروری ۱۹۰۴ء صفحہ)

۲۴ - وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ

وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۚ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۴﴾

هَيْتَ لَكَ : بناؤ سنگار اور تمام سامان کر کے کہا کہ ایسے آؤ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۵۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا ۚ لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۚ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۚ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۵﴾

هَمَّ : یوسفؑ نے اس عورت کو روکنے میں زور لگایا۔

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ : اگر اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور احکام دربارۂ عفت اس کو نہ ملے ہوتے۔ تو وہ اس عورت سے بچنے کی کوشش نہ کرتا اور اس کو نصیحت کرنے میں زور نہ لگاتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍دسمبر ۱۹۰۹ء)

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض خدا تعالیٰ کے خوف سے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کرنے سے پرہیز کیا۔ ورنہ ایک عام آدمی بھی جس کی نگاہ بہت ہی چھوٹی اور پست ہو کہہ سکتا ہے کہ اس تعلق سے وہ اس عزت سے جو اس وقت اُن کی تھی زیادہ معزز اور آسودہ حال ہوتے۔ اگرچہ یہ خیال ایک دَنِیُّ الطبع آدمی کا ہو سکتا ہے کہ کسی بدی اور بدکاری میں کوئی آرام۔ آسودگی کی عزت مل سکتی ہے کیونکہ ارشادِ الٰہی اس طرح پر ہے کہ ساری عزتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور پھر معزز ہونا رسول اور مومنین کے لئے لازمی ہے۔

بہرحال جو کچھ بھی ہو۔ کمینہ فطرت۔ کم حوصلہ انسان عاقبت اندیشی سے حصہ نہ رکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ ان کو آرام ملتا ہے۔ مگر حضرت یوسفؑ نے اس عزت۔ اس آرام اور دولت پر لات ماری اور خدا تعالیٰ کے احکام کی عزت کی۔ قید قبول کی مگر احکامِ الٰہی کو نہ توڑا۔ نتیجہ کیا ہوا۔ وہی یوسف اسی مصر میں اسی شخص کے سامنے اس عورت کے اقرار کے موافق معزز اور راست باز ثابت ہوا۔ وہ امین

ٹھہرایا گیا۔ اور جس مرتبہ پر پہنچا تم میں سے کوئی اس سے ناواقف نہیں.... عادت اللہ اور سُنّت اللہ اسی طرح پر واقعہ ہوئی ہے۔ کہ کوئی محسن ہو۔ کہیں ہو۔ اس کو اسی طرح پر جزا ملتی ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو ملی۔ (الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۴ء صک)

۳۱۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۱﴾

شَغَفَهَا حُبًّا: شغف۔ وہ چمڑا جو جلد کے اوپر ہوتا ہے۔ داخل ہونا جنون کی حالت تک پہنچ جانا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۲۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۲﴾

بِمَكْرِهِنَّ: مکر کے معنے تدبیر کے ہیں۔ لیکن صحابہؓ ۔ تابعین نے اس کے معنے قَوْلَهُنَّ کے کئے ہیں۔ یعنی جب ان کا قول سُنا۔

مُتَّكَاً: تکیہ۔ گدیلہ۔ نمارق بعض شہروں میں دو دو سو تکیے دیتے ہیں۔

سِكِّيْنًا: چھری۔ میوہ کاٹنے کے لئے۔

اَكْبَرْنَهٗ: اس کو عظیم الشان پایا۔

قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ: یہ محاورہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اظہارِ تعجب کیا اور تعجب سے ہاتھ منہ میں کاٹا۔ بعض نے یہ معنے کئے ہیں کہ بوجہ حیرت و رعبِ حُسن لٹو ہونے کی بجائے پھلوں کے اپنے

ہاتھ کاٹ لئے۔

حَاشَ لِلّٰہِ: اللہ پاک ہے۔ جس نے ایسا انسان پیدا کیا۔ عورت بدکار آدمی کو جلد پہچان لیتی ہے۔ دیکھتے ہی کہا۔ یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ردسمبر ۱۹۰۹ء)

سِکِّیْنًا: مصری چھری کانٹے سے کھاتے۔

مَلَكٌ كَرِيْمٌ: یہ تو کوئی دیوتا ہے۔ مشرک لوگوں کا دستور ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶)

۳۴۔ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾

السِّجْنُ: سجن کے معنے حبس مراد لے لیتے ہیں۔ قید خانہ یا محبس

اَحَبُّ اِلَيَّ: حضرت یوسفؑ نے تو کہا مجھے قید پسند ہے۔ مگر ہمارے نبی کریمؐ نے کبھی ایسا لفظ نہیں بولا۔ آپؐ ہمیشہ عفو ہی مانگتے رہے اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ۔ انسان کو نہیں چاہیئے کہ اپنے لئے مصیبت مانگے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ردسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۷۔ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ: ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است ✿ زیر آں گنج کرم بنہادہ است

حضرت موسیٰؑ کو ایک طرف تو بادشاہ کے گھر میں پرورش کر دیا۔ تاکہ دربار شاہی کو دیکھ بھال لے

دوسری طرف غریب گھر میں رکھا تا زندگی کے اس حصہ کے عجائبات کو بھی دیکھ کر امیر و غریب کی اصلاح کر سکے ۔ اسی طرح حضرت یوسف ؑ کو ایک طرف باپ سے الگ کیا پھر قید خانہ میں ڈال دیا ۔ اور دوسری طرف مصر کے بادشاہ کا مقرب بنایا ۔ حضرت مجددؒ گوالیار کے قلعہ میں قید ہوئے تو قید خانہ سے ایک شخص کو خط لکھتے ہیں ۔ ہم کو قرآن شریف یاد کرنے کیلئے موقعہ نہیں ملتا تھا ۔ اب قرآن شریف کی یاد کیلئے خوب موقعہ ملے گا ۔ میں تو ان کا بہت معتقد ہوں ۔ جو ان کے معتقد نہیں ۔ وہ بھی دیکھیں گے کہ کس دل سے یہ خط لکھا گیا ہے ۔ کبھی کبھی مجھے یہ خیال آتا ہے کہ ہمارے نبی کریم ؐ بھی ہجرت کے تین دن غار میں رہے آپ ؐ نے اس میں اپنے رفیق صدیق کے ساتھ کیا کیا باتیں کیں اور دعائیں کی ہوں گی ۔

قَالَ اَحَدُهُمَآ اَرٰىنِیْٓ : اللہ تعالیٰ نے رؤیا کی عظمت کے اظہار کیلئے تین رؤیا کا ذکر اس سورہ میں کیا ہے ۔ ا ۔ کافر کا ۔ فرعون ب ۔ فاسق کا قیدی ج ۔ مومن کا رؤیا ۔ یوسف ؑ ۔ دیکھئے سب کے لئے اَرٰىنِیْٓ ۔ اَرٰىنِیْٓ بولا گیا ہے ۔ یہ بیان نہیں کیا کہ ہم نے خواب میں دیکھا یا کشف میں دیکھا یا یقظہ میں پس نبی کریم ؐ کی احادیث میں کیوں کر خواہ مخواہ مشکلات ڈالے جاتے ہیں ۔

خَمْرًا : خمر کے معنے انگور ۔ صحابہ ؓ نے اس لغت کو اچھی طرح سے بیان کیا ہے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۸ ۔ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۸﴾

لَا يَاْتِيْكُمَا : کھانا نہیں آئے گا ۔ کہ میں تم کو اس کی تعبیر بتاؤں گا ۔ گفتگو کی تمہید ۔ کیسی مناسب ہے ۔ دیکھو محبس ہے ساتھ قیدی لوگ موجود ہیں ۔ اس راستباز کو یہ معلوم ہو گیا کہ ان

۱؎ حضرت سید احمد سرہندی مجدد الف ثانی ۔ مرتب

لوگوں کو مجھ سے حسنِ ظن پیدا ہو گیا۔ آؤ اس حسنِ ظن سے فائدہ اٹھائیں۔ انکو تسلی بھی دے دی کہ ہاں تمہاری بات بتاتا ہوں۔ اور ساتھ ہی اپنی تبلیغ بھی کر دی۔ ہر ایک مومن کو بھی اسی ٹوہ میں رہنا چاہیئے جب کوئی حق کا شنوا دیکھے تو اُسے حق سنا دے۔ مگر ایسے طور پر کہ مؤثر ہو۔ نہ یہ کہ اور بھی بھڑک اُٹھے جیل خانہ فُساق کی جگہ ہے۔ مگر حضرت یوسفؑ تقربِ الٰہی کے واسطے گئے تھے۔ آپؑ نے اسے اسی کا مظہر پایا۔ علم رؤیا کی کتابیں مطالعہ کرنے سے اور اس پر غور کرنے سے بہت سے قانونِ قدرت کے جھگڑے طے ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے اکثر الفاظ اس کے بیان کر دئیے ہیں۔ لوگ لغت کو لے لیتے ہیں مگر علم رؤیا سے الفاظ کے معانی حل نہیں کرتے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۹- وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۹﴾

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْۤ: ایک طرف مَیں نے کچھ چیز ترک کی ہے۔ دوسری طرف کچھ اخذ کی ہے۔

مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ: شرک سے بچنے کے معنے ہیں کہ نہ کوئی خدا کے برابر ہو نہ کوئی محبوب اس کے برابر معظم ہو۔ نہ کوئی اس کے برابر مُطاع ہو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۰، ۴۱- يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴۰﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

ربّ کے معنے بڑا پالنہار۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا گیا ہے اور دنیاداروں۔ بڑے آدمیوں پر بھی۔ فرعون نے کہا۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النّٰزعٰت : ۲۵) یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کو جو رہا ہونے والا تھا فرمایا کہ اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ (یوسف : ۴۳) یعنی اپنے مالک والمیر کے پاس میرا ذکر کیجیو۔ اور اسی ربّ کی جمع اَرْبَابٌ ہے جس کے متعلق فرمایا ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ (نورالدین صفحہ ۲۲۱)

اَلْقَاهِرُ جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اس کے معنے ہیں وہ ذات پاک جو سب پر غالب ہے۔ اَلْقَهَّارُ اَلْقَاهِرُ کا مبالغہ ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۴)

۴۲۔ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ
خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ
رَّاْسِهٖ ۚ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۲﴾

قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ : ایک خواب ہے جس کے وجود ہی میں شک ہے۔ پھر اس کی تعبیر میں دقت ہے۔ پھر یہ مشکل کہ وہ تعبیر پوری بھی ہوگی یا نہیں۔ مگر آپ پیشگوئی کرتے ہیں کہ یہ بات تو ہو چکی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ : خواب کبھی بالکل نظارہ کے مطابق ہوتا ہے جیسے عصر خمر کا خواب کبھی آدھا اس طرح اور آدھا اور رنگ میں جیسے روٹی بجائے صلیب اور تَاْكُلُ الطَّيْرُ اسی رنگ میں۔ کبھی اور رنگ میں۔ جیسے یوسفؑ کا خواب کہ دیکھے ستارے۔ نکلے بھائی۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۰)

۴۳۔ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ
عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ

فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۳﴾

ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا : ظَنَّ جب اس کے پیچھے اَنَّ آجاوے تو یقین کے معنے دیتاہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنی ہو اس کو چاہیئے کہ ہر عیب سے اپنے آپ کو بچاوے اور پاک وصاف ثابت کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍دسمبر ۱۹۰۹ء)

فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ : اس قیدی کو بھلا دیا شیطان نے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹، صفحہ ۴۶۰)

۴۴۔ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۴﴾

وَقَالَ الْمَلِكُ : دیکھئے بادشاہ نے بھی اِنِّيْٓ اَرٰى ہی کہاہے۔ فِي الْمَنَامِ کا ذکر نہیں
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍دسمبر ۱۹۰۹ء)

سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ : ارزانی کے دنوں میں کیا سات ہی گائیں موٹی ہوتی ہیں؟ نمونہ تھا اسی طرح دجال۔ نبی کریمؐ کو اس قوم دجال کا ایک نمونہ دکھایا گیا۔ دوم۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی رؤیا بھی سچی نکل آتی ہے۔ فاسق کی بھی۔ بچے کی بھی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹، صفحہ ۴۶۰)

۴۵۔ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ : پراگندہ خیالات۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ ہم اس خواب کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتے۔ بلکہ اللہ اسی کو بے وقوف بنایا۔ اس سے معلوم ہوتاہے کہ دنیا والے اپنی کبریائی کے باعث اپنی لاعلمی کو تسلیم نہیں کرتے۔ بعض آدمی سوال کے سننے سے پیشتر ہی جواب کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ دنیاپرست انسان اپنی واقفیت وسیع ثابت کرنے کیلئے کسی کا لحاظ بھی نہیں کرتے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۶- وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿۴۵﴾

نَجَا مِنْهُمَا: دیکھو حضرت یوسفؑ کو محبس میں دیکھ کر کس طرح کہا کہ ہم تجھ کو محسن سمجھتے ہیں پھر حضرت یوسفؑ نے کس طرح ان کے خواب کی تعبیر بیان کی اور کتنا بڑا وعظ توحید کا بیان کیا۔ لیکن وہاں بادشاہ کے پاس آکر شراب پلانے میں ایسا محو ہوا کہ بھول گیا۔ اسی لئے مجھ کو کسی بڑے دنیادار سے محبت نہیں۔ اب اس کو جب اپنی ضرورت پڑی تو بات یاد آ گئی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۷- يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ، لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۴۶﴾

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ: پھر آکر نہ کوئی عذر کیا نہ شرمندگی ظاہر کی۔ آتے ہی اپنی غرض اور مدعا بیان کرنا شروع کر دیا۔

لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ: بادشاہ کا نام نہیں لیا۔ دیکھو اب جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ یہ دنیا پرست ہے دنیا پرست کے پاس سے آیا ہے۔ تو اب وعظ نہیں کیا۔ بلکہ فوراً جواب دیدیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۹- ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ﴿۴۸﴾

تُحْصِنُونَ: تَدَّخِرُونَ۔ تَجْمَعُونَ۔ جو کچھ تم نے جمع

کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۰- ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

عَامٌ: وہ برس جس میں بہت بارشیں ہوں۔ عوم عربی زبان میں تیرنے کو کہتے ہیں چونکہ جن سالوں میں بارشیں خوب ہوتی ہیں۔ بچے خوب تیرتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام عام رکھا گیا۔ اس رکوع میں دنیا پرستوں اور غافلوں کی دوستی کو سمجھایا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۱- وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۚ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾

اِئْتُوْنِيْ بِهٖ: اس دفعہ حضرت یوسفؑ نے خدا پر توکل رکھا۔ اپنے متعلق کچھ نہیں کہا۔ جلد خلاصی ہوئی۔

اِلٰى رَبِّكَ: اپنے مالک کے پاس

كَيْد: تدابیر جنگ

حضرت یوسفؑ نے ایسا کیوں کیا۔ مصلح بننے والے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنا پیشہ بنانا تھا۔ اس لئے الزام کو دور کرنا ضروری سمجھا۔ بدنام کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ ایک بیوی مسجد میں آگئیں۔ دوسروں کو نقاب اتار کر دکھایا تا کسی کو وسوسہ نہ ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۲- قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ

سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۲﴾

اَلْاٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ : تَبَيَّنَ ۔ بَرَزَ ۔ ظاہر ہوگیا۔

(ضمیمہ اخبار قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۳۔ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ : اس لفظ کا کہنے والا کون ہے۔ بعض نے کہا کہ یوسف۔ بعض نے کہا کہ اِمْرَاَةُ الْعَزِيْزِ میرا خیال یہی ہے کہ وہ عورت تھی۔ اس نے کہا کہ میں نے سچی گواہی دی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۴۔ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ : یہ قول بھی اس عورت کا ہی ہے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ نبی کا قول ہو سکتا ہے نہ کہ مشرکہ عورت کا۔ اس صورت میں لَمْ اَخُنْهُ بھی یوسفؑ کا قول ہے۔ اپنے مالک کی عدم موجودگی میں اس کی عورت کی طرف بُری خواہش نہیں کی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۵۔ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۵﴾

اَسْتَخْلِصْهُ : اپنے خاص لوگوں میں اسے رکھوں گا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۶- قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۶﴾

قَالَ اجْعَلْنِيْ : یوسفؑ نے بادشاہ کے پاس رہنا بھی پسند نہ کیا۔ وہ عہدہ دیتا تھا۔ اس کا انکار بھی نامناسب تھا۔ الگ رہنا بھی ٹھیک نہ تھا۔ اس لئے خزائن الارض پر قبضہ کیا۔ افسر مل ہی گئے۔ سب محتاج ہو گئے۔ کوئی مخالف شر نہ کر سکا۔

خَزَآئِنِ الْاَرْضِ : محاصلِ زمین (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۷- وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۚ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

مُحْسِنِيْنَ : خدا نے یوسفؑ کو محسن کہا۔ قید کے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۶۳- وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۳﴾

لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَا : تاکہ وہ اسے پسند کریں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۶۸- وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ

وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۚ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۸﴾

وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ : میرے خیال میں حضرت یعقوبؑ نے علیحدہ علیحدہ پہنچانے کیلئے ان کو الگ الگ دروازے سے داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ حکم الٰہی تھا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶)

۶۹- وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۚ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۚ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾

اِلَّا حَاجَةً : مطلب یہ تھا کہ یوسفؑ کو اپنے بھائی سے الگ ملنے کا موقع مل جائے یہی حکمت تھی ابواب متفرقہ سے بھجوانے کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۷۰- وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۰﴾

اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ : اس سے معلوم ہوا کہ حسب قرارداد یعقوب وہ بھائی پہلے پہنچ چکا تھا
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶)

۷۱- فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ

لَسَارِقُوْنَ ﴿۷۳﴾

جَعَلَ السِّقَايَةَ: امراء کے پاس ہر کام کیلئے نوکر ہوتے ہیں۔ پانی پی کر جو برتن رکھ دیا تو نوکر اٹھانا بھول گیا۔ اسباب غلطی سے بندھ گیا۔

اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ: خیال کیا شاہی مہمان ہیں۔ ان کی بے عزتی نہ ہو۔ آپسمیں فیصلہ کرنا چاہا

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۷۷۔ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ۚ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ۚ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۚ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ: یوسفؑ کے بھائی کے تھیلے سے پہلے دوسروں کی تلاشی شروع کی یہ اس لئے کہ اس ملازم نے دیکھا کہ بنیامین زیادہ قرب والا ہے۔ اس لئے اسکا سامان اوّل نہ کھولا۔

كِدْنَا لِيُوْسُفَ: یوسفؑ کے فائدے کی تدبیر ہم نے کی تھی۔ تاکہ اپنے بھائی کے ذریعے اپنے باپ کا علم حاصل کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ: یعنی یوسفؑ کو اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ نہ اس نے کوئی تدبیر کی۔ سقایہ بھول کر رکھا اور محافظ نے از خود تلاشی لی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۰)

۷۸۔ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۸﴾

لہ ظا‌ٹ کا بڑا تھیلا۔

فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ : یہ ان کا جھوٹ ہے جیسے پہلے بھی جھوٹ بول چکے ہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۰)

۸۱- فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۱﴾

حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ : اس موقعہ پر مجھے یہ نکتہ سوجھا ہے کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اوّل خدا کا نام لیتے پھر باپ کا۔ پس معلوم ہوا کہ عامی آدمی کے الہامات نبی کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اسی واسطے اوّل باپ کا نام لیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ ؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۴- قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۴﴾

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ : صبر اچھی چیز ہے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یوسفؑ اور اس کا بھائی اور سب آجاویں گے۔ دیکھو کتنا یقین ہے خدا کی ذات پر۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ ؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۵- وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۵﴾

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ : آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔
كَظِيْمٌ : غم سے بھر گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ ؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۶- قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ ﴿۸۶﴾

حَرَضًا: جسم یا عقل میں کسی حزن یا مرض کے سبب فساد آجاوے اس فساد کو حرض کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۸- يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۸﴾

فَتَحَسَّسُوْا: التماس کرو۔ عرض کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۹، ۹۰- فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۹﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۹۰﴾

مُّزْجٰىةٍ: وہ تھوڑا مال جو ہم کو چلا کر یہاں لے آیا ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)
هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ: کچھ خبر رکھتے ہو تم۔ کیا کیا تم نے یوسفؑ سے اور اس کے بھائی سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۶)

۹۱- قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ

يَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۹۱﴾

مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ: یہ محسن کی تفصیل فرمائی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے یہ قاعدہ کلیہ بتادیا ہے صبر دو قسم کا ہے۔ ایک عَنۡ مثلاً صَبَرَ عَنِ الْغَضَبِ۔ یعنی انسان غضب۔ طمع۔ حرص سے اپنے آپ کو روکے۔

دوم عَلٰی مثلاً صَبَرَ عَلَى الصَّلٰوةِ یعنی جو نیکی کرتا ہے۔ اس پر دوام کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں پر مضبوط رہے۔

تقویٰ کے معنے ہیں ایمان اللہ پر۔ ملائکہ پر۔ انبیاء پر۔ کتب پر اور اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مسکین و یتیم و اقارب کی خبرگیری کرے۔ رنج و راحت۔ عسر و یسر میں صابر رہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۳۔ قَالَ لَا تَثۡرِيۡبَ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ ؕ يَغۡفِرُ اللّٰهُ لَكُمۡ ۚ وَهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۹۳﴾

يَغۡفِرُ اللّٰهُ لَكُمۡ: یعنی میں تمہیں کبھی ملامت نہیں کروں گا۔ نہ کبھی یاد دلاؤں گا دیکھئے حضرت یوسفؑ نے تو يَغۡفِرُ اللّٰهُ کہہ دیا۔ مگر حضرت یعقوبؑ نے سَوۡفَ فرمایا۔ یہ اس لئے کہ یعقوبؑ کی معرفت بڑھی ہوئی تھی۔ ؎

ہر کہ عارف تر است ترساں تر

نبی اس وقت دعا مانگتا ہے جب مغفرت کیلئے مامور ہو۔ عمائد مکہ کو بھی لَا تَثۡرِيۡبَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر يَغۡفِرُ اللّٰهُ نہ کہا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۴۔ اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۹۴﴾

اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا: حضرت یوسفؑ کے تمام کام قمیص ہی سے متعلق رہے۔ باپ کے پاس بھی بھائی قمیص ہی پر خون لے کر گئے تھے کہ بھیڑیا کھا گیا۔ پھر مصر میں بھی جب ایک عورت نے اتہام لگایا تو قمیص ہی سے بریت ہوئی۔ اب جب ان کی خوشحالی کا وقت آیا تو اب بھی قمیص ہی بھیجا۔ بلیک مین لوگ اس قسم کی باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ : میرے باپ کے آگے رکھ دو۔
یَاْتِ بَصِیْرًا : وہ یقین کرے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۵، ۹۶۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۶﴾

لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ : فلسفی طبیعت لوگ اس کے معنے کرتے ہیں کہ یعقوبؑ نے کہا۔ میں یوسف کی حکومت کے آثار پاتا ہوں۔ صوفیاء نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے بعض حواس میں غیر معمولی ترقی بخش دیتا ہے۔ یہ لوگ زیادہ تجربہ کار اور اس کوچے کے واقف ہیں۔ انہی کی بات ماننی چاہیئے۔
لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ : تفنید۔ ملامت کرنا۔ احمق بنانا۔ خطا کار بنانا۔ گنہگار ٹھہرانا۔ آپ نے ڈرایا۔ ایسا نہ ہو۔ میری تکذیب کر کے گنہگار ہو جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۷۔ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ : وقوعہ کے بعد کہا۔ جب یقین ہو گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)
عَلٰی وَجْهِهٖ : سامنے رکھ دیا۔
فَارْتَدَّ بَصِيْرًا : یقین ہو گیا اور پھر اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ کھول کر سنایا۔ پہلے باوجود الہام کھولا نہیں۔ اللہ کی بے پرواہی سے۔ پیشگوئی کا پورا علم بعد از وقوع ہوتا ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۰)

۱۰۰۔ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۰۰﴾

اُدْخُلُوْا مِصْرَ: اس سے ثابت ہے کہ استقبال کیلئے باہر آئے تھے۔ یہ بھی ایک ادب ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۰۱- وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۱﴾

خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا: میرا تو یہی اعتقاد ہے کہ سجدہ خدا کے شکر کا تھا۔
اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ: یہاں کنویں سے نکالنے کا ذکر نہیں کیا۔ تا کہ بھائیوں کا دل نہ دُکھے۔ ان سے وعدہ لَا تَثْرِيْبَ کر چکے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)
وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْ: پاک لوگ تکلیفات اور مصائب کا ذکر نہیں کرتے۔ کہ یہ شکر کے خلاف ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۰)

۱۰۲- رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا: چونکہ حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے عہد لیا تھا کہ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (بقرہ: ۱۳۳) اس کے ماتحت حضرت یوسفؑ نے یہ دُعا مانگی۔ اس سے یہ

بھی معلوم ہوا۔ کہ توفّی اور موت کے ایک ہی معنے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۰۳۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اَنْۢبَآءِ: نبأ ۔۔۔ کہتے ہیں عظیم الشان بات کی خبر۔

الْغَيْبِ: یعنی یہ ایک پیشگوئی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ: مکہ والوں کو بتایا کہ تم بھی ایسا ہی کروگے۔ اور آخر میں تم پر فتح پاؤں گا۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ: مکہ والوں کے پاس۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۱)

۱۰۶، ۱۰۷۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں بہت بڑی نصیحت ہے۔ چھوٹے بچوں کو بھی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ انبیاء علیہم السلام کسی کی حقارت بھی کرتے ہیں تو نام نہیں لیتے۔ دیکھو حضرت یوسفؑ کی حقارت کرنے والوں نے کتنے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔

دوسری نصیحت یہ ہے۔ کہ جو کوئی اللہ کی طرف جھکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پسند آتا ہے۔ چاہے وہ چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

اسی ضمن میں مکہ والوں کو بتایا کہ تم نبی کریمؐ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی مبعوث ہونے کی حیثیت سے بچہ ہی تھے۔ مگر ایک اولوالعزم خاتم کمالات رسالت تھے بعض وقت سخت لفظوں کا بُرا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے۔ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (یوسف: ۶۴) وغیرہ الفاظ کہہ کر کیا نتیجہ اٹھایا۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ: بہت لوگ بات ماننے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو انکار کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۰۸- اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

اَلسَّاعَةُ: ساعت کے معنے صرف قیامت ہی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۱۰- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۗ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ: تم لوگ کیوں نہیں اپنے آپ کو روکتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۱۱- حَتّٰٓى اِذَا اسْتَايْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۗ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَايْـَٔسَ الرُّسُلُ: یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہو جاتے ہیں (کس سے؟ خدا سے نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں تو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یاس کرنے والا تو کافر ہوتا ہے۔ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (یوسف: ۸۸)) اس بات سے کہ ہماری قوم ہم کو مانے اور وہ جو ان کے مخالف ہیں گمان کر لیتے ہیں کہ ہم سے جھوٹے وعدے کئے گئے تو ہماری مدد پہنچتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۱۲- لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۗ

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ: ہم نے تو سب بیان کھول دیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶؍جنوری ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۔ الٓمّٓرٰ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ فطری مسائل کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ بالخصوص دو مسائل کی طرف ۱۔ محسن کی شکرگزاری ۲۔ اپنے سے بڑے علم والے۔ طاقت والے کی طرف جُھکنا ۳۔ جو دلائل سے نہ مانے اس کو سختی سے منوایا جاتا ہے ۴۔ جو اس پر بھی نہ مانے، اسے ہلاک کیا جاتا ہے۔

الٓمّٓرٰ : اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَرٰى

اَلْكِتٰب : کامل۔ جامع۔ محفوظ۔

اَلْحَقُّ : حکمت سے بھری ہوئی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

یہ آیتیں قرآن کی ہیں اور جو اُتارا گیا ہے تیرے پاس خدا سے وہ سچ ہے۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صـ۱۶۸)

لَا يُؤْمِنُوْنَ : نہ ماننے کی وجہ ۱۔ غفلت ۲۔ عدمِ توجہ ۳۔ اپنے آپ کو نصیحت کا محتاج نہ سمجھنا ۴۔ کبر و استکبار ۵۔ راست باز کو جھٹلانا ۶۔ اپنے وعدہ کا خلاف کرنا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صـ۴۶۱)

۳۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾

رَفَعَ السَّمٰوٰتِ : پہلے ربوبیت کا ذکر کیا ہے۔
عَلَى الْعَرْشِ : تخت حکومت پر۔
يُدَبِّرُ الْأَمْرَ : نبی کو بھیجنا اور اس کے متعلق فیصلہ کرنا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۔ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهٰرًا ۚ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾

مَدَّ الْأَرْضَ : زمین کو وسیع بنایا۔
جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ : نباتات میں نر و مادہ ہے۔ اس کی عمدہ نظیر عرب میں کھجور ہے۔ نر کے پھول کو مادہ پر ڈالتے ہیں۔ نر نباتات سے نر کی کمزوری کا علاج کرتے ہیں اور مادہ نباتات سے مادہ کا علاج۔ یہ طب کا اصول ہے۔ لوہا بڑی اعلیٰ دھات ہے۔ نر لوہا مرد کے لئے اور مادہ لوہا مادہ کے واسطے مفید ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶؍جنوری ۱۹۱۰ء)
إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ : قرآن مجید تو ایک ہی ہے۔ مگر اس سے ہر شخص اپنے حالات کے مطابق فیض حاصل کرتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۳۶۱)

۸۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ إِنَّمَآ أَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۸﴾

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ : اس سے ثابت ہے کہ قرآن شریف تمام جہان کے لئے اور اسلام یونیورسل ریلیجن ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۹﴾

اَللّٰهُ يَعْلَمُ: اب قدرت کے بعد اپنے علم کا ذکر فرماتا ہے۔
مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى: شقی پیدا ہوں گے یا سعید۔ کفار کو اشارہ کیا ہے کہ تم کو اولاد کی فکر لگی ہے۔ تم کو کیا خبر کہ کیسے پیدا ہوں گے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ سب مسلمان ہو جاویں گے۔
تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ: غیض جذب کرنا، گھٹ جانا، کسی حصہ کو رحم پھینک دیتا ہے۔
وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ: اس میں بتایا ہے۔ کہ اب تمہارے کفر کا زمانہ ختم ہوا جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)
وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ: اور ہر چیز کی ہے اس کے پاس گنتی۔
(فصل الخطاب حصہ دوم صـ۱۵۳)

۱۱۔ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۱﴾

مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ: جو ظاہر ہے۔ خفا کا جس میں ازالہ ہو۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر فرمایا اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا (طٰہٰ: ۱۶)
سَارِبٌ: جو مخفی رکھتا ہے۔ کیونکہ سَرَب زمین میں سرنگ لگانے کو کہتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۲﴾

مُعَقِّبٰتٌ : ہر ایک انسان کیلئے فرشتے ہیں۔ جو صبح کو آتے ہیں اور عصر کو چلے جاتے ہیں۔ اور عصر کو آتے ہیں۔ صبح کو چلے جاتے ہیں۔ سورۃ کہف میں دائیں بائیں کا ذکر ہے۔ یہاں آگے پیچھے کا کر دیا ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶؍ جنوری ۱۹۱۰ء)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ : اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے نیچ ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۴۴، ص ۱۵۶)

۱۳- ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۳﴾

یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا : پیشگوئی کہ تم پر بجلی گریگی۔ طَمَعًا سے یہ مطلب ملتا ہے کہ برق سے جراثیم وبا مر جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶؍ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۴- وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ ۚ وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَآءُ وَ ھُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰہِ ۚ وَ ھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۴﴾

خِیْفَتِہٖ : جب آسمان پر وحی ہوتی ہے تو فرشتے ڈر کر گر جاتے ہیں۔
الصَّوَاعِقِ : بڑے بڑے عذاب
شَدِیْدُ الْمِحَالِ : مِحَال۔ عذاب دینا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶؍ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۷- قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ قُلِ اللّٰہُ ۚ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ۚ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی

الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ [۱۷]

ایک آریہ کے اس سوال کے جواب میں کہ یہ عالم کس نے بنایا۔ تحریر فرمایا: "قرآن کریم نے اس سوال کے جواب پر سینکڑوں دلائل دیئے ہیں۔ اور بطور نمونہ بعض دلائل کا ذکر فرماتے ہوئے دلیل لمی کا ذکر فرمایا ہے۔" فرمایا ہے۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ اللہ ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اور اس دعویٰ کی یہ دلیل دکھائی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بے ہمتا۔ اپنی صفات میں یکتا۔ اور افعال میں وہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ ہے۔ اور یہ تمام معانی اَلْوَاحِدُ کے ہیں۔ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی نسبت بولا جاوے اور وہ سب پر حکمران و متصرف ہے اور سب کو اپنے ماتحت رکھتا ہے اور یہ معانی اَلْقَهَّارُ کے ہیں۔ جب حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ پر اسکا اطلاق ہو۔ آریہ سماج بھی اللہ تعالیٰ کو اَلْوَاحِدُ اَلْقَهَّارُ ان معنی میں مانتے ہیں گو نتیجہ میں غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے یہاں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک اتو یہیم بست۔ چت۔ آنند ہے۔ اگرچہ عام ہنود بت پرستی کے باعث ایک کا کلمہ زبان پر کم لاتے ہیں کیونکہ عام طور پر لوگ جب وزن کرتے ہیں۔ اوّل اور ایک کے بدلہ میں تو پنجاب میں برکت برکت کہتے ہیں۔ دوسری بار دُوا۔ دُوا غالباً تمام ہندوستان میں یہی طرز ہوگا۔

اور اَلْقَهَّارُ کے بدلہ اس کے ہم معنی لفظ برہم۔ پرمیشر۔ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ۔ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ کا نام لیتے ہیں۔ اب اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ کا دعویٰ جس مسلم بات پر مبنی ہے وہ اَلْوَاحِدُ اَلْقَهَّارُ کا لفظ ہے کیونکہ وہ ہر ایک چیز کا خالق نہ ہو تو کچھ چیزیں اس کی خلق سے باہر بھی ہوں گی۔ اور جو اشیاء خلق سے باہر ہوں گی ہر حال وہ چیزیں ضرور کسی نہ کسی پہلو میں اللہ تعالیٰ کی شریک ہی ہوں گی۔ جیسے آریہ کہتے ہیں کہ تمام ارواح حتّٰی کہ کیڑے مکوڑے بلکہ درختوں کی روحیں بھی خدا کی بنائی ہوئی نہیں۔ مادۂ عالم اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نہیں۔ زمانہ اکاش بھی خدا کا بنایا ہوا نہیں وغیرہ۔ تو یہ سب چیزیں بھی غیر مخلوق۔ دائمی اپنی ہستی میں خدا کی شریک ہوئیں۔ پھر یہ چیزیں نہ اپنی ذات میں خدا کی محتاج۔ نہ اپنے خواص میں۔ نہ اپنے عادات میں۔ اور نہ اپنے افعال میں خدا کی دست نگر۔ بایں ہمہ

خدا کو بے وجہ ان پر حکمران مانتے ہیں۔ (نور الدین صفحہ ۲۹ دیباچہ)

۱۸۔ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۸﴾

تمہارے کاموں میں تعظیم لِاَمْرِاللّٰہ اور شفقت عَلٰی خَلْقِ اللّٰہ ہو کیونکہ فرمایا۔ اَمَّا مَایَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ جو مُضر وجود ہوتے ہیں۔ وہ خود بھی سکھ نہیں پاتے دوسروں کو بھی سکھ نہیں پہنچاتے۔ آپ بھی دوزخ میں رہتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی تکلیف پہنچاتے ہیں پس تم مُضر نہیں بلکہ نافع للنّاس وجود بنو۔ سب سے بھاری مسئلہ یہ ہے کہ وقتوں کی حفاظت کرو دُعا سے کام لو۔ صحبتِ صلحاء اختیار کرو۔ محبتِ صلحاء بڑھاؤ۔ محبت کا اصول یہ ہے کہ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا۔ میری فطرت میں یہ بات ہے کہ جو کام کسی کو بتاؤں اور وہ نہ کرے تو میری اس کے ساتھ محبت نہیں رہ سکتی۔ خدا کی محبت کا بھی یہی حال ہے۔ وہ اپنی عزیز رضا کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ (بدر ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

۲۰ تا ۲۳۔ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۰﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ

وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۲﴾ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۳﴾

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ...... اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ: نصیحت تو وہی پکڑیں جو عقل والے ہیں۔ وہی جو الٰہی معاہدوں کا پورا خیال رکھتے ہیں اور جس کسی سے مستحکم وعدے کئے۔ ان کو نہیں توڑتے۔ جن سے ملاپ کرنا چاہیئے ان سے ملاپ کرتے۔ اللہ کی نافرمانی کا خوف رکھتے اور بُرے کاموں کے بدلہ سے ڈرتے۔ وہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے طالب ہو کر بردباری کرتے ہیں اور نمازوں کو درست رکھتے اور کچھ اللہ کا دیا ظاہری اور باطنی طور پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اور خاص بدی کا مقابلہ خاص نیکی سے کیا کرتے ہیں۔ انہیں کو انجام کار آرام ہوگا۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۵)

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا: نیکی پر صبر تو اس پر دوام ہے اور بدیوں پر صبر کہ ان سے بچا رہے
وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ: جن لوگوں کے ساتھ خدا نے ملنے کا حکم دیا ہے ان سے فوراً مل جاتے ہیں۔

جب اللہ اکبر کی آواز کان میں آتی ہے۔ اس وقت کوئی چیز ایسی نظر نہیں آتی جس کا جوڑ میں خدا کے مقابلہ میں ٹھہراؤں۔ کوئی پیاری سے پیاری چیز بھی مجھ کو اللہ اکبر سے نہیں ہٹا سکتی۔ یعنی کوئی اللہ کے جوڑ کا نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی شخص ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہماری شریعت پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو ہم کو چاہیئے کہ کسی رشتہ وار تک کی پرواہ نہ کریں۔ خوب اس کا مقابلہ کریں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ ائمہ حدیث۔ ائمہ تصوف ائمہ فقہ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی تعلق ہونا چاہیئے۔ علی ابن مدینی نے اسماء الرجال ایک کتاب لکھی ہے

اس کے باپ نہایت عابد زاہد تھے۔ صاف لکھ دیا کہ میرے باپ علم حدیث میں ہرگز قابلِ سند نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ تم نے باپ کا خیال نہ کیا۔ فرمایا کہ مجھ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصل باپ کے وصل سے زیادہ عزیز ہے۔ ان آٹھ کے بعد ماں باپ اور ان کے رشتہ دار۔ بیوی اور اس کے رشتہ دار یہ سب اس قابل ہیں کہ ان کا بہت لحاظ رکھے۔ ان سے تعلق بڑھ جائے لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کے مقابلہ میں یہ ہیچ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس درخت سے تم سایہ کا فائدہ اٹھاتے ہو۔ اس کے نیچے پاخانہ نہ پھرو۔

وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ : اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں حساب کے وقت بدیاں نہ بڑھ جاویں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۴۔ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۴﴾

جَنّٰتُ عَدْنٍ ..... اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ : ہمیشہ اقامت کی جنتیں ان میں داخل ہوں گے۔ اور انکے ساتھ ان کے صالح باپ اور بیبیاں اور اولاد بھی۔ (نور الدین ص۴۹)

۲۶۔ وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۶﴾

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ : لعنت اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔ جب اس سے دوری ہوتی ہے تو سُکھوں سے بھی دوری ہو جاتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ

وَ فَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ؕ وَ مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۷﴾

مَتَاعٌ : تھوڑی چیز اور وہ بھی جانے والی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۸- وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿ۖ۲۸﴾

اٰیَۃٌ : وہ ہلاکت کا نشان مانگتے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۹- اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿ؕ۲۹﴾

اٰمَنُوْا : اس کے ساتھ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ کامل ایمان وہی ہے جس کے ثمرات اعمالِ صالحہ کی صورت میں ظاہر ہوں۔

ذِکْرُ اللّٰهِ : اللہ کو یاد کرنا۔ یہ تین موقعہ پر آیا ہے ۱۔ بَاْسَآءِ۔ جب بھوک ہو اور افلاس ۲۔ ضَرَّآءِ۔ جب بیماری ہو۔ بیماریاں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر کی۔ جیسے خارش جذام۔ جنون باطنی۔ جیسے نامردی۔ سُرعتِ انزال۔ ۳۔ حِیْنَ الْبَاْسِ۔ جب مقدمہ ہو۔ پھر اس کے مقابل (غناء) آسائش۔ فارغ البالی (صحت) ۳۔ تندرستی۔ جوانی ۴۔ حِیْنَ الْاَمْنِ۔ جب کوئی مصیبت نہ ہو۔ یہ چھ حالتیں انسان کی ہیں۔ ان حالتوں میں اللہ یاد رہے۔ یعنی تنگی کے وقت معصیت نہ کر بیٹھے نافرمانی سے اپنے تئیں بچاوے۔ اور فراخی کے وقت شکر کرے۔ صوفیوں میں ایک بحث ہے کہ غنی شاکر اچھا یا فقیر صابر۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے سامنے بھی یہ بحث پیش ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک فقیر شاکر اچھا ہے۔

اس سے اوپر ایک درجہ ہے۔ اس میں صحت۔ فربہی۔ غنا کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اس درجے والا ہر حالت میں اللہ کا شکر اور اس کی رضا پر شرح صدر سے راضی رہتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۲- وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۲﴾

سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ ، اُڑا دئے گئے ۔ یا چلائے گئے پہاڑ۔
قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ : زمین دور تک قطع کر دی جائے۔
لَوْ کا جواب مذکور نہیں ۔ اس لئے جزاء کی نسبت اختلاف ہے ۔ دو جواب اس کے بتاتے ہیں قُرْاٰنًا ، سے مراد کوئی کلام الٰہی ہے ۔ پس فرماتا ہے ۔ کہ اگر کسی کلامِ الٰہی میں یہ بات ہے ۔ کہ اس سے پہاڑ چلائے جائیں ۔ زمین قطع ہو ۔ مُردے بولیں تو ہم اس قرآن میں بھی دکھا دیں گے۔
دوم یہ کہ اگر قرآن سے ہم ایسا بھی کر دیں تو وہ یہی قرآن ہے ۔ میری سمجھ میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن تمہارے تمام جبال یعنی امراء کو اڑا دیگا ۔ اور تمام زمین میں پھیل جاوے گا ۔ اور مُردہ دل کفار زندہ مومن بن جاویں گے۔
بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ، بلکہ سُن رکھو کہ تمام ملک میں اسلامی حکومت ہو جاوے گی۔
يَايْـَٔسِ کے معنے يَتَبَيَّنَ کے ہیں ۔ یعنی کیا نہیں جانا ؟ دو شعر بڑی جستجو سے مجھے ملے ہیں

اقول لهم بالشعب اذ ياسروننى ۔ الم تيأسوا انى ابن فارس زهدم

مجھے شعب میں قید کرنے لگے تو میں نے کہا کہ تم کو علم نہیں اس بات کہ میں کون ہوں ۔ ایک امراء القیس کا شعر مجھے ملا جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔

فلو انها نفس تموت سريحة ۔ ولكنها نفس تقطع انفسا

قَارِعَةٌ ، اس کے معنے میں بعض لوگوں نے دھوکہ کھایا ہے ۔ بلکہ ایک کافر نے ٹھٹھا اڑایا ہے

چنانچہ وہ اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ کے معنے لکھتا ہے۔ کھٹکھٹانے والی تو کیا جانتا ہے۔ کھٹکھٹانے والی۔ عربی زبان میں چھوٹے لشکروں کو قارعہ کہتے ہیں۔ قارعہ کے معنے ہیں عَتِیْبَةٌ وَّسَرِیَّةٌ۔ وہ دستہ فوج جو دشمن کی سرکوبی کیلئے بھیجا جاوے۔ خداوند فرماتا ہے پہلے ہم چھوٹے چھوٹے دستے سرکوبی کیلئے بھجوائیں گے ..... یہاں تک (یہ اَوْ کے معنے ہیں) کہ تو ان کے دار (مکہ) میں فتحیاب داخل ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ آپؐ مکہ کہاں نازل ہوں گے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ خیف بنی کنانہ۔ جہاں کہ قطع تعلقات کا کفار نے مشورہ کیا تھا۔ آجکل اس کا نام معبدہ رکھا ہوا ہے حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰہِ، یعنی لِلّٰہِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا کا وقت (جب اس علاقہ میں اسلامی حکومت ہو جاوے) آجاوے گا۔ یہ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ (الرعد: ۲۸) کا جواب دیا ہے کہ نشان تم جس طرح مانگتے ہو وہ بھی دکھا دیا جاوے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

سُیِّرَتِ الْجِبَالُ: پہاڑوں سے پرے تک پہنچایا گیا۔

کُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰی: بڑے بڑے کفار کو سنایا گیا۔ یہ سب کچھ کیا گیا تو کفار کہاں ہوں گے۔ اللہ ہی کی سلطنت اس تمام ملک پر ہو جائے گی۔

اَفَلَمْ یَایْئَسِ: کیا نہیں جانتے؟ (تشحیذالاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۱)

۳۳۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَیْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۳﴾

خداوند تعالیٰ نے مخلوق کو رنگ برنگ بنایا ہے۔ ہم اس وقت جس قدر اشخاص موجود ہیں۔ دیکھو سب کی خواہشیں اور غرضیں الگ الگ ہیں۔ عمر کے اعتبار سے تدبیریں سب کی جدا جدا ہیں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ساری دنیا ایک ہی رنگ میں رنگین ہو جاوے۔ ہرگز ساری دنیا ایک رنگ میں رنگین نہیں ہو سکتی۔ یہ بات غلط ہے کہ ساری دنیا ایک حالت میں ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول جب آتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ اور گویا خدا کے حضور سے نبوت کی ڈگری لے کر اصلاح کے لئے آتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کی عقلیں اور رسوم اور حالتیں سب ان کو اپنی اصل حالت میں ناقص ہی نظر آتی ہیں لوگ جب دیکھتے ہیں کہ یہ سب کے نقص بتاتا ہے تو وہ تحقیر کرتے ہیں اور وہ تحقیر مخالفوں نے چار طور پر کی ہے

۱۔ اولی عقل والوں نے کہا۔ يُخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ (شعراء: ۳۶) ۲۔ ان سے بڑھ کر عقل والوں نے کہا۔ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ (المومنون: ۲۵) ۳۔ ان سے بڑھ کر عقل والوں نے کہا اسے جنون ہے ۴۔ بعض نے کہا کہ اس کو خواب آتے ہیں۔ بلّی کو چھیچھڑے ہی نظر آتے ہیں۔ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ (انبیاء: ۶)

اِسْتُهْزِئَ: استہزاء ھزؤ سے نکلا ہے۔ ھزؤ کسی چیز کو ہلکا سمجھنا۔ خفیف گردانا۔

اَمْلَيْتُ: ڈھیل دی۔ مہلت۔

عِقَاب: بدکاری کے بعد اس کا نتیجہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۴۔ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۴﴾

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ: وہ ذات پاک جو ہر ایک چیز کے پاس نگران موجود ہے اور ہر ایک چیز کو دیکھتی ہے۔ یعنی خدا۔

جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ: باوجود اس کے کہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ پھر بھی لوگوں نے اللہ کی سی اُمیدیں دوسروں کے ساتھ لگا رکھی ہیں۔

سَمُّوْهُمْ: کسی کا نام تو لو۔

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ: کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا بے خبر ہے اور ان بتوں کے ذریعے اس کو خبر دی جاوے۔

بِظَاهِرٍ: اس کے معنے میں اختلاف ہے۔ صحابہؓ نے اس کے معنے کئے ہیں۔ باطل ملمع سازی

کی باتیں۔ متاخرین نے معنے کئے ہیں۔ جو بات مدلل نہ ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۵- لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۵﴾

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا: کفارِ مکہ نے صلح حدیبیہ میں ایسی شرائط کی تھیں جن میں انکی عزت ہی عزت تھی۔ مگر خدا نے وہی شرائط ذلت کا موجب بنا دیں۔

غرض ہر ایک بدعمل۔ ہر ایک متکبر اور ہر ایک جھوٹا اسی دنیا میں ذلیل اور بے اعتبار بنتا ہے۔ بدمعاملہ کرتا ہے اولاد کے لئے مال چھوڑنے کیلئے۔ مگر وہ اولاد بھی نہیں رہتی۔ ابوجہل کو اپنے معزز و محترم ہونے پر گھمنڈ تھا۔ خدا نے اسے دو کاشتکار لڑکوں کے ہاتھ سے مروایا۔

مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ: اس میں اشارہ ہے کہ تب کیا بچائیں گے ان کو اپنی بھی خبر نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۶- مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۶﴾

مَثَلُ الْجَنَّةِ: اَىْ صِفَةُ الْجَنَّةِ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۷- وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۚ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۚ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۷﴾

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ: اپنی کتاب کا فہم بخشا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۹- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۹﴾

بعض لوگ اس خیال کے تھے کہ دنیا سے تعلقات نہیں چاہئیں۔ تعلق محض حضرت سبحانہٗ سے چاہیئے ایسے لوگ اس زمانہ میں بھی پائے جاتے ہیں جن کو سادھو واسی وغیرہ کہتے ہیں۔ ان کے جواب میں فرماتا ہے کیونکہ اسلام جامع کمالات مذاہب مختلفہ ہے۔ اس نکتہ کو نہ سمجھ کر ہر فرقہ نے اپنے اپنے مذاق کے رُو سے اس پر اعتراض کرنے میں غلطی کھائی ہے۔ اگر بیابانوں میں رہنے والوں نے ازواج اور ذریت کو بُرا منایا تو دنیاداروں کو یہ اعتراض تھا کہ ذکر و شغل کے لئے اتنا وقت کیوں ہو۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ جہاد کے متعلق تلوار و تیر کو درست کرتے رہتے۔ جس کو بعض فقراء (جو مُرغے کو ذبح کرتا بھی نہیں دیکھ سکتے) دیکھ کر حیران رہ جاویں۔ اسلام نے ایک درمیانی راہ اختیار کی اور سب باتوں کو لے کر اسی کی اصلاح فرما دی۔

اَرْسَلْنَا رُسُلًا : جواب یوں دیا ہے۔ کہ سب انبیاءؑ کی بیبیاں اور اولاد تھی۔ اس نبی میں نئی بات نہیں۔ کوئی شخص جب تک گھر والا نہ ہو تمام کمالاتِ انسانیہ کا مظہر نہیں ہو سکتا اور نہ تمام خلقت کیلئے نمونہ بن سکتا ہے۔ پس ضرور تھا کہ راست بازوں کی جماعت بیوی بچوں والی ہوتی۔ جن لوگوں نے تقدس و تطہر کے لئے نکاح سے علیحدگی لازم ٹھہرائی۔ آخر سخت سے سخت بدکاریوں میں گرفتار ہوئے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ بیوی بچوں میں اتنا انہماک کہ خدا کو بھول جاوے ناجائز ہے۔

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ : ہر شخص کو نشان دکھانا ضروری نہیں۔ بعض تو بیعت ہی اس معیار پر کرتے ہیں کہ بیعت کے بعد آسائش ہو جاوے اور ہر ایک مُراد پوری ہوتی جائے۔ جو ذرا بھی خلافِ مرضی ہوا تو بس کہہ دیں گے دیکھ لیا۔ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ (الحج : ۱۲)

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ : ہر وقت کیلئے ایک قانون ہے۔ اسی کے ماتحت سب مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶؍ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۰- يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ

اُمُّ الْکِتٰبِ ﴿۴۰﴾

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ : کئی بادشاہتیں ایسی گزر چکی ہیں کہ ان کا اب کوئی نام بھی نہیں جانتا سب باتوں کا علم اللہ ہی کو ہے۔ یہ جو مقرر کرتے ہیں کہ دنیا سات ہزار برس سے ہے۔ یا دو ارب سے یا ستر ہ صفر اس سے پہلے بڑھا کر اپنی قدامت دکھاتے ہیں۔ خدا کی ابدیت کے سامنے یہ اعداد کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے! اسی لئے ہماری کتاب نے کوئی مدت مقرر نہیں کی!! فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا کہ مَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ؟ (طٰہٰ : ۵۲) انہوں نے صاف سنا دیا۔ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ! (طٰہٰ:۵۳) مجھے کیا معلوم۔ خدا کو سب علم ہے۔ میں بھی اس شخص کی نسل سے ہوں۔ جس نے کہا۔ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِیْ مِنَ الْاَشْقِیَآءِ فَامْحُ اِسْمِیْ مِنَ الْاَشْقِیَآءِ وَاكْتُبْنِیْ فِی السُّعَدَآءِ۔

میں ایک دفعہ سخت ابتلاء میں تھا۔ ایک میرے مجذوب دوست نے مجھے کہا وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ (یوسف: ۲۲) وہ تو اپنے حکم پر بھی غالب ہے۔ جس کو سنتے ہی وہ سب غم کافور ہو گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

اُمُّ الْکِتٰبِ : اَصْلُ الْاَشْیَآءِ (تشحیذ الاذھان جلد ۹ صفحہ ۴۶۱)

۴۲۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا۔ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۔ وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۲﴾

اَطْرَافِهَا : عربی زبان میں حاکم محکوم۔ امراء۔ غرباء۔ اغنیاء فقراء کو کہتے ہیں۔ یہ گویا نشان بتایا ہے۔ کہ تم لوگوں نے مذہبی جنگ شروع کر دی۔ اچھا اب دیکھ لینا کہ ہم تمہارے اس ملک میں آرہے ہیں۔ تمہارے امراء اور غرباء کو تعلیم قرآن میں داخل کر کے تمہاری تعداد گھٹا رہے ہیں۔ جو لوگ یہ معنے کرتے ہیں کہ دائرہ کے محیط کو ہم گھٹا رہے ہیں۔ یہ غیر ضروری باتیں ہیں۔ عوام الناس ایسی باتوں کو کیا سمجھتے ہیں۔

وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ : یعنی تمہاری جلدی ہی خبر لی جاوے گی۔ یہ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ کو کھولا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

ہر زبان میں یہ محاورہ ہے کہ مکان سے مکان والے مراد ہوتے ہیں جیسے نحو میں ظرف بمعنی مظروف

سے تعبیر کرتے ہیں۔ ذرا متی کی انجیل ۱۱ باب ۲۱ اٹھا کر پڑھو" ہائے خورزین تجھ پر افسوس۔ ہائے بیت صیدا! تجھ پر افسوس۔ کیونکہ یہ معجزے جو تم میں دکھلائے اگر صور و صیدا میں دکھلائے جاتے تو ٹاٹ اوڑھ کے اور خاک میں بیٹھ کے کب کی توبہ کرتے۔" پھر متی ۲۳ باب ۳۷ دیکھو۔" اے یروشلم! اے یروشلم جو نبیوں کی مار ڈالتا اور انہیں جو تیرے پاس بھیجے گئے سنگسار کرتا ہے کتنی بار میں نے چاہا تیرے لڑکوں کو جمع کروں" دیکھو متی کی ان آیات میں خورزین اور بیت صیدا اور یروشلم سے اسکے مکین مراد ہیں۔ بولنے میں تو مکان بولا گیا ہے۔ پر مقصود مکان والے ہیں۔ ایسا ہی قرآن کریم کی اس آیت میں۔

الارض سے جو معرف بالف لام ہے خاص زمین والے یعنی اہل مکہ مراد ہیں۔ مقصود آیت کا یہ ہے کہ باری تعالیٰ مکہ کے رؤوسا اور شرفاء کو نصیحت کرتا اور عبرۃً ارشاد فرماتا ہے "کیا انہوں نے (اہل مکہ نے) نہیں دیکھا کہ ہم مکہ والوں کے پاس آتے ہیں اور انکی طرف کو گھٹاتے چلے آتے ہیں" اطراف کے معنی سمجھنے کے لئے اس فقرے پر غور کرنا واجب ہے جو ابو طالب نے وفات کے وقت اپنی آخری اسپیچ میں کہا۔

وَهُوَ هٰذَا لَوَ اَيْمُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى صَعَالِيْكَ الْعَرَبِ وَاَهْلِ الْاَطْرَافِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ النَّاسِ قَدْ اَجَابُوْا دَعْوَتَهٗ۔

اور خدا کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ عرب کے غریبوں اور اہل اطراف اور کمزور لوگوں کو۔ محمدؐ کے کہنے کو مان لیا ہے۔

اس اسپیچ میں ابوطالب گویا تمام رؤوسائے مکہ کے روبرو اس آیت کی تصدیق کرتا ہے .... اور کہتا ہے اے مکہ والو! اہل اطراف نے تو اس کی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو مان لیا ہے۔ اور تعلیم الٰہی اور کلام ربانی کا اطراف میں آنا یعنی پھیلنا گویا خدا کا اطراف میں آنا ہے۔ حاصل کلام آیت یہ ہوا۔ کہ کفار کی تعداد کم ہوتی چلی جاتی ہے اور مسلمان دن بدن بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

(فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۱)

کیا اس وقت تم نہیں دیکھتے کہ نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا کیسے واضح طور پر پورا ہو رہا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے عظیم الشان لوگ طرف کہلاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک طرف ہو کر بیٹھتے ہیں اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے بعض سلیم الفطرت ہوتے ہیں وہ بھی طرف کہلاتے ہیں۔ یعنی تمہارے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے یا یہ کہو کہ ہر طبقہ اور درجہ میں سے جو عظیم الشان اور سلیم الفطرت لوگ ہیں وہ سب کے سب اسلام میں داخل ہو کر تمہاری جمعیت کو دن بدن کم کر رہے ہیں۔

غرض مامور من اللہ کا وجود ایک حجۃ اللہ ہوتا ہے۔ اس کی جماعت بڑھتی جاتی اور اس کے مخالف

دن بدن کم ہوتے جاتے ہیں (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

۴۳۔ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۳﴾

مَكَرَ: ہمارے ملک میں اس کے معنے خراب ہو گئے ہیں۔ دیکھئے عرب میں گالی یہ ہے کہ کسی کو کہنا شکست پاگیا۔ یا اس نے قحط میں بھوکوں کو کھانا نہ دیا اور ہمارے ملک میں گالی کا مفہوم پورا نہیں ہوتا جب تک اپنی ماؤں کو سوروں کے سپرد نہ کرلیں۔

مکر عربی میں تدبیر کو کہتے ہیں۔ اور یہ تدبیریں دو قسم کی ہیں بُری اور پاک چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (آل عمران: ۵۵) وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ (فاطر: ۴۴)

یاد رکھو کہ ہمیشہ لفظوں کے وہ معنی لیں۔ جو کہ اصل زبان میں ہوں۔ ہندوستان کا مذاق عجیب ہے۔ لکھنؤ میں خلیفہ حجام کو کہتے ہیں اور لواطت کی مرض کو علت المشائخ۔ حالانکہ عربی زبان میں خلیفہ اور شیخ بڑے پاک اور اعلیٰ خطاب ہیں۔

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ: چور۔ زانی۔ شراب خور۔ غرض تمام نافرمان کبھی اخیر عمر میں سُکھ نہیں پاتے۔

تاریخی واقعہ۔ ہارون رشید کا ایک بھائی بڑا زیرک تھا۔ اس نے اسے احتساب پر مقرر کیا۔ اس نے بازار کی دوکانوں کی تحقیقات کی۔ ایک دوکاندار سے پوچھا۔ اس نے بتلایا کہ پیسہ روپیہ نفع لیتے ہیں۔ اور کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ بزاز سے پوچھا۔ اس نے کہا۔ چار آنہ فی روپیہ نفع لیتے ہیں۔ کوئی رقم مار بھی لیتے ہیں مگر معمولی کام چلتا ہے۔ پھر ان دو کانوں کی خبر لی جن میں چور اپنا مال تھوڑی قیمت پر فروخت کر جاتے ہیں اس نے کہا۔ نفع تو ہم ایک روپیہ کا سو بھی کما لیتے ہیں مگر ہمارا مال نقصان ہو کر حساب برابر ہی رہ جاتا ہے۔ بلکہ بعض وقت کھوٹ دھوکہ میں لے کر سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔ ہارون رشید کے بھائی نے جا کر کہا۔ احتساب کی ضرورت نہیں۔ خدا خود ہی اپنا کارخانہ چلا رہا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۴- وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا : اپنی صداقت میں اللہ کی نصرت کی گواہی پیش کی ہے کہ باوجود کوئی جتھا وغیرہ نہ ہونے کے میں کامیاب ہوں گا۔ دوم تمام اہل کتاب اپنی اپنی کتابوں سے اس کی تعلیم کا مقابلہ کر لیں کہ کیسی جامع اور اعلیٰ تعلیم ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ : کہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہ ہے۔ پھر وہ شخص جسے کتاب کا علم دیا گیا ہے۔ (نور الدین صفحہ ۱۳ دیباچہ)

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ : استثناء باب ۱۸ باب ۳۵۔ یسعیاہ باب ۲۱۔ ۵۴ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۱)

اور کہتے ہیں منکر لوگ کہ تو رسول نہیں۔ تو کہہ دے۔ میری نبوت پر خدائی ثبوت کافی ہے۔ جو الہامی کتب کے علماء کے پاس ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۴)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثباتِ نبوت پر قرآن ہدایت کرتا ہے اور سکھلاتا ہے کہ منکروں کو یہ جواب دو۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ۔

کیا معنی کہ محمدؐ کی رسالت اور نبوت کے ثبوت پر قانونِ فطرت جو خدا کا فعل ہے گواہ ہے۔ کیونکہ مذہب خدا کا قول اور قانونِ قدرت باری تعالیٰ کا فعل ہے اور لازم ہے کہ باری تعالیٰ کے فعل اور قول دونوں باہم متوافق ہوں۔

اور کتاب سابق کا علم بھی کافی گواہ ہے۔ سابق کتب کے علماء دو طرح گواہ ہیں۔ اوّل اس طرح کہ ان سے کتب سابقہ کو سیکھ کر ہم خود محمدی بشارات کو کتب سابقہ سے نکالیں۔

دوم اس طرح پر کہ جس طرح وہ اپنے انبیاء اور رسل کی نبوت اور رسالت کو ثابت کریں اسی طرز پر ہم بھی نبوت اور رسالت محمد عربیؐ کو ثابت کریں۔ جس قدر انبیاء کی نبوت کے ثبوت دنیا میں لوگوں

کے پاس ہیں۔ اس کی نظیر کے کل ثبوت اور قانونِ قدرت سے موافقت کا بھاری ثبوت محمد عربیؐ کی نبوت اور رسالت کے واسطے موجود ہے۔

ایک لطیف امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسماء کا ترجمہ مضامین کو سخت دقت میں ڈالتا ہے اور اہلِ کتاب کی عام عادت ہے کہ اسماء کا ترجمہ کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی تفسیر کو متن سے ملا دینا بڑا عیب ہے کیونکہ تفسیر مفسّر کا خیال ہوتا ہے جس میں صحت اور غلطی دونوں کا احتمال قوی ہے۔ بشارات میں یہ نقص نہایت مضر ہوا۔ محمدیؐ بشارت جیسے سلیمان کی غزل الغزلات میں ہے۔ اگر اس میں لفظ محمدیم کا ترجمہ نہ کیا جاتا تو کیسی صاف تھی۔

اور نمونہ۔ ۸ باب ۳۔ اشعیا مہر شالال حشبز نام بنہ اور عربی ترجمہ ۱۸۲۵ء میں ہے۔

ادع اسمہ اغنم بسرعۃ وانہب عاجلاً۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صـ۱۴ـ۱۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲،۳۔ الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝

یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظلمات سے نور کی طرف نکالنے والا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت انسان پر ایسا گزرتا ہے کہ اس کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعظ موجب بنتا ہے ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جانے کا۔ مگر ایک اور جگہ پر فرمایا ہے۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرۃ:۲۵۸) گویا وہی نسبت جو پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف فرمائی۔ پھر اللہ نے وہی کام اپنی طرف منسوب فرمایا۔ یہ بات قابل غور ہے۔

حضرت جبرائیل۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کو دین سکھانے کیلئے آئے اور پہلا سوال یہی کیا کہ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ۔ اسلام نام ہے فرماں برداری کا۔ سارے جہان کو تو موقعہ نہیں کہ اللہ کی باتیں سُنے۔ اس لئے پہلے نبی سنتا ہے پھر اوروں کو سناتا ہے سو پہلا مرتبہ یہی ہے کہ نبی کی صحبت میں رہے۔ اور اس سے فرماں برداری کی راہیں سنے اور سیکھے چنانچہ اس بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سمجھایا کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۲) یعنی سر دست تم میرے تابع ہو جاؤ۔ اسکی تعمیل میں اسلام لانے والوں نے جیسا انہیں نبی کریم ؐ نے سمجھایا۔ کیا۔ کلمہ سکھایا۔ کلمہ پڑھ لیا۔ نماز سکھائی تو نماز پڑھ لی۔ روزہ حج

زکوٰۃ جس طرح فرمایا۔ اسی طرح ادا کیا۔ یہ اسلام ہے۔ چنانچہ جبرائیلؑ کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔

مگر چونکہ منافق لوگ بھی ایسی باتوں میں شریک ہیں اس لئے اس سے اوپر ایک اور مرتبہ ہے۔ وہ یوں کہ جب انسان یہ اعمال کرتا ہے اور ان کے فوائد و ثمرات مرتب ہوتے ہیں تو پھر عقائد اس کے دل میں گڑ جاتے ہیں۔ یہ ایمان کا مرتبہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگ آتے تو آپؐ کی باتیں سنتے اور آہستہ آہستہ وہی باتیں دل کے اندر گڑ جاتیں اور اس طرح پر ان کو اسلام سے ایمان کا رتبہ ملتا اور وہ کئی ظلمات سے نکل کر نور میں آجاتے پہلی ظلمت تو کفار کی مجلس تھی جس کو چھوڑ کر حضورِ نبویؐ میں آتے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

میں نے کئی ڈاکوؤں سے پوچھا ہے کہ تمہیں کبھی رحم نہیں آتا۔ تم کیسے حیرت انگیز بے رحمی کے کام کرتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا ہاں رحم آتا ہے مگر تنہائی میں۔ یعنی جب اپنے ہمجولیوں میں بیٹھتے ہیں۔ تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے (یہ انکی صحبت کی ظلمت کا اثر ہے) مواعیظِ نبویؐ آہستہ آہستہ اثر کرتے رہے پھر اللہ کے احکام کی تعمیل کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ احکامِ الٰہی کے مظہرِ اول ملائکہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر ایمان لاتا ہے۔ جو اس کے دل میں پاک تحریکیں کرتے ہیں تو یہ انکی تحریکات کی فرماں برداری کرتا ہے پھر اس کے بعد چونکہ ملائکہ کا تعلقِ شدید نبی سے ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی باتوں پر ایمان لاتا ہے اور ان کی تعمیل کرتا ہے۔ وہ نبی کو پہلے بھی دیکھتا تھا مگر وہ دیکھنا دراصل نہ دیکھنا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (الاعراف: ۱۹۹) اس کے بعد اس کی معرفت بڑھتی اور وہ نبی کو اس کی نبوت کی حیثیت سے پہچانتا ہے تو اس کی کتاب کو پڑھتا ہے۔ پھر جزا و سزا کے مسئلہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور اس طرح اسکا ایمان آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ چنانچہ جبرائیلؑ کے سوال مَا الْاِيْمَانُ؟ کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔

غرض جب مومن کفر و شرک کی ظلمات سے قوم کے رسوم۔ قوم کے تعلقات۔ بزرگوں کی یادداشتوں کی ظلمات سے صحبتِ نبویؐ کی برکات سے نکلتا ہے اور اس کے دل سے حُبِّ لغیر اللہ اٹھتی جاتی ہے تو پھر وہ اللہ جل شانہٗ کے سارے احکام کو شرحِ صدر سے مانتا اور اس کیلئے تمام ماسوی اللہ کے تعلقات

کو توڑ دیتا ہے۔ اور محض اللہ ہی کا ہو جاتا ہے تو یہ تیسرا درجہ ہے جسے احسان کہتے ہیں۔

اور یہ مومن کی اس حالت کا نام ہے جب اسے ہر حال میں اپنا مولیٰ گویا نظر آنے لگتا ہے اور وہ اُسی کی نظرِ عنایت کے نیچے آجاتا ہے اور وہ غالباً اس کی رضامندی کے خلاف کوئی حرکت و سکون نہیں کرتا۔ چنانچہ جبرائیل کے سوال اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔ تو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ایسی کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھتا تو یہ سمجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ مثال کے طور پر یہ دیکھو جب انسان کسی امیر یا بادشاہ کو اپنا محسن و مربی سمجھے تو پھر اس کے سامنے اور سب کچھ بھول جاتا ہے اور اس کے مقابل میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔ یا مثلاً بعض لوگ مکان بناتے ہیں تو اس کی تعمیر کی فکر میں ایسے مبہوت ہو جاتے ہیں کہ گویا مکان میں فنا ہو گئے ہیں۔

مومن کو چاہیئے کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاوے۔ یہاں تک کہ اس کے بغیر اسے کوئی خیال نہ رہے۔ اس درجہ احسان کو دوسرے لفظوں میں تصوف کہتے ہیں اور ان کا نام صوفی ہے لِصَفَاءِ اَسْرَارِهِمْ وَنِقَاءِ اَعْمَالِهِمْ۔ ان کے دل خیالات صاف ہوتے ہیں۔ ان کے اعمال میں کوئی کدورت نہیں ہوتی۔ ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔ وہ خدا کے حضور احکام کی تعمیل کیلئے اوّل صف میں کھڑے ہونے والے ہوتے ہیں۔ وہ اس دار الغرور میں دل نہیں لگاتے۔ چنانچہ تصوف کی تعریف میں فرمایا۔ التَّجَافِیْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ۔ صوفی موت کی تیاری کرتا ہے قبل اس کے کہ موت نازل ہو۔ ظاہری و باطنی طور پر پاکیزہ رہتا ہے یہاں تک کہ وسیع تجارت اس کو اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں کرتی۔ (رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور: ۳۸) اصحاب الصفہ انہی لوگوں میں سے ہیں۔ یہ لوگ دن بھر محنت و مشقت کرتے اس سے اپنا گزارہ کرتے اور اپنے بھائیوں کو بھی کھلاتے اور پھر رات بھر وہ تھے اور قرآن شریف کا مشغلہ۔

صحابہؓ میں تین گروہ تھے۔ بعض ایسے کہ حضورِ نبویؐ میں آئے کچھ کلمات سُنے۔ کچھ مسائل پوچھے پھر چلے گئے اور بس۔ نماز پڑھ لی۔ زکوٰۃ دی۔ روزہ رکھا۔ بشرطِ استطاعت حج کیا اور معروف کے کرنے اور نواہی سے رُکنے میں حسبِ مقدور کوشاں رہے۔

اور بعض ایسے جو اکثر صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھے رہتے۔ اس مخلوق کے اندر ایمان رچا ہوا تھا۔ سخت سے سخت تکلیف۔ مصیبت اور دُکھ اور اعلیٰ درجہ کی راحت آرام اور سکھ میں ان کا قدم یکساں خدا کی طرف بڑھتا تھا۔

انہی لوگوں میں سے خواص ایسے تیار ہو گئے کہ خدا ان کا متوّلی ہو گیا۔ مجھے اس موقعہ پر ایک شعر یاد آ گیا۔ قَوْمٌ هُمُوْمُهُمْ بِاللّٰهِ قَدْ عَلِقَتْ
وہ ایسے لوگ ہیں کہ سارا خیال انکو اللہ کا رہ جاتا ہے اور اس کے بغیر کسی کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں رکھتے۔ نبی کی اتباع وہ کرتے ہیں مگر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں تو اس لئے کہ اللہ نے حکم دیا۔ بیوی بچوں سے نیک سلوک بھی اسی لئے کرتے ہیں۔ وہ دنیا کے کاروبار کرتے ہیں۔ چھوڑ نہیں بیٹھتے۔ مگر یہ سب باتیں۔ یہ سب کام ان کے للہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ؎

فَمَطْلَبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ
يَا حُسْنَ مَطْلَبِهِمْ لِلْوَاحِدِ الصَّمَدِ

(بدر ۲۷ جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۸-۹)

۴۔ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾

يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا: ایک عوج آیا۔ ایک عِوج۔ دین وزمین میں عِوج بولتے ہیں۔ اور عَوج نیزہ، دیوار۔ دانت پر بولتے ہیں۔ بعض لوگ ٹیڑھا رہ کر سیدھی راہ کو چاہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۵﴾

لِيُبَيِّنَ لَهُمْ: معلوم ہوا کہ رسول کے نوّاب کو بہت سی زبانیں سیکھنی چاہئیں تا کہ سب کو کھول کر دینِ حق سکھا سکیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۶- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۶﴾

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى : ایک مثال بیان فرماتا ہے۔

بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ : نِعَمُ اللّٰهِ وَنِقَمُ اللّٰهِ خدا کی نعمتیں اور اس کے عذاب۔ ایک شعر یاد آگیا۔

وَاَيَّامٌ لَنَا غُرٌّ طِوَالٌ
عَصَيْنَا الْمَلِكَ فِيْهَا اَنْ نَدِيْنَا

صَبَّارٍ ، جو صبر سے کام لے۔ اس کو خدا اپنی جناب سے بہت سے نشان دکھا دیتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۷- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۷﴾

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ : جو قومیں اکٹھی رہتی ہیں ظالم لوگ اکثر ان کو بیگار میں پکڑ لیتے ہیں جیسا کہ سکھوں کے عہد میں جولاہوں کو پکڑ لیتے تھے۔ بنی اسرائیل کے ساتھ بھی فرعون نے یہی معاملہ کیا مگر محنت سے جب ان کی اولاد قوی ہونے لگی تو پھر اس کو قتل کرنے کی تدبیریں سوجھیں۔

بَلَآءٌ ، خدا کا بھاری انعام کہ موسٰیؑ کو بھیج دیا۔ وہی بنی اسرائیل کو جو بیگار میں پکڑے جاتے تھے۔ آخر جب تک خدا کے حکموں کے مطیع رہے۔ فاتح بھی ہوئے۔ عمار بن یاسرؓ کے ساتھ کیا کیا مکہ والوں نے؟ اور اس کی ماں کے ساتھ کیا کیا؟ اسکی شرمگاہ میں نیزہ مار دیا اور ایک ٹانگ ایک اونٹ سے اور دوسری ٹانگ دوسرے اونٹ سے باندھ کر مخالف طرفوں میں چلائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قوم کو فاتح بنایا۔ انہوں نے نہ صرف عرب کو فتح کیا بلکہ چین و تاتار تک پہنچے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۸ - وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿۸﴾

ایک شخص کو گدا[1] کی عادت تھی۔ دن بھر لقمہ کیلئے پھرتا رہتا۔ آخر اس نے کعبہ کا دامن پکڑ کر توبہ کی اور دیا سلائیاں بیچنی شروع کیں اور چار پیسے سے تجارت شروع کی۔ جس کے چھ پیسے بن گئے آخر یہاں تک نفع حاصل ہوا کہ وہ ایک کوٹھی کا مالک بن گیا۔ اصل یہ ہے کہ صداقت و راستبازی پر چلے اور جو نفع مل جائے لے لے۔ یہ شکر گزاری کا نتیجہ تھا۔ ایک عورت نے مجھے طبابت میں ایک دھیلا دیا۔ جسے میں نے شکریہ سے لیا اور ہزاروں کمائے۔

تَأَذَّنَ: اَعْلَمَ۔ علم دے دیا۔ بتا دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے۔ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔

(الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

مسلمانوں سے حمد اٹھ گیا وہ کبھی اپنی حالت پر راضی نہیں ہوتے اور نہ خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جب سے حمد و شکر اٹھا۔ خدا تعالیٰ کا انعام بھی اٹھ گیا۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کو نہیں سمجھتے۔ تم اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کیا کرو۔ ہماری کتاب بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے شروع ہوتی ہے۔ ہمارے خطبے بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے شروع ہوتے ہیں ...... اور اس حمد کیلئے اسی سے مدد طلب کرو اور اللہ کو ہر حال میں یاد رکھو۔ وہ تمہیں یاد رکھے گا۔ (الفضل ۹ر جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

۱۰ - أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَنَا

[1] یعنی مانگنے، سوال کرنے۔ مرتب

اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۱۰﴾

فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ: اس کے دو معنے کئے گئے۔ لوٹائے ان کافروں نے ہاتھ اپنے نبیوں کے مُنہ پر یعنی بدمعاش ان کے مُنہ پر ہاتھ رکھ دیتے کہ آپ بات نہ کریں ہم نہیں سُننا چاہتے۔ دوسرے معنے جو عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ (آل عمران: ۱۲۰) کے مطابق ہیں یہ کہ اپنے ہاتھ اپنے منہ میں ڈالتے تھے بوجہ شدّتِ غیظ و غضب۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾

اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ: چار قسم کے لوگ ہیں ایک عام جو خواص سے سُن کر ایمان لاتے ہیں دوم جو کتب پڑھ کر یقین کرتے ہیں۔ سوم گروہ حکماء کا ہے جو عالم کے نظام کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب ایک گھڑی خود بخود نہیں بنتی۔ تو یہ کارخانہ اتنا بڑا کارخانہ خدا کے بغیر کس طرح چل سکتا ہے۔ چہارم گروہ ہے اللہ کے پیارے بندوں کا جن کو یقین ہوتا ہے۔ اس لئے خدا ان سے کلام کرتا ہے اور انہیں اپنی قدرت نمائیوں سے یقین دلاتا ہے۔ یہ گروہ تعجب انگیز ترقی کرتا ہے اور خدا پر ایسا یقین رکھتا ہے۔ کہ جو ذرا بھی شک رکھنے والا دیکھیں تو تعجب سے کہتے ہیں۔ کیا اللہ کے معاملہ میں بھی شک ہو سکتا ہے؟

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ: وجدانی شہادت کے بعد دلیل بھی دی ہے جو حکماء کی دلیل ہے اور ساتھ ہی کہا ہے کہ وہ ہم سے خود بولتا ہے۔ اس نے ہمیں کہا ہے کہ خلقت کو میری طرف بلاؤ تا میں ان کے گناہ معاف کر دوں۔ کمزوریاں ڈھانپ لوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ: یہ تفاوت خود انسان کے وجود میں بھی ہے۔ ایک مکان ہے جس سے پاخانہ نکلتا ہے۔ لیکن ایک جگہ ہے جس سے خدا کا نام نکلتا ہے۔ پس وہ مالک اور حکیم وعلیم ہے۔ جس پر چاہے اپنے مکالمہ اور پسندیدگی کا انعام کرے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ رجنوری ۱۹۱۰ء)

۱۴۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾

انسان کو جس چیز کی عادت یا الفت پڑجاتی ہے وہ اس کو چھوڑتا نہیں۔ حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ۔ وہ محبوب کے عیوب کا بینا و شنوا نہیں ہوتا۔

انبیاء جب سچائی کو لاتے ہیں۔ انکی تعلیم کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ عقائد کے متعلق جس کے دلائل بڑے کھلے ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ کو ماننا۔ فرشتوں پر ایمان لانا۔ کتب پر ایمان لانا۔ انبیاء پر ایمان تقدیر پر ایمان۔ جزا وسزا پر ایمان۔ دوسرا حصہ عملدرآمد کا ہے جو تعامل کے نیچے ہوتا ہے۔ اس میں بھی کوئی مشکل نہیں۔ مشترک تعامل دیکھ لے۔ بعض باتیں علمی تدبیرات کیلئے ہوتی ہیں۔ مجتہدین وائمہ دین کا امتیاز ایسے ہی مسائل پر ہوتا ہے۔

نبی جب آتے ہیں تو ایک گروہ انکی تعلیم کو اپنی رسم۔ عادت و الفت کے خلاف دیکھ کر مقابلہ کیلئے اٹھتا ہے اور کفر و عناد میں یہاں تک پہنچتا ہے کہ کہہ دیتا ہے۔

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا۔ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے

مگر کہ تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ۔ اَوْ بمعنے حَتّٰی اور لَاکِنْ ہے۔ امراء القیس اپنے ساتھ والے کو کہتا ہے۔ جب اپنے باپ کا بدلہ لینے کیلئے شاہِ روما سے مدد لینے جاتا ہے اور کہتا ہے۔

فَقُلْتُ لَہٗ لَا تَبْکِ عَیْنُکَ اِنَّمَا ؎ نُحَاوِلُ مُلْکًا اَوْ نَمُوْتَ فَنُعْذَرَا

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ ؍ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۵، ۱۶- وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۵﴾ وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۶﴾

اَلْاَرْضُ: اور ایک زمین۔ اس کا ترجمہ ہے۔

وَاسْتَفْتَحُوْا: قضاء و قدر کا فیصلہ چاہا۔ نبی بھی دُعا مانگتے ہیں اور کفار بھی فیصلہ کیلئے کوشش کرتے ہیں۔

جَبَّار: کے معنے متکبر

عَنِیْد: جو حق کا مقابلہ کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ ؍ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۷- مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۷﴾

مِّنْ وَّرَآئِهٖ: وَرَاء کا ترجمہ ہے۔ آگے۔ بعض وقت اس کے معنے پیچھے کے ہوتے ہیں

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ ؍ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۸- يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۸﴾

اَلْمَوْتُ: دُکھ اور مصیبتیں۔ دل میں بھی۔ جسم میں بھی۔ گھر، دوست، احباب، بیوی سب شامل ہیں سب میں مصیبت ہی مصیبت نظر آئے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ ؍ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۲ - وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۚ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۲﴾

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا : پھر کہیں گے کمزور بڑھائی والوں کو ہم تھے تمہارے پیچھے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۰)

۲۳ - وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۚ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۚ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۚ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾

بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ : انکار کیا ہے۔ اس سے کہ تم میرا ساجھی ٹھہراؤ۔ میری فرماں برداری کرو۔ میرا کہا مانو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ : مجھے تم پر کوئی غلبہ اور قدرت نہیں تھی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ میں نے تمہیں بلایا۔ سو تم نے میری بات مان لی۔ اب مجھے ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے تئیں ملامت کرو۔

ہر ایک بدکار گمراہ کنندہ جو ناپاک باتوں کی طرف لوگوں کو بلاتا اور ہلاکت پر چلاتا ہے۔ ہر وقت اور ہر زمانہ میں ایسے وجود کو قرآن شریف میں شیطان کہا گیا ہے۔ کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ ایسے شریر موذی وجودوں سے کبھی کوئی زمانہ خالی ہوا ہے۔ جیسے اس وقت میں مُضل اور مُغوی وجود ہیں اور سب قوموں کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے۔ اسی طرح آدمؑ کے وقت میں بھی ایک شریر بلکہ موذی وجود آدم کے مقابل تھا۔ بہکانے والے وجودوں کا کائنات میں موجود ہونا امر واقعہ ہے۔ کوئی شخص نادانی سے قرآن شریف کی اصطلاح سے اگر چڑتا ہے تو کیا وہ واقعاتِ عالم کی بھی تکذیب کر سکتا ہے۔

(نورالدین صـ۸۶)

۲۵۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۵﴾

فِي السَّمَآءِ: بہت بلندی میں (حضرت صاحب نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ پاکیزہ بات دل میں گڑ جاتی ہے اور اس پر اعتراض کا ہاتھ نہیں پہنچتا)۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۣاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۷﴾

كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ: صحابہ کرامؓ نے فرمایا ہے کہ جیسے حنظل کا درخت۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۸﴾

يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ: اللہ ظالموں پر گمراہی کا حکم لگاتا اور انہیں گمراہ

ٹھہراتا ہے۔ (نورالدین ص۱۵۸)

۲۹۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۹﴾

بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ : ادنیٰ حکام اگر کوئی پروانہ بھیجیں اور انکی کوئی ناشکری کرے یا پرواہ نہ کرے۔ اس پر عتاب نازل ہوتا ہے۔

پھر وہ فرمان جس کا بھیجنے والا احکم الحاکمین ہے اور لانے والا وہ جو کمالاتِ رسالت۔ کمالاتِ انسانیت۔ کمالاتِ نبوت کا خاتم ہے۔ اس کے منکر کا کیا حال ہونا چاہیئے۔

نِعْمَتَ اللّٰه : قرآن۔ اسلام۔ جناب رسالتمآب، خاتم النبیین، رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ اجمعین۔

بَدَّلُوْا : ان لوگوں نے جو نعمت اللہ کا انکار کیا اور ابوجہل کہلائے۔

الْبَوَارِ : ہلاکت۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۳۰﴾

يَصْلَوْنَهَا : یہ اَحَلُّوْا پر اطناب ہے۔ تا مضمون ذہن نشین ہو۔ داخل ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۱۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۱﴾

وَجَعَلُوْا : یہ کفر کی تفصیل ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۳،۳۴۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ﴿٣٣﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٤﴾

"..... اور کام میں لگا دیئے تمہارے کشتی تو چلے سمندر میں اس کے حکم سے اور تمہارے کام میں لگا دیں ندیاں اور کام میں لگا دیا تمہارے لئے سورج اور چاند ایک دستور پر اور کام میں لگا دیا تمہارے لئے رات اور دن کو۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۶۳)

سَخَّرَ لَكُمْ: ایک شخص مجھے کہنے لگا کہ آؤ تمہیں تسخیر کا عمل بتا دیں۔ مَیں نے کہا کہ مجھے ضرورت نہیں کیونکہ مجھے ایسا عمل یاد ہے کہ جس سے نہ صرف سورج بلکہ چاند اور رات و دن۔ نہریں۔ سب مسخر ہوں۔ مَیں نے اسے یقین دلایا کہ اس آیتِ کریمہ نے ان تسخیروں سے ہمیں بے پرواہ کر دیا ہے۔

بِأَمْرِهِ: یہ لفظ یاد رکھنے والا ہے۔ (جناب سلیمان علیہ السلام کے بیان میں کام دے گا)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۵- وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٥﴾

رزق ہماری ضرورت سے پہلے پیدا ہوتا ہے۔ ہم ابھی ماں کے پیٹ سے باہر نہ آئے تھے کہ چھاتیوں میں دودھ آیا۔ جو نمک ہم آج سالن میں کھاتے ہیں وہ مدت ہوئی کہ کان سے نکل چکا ہے۔ پھر وہاں سے بڑے شہروں میں پہنچا۔ پھر اس گاؤں کی دکانوں میں آیا۔ پھر ہمارے حصہ کا الگ ہو کر گھر آیا۔ پھر ہانڈی میں سب کیلئے تھا۔ تو لقمہ کے ساتھ میرے منہ میں آیا۔ اسی طرح کپڑے کا حال ہے۔ غرض کیا کیا احسان ہیں اس مولیٰ کے۔ پس مالی شکریہ بھی اُسی کیلئے ہونا چاہیئے۔ یہ غلط ہے کہ خدا نے کسی کو مال دینے میں بخل کیا۔ بلکہ اس نے تو فرما دیا ہے وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ پھر اس کے غلط استعمال یا اپنی شامتِ اعمال نے لَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ کے ماتحت کسی کے لئے اس میں تنگی پیدا کر دی (بدر ۳ مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

میں نے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا۔ مگر خدا کے انعامات کی اتنی برسات میں نے دیکھی کہ شرم سے میرا قلم رُک گیا۔

اگر برسات کے قطروں کو گن سکتا ہے تو خدا کے احسانات کو بھی گن سکے گا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ ان احسانات میں سے ایک وحدت بھی ہے۔ جس کی نسبت فرماتا ہے کہ اگر ساری زمین سونے چاندی کی بھر کر دے دو۔ تو بھی یہ وحدت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس کا میں نے بھی تجربہ کیا ہے۔ ایک زمانہ میں میرے پاس بڑا روپیہ آتا تھا اور مجھے روپے کی محبت ہرگز نہیں۔ میں اپنی تعریف نہیں کرتا بلکہ اس کے فضل کا اظہار۔ (بدر ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء صٓ)

انسان پر جنابِ الٰہی نے بڑے بڑے کرم۔ غریب نوازیاں اور رحم کئے ہیں۔ اس کے سر سے لیکر پاؤں تک اس قدر ضرورتیں ہیں کہ شمار نہیں کر سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور غریب نوازیوں کا مطالعہ کرو تو کیا گن سکتے ہو ایک بال جو اس کا سفید ہو جائے تو گھبرا اٹھتا ہے اور حجام کو بُلا کر نوچ ڈالتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ کیسی نعمت ہے۔ پھر کھانے پینے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کھانا غریب سے غریب آدمی کے سامنے بھی جو آتا ہے تو دیکھو کہ وہ پانی غلہ۔ نمک کہاں کہاں سے آیا ہے اور اگر دال گوشت۔ چاول بھی میز پر آجاوے تو دیکھو کہاں کہاں کی نعمت ہے اور ہر ایک کا جُدا جُدا مزہ ہے۔ پھر ہوا روشنی وغیرہ۔ کوئی ایک نعمت ہو تو اس کا شمار اور ذکر ہو۔ کسی نے مختصر ترجمہ کیا ہے

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند ؎ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

سورج چاند کو دیکھتے ہیں۔ بادل اور ہوا کو دیکھتے ہیں۔ یہ سب تیری روٹی کی فکر میں ہیں۔ پھر جس کا نمک کھائیں اور حکم نہ مانیں تو یہ نمک حرامی ہوئی یا کچھ اور۔ کوئی کسی کا نوکر ہو۔ اگر وہ آقا کی فرماں برداری نہیں کرتا تو وہ نمک حرام کہلاتا ہے۔ پھر کس قدر افسوس ہے انسان پر کہ اللہ تعالیٰ کے لا انتہا انعام و اکرام اس پر ہوں اور وہ غفلت کی زندگی بسر کرے۔ (الحکم ۲۱ جون ۱۹۱۱ء صٓ)

۳۶۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۶﴾

حضرت نبی کریمؐ سے پہلے جو لوگ دنیا میں سب سے بڑے آدمی گذرے ہیں۔ ان سب کے سرتاج حضرت ابراہیمؑ تھے۔ یاد رکھو دنیا میں دو خلیل گذرے ہیں۔ ایک خلیل الرحمٰن ابراہیمؑ ہیں۔ دوسرے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ مجھے کسی تیسرے کا نام معلوم نہیں۔

تم نے سنا ہوگا کہ سارا یورپ ۔ ساری امریکہ اور پھر سب مسلمان ابراہیم علیہ السلام کو راستباز اور عظیم الشان مانتے ہیں۔ اتنے بڑے عظیم الشان انسان کی بات خاص توجہ کے قابل ہے ۔ سنو کہ وہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے کیا چاہتا ہے۔

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ سے ایک معاہدہ کیا تھا کہ ہم تیری ایک بات مان لیں گے چنانچہ جب ہاجرہ بی بی کے لڑکا پیدا ہوا ۔ تو جناب سارہ کو کسی سبب سے دکھ ہوا۔ جس پر انہوں نے کہا کہ اے ابراہیم! بموجب اپنے وعدہ کے اس لڑکے اور اسکی ماں کو ایسے جنگل میں چھوڑ آ جہاں سے ہمیں ان کی کوئی خبر نہ آئے ۔ انبیاء ایسے معاہدے خدا کے حکم سے کرتے ہیں ۔ چنانچہ وہ اپنے بچے اور بیوی کو اسی کے حکم سے جنگل میں چھوڑ آئے ۔ مگر خدا پر ایمان کی یہ کیفیت ہے کہ اس بیابان کو اَلْبَلَدَ فرماتے ہیں جو آپ کو یقین تھا کہ یہ شہر ہو جائے گا۔

اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ : میرے ایک دوست بیمار تھے ۔ ان کی موت میں تین دن باقی تھے کہ کہنے لگے ۔ ایک نکاح چاہتا ہوں ۔ سب نے تعجب کیا تو کہنے لگے ۔ میں تو صرف چاہتا ہوں کہ کوئی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والا اور پیدا ہو جائے ۔ حالانکہ ان کی بہت اولاد اس وقت بظاہر موجود تھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

قَالَ اِبْرَاهِيْمُ : سات دعائیں ہیں ۔ سات بار رَبِّ کہا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صہ ۴۶۱)

۳۷۔ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۷﴾

اَضْلَلْنَ کا لفظ قابل غور ہے ۔ اس لئے کہ اضلال اور گمراہ کرنے کی نسبت بتوں اور پتھروں کو دی گئی ۔ جن میں گمراہی کے خلق کرنے کا ارادی مادہ بالکل نہیں بلکہ محض بے جان بے ضرر چیزیں ہیں

(تصدیق براہین احمدیہ صہ ۱۳۷)

۳۸۔ رَبَّنَآ إِنِّيٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَوٰةَ فَاجْعَلْ أَفْـِٔدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيٓ إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿۳۸﴾

اے رب میں نے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان میں جہاں کھیتی نہیں۔ تیرے ادب والے گھر کے پاس اے رب تا قائم رکھیں نماز۔ سو رکھ بعضے لوگوں کے دل جھکتے ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ شکر کریں۔

اس آیت میں لوگوں کے دلوں کو انکی طرف جھکایا ہے۔ عجیب قابلِ غور کلام ہے اور اس معزز گھر یعنی مکہ معظمہ کا ابراہیمؑ کے زمانے سے عموماً اور آنحضرتؐ کے زمانے سے خصوصاً لاکھوں قسم کی مخلوقات کا مرجع و مرکز ہونا۔ وعدۂ الٰہی کے ثبوت کی بڑی بھاری دلیل ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم صـ۲۱)

۴۰۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَآءِ ﴿۴۰﴾

وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ : اسمٰعیلؑ ۸۴ برس کی عمر میں پیدا ہوئے اور ۹۹ برس کی عمر میں اسحٰقؑ پیدا ہوئے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۴۲﴾

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ : قرآن شریف میں دوسرے مقام پر فرمایا۔ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ۔ (الممتحنہ: ۵) اس جگہ دعا میں آپؑ نے وَالِدَيَّ فرمایا ہے اور یہ آخر عمر کی دعا ہے۔ اور جہاں منع ہے وہاں اَبْ کا لفظ ہے۔ معلوم ہوا اَبْ سے چچا مراد تھا والد نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۳- وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۥ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۳﴾

"میں اللہ دیکھتا ہوں" یہ اس سورۃ کا ابتداء تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ میں نگران حاکم ہوں خلاف ورزی پر سزا دوں گا۔ چنانچہ اس کو کھولتا ہے۔

غَافِلًا : بے خبر۔

لِيَوْمٍ : ایک وقت کیلئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۴- مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۴﴾

مُهْطِعِيْنَ : اھطاع کے معنے "جلدی کرنے" کے ہیں اور "ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے" کے

لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ : آنکھ جھپک نہ سکیں گے۔

هَوَآءٌ : "خالی ہوں گے" عربی زبان میں اس دل کو کہتے ہیں جس میں خیر و عقل نہ ہو۔ عقل وہ صفت ہے جس سے مومن اپنے تئیں بدیوں سے روکتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۵- وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ ۥ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۵﴾

يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ ۙ : جب ایک بچے کے سامنے بھی شرمندگی دلانے والا کوئی کام کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ تو جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ وہاں کیسی ندامت ہو گی۔ اس سے بچنے کا سامان کرو۔

مِّنْ زَوَالٍ : زوال نہیں ہو گا۔ یا تمہیں انتقال نہ ہو گا۔ اس دنیا سے دارِ آخرت میں

نہ جاویں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ ؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۶ - وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۶﴾

كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ : فارسی میں ایک شعر ہے ؎

مجلسے وعظ رفتنت ہوس است ؎ مرگ ہمسایہ واعظے تو بس است

ہر ایک شہر میں جہاں کوئی آسودہ گھر ہوتا ہے۔ اس کے پڑوس میں یا اس کے اوپر چڑھ کر دیکھنے سے کوئی نہ کوئی ویران شدہ مکان یا گھر یا نظارہ ضرور عبرت و نصیحت کیلئے نظر آتا ہے۔ یہ نکتہ مجھے میرے ایک استاد نے بتایا تھا جسے مَیں نے اکثر مقام پر صحیح دیکھا ......۔

ایک رئیس کو مجھ سے نفار تھا مگر مَیں نے اسے نصیحت کرنی چاہی۔ اسکی مجلس میں چلا گیا۔ آخر مجھ سے پوچھا۔ کیوں آئے؟ میں نے کہا آپ کا ناصح کون ہے؟ میرے تعلقات تو آپ سے ایسے نہیں ورنہ میں یہ فرض بڑے شوق سے ادا کرتا رہتا۔ پھر یہ استاد کا نکتہ سنا دیا تو اس نے کہا۔ جہاں میں بیٹھتا ہوں اس کے سامنے کا محراب ایک بڑے رئیس کا تھا۔ اور اس کی گھر والی ہمارے برتن صاف کرتی ہے۔

۲۔ اس مسجد میں جلسہ کے دنوں میں نماز پڑھنے لگے تو اس پڑوسی نے گالیاں دینی شروع کیں امام (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا۔ شاہی خیمے کے پاس کسی کا محل ہوتا اپنے پر شامت لانا ہی ہوتا ہے۔ یہ مسجد خدا کا شاہی خیمہ ہے۔ ایک وقت مَیں نے عرض کیا۔ حضور وہ تو فروخت کرتے ہیں۔ کہا۔ مَیں تو دس روپے کو بھی نہیں لوں گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ ؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۸ - فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۸﴾

ذُو انْتِقَامٍ : بعض لوگوں نے اس صفت کو نادانی سے کراہت کیساتھ دیکھا ہے۔ مَیں نے یسوعیوں سے پوچھا ہے کہ مسیحؑ تو رحم مطلق ہے۔ مگر اپنے قاتلوں اور مخالفوں کیلئے کفارہ تو نہ ہوئے ان کیلئے تو انتقام ہی کی صفت رہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ ؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۹۔ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۹﴾

جس دن بدل ڈالی جاوے گی زمین سوائے (اس موجودہ) زمین کے اور آسمان اور اللہ واحد زبردست کے روبرو پیش ہوں گے۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صہ ۱۴۶)

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ : دنیا میں تو یہ کہ مشرکوں کی زمین مشرکوں کی نہیں رہے گی مُوَحِّدوں کی ہو جاوے گی اور ایک تبدیل الارض حشر کے دن کا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ : کفر کی سرزمین اسلام کی سرزمین بن جائے گی اور آسمان وہی کا آسمان۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صہ ۴۶۱)

۵۰۔ وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۵۰﴾

وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ : ایسے نظارے دنیا میں دکھلائی دینے ضروری ہیں۔ اگلے جہاں کا وعدہ تو سب قومیں کرتی ہیں۔ ایک چوہڑا کہتا ہے۔ کہ کل قومیں متکبر ہیں۔ اس لئے وہ جہنم میں جائیں گی۔ مگر ہم ہی تکبر نہیں رکھتے۔ پس ہم ہی بہشت کے حقدار ہیں۔ اب خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قطع تعلق کرنے والے ہیں۔ ایک دن آتا ہے کہ ان کی مُشکیں کسی جاویں گی۔ چنانچہ دنیا میں بدر کے دن ایسا ہی ہوا۔ جب دنیا میں اسکا نمونہ دکھا دیا تو آخرت میں ضرور ایسا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۲۔ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۲﴾

سَرِيْعُ الْحِسَابِ : اسی لئے فرمایا کہ دنیا میں بھی اسکا نمونہ دکھائیں گے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲- الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲﴾
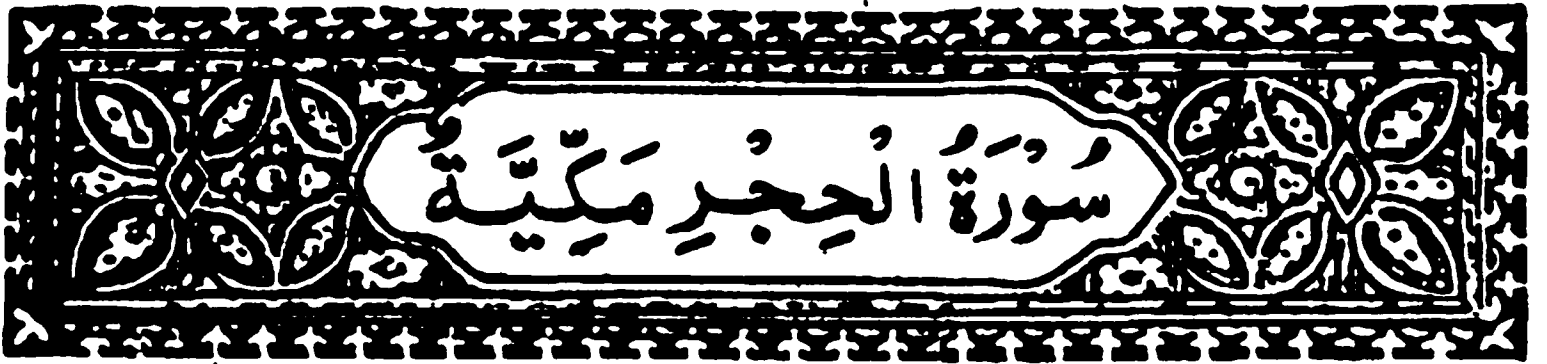
الٓرٰ: اَنَا اللّٰہُ اَرٰی۔ دیکھنا خدا کی وہ صفت ہے جس کا ظاہری امور کے ساتھ تعلق ہے اور علم وہ صفت جس کا باطنی امور کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ عام ہے... خدا تعالیٰ اس سورۃ میں ان شوخیوں اور شرارتوں کا ذکر فرماتا ہے جو کفار نے رسل اور انکی جماعت سے کیں اور فرماتا ہے کہ میں ان شرارتوں کو دیکھتا ہوں۔

الْكِتٰبِ: کتیبہ فوج کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب دشمنوں کے مختلف حملوں اور شبہات اور بدیوں کی دافع ہوتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۳- رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۳﴾

يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا: اس کتاب کے دلائل ایسے پختہ ہیں کہ کافروں کا بھی بعض اوقات جی کرتا ہے کہ ہم مسلمان ہو جاویں۔ اسلام نے خدا کی کوئی ایسی صفت بیان نہیں کی کہ جس کو پبلک کے سامنے پیش کرتے ہوئے شرم آئے۔

ہندو کہتے ہیں کہ خدا نے سور کا اوتار لیا تو انہیں اس کی کوئی توجیہ کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح عیسائی جب بیٹا کہتے ہیں تو اس کی عجیب عجیب تاویلیں کرتے ہیں۔ مگر اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے وہ ہر عیب سے منزّہ اور کمزوریوں سے مبرّا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۔ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾

ذَرْهُمْ ۔ خدا کی طرف سے کوئی مذہب ایسا نہیں جو تمام آدمیوں کو بجبر منوایا جاوے اسلام نام ہے صدقِ دل سے مان لینے کا اور جبر و اکراہ میں یہ بات ہرگز نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۔ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۵﴾

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ : اللہ تعالیٰ تبدیلی مذہب سے نہیں پکڑتا۔ بلکہ نقضِ امن اور شوخی و شرارت پر اس دنیا میں مؤاخذہ فرماتا ہے۔

كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ : اس دنیا میں بھی اس کا نظارہ ہمارے سامنے ہے کہ زنا ایک حد تک کر کے بعد اس کے سوزاک یا آتشک ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۷۔ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۷﴾

اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ : راست بازوں کو آج تک ایسا کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القلم میں ایک بات فرمائی ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ ان کے خلاصے در خلاصے اور علوم کو جمع کرو تو رسول اللہ مجنون ثابت نہ ہوں گے۔ بلکہ اعقل الناس۔ سورۃ القلم میں فرمایا۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۵) سات موقعہ پر انسان کے خُلق کا جلوہ ہوتا ہے۔

۱۔ ایک مثلاً انسان گھوڑے یا ہاتھی پر جاتا ہے اسے دیکھ کر کئی لوگ حسد کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کا دادا ایسا تھا یا پڑدادا ایسا۔ اخلاقِ فاضلہ ہوں تو یہ فضول کارروائی نہ کریں۔ پس ایک بہشت تو وہ ہوا جب ایسی ایسی جلن نہ لگیں۔ دوسرا بہشت بیوی کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔

۲۔ اسی طرح بچوں اور نوکروں کے ساتھ اچھا تعلق بھی ہے تو یہ تیسرا بہشت اس دنیا کا ہے

پھر ۴۔ اپنی قوم کے ساتھ معاملات میں عمدہ اخلاق رکھتا ہے تو یہ چوتھا بہشت ہے ۵۔ پھر قوم کی دو قسمیں ہیں۔ اپنے ہم مذہب یا غیر مذہب۔ ان سے تعلقات محبت والے ہوں تو یہ پانچواں بہشت ہے ۶۔ ایک بادشاہ سے تعلقات ہیں ۷۔ ایک خدا سے۔

حضرت نبی کریمؐ کو فرمایا تو بڑے اعلیٰ خُلق پر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق اپنی ذات میں بے نظیر تھے۔ بیویوں کے ساتھ تعلق اس سے بڑھ کر۔ قوم کے ساتھ ایسا صاف معاملہ کہ جب تک خدائی پیغام نہیں پہنچایا۔ سب آپؐ کو صادق و امین سمجھتے تھے۔ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ (الانعام: ۳۴) بادشاہوں کے ساتھ ایسے اچھے تعلق کہ آپؐ کے مُریدوں نے حبشہ میں کس امن سے زندگی گزاری۔ اور خود مکہ کے شرر انگیز رئیسوں میں کیسے مامون رہے۔ اور پھر خدا سے ایسا تعلق کہ قرآن شریف جیسی خاتم الکتب کی وحی کے مہبط ہوئے کیا ایسا شخص مجنون ہو سکتا ہے۔ جو تمام مدبرانِ ملک کی تجویزوں اور تدبیروں کے مقابلہ میں اکیلا کامیاب ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا کَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ ﴿۹﴾

وَمَا کَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ: چنانچہ جب فرشتے آئے تو کفار کو نہ بدر میں مہلت ملی نہ کسی اور غزوہ میں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۰﴾

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ: فرشتوں کا ایک ثبوت دیا ہے۔ کہ دیکھو یہ کتاب ہے۔ اس کی حفاظت اخیر زمانہ تک فرشتے کریں گے۔ تم اس کے خلاف کوئی غلطی تو ثابت کر دو۔ سائنس نے کس قدر ترقی کی۔ تاریخ کی کیسی چھان بین ہوئی۔ مگر قرآن شریف کی کوئی بات جھوٹی نہ ہو سکی۔ سچ فرمایا لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ (حٰمٓ السجدہ: ۴۲) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء)

نَزَّلْنَا الذِّکْرَ: ذکر رسول کو بھی کہتے ہیں۔

اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ: ماننے والوں نے عین شوکتِ اسلام میں حضرت عمرؓ و علیؓ و عثمانؓ

کو شہید کر دیا۔ مگر عین کمزوری کے ایام میں ایک رسولؐ اللہ کے مقابلہ میں اتنے مخالف کچھ نہ کر سکے
(تشحیذالاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۱ تا ۴۶۲)

دیکھو کس قدر مذہب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ دار خود ان لوگوں کو بنایا مگر قرآن کریم کی پاک تعلیم کیلئے فرمایا۔ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ یہ کیا کوثر ہے!! اللہ تعالیٰ اس دین کی حمایت و حفاظت اور نصرت کیلئے تائید فرماتا ہے اور مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ میں ایک نمونہ تھے۔ ان کو دیکھ کر پتہ لگ سکتا ہے کہ کیونکر بندہ خدا کو اپنا لیتا ہے۔
(الحکم ۱۲ رمئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۲)

قرآن جو نازل فرمایا۔ اس کی حفاظت کا خود ذمہ دار ہوا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ دنیا کی کسی اور کتاب کی نسبت یہ ارشادِ خداوندی نہیں ہوا۔ اور جس مقدس اور راستباز۔ ہاں قوم کے مسلم امین اور صادق انسان پر یہ پاک کتاب نازل ہوئی۔ اس کی حفاظت کا ذمہ دار بھی مولیٰ کریم ہی ہوا۔ چنانچہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی صدا اسی راست باز کو پہنچی۔ پھر جو دین لے کر یہ خدا کا سچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آیا۔ اس کا نام اسلام رکھا جس کے معنی میں سلامتی موجود ہے۔
(الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ترقی کے واسطے بہت سے سامان آسانی مہیا کر دئے ہیں۔ یہ دیکھو خدا تعالیٰ کا مامور (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مرتب) ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور خود اس مجلس میں موجود ہے۔ ہم اس کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ ہزاروں ہزار لوگ ہم سے پہلے گزرے جن کی دلی خواہش تھی کہ وہ اس کے چہرہ کو دیکھ سکتے۔ پر انہیں یہ بات حاصل نہ ہوئی اور ہزاروں ہزار اس زمانہ کے بعد آئیں گے جو یہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ مامور کا چہرہ دیکھتے پر ان کے واسطے یہ وقت پھر نہ آئے گا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ عجیب در عجیب تحریکیں دنیا میں زور شور کے ساتھ ہو رہی ہیں اور ایک ہلچل پڑ رہی ہے۔ عربی زبان دنیا میں خاص طور پر ترقی کر رہی ہے۔ کتابیں کثرت سے شائع ہو رہی ہیں۔ وہ عیسائیت کی عمارت جس کو ہاتھ لگانے سے خود ہمارے ابتدائی عمر کے زمانہ میں لوگ خوف کھاتے تھے۔ آج خود عیسائی قومیں اس مذہب کے عقائد سے متنفر ہو کر اس کے برخلاف کوشش میں ایسے سرگرم ہیں کہ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ کے مصداق بن رہے ہیں۔ اور شرک کے ناپاک عقائد سے بھاگ کر ان پاک اصولوں کی طرف اپنا رُخ کر رہے ہیں۔ جن کے قائم کرنے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ یہ سب واقعات

قرآن شریف کی اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ تحقیق ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جیسا کہ الفاظ کی حفاظت یاد کرنے والوں اور لکھنے والوں کے ذریعہ سے ہوئی۔ ویسے ہی معانی کی حفاظت مجددوں کے ذریعہ سے ہوئی اور ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ موجود ہے مگر خوش قسمت وہی ہے جو ان باتوں سے فائدہ اٹھائے۔ جذبات نفس پر قابو رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے۔

(بدر ۱۳ر دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

۱۴۔ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾

قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ: یہ فرشتوں کے ثبوت میں فرمایا۔ کہ نشان جو تم مانگتے ہو وہ بھی آجاوے گا۔ جیسا اگلے مکذبوں سے ہوا۔ ویسا ہی تم سے ہوگا۔ چنانچہ ہوا۔ بدر میں فرشتے آئے اور کفار کو ہلاک کر دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۵﴾

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ: یہ ضدی لوگوں کا بیان ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۶﴾

سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا: ہماری آنکھیں کسی نشے کی متوالا ہو گئیں۔ ہم پر سحر ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۷ تا ۱۹۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۸﴾

إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ﴿۱۹﴾

ضرور ہم نے ہی بنائے آسمان میں روشن اجرام اور خوبصورت بنایا انہیں دیکھنے والوں کیلئے اور محفوظ رکھا ہم نے انہیں ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک شوندہ تکہ بازیا مردود سے ۔ ہاں اگر کوئی چھپ کر سننا چاہے تو اس کے پیچھے لگتے ہیں شہاب ثاقب ۔ مثیں ارز ۔ الکہانات ۔ (نور الدین صـ۲۱۳)

آئندہ کے واقعات قبل ازیں انسان کو معلوم ہوں ۔ یہ آدمی کو تڑپ لگی ہوئی ہے ۔ اس کے لئے مخلوق نے عجیب عجیب تجویزیں کی ہیں ۔ مَیں نے ایک شانہ بینی کی کتاب دیکھی ۔ ایک دُنبہ کو خاص خیال پر ذبح کرتے ہیں ۔ اس کے شانہ کو پانی میں اُبال دیتے ہیں ۔ اس پر چند قطرے نظر آتے ہیں جن پر احکام مرتب کرتے ہیں ۔ دوم ۔ خطِ تقدیر اس کیلئے چار مقالات ہیں ۔ ا ۔ بعض نے ہاتھ کی شکنوں پر کتابیں لکھی ہیں ۔ بعض نے چین جبین پر ۔ بعض نے انسانی بدن کی دوسری لکیروں پر ۔ بعض نے خانوں پر ۔ ایک اور علم ہے جو کھوپڑی کے متعلق ہے ۔ اس علم کی بھی یہی غرض ہے ۔ رمل بھی اسی لئے سیکھی جاتی ہے کَانَ نَبِیٌّ یَخُطُّ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں ۔ حالانکہ یَخُطُّ کے یہ معنی نہیں کہ نقطے ڈال کر شکلیں بنائی جاویں ۔ اور پھر ان پر احکام مرتب کریں ۔ پانسے جو ہیں ۔ وہ بھی اسی غرض کیلئے ہیں ۔ پھر پرندوں کے بائیں یا دائیں نکلنے پر بحث کرتے ہیں ۔ پھر ایک علم ہے ۔ سرودہ ۔ جسے عربی میں علم النفس کہتے ہیں ۔ یہ ناک کے سانسوں پر احکام مرتب کئے جاتے ہیں ۔

اختلاج الاعضاء اور سیاہ خال سے بھی غیب دانی کرتے ہیں ۔ یہ ادنیٰ طبقے کے لوگ ہیں ۔ ان سے اعلیٰ نجوم کا علم ہے جس کے دو حصے ہیں ۔ ایک سورج گرہن ۔ چاند گرہن اور تاریخ ۔ پھر ان پر احکام لگاتے ہیں ۔ ایک جفر کا علم ہے ۔ اس سے بڑے بڑے احکام نکالنے کے دعوے کرتے ہیں ۔ ایک قوم ان سے بھی آگے ہے جنہیں کاہن کہتے ہیں ۔ ان کا چھوٹا سا شعبہ یورپ ۔ امریکہ میں آجکل پایا جاتا ہے ۔ اس کو سپر چولزم کہتے ہیں ۔ انسان کی روحوں وغیرہ سے اس کے ذریعہ مکالمہ کیا جاتا ہے ۔ ایک ان سے کسی قدر آگے ہیں ۔ وہ ہمارے ملک میں حاضرات والے کہلاتے ہیں ۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو معمول بنا کر ان سے کام لیتے ہیں ۔ عرب میں جو لوگ کاہن کہلاتے ہیں ۔ وہ کم کھاتے ۔ کم سوتے ۔ کم اختلاط کرتے اور ایک خاص بات کی وقعت رکھتے ۔ ہمزاد والے بھی انہی میں سے ہیں ۔ ایسے لوگ اپنے تئیں بہت تجسس رکھتے ہیں ۔ جنابت میں نہیں نہاتے ۔ محرماتِ ابدی سے جماع کر لیتے ہیں ۔ انسان کی کھوپڑی میں کھاتے ہیں انسان کے دانت کی تسبیح رکھتے ہیں ۔ لوگوں سے چھپانے کیلئے چاندی کا کھول چڑھا لیتے ہیں ۔ لو عبادت

کے وقت انسان کے چمڑے پر بیٹھتے ہیں۔ بلکہ کھانا بھی وہاں پکاتے ہیں جہاں کوئی مُردہ جلایا گیا ہو ایسے تمام لوگ مَیں نے دیکھے ہیں۔ اور ان کے اعمال سے واقفیت حاصل کی ہے۔ کاہن لوگوں کو جو غیب سے آوازیں آتی ہیں۔ ان میں سے بعض باتیں سچی بھی ہوتی ہیں۔ مگر کثرت کے ساتھ جھوٹ ہوتا ہے۔
یہ جو غیب بینی کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں غور کر کے دیکھا جاوے تو تعجب آتا ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ تمام جہان پیش گوئی کرتا ہے۔ مثلاً دوست کو لکھ دینا کہ (۱) ہم فلاں بجے تمہارے پاس گاڑی پر پہنچیں گے۔ باوجود اندیشہ لیٹ و کولیژن کے۔ (۲) کاشتکار کا آئندہ اناج کی اُمید پر بیج بونا باوجود اندیشہ ارضی و سماوی کے (۳) ملازم کا کام۔ تاجر کا مال منگوانا بامید نفع۔ (۵) اشتہار دینا پہلے گھر سے خرچ کر کے۔
غرض پیشگوئیوں پر دنیا کا دارومدار ہے۔ ان سب کا معیار صداقت کثرت و قلت پر ہے۔ کاہن اسی لئے جھوٹے ہیں کہ ان کی اکثر باتیں صحیح نہیں نکلتیں۔
نبیوں میں بھی کثرت کا اعتبار ہے۔ جب خدا کے فعل میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ قول میں کیوں نہ ہو
بُرُوج۔ بُرج کہتے ہیں گول چیز کو۔ روشن ستارے جو آسمان میں ہیں ان سے مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ منازل شمس و قمر مقصود ہیں۔ مگر عرب لوگ تو ان باتوں کو نہیں جانتے تھے۔ بہر حال ستارے بہت مفید ہیں۔ ارض کیلئے۔ مگر خبیث لوگ ان سے عجیب عجیب جنتری اور شخصی احکام نکالتے ہیں
اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ۔ کوئی ایک آدھ بات صحیح بھی مستنبط کر لیتے ہیں۔
شِهَابٌ مُّبِيْنٌ۔ بات پوری نہیں ہوتی تو آگ سی لگ جاتی ہے جو ان کے تمام جھوٹ کے تودہ کو جلا دیتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۲۰﴾

مَوْزُوْنٍ۔ دو معنے ہیں۔ ایک معلوم۔ دوسرے مقدار کے ساتھ ہر چیز بنی ہوئی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۡ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ : جتنی ایجادیں ہیں انکی تحقیقات کرو تو یہی معلوم ہوگا کہ اس کا اصول اتفاقیہ معلوم ہوا اور اوّل اوّل کسی بالارادہ کوشش کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ مثلاً چھاپنے کے پتھر کی دریافت۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

جس طرح بچہ سکھایا اور تربیت دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خلقت کو سکھایا ہے اسی طرح خدا کی وحی بدوں محرک کے نہیں ہوتی۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جب تک قلق اضطراب اور گھبراہٹ طلب کی نہ ہو۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ کے نکاتِ معرفت حاصل نہیں ہوتے۔ پس یہ نکتہ معرفت کا ہے۔ خدا کے حضور میں تو سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ پر خدا کے نزدیک وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی لئے میرا خیال ہے کہ لیکچروں اور وعظوں کے واسطے بھی قبل از وقت تیاری نہیں کرنی چاہئے یا ایک کتاب کا مسودہ تحریر کر کے بہت مدت رکھ رکھنا اور بہت دیر کے بعد اس کو چھاپنا غلطی ہے۔ کیونکہ اگر وقت پر خدا کی توجہ ہو تو وہ خود حسب ضرورت مضامین سمجھا دیتا ہے۔ پس اس زمانہ میں مخلوقاتِ انسانی دنیا میں تھوڑی تھی۔ دوسرے بلاد میں ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ نہ بیماریاں اس کثرت سے تھیں اور نہ ایسی تحریکیں تھیں تو پھر اللہ تعالیٰ کیوں کسی چیز کو بلا ضرورت اور بدونِ طلب نازل کر دیتا

(الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۵ء صہ۳)

۲۳۔ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

لَوَاقِحَ : جمع لَاقِحَة کی۔ لَاقِحَة مُلْقِحَة[1] کے معنے رکھتا ہے۔ فاعل بمعنی مُفْعَل کئی جگہ آیا ہے۔

ایک انگریزی کتاب میں لکھا ہے کہ نباتات میں نر و مادہ کی دریافت عربوں نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی ہوائیں اٹھاتا ہے کہ جو نر کو مادہ پر چڑھاتی ہیں۔ قرآن مجید نے اس کو پہلے بیان فرمایا ہے

---

[1] اس کے معنے ہیں حمل دینے والی۔

مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

اَلْمُسْتَقْدِمِيْنَ: کے معنی پہلے کے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا۔ اُمم گزشتہ مراد ہیں بعض کہتے ہیں۔ وہ مراد ہیں جو نیکی میں سب پر ترقی لے گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۷﴾

صَلْصَال: خلاصہ در خلاصہ جو چیز ہوتی ہے۔ اس کو صلصال کہتے ہیں۔ صل سے نکلا ہے۔ حَمَاٍ: ۱۔ جو مٹی متغیر ہو جاوے ۲۔ جس کی پوری صورت بن جاوے ۳۔ جو کہیں ڈالی جاوے ۴۔ جس سے بُو آوے۔

مَّسْنُوْنٍ: کسی چیز کو کسی کے مناسب بنانا۔ سَنَّةُ الْمَاءَ علی الوجہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۸﴾

یہ سچی فلاسفی الہٰی کلام کی ہے۔ تمام وہ لوگ جن کے اچھے اعمال نہیں یا ان کے اچھے اعمال کم ہیں وہ دوزخ میں جائیں گے۔ دوزخ کی گود میں رہیں گے۔ وہی ان کی ماں ہے۔ دیکھو قرآن وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ (القارعۃ: ۹تا۱۲) بھلا جن کی ماں دوزخ کی گرم آگ ہوئی وہ لوگوں کی آگ سے نہ بنے ہوں تو پھر کس سے بنیں۔ سنو! سارے شریر شیطان یا شیطان کے فرزند ہیں۔ یوحنا ۸ باب ۴۴۔ متی ۱۳ باب ۳۹۔ متی ۱۶ باب ۲۳ جس طرح شریر شیطان کا فرزند ہے۔ اور عیسائی مسیحؑ کا فرزند۔ اسی طرح دوزخ کی آگ شریر کی ماں ہے اور وہ لوگوں کی آگ سے بنا ہے۔ بھلا صاحب جب عام شریروں کی ماں ہاویہ دوزخ ٹھہری تو ان اشرار کا شرارتی آپ شیطان دشمنِ آدم لوگوں سے کیونکر نہ بنا ہوگا۔ ضرور وہ ہمارا دشمن نارِ السموم سے بنا۔ وہ تو پہلے ہی سموم نار سے بنا تھا۔ اور یہی سچی فلاسفی ہے جس کے خلاف

ہر کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صـ ۱۷۹)

السَّمُوْمِ : تیز لُو کو سموم کہتے ہیں۔ اس کے اندر جو صفت ہے وہ ناری ہے۔

جانّ : میں شامل ہیں وہ تمام جاندار جن میں ناری مادہ ہو۔ باریک سانپ کو بھی جانّ کہتے ہیں۔ طاعون کے کیڑے کو بھی وخز الجن فرمایا ہے۔ مرگی کے کیڑے کو بھی جنّ فرمایا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غضب کو بھی آگ فرمایا ہے۔ اسی واسطے اس کے اطفاء کیلئے کھڑے کو بیٹھنے پھر لیٹنے اور پانی پینے اور تعوذ کا حکم ہے۔ سیاہ کتے میں شدید زہر ہوتا ہے اسے ایک جگہ شیطان فرمایا اسی طرح جن لوگوں کو شیطان سے تعلق ہوتا ہے ان میں بھی خاص تیزیاں ہوتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۳۰﴾

مِنْ رُّوْحِيْ : اپنا کلام (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۱، ۳۲۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۱﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ : ملائکہ مامور من اللہ کے کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ سعید الفطرت لوگوں کے قلب پر وہی ایمان لانے کی تحریک کرتے ہیں۔

مَعَ السّٰجِدِيْنَ : فرماں برداروں کے ساتھ شامل نہ ہوا۔ ہر آدمی کو میں دیکھتا ہوں کوئی نہ کوئی اس کا نافرمان ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۵۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۵﴾

فَاخْرُجْ مِنْهَا : نکل جا تو اس مرتبہ سے۔

فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ : کیونکہ تو دھتکارا ہوا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر فروری ۱۹۱۰ء)

۳۷ تا ۳۹۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۷﴾

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۸﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۹﴾

فَاَنْظِرْنِیْ: یہ اس کی خواہش ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ شیطان کی ہر خواہش پوری ہوئی غلطی کرتے ہیں۔ ہاں فرمایا۔ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ ہر آدمی کے ساتھ بقدر اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ نیک انسان بیدار ہو جاتا ہے۔ پھر شیطان کا داؤ اس پر نہیں چلتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ: ابلیس مر چکا۔ اس کی اولاد ہی چلتی ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۲)

۴۰۔ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَيْتَنِیْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾

شیطان نے کہا میرے رب بسبب اس کے کہ تُو نے مجھے غوی ٹھہرایا میں بھلے کر دکھاؤں گا ان کے لئے اور ضرور غوی ٹھہراؤں گا ان سب کو۔

غَوِیَ مجرد ہے۔ اَغْوٰی اس کے مزید کے معنی ہیں۔ اضلال۔ اہلاک۔ افساد۔ نامراد کرنا۔ بدمزہ کر دینا۔ زندگی کا تلخ کر دینا۔

پھر سنو! باری تعالیٰ کی مقدس بابرکت ذات نے انسان کو استطاعت۔ نیک و بد کی تمیز۔ عقل اور فطرت مرحمت فرما کر ہزاروں ہزار انبیاء اور رسول اور کتابیں اور اپنی رضامندی کے اسباب بتا کر دنیا میں ہدایت کو پھیلایا ہے اور انبیاء اور ان کے سچے اتباع اور فرماں برداروں کی ہمیشہ نصرت اور اعانت فرمائی ہے۔ ہاں باستطاعت انسان پر جبر نہیں فرمایا کہ اسکی گردن پکڑ کر اس سے نیک اعمال کرائے۔ شیطان اور اس کی ذریات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ انسانوں میں فرماں برداروں کو فرماں برداری کی خلعت وعزت عطا فرماوے۔ مگر پھر بھی شیطان کو یہ اختیار نہیں دیا کہ لوگوں کو بجبر گمراہ کرے۔

چونکہ انسان بڑے درجات کا طالب تھا۔ اور بغیر صدق و صفا انعام نہیں مل سکتا۔ اس

واسطے دو محرک نیکی و بدی کے یعنی فرشتہ اور شیطان پیدا کئے۔ قانونِ قدرت اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ سب لوگ اپنے نفس میں دو محرک محسوس کرتے ہیں۔ قاتل پہلے قتل کرتا بھی ہے اور پچھتاتا بھی۔ پس واقعی فرشتہ و شیطان کا وجود عالم میں ہے۔ اگر وید کامل ہے تو اس میں ضرور یہ فلسفہ ہوگا۔ فرق الفاظ میں ہو تو کوئی بات نہیں۔

وَیکُلِّ اَنْ یَتْشَطَلِیْحَ: ان محرکات کی اصلاح تم میں کیا ہے۔ بتاؤ اور کھول کر بتاؤ۔ اِفسَاد کا مقابلہ ایک واقعی اور صحیح بات ہے۔ کیمسٹری کی شہادت۔ مرکبات عالم بلکہ بسائط کی نسبت اگر نہ لیں تو بھی لطیف و کثیف کا سنگرام (جنگ)۔ سعید و شقی۔ سرشٹ و دیسیو۔ مومن و کافر۔ دیو و اسر کا یدھ کوئی مخفی راز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کیلئے اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ بایں ہمہ ایک عالم اس کے مقابلہ کیلئے بھی اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ تم اپنی جگہ دیکھ لو۔ وید جسے تم کلام الٰہی مانتے اور قدامت کو اس کی سچائی کی بڑی دلیل بتاتے ہو۔ ہندوستان کے فرزندوں نے اس کے مقابلہ کیلئے ہتھیار نکالے اور اسے رد کیا۔ اور اسکی قدامت اور صداقت کے ابطال کی غرض سے تمہارے بھائی جینی اپنے نوشتوں اور ہادیوں کی اتنی لمبی مدت بیان کرتے ہیں کہ اس کے مقابل ریاضی دان بھی حیران ہوجاتے ہیں اور مجوس اپنی کتابوں کی مدتِ قدامت کے بیان کرنے میں جہاں سنکھ کے آگے اور سترہ صفر بڑھاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جنگ اور مقابلہ اس عالم میں طبعی امر کی طرح ہمیشہ سے قائم چلا آتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آپس میں جنگ تو ایک طرف رہی۔ اشرار ہمیشہ خدا سے مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ ایک عظیم الشان نمونہ خود انسان کے اندر موجود ہے۔ مگر اسکے ساتھ بھی وہ مقابلہ ہے کہ الامان الامان تم لوگ دیر کچہریوں میں عبرتاً دیکھیں بازار کے لین دین کو وید کی بصیرت سے مطالعہ کریں لیکچروں کی لفاظیاں اور اس کے ساتھ عملدرآمد غور سے ملاحظہ کریں۔ محکمہ جات میں کم سے کم ان لوگوں کی عملی کارروائیوں کو دیکھیں کہ جن کی تمام تعلیم اہنسا پرموں دھرما (رحم ہی اعلیٰ مذہب ہے) اور بایں ہمہ ایک جانور (گائے) کی لفظی حفاظت کی ٹھیکیداری کے بھیس میں اپنے خیال کے مخالفوں غریبوں بے کسوں کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں

میں نے ایک ہندو ریاست کے ایک بڑے بااختیار پنڈت سے سوال کیا کہ مساوی الاستعداد مگر مدت کے امیدوار فتح محمد اور نئے امیدوار فتح چند کیلئے آپ کے محکمہ میں اگر موقع پرورش ہو تو آپ کس کو مقرر کریں گے۔ کہا فتح چند کو۔ میں نے کہا آپ تو بدھ مذہب کے آدمی ہیں اور آپ نے ہنوز دریافت بھی نہیں کیا کہ فتح چند بدھ مذہب کا آدمی بھی ہے یا نہیں۔ کہا۔ مولوی صاحب! ہماری بچپن کی تعلیم ہمیں ایسے سبق سکھا چکی ہے کہ بہتر ہے کہ آپ اس بحث کو ختم کردیں۔ اس قسم کی صدہا نظیریں اور واقعات

ہیں جو دانشمند کو کافی سبق سکھاتے ہیں۔

غرض یہ مسلم امر ہے کہ الہٰی فرمان پاک لوگوں کے مفید کلمات۔ نورِ قلب۔ عقل۔ نظارۂ قدرت تجربۂ صحیحہ اور بدی کی خطرناک سزائیں موجود ہیں۔ مگر شریر کا شرارت سے باز آنا کوسوں بلکہ بہ اصل دُور ہے۔ اس جنگ کو ستیارتھ پرکاش میں دیانند نے بھی مانا ہے اور اس کا دیوا سر سنگرام نام رکھا ہے (یعنی اچھے اور بُروں کی جنگ) غرض نور و ظلمت۔ نورانی و ظلماتی۔ صدق و کذب کا یُدھ ہے۔ ابلیس و شیطان وہی ظلمت اور شرارت ہے یا یوں سمجھو کہ ظالم و شریر۔ کاذب و جاہل اور تاریکی کے فرزند کے القاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل۔ رحمت قدرت اور تصرف سے ہر جگہ موجود ہے اور شریر جس قدر بکواس کرتا ہے وہ سب خدا کے سامنے کرتا ہے۔ اور رُوبرُو کرتا ہے کہ گویا اس سے بالمشافہ جنگ کرتا ہے ..... قَالَ کے لفظ سے یہ سمجھنا کہ شیطان نے خدا سے بالمشافہ مکالمہ کیا۔ سخت غلط بات ہے قرآن کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا کے مکالمہ سے وہی لوگ شرف اندوز ہوتے ہیں جو خدا کی نگاہ میں پاک وصاف ہوتے ہیں۔ پھر شیطان جیسی نجس ذات کا یہ رتبہ کہاں کہ اسے خدا کی ہمکلامی کی عزت ملے؟ سارے قرآن میں کَلَّمَ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا کا کوئی صیغہ شیطان کے کلام کے بارہ میں مذکور نہیں ہوا اصل بات یہ ہے کہ لفظ قَالَ عربی کی زبان میں ہر ایک بات اور کام اور اشارہ اور زبانِ حال پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ عربی کی لغت میں لکھا ہے۔

اَلْعَرَبُ تَجْعَلُ الْقَوْلَ عِبَارَةً عَنْ جَمِيْعِ الْاَفْعَالِ۔ یعنی قول تمام افعال پر بولا جاتا ہے۔

قَالَتْ لَهُ الْعَيْنَانِ سَمْعًا وَّطَاعَةً : اسکی آنکھوں نے کہا کہ ہم سنتے اور مانتے ہیں۔

فَقَالُوْا صَدَقَ وَاَوْمَاُوْا بِرُؤُوْسِهِمْ : صحابہ نے کہا سچ کہتا ہے اور یہ بات سر کے اشارہ سے کہی

قَالَتِ السَّمَاءُ جَادَتْ وَانْسَكَبَتْ : بادل نے کہا۔ کیا معنے؟ برسا

وَيُقَالُ لِلْمُتَصَوَّرِ فِي النَّفْسِ قَبْلَ التَّلَفُّظِ فَيُقَالُ فِيْ نَفْسِيْ قَوْلٌ لَمْ اُظْهِرْهُ

قَالَ اس خیال پر بھی بولا جاتا ہے جو ابھی تلفظ میں نہیں آیا۔ کہا جاتا ہے میرے دل میں بات ہے جس کو میں نے ظاہر نہیں کیا۔ وَالْاِعْتِقَادُ يُقَالُ فُلَانٌ يَقُوْلُ بِقَوْلِ الشَّافِعِيْ۔ فلاں اعتقاد کرتا ہے۔ شافعی کا اعتقاد۔ قول کے معنے اعتقاد کے ہوئے۔

وَيُقَالُ لِلدَّلَالَةِ عَلَى الشَّيْءِ عَلَى الْعُمُوْمِ۔ دلالت کو بھی قول کہتے ہیں۔

اِمْتَلَاءَ الْحَوْضُ فَقَالَ قَطْنِيْ : کہا جاتا ہے حوض جب پانی سے بھر گیا تو اس نے کہا اب بس کرو۔

قَالَتْ لَهُ الطَّيْرُ تَقَدَّمْ رَاشِدًا : پرندوں نے اسے کہا۔ اقبال مندی سے آگے بڑھو۔

غرض جب لفظ قَالَ اتنے بڑے وسیع معنوں پر بولا جاتا ہے۔ تو کس قدر ضروری امر ہے کہ ہر موقع و محل کے مناسب اُس کے معنے کئے جائیں۔

شیطان ایک کافر۔ متکبر۔ احکامِ الٰہی سے منکر خبیث رُوح ہے۔ حسد و بُغض ہے اس نے آدم جیسے راست باز کا مقابلہ کیا اور اُس مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بھی بدی کو منسوب کیا اور بے باکی سے بدکلامی کی ..... خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ ہم مسلمان نیکی کے محرک کو (تم کچھ نام رکھ دو) مَلک یا فرشتہ کہتے ہیں۔ اور بدی کے محرک کو شیطان و ابلیس۔ ان معنوں کے لحاظ سے مَلک و ابلیس کا کون منکر ہو سکتا ہے۔ یہ پختہ اور یقینی بات ہے کہ جہاں قرآن کریم نے شیطان و ابلیس کا ذکر کیا ہے۔ وہاں انہی اُمور اور بدی کے محرکوں سے مراد ہے۔ ان واقعات پر اعتراض کرنا خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت اور اس کے نظام کی نکتہ چینی کرنا ہے۔ (نورالدین صـ۸۵ تا صـ۹۰)

۴۳۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۳﴾

جو میرے بندے ہیں تجھ کو ان پر کچھ زور نہیں (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۱۶۰)

عِبَادِيْ : کچھ ضرورت نہیں کہ عِبَادِيْ سے خاص بندے مراد لئے جاویں۔ کسی آدمی پر شیطان غالب نہیں۔ ہاں جب انسان خود اس کا کہا ماننے لگ جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے بڑے بڑے ڈاکوؤں سے پوچھا ہے اور انہوں نے مانا کہ کوئی ہمیں جبراً نہیں لے جاتا۔ بلکہ خود ہی جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر فروری ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۵﴾

سَبْعَةُ اَبْوَابٍ[1] : دوزخ کے متعلق تو ہے بہشت کے متعلق کوئی آیت نہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صـ۴۶۲)

۴۶ تا ۴۹۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۴۶﴾

[1] سات دروازے۔ مرتب

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

تحقیق متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا کہ ان میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ اور امن میں رہو۔ اور جو کینہ اور کپٹ دنیا میں ان کے دلوں میں تھا۔ بہشت میں ہم ان کے دلوں سے نکال ڈالیں گے اور بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

اور اسی پر غور کرو کہ جب غیروں کے ساتھ بہشت والوں کا یہ سلوک ہوگا جس کا ذکر آیتِ بالا میں ہے تو اپنوں کے ساتھ کیا ہوگا۔ (نورالدین صفحہ ۱۲۸-۱۲۹)

اَلْمُتَّقِيْنَ : تقویٰ اختیار کرنے والے۔ ایسے لوگوں کے عقائد صحیح ہوتے ہیں۔ اللہ پر ایمان فرشتوں پر۔ کتابوں پر۔ نبیوں پر ایمان۔ جزا و سزا پر ایمان اور اعمالِ صالحہ کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا مال کو خرچ کریں۔ ذوی القربیٰ۔ یتامیٰ۔ مساکین سائلین۔ غلاموں کے آزاد کرنے پر۔ نمازیں پڑھیں زکوٰۃ دیں۔ صابر ہوں۔ (تنگی۔ غریبی لڑائی۔ بیماری کے اوقات میں) بس یہی متقی ہیں۔

کچھ اور نشانات بتاتا ہے۔ وہ سلامتی کے گھر میں رہتے ہیں۔ کسی نیک بندے کی نسبت ان کے دل میں رنجش نہیں رہتی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۵۰۔ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۰﴾

امید و بیم مومن کیلئے دو پَر ہیں۔ اللہ کے حضور میں پہنچنے کیلئے۔ اس کا ثبوت آگے آنے والے بیان میں دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۵۳، ۵۴۔ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۚ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ

عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾

اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ : انبیاءؑ کے قلب پر اس کا انکشاف ہوجاتا ہے چونکہ وہ ایمان لائے تھے۔

بِغُلَامٍ : اس بچے کے جوان ہونے کی خبر بھی دے دی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۵۷۔ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾

اَلضَّآلُّوْنَ : خدا کی صفات سے ناواقف ہیں۔

۵۸، ۵۹۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

فَمَا خَطْبُكُمْ : حضرت ابراہیمؑ کا قلب محسوس کر رہا تھا کہ یہ کوئی عذاب بھی لائے ہیں اس لئے بشارت سن کر بھی دریافت کیا۔ .... (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۲ تا ۶۴۔ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾

لوطؑ کی قوم عرب کے شمال مغرب میں آباد تھی۔ ان کی بستیاں کئی تھیں۔ ایک کا نام سیڈوم۔ ایک کا گمارا۔ ایک کا نام صعر غر تھا۔ اسی واسطے اس قوم کے بدکاروں کو سیڈومی کہتے ہیں۔

فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ : وہ عذاب جس میں یہ شک کرتے تھے۔

مُنْكَرُوْنَ : ناپسند کئے گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۶۔ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ

اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۶﴾

لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ : چونکہ عذاب میں گرفتار ہونے والی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا اس لئے دوسروں کو ایسا حکم ہوا۔ بعض خاص حکم مصلحتِ الٰہی پر مبنی ہوتے ہیں۔
حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ : پاس ایک پہاڑ تھا۔ اس پر چلے جانے کا حکم تھا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۷۔ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۷﴾
دَابِرَ : ۱۔ اوّل ۲۔ آخر ۳۔ جو مہتمم و مدبر ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۸، ۶۹۔ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۹﴾
يَسْتَبْشِرُوْنَ : کیونکہ وہ لوگ حضرت لوطؑ پر کسی قسم کا الزام آنے کے منتظر تھے۔
فَلَا تَفْضَحُوْنِ : مہمانوں کی بے عزتی کر کے مجھے ذلیل مت کرو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۷۱، ۷۲۔ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۲﴾
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ : اجنبی لوگوں کی آمد و رفت سے منع نہیں کیا؟
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ : اجنبی آدمیوں سے نہیں روکا؟ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۲)
اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ : اگر تم اس مقدمہ کی تحقیق کرنا چاہتے ہو تو میری بیٹیوں کو بطور ضمانت رکھ لو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

اس قسم کی بات ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۲)

۷۳۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۳﴾

لَعَمْرُكَ : حضرت مسیح موعودؑ نے کہا ہے ۔
" تیرے منہ کی ہی قسم اے میرے پیارے احمدؐ "
اس پر اعتراض کرنے والے اس آیت پر غور کریں ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۲)
يَعْمَهُوْنَ : ۱۔ اندھے ۲۔ ناعاقبت اندیشی کرتے ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۷۶۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۶﴾

لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ : وہ لوگ جو بڑی فراست والے ہوں اور عبرت پکڑنے والے ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۷۷، ۷۸۔ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

اِنَّهَا : وہ بستیاں ۔ عذاب کا نشان ۔
مُقِيْمٍ : موجود ۔ واضح ۔ وہاں کی جھیل کا نام ڈیڈ سی ۔ جھیل مُردار جس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہتا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۷۹، ۸۰۔ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۹﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۰﴾

اَلْاَيْكَةِ : بَن ۔ جنگل ۔ جس میں بہت سے درخت ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں ۔
اِمَامٍ : ۱۔ امام ۲۔ شاہراہ اور اس شخص کو کہتے ہیں جس کی طرف لوگوں کا قصد ہو ۔ چونکہ شاہراہ کی طرف اکثر لوگ منزل تک پہنچتے ہیں ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۸۱ تا ۸۳ - وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۳﴾

اَلْحِجْرُ : ثمود کی قوم جہاں رہتی تھی اس کو حجر کہتے ہیں۔
حجر میں بحث ہوئی ہے کہ حجر کیا چیز تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس قوم کے دارالسلطنت کا نام ہے۔ بعض اس میدان کا نام بتاتے ہیں۔ علاء سے لے کر حدیدہ۔ حضر موت۔ حجاز۔ تہامہ کے علاقوں کو حجر کہتے ہیں وہاں کی قومِ ثمود میں صالح نبی آئے تھے۔

اٰيٰتِنَا : اپنے احکام۔
وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ ، اس زمانے میں بھی اس کا رنگ پایا جاتا ہے۔ یعنی پہاڑ پر کوٹھیاں بنانا۔ ایک سہل زمین ہوتی ہے۔ ایک جبلی (یعنی پہاڑی) زمین۔ دونوں مقامات پر اس کے زمانے کے لوگ بھی کوٹھیاں وغیرہ بناتے ہیں اور اس پر اِتراتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۸۴ - فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۴﴾

الصَّيْحَةُ ، اس کے معنے عذاب کے ہیں۔ آواز کے معنے بھی درست ہیں۔ جب پہاڑوں میں بڑے بڑے زلزلے آتے ہیں تو زلزلوں سے پہلے گونج اور گرج پیدا ہوتی ہے۔
صَاحَ الزَّمَانُ لِاٰلِ بَرْمَكٍ صَيْحَةً ؛ خَرُّوْا لِصَيْحَتِهٖ عَلَى الْاَذْقَانِ
برمک ایک قوم تھی جس نے حضرت ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ کے زمانہ میں بڑی ترقی کی انہوں نے تمام طاقتور جاگیروں اور علاقوں بلکہ شعراء و علماء کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ ہارون الرشید نے ان کی نیت پر اطلاع پا کر انہیں ایک ہی وقت میں ہلاک کر دیا۔ شاعروں کو چونکہ بہت انعام دیتے تھے۔ اس لئے انہوں نے انکی سخاوتوں کی بڑی تعریف کی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۸۶ - وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ ... وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۶﴾

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ : یہ آیت اس اعتراض کے جواب میں ہے جو اَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ سے کسی نادان دل میں پیدا ہو سکتا ہے کہ زلزلہ آنا تو ایک نیچرل رول ہے۔ پھر زلزلہ آنے پر صلحاء کی ہلاکت بھی ہو جاتی ہے۔ فرماتا ہے آسمان و زمین کو ہم نے حق و حکمت سے پیدا کیا۔ ہم نے پہلے ہی سے یہ انتظام کر رکھا ہے۔ عذاب اُسی وقت آئے گا۔ جب صلحاء بالعموم نہ رہے۔ اور زلزلہ اگر کسی ظاہری سبب سے پیدا ہوتا ہے تو اس کا باطنی سبب یہی ہے اور ہم اسے خوب جانتے ہیں۔

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ : عذاب کے لانے کیلئے صبر بھی بہت مفید ہے۔ یہاں سے ایک اخبار "شبھ چنتک" نکلتا تھا۔ وہ اس سلسلہ پر سخت مفتریانہ اور مضر حملے کرتا۔ میرے دل میں بعض اوقات اس کے جواب کا جوش اٹھتا۔ اس لئے میں نے ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا۔ کہ تمہارے جواب سے کیا بنے گا؟ صبر کرو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر ایک موقعہ آیا تو آپ نے توجہ فرمائی اور ایسی توجہ فرمائی کہ جناب الٰہی سے سر دست قادیان سے ان کا صفایا ہی ہو گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر فروری ۱۹۱۰ء)

۸۸- وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۸﴾

سَبْعًا : اس کے معنے سات آیتیں۔ یعنی الحمد شریف۔ یہ ان سات آیتوں میں سے ہیں جو کئی بار نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ چنانچہ دن رات میں بالعموم چالیس رکعتوں میں یہ سورۃ دہرائی جاتی ہے۔
کئی تابعین نے کہا ہے کہ بقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ انعام۔ اعراف۔ توبہ۔ ان سات سورتوں کا نام سبع مثانی ہے۔
بعض نے توبہ کی بجائے یونس کو رکھا ہے۔ کیونکہ ان کا بیان آپس میں ملتا جلتا ہے۔ اور دُہرا دُہرا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر فروری ۱۹۱۰ء)

۸۹- لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا

مِّنْهُمْ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۹﴾

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ: قرآن شریف ایسی نعمت کے مقابلہ میں اس فانی دولت کی کچھ پرواہ نہ کرو اور آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھو۔

اَزْوَاجًا: رنگ برنگ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۹۱۔ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۱﴾

اَلْمُقْتَسِمِيْنَ: مُقْتَسِمْ کے کئی معنے کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ يُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضٍ وَيَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۲۔ تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ (النمل: ۵۰) یہ جیسے حضرت ثمود کی قوم نے قسم کھائی تھی کہ رات حضرت صالحؑ کو مار ڈالیں گے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں نَو آدمیوں نے یہی مشورہ کیا ۳۔ تَقَاسَمُوْا عَلٰى سُبُلِ مَكَّةَ کفار نے اسلام کے خلاف اُبھارنے کیلئے مختلف شاہراہوں پر آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ اس کا نمونہ میں نے دیکھا ہے کہ لوگوں کو بہکانے کیلئے رستوں میں اپنے ایجنٹ چھوڑ دیتے ہیں۔ ۴۔ عجیب عجیب معنے کر کے کئی فرقے بنا دئے۔ چھ شخصوں کے نام مجھے یاد آگئے۔ ۱۔ اسود بن زرارۃ ۲۔ اسود بن زہرۃ ۳۔ ولید مخزومی ۴۔ عاص سہمی ۵۔ اسعد بن مطلب ۶۔ حارث خزاعی۔ یہ سب کے سب مختلف عبرتناک و دہشتناک امراض سے ہلاک ہوئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

اَلْمُقْتَسِمِيْنَ: قرآن کے بعض حکم پر عمل۔ بعض سے عملی انکار جیسے لڑکیوں کی وراثت۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۲)

۹۵ تا ۹۷۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۶﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

سو کھول کر سنا دے جو تجھ کو حکم ہوا۔ اور دھیان نہ کر شریک والوں کا۔ ہم بس ہیں تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والوں کو۔ جو ٹھہراتے ہیں اللہ کے ساتھ اور کسی کی بندگی۔ سو آگے معلوم کریں گے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صـ۹۸)

۹۹- فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۹﴾

سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ: دشمنوں سے بچنے کا طریق بتایا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صـ۴۶۳)

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ: بعض لوگوں نے سجدوں میں عجیب عجیب طرح کی دعائیں قرآن شریف کی مختلف آیات سے لے کر پڑھنی شروع کر دی ہیں۔ حالانکہ سجدوں میں قرآنی دعاؤں کے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ وہ دیکھیں کہ یہاں جو صاف حکم ہے اس کی تعمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح فرمائی۔ رکوع و سجود میں پڑھا جاتا ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ حضرت مجدد الف ثانی نے اس کے متعلق کہ رات کو سُبْحَانَ اللّٰهِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر سوئے۔ ایک نکتہ لکھا ہے۔ وہ یہ کہ جیسا کہ کسی کو تحفہ و ہدیہ دیں۔ ویسا ہی انعام ملتا ہے۔ جناب الٰہی میں جو تسبیح و تحمید کا ہدیہ پیش کرے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے بدلے میں اس شخص کو جس نے ہدیہ پیش کیا گناہوں سے پاک کر دیگا اور پسندیدہ افعال سے محمود بنائے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۰۰- وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۱۰۰﴾

يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ: یقین سے مراد موت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲- اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۲

چند سورتیں الٓر۔ الٓمّٓر سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ لفظ بہت خطرناک ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کچھ تم لوگوں نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا۔ وہ مَیں خوب دیکھ رہا ہوں اب اس سورۃ میں اسکے نتیجہ کا ذکر کرتا ہے۔

اللہ کا امر آگیا۔ اب جلدی تو نہ کرو۔ وہ بلند و برتر اس سے ہے کہ شرک کرتے ہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ صـــ۱۱۳)

اَمْرُ اللّٰهِ : امر کے معنے خاص حکم کے ہیں۔

لَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سے ظاہر ہے کہ یہاں وعید کا مذکور ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

اَمْرُ اللّٰهِ : عذاب الٰہیہ۔ یہ الٓر کا نتیجہ ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صـــ۴۶۲)

۳- يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۳

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ : شرک کے دفعیہ کیلئے اس نے فرشتوں کو اپنا کلام دے کر نازل کیا۔

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ : مراد ہے ہمارے نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۴۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۴﴾

بِالْحَقِّ: اَزل میں مقدّر تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہوں گے۔ اور لوگ ان کے مقابل میں شرارتیں کریں گے جو سزا پائیں گے۔ چنانچہ اس کے مطابق انتظام ہو رہا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳؍ فروری ۱۹۱۰ء)

۶،۷۔ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۶﴾ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۷﴾

دِفْءٌ: دفء کے معنی گرمی حاصل کرنا جو جانوروں کی پوستینوں سے حاصل ہوتی ہے اور دفء کے معنے نسل کے بھی ہیں۔

جَمَالٌ: عزّت کا نشان

تُرِيْحُوْنَ: واپس لاتے ہو۔ واپس لانے کا ذکر پہلے اس لئے فرمایا کہ اس وقت جانور موٹا تازہ ہو کر واپس آتا ہے اور اس میں زیادہ تر اظہارِ شوکت کا ہوتا ہے۔ یہ انعام اس لئے ذکر فرمائے کہ دیکھیں ان نعمتوں کا تم کفر کر رہے ہو۔ جس کا نتیجہ بد اُٹھاؤ گے۔ یا فکر کرتے ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳؍ فروری ۱۹۱۰ء)

۹۔ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾

وہ نئی سواریاں جو تمہارے علم میں نہیں پیدا کرے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳؍ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۰﴾

قَصْدُ کے معنے بیان کرنا۔ کیا معنے ؟ وہ جو صراطِ مستقیم ہے۔ اس کا بیان کرنا خدا کے ذمہ ہے
دوسرے معنے یہ کہ میانہ راہ۔ دونوں معنے صحابہ و تابعین سے ثابت ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ
شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۱﴾

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ : جس طرح ظاہری بارشیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح روحانی بارشیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایسی بارش میں ایک اعلیٰ درجہ کا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تھا جس کے ساتھ ہر قسم کے درخت نکلے۔ کچھ مثل ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اعلیٰ درجے کے۔ کچھ ان سے کم درجہ کے۔ کچھ مخالف قسم کے درخت بھی پھوٹ نکلے جیسے ابوجہل۔ عُتبہ۔ شیبہ و ربیعہ۔
آسمان سے جب پانی برستا ہے تو قسم قسم کے درختوں کو پہنچتا ہے۔ اور انہی کی قسم کے موافق انکی نشوونما ہوتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۴۔ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۴﴾

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ : کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خراب قسم کا بیج کسی اچھے سے پیوند کرتے ہیں۔ اسی طرح تعلیماتِ الٰہی سے لوگوں کے حالات بدل جاتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ
لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ
وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا : سمندر کا بعض پانی بہت تلخ ہوتا ہے۔ مگر اس کی مچھلی

خوش ذائقہ ہوتی ہے۔ اسی طرح خدا کی مخلوقات ہیں جو شریر ہیں۔ انہی میں سے ایک مبعوث ہو جاتا ہے۔
مَوَاخِرَ : بوجھل۔ ہواؤں کو چیرنے والی۔ بڑی آواز سے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

تَمِيْدَ بِكُمْ : مَيْدٌ۔ چکر کھانا۔ دوران سر کو بھی کہتے ہیں۔ تَمِيْدَ بِكُمْ کے معنے ہوئے۔ وہ بھی تمہارے ساتھ ہی چکر کھاتے ہیں۔ دوسرے مَيْد کے وہ معنے ہوئے جس سے مَیدا کا لفظ نکلا ہے۔ جس کو کھاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ر فروری ۱۹۱۰ء)

تَمِيْدَ بِكُمْ : لغت عرب میں مَادَنِيْ يَمِيْدُنِيْ اَطْعَمَنِيْ (مفردات القرآن الراغب) اور مَیْد کے معنی ہیں ہلنا۔ دیکھو۔ مَادَ يَمِيْدُ مَيْدًا وَمَيَدَانًا تَحَرَّكَ (قاموس اللغۃ) مَادَهُمْ اَصَابَهُمْ دُوَارٌ (قاموس) والمائدۃ : الدَّائِرَةُ مِنَ الْاَرْضِ (قاموس) ان معنوں کے لحاظ سے جو مَادَنِيْ يَمِيْدُنِيْ کے کئے گئے ہیں۔ اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ رکھے زمین میں یہ پہاڑ کہ کھانا دیں تمہیں۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ کہ ان میں برفیں پگھلیں۔ چشمے جاری ہوں۔ ندیاں نکلیں۔ پھر ان کے سیل پر اس سطح سے جس میں ریگ ہوتی ہے۔ پانی مصفّی ہو کر کنوؤں میں آتا ہے۔ پھر اس سے کھیت سرسبز ہوتے ہیں۔ یہی ایک سلسلہ علاوہ رحمت کے سلسلے کے ہے جو بارانِ رحمت الٰہیہ سے ہے۔ جس کا ذکر اس کلمہ طیبہ میں ہے وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (البقرۃ : ۲۳) اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہوئے کہ ہم نے زمین پر پہاڑ رکھے کہ چکر کھاتے ہیں ساتھ تمہارے۔ یہ الٰہی طاقت کا ذکر ہے کہ اس نے اتنے بڑے مستحکم مضبوط پہاڑوں کو بھی زمین کے ساتھ چکر دے دکھا ہے اور نظام ارضی میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اب کوئی انصاف کرے کہ کن معانی پر اعتراض کی جگہ ہے...... ایک نہایت سچی فلسفی ہے اور اس سچی فلسفی پر جدید علوم اور حال کے مشاہدات گواہی دیتے ہیں اور انہی مشاہدات سے بھی ہم گزشتہ دیرینہ حوادثات کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔ طبقات الارض کی تحقیقات اور مشاہدات سے اچھی طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ اس زمین کا ثبات و قرار اضطرابات اور زلازل سے خالق السموات والارض نے تکوین جبال اور خلق کوہسار سے ہی فرمایا ہے۔ اور زمین کے تپ لرزہ کو اس علیم و قدیر نے تکوین جبال سے تسکین دی ہے

چنانچہ علم طبقات الارض میں تسلیم کرلیا گیا ہے۔ کہ یہ زمین ابتداء میں آتشیں گیس تھی جس کی بالائی سطح پر دھواں اور دخان تھا اور اس امر کی تصدیق قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ (حٰم السجدہ: ۱۲) پھر وہ آتشیں مادہ اوپر سے بتدریج سرد ہو کر ایک سیال چیز بن گیا۔ جس کی طرف قرآن شریف ان لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (ہود: ۸) پھر وہ مادہ زیادہ سرد ہو کر اوپر سے سخت اور منجمد ہوتا گیا۔ اب بھی جس قدر اس کے عمق کو غور سے دیکھتے جاویں اس کا بالائی حصہ سرد اور نیچے کا حصہ گرم ہے۔ کوئلوں اور کانوں کے کھودنے والوں نے اپنی مختلف تحقیقات سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ گو اس نتیجہ میں فلاسفروں کو اختلاف ہے کہ چھتیس[۱] مائل عمق سے اب تک ایک ایسا ذوبانی اور ناری مادہ موجود ہے۔ جس کی گرمی تصور سے بالا ہے (اسلام نے بھی دوزخ کو نیچے بتلایا ہے۔) جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی نہ تھی۔ اس وقت زمین کے اس آتشیں سمندر کی موجوں کا کوئی مانع نہ تھا اور اس لئے کہ اس وقت حرارت زیادہ قوی تھی اور حرارت حرکت کا موجب ہوا کرتی ہے۔ زمین کی اندرونی موجوں سے بڑے بڑے مولو نکلے۔ جن سے پہاڑوں کے سلسلے پیدا ہو گئے۔ آخر جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی ہو گئی اور اس کے ثبات و ثقل نے اس آتشی سمندر کی موجوں کو دبالیا۔ تب وہ زمین حیوانات کی بود و باش کے قابل ہو گئی اسی واسطے قرآن کریم نے فرمایا ہے اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ اور اس کے بعد فرمایا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ (البقرہ: ۱۶۵) اَلْقٰى کا لفظ جو آیت اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ میں آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ بنایا۔ کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں بجائے اَلْقٰى کے جَعَلَ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے صاف معنی ہیں۔ بنایا۔ اور ان امور کی کیفیت آیہ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا

(فصلت: ۱۱)

اور زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت رکھی اور اس پر ہر قسم کی کھانے کی چیزیں پیدا کیں۔ ایک عجیب نکتہ آپ کو سناتے ہیں۔ آپ سے میری مراد سعادتمند ہیں۔ جو اس نکتہ سے فائدہ اٹھاویں قرآن کریم میں ایک آیت ہے۔ اس کا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تمہارا سوال بھی حل ہو جاوے اور قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت میں۔ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً

---

[۱] میل (MILE) ۔ مرتب

وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ (النمل: ۸۹) اور تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرتا ہے کہ وہ مضبوط جمے ہوئے اور وہ بادل کی طرح اُڑ رہے ہیں۔ یہ اللہ کی کاریگری قابلِ دید ہے۔ جس نے ہر شے کو خوب مضبوط بنایا ہے۔
غور کرو یہاں ارشاد فرمایا ہے کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جمی ہوئی چیز نظر آتے ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے۔ (نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۰۴ تا صفحہ ۲۰۶)

۱۷- وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷﴾

بِالنَّجْمِ : قطب۔ اسی طرح اللہ کے بندے روحانی منازل کے طے کرنے میں قطب کا کام دیتے ہیں۔ (تشحیذالاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۲)
اور النجم سے وہ راہ پاتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۹۱)

۲۱، ۲۲- وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۱﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۲﴾

قرآن نے قاعدہ بنایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی خالق نہیں چنانچہ فرمایا ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ اللہ کے سوا جو لوگ معبود بنائے گئے ہیں۔ ان کے معبود نہ ہوسکنے کا نشان یہ ہے کہ وہ کسی شئے کے خالق نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں تو خدا کی صفات کے بارے میں قولِ فیصل ہے کہ حقیقی خالق وہی ہے اب لفظ خلق جو وسیع معنی رکھتا ہے۔ اگر مخلوق کا فعل اسے کہا جائے گا تو ضرور ہے کہ مخلوق ضعیف کی شان اور حیثیت کے لائق ہوگا۔ اس سے سمجھ لو کہ ایک ناتواں انسان مسیح کی کُھرت اور خلق کیسی ہوگی وہ مٹی تھی اور مٹی ہی رہتی تھی۔ زندہ حیوان نہ تھی۔ (نورالدین طبع سوم صفحہ ۱۶۹)

۲۳- اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۲۳

جب انسان مطالعہ کرتا ہے۔ نعمتیں دی ہوئی کس کی؟ اور کس کے ذریعے سے ہم متمتع ہو سکتے ہیں؟
اور ان نعمتوں کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ اور ان نعمتوں کے کفران پر سزا دینے والا کون ہے؟ اَتٰی
اَمْرُ اللّٰہِ کہنے والا کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان بڑھتا ہے۔
اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ: اعلیٰ درجہ کی محبت۔ اعلیٰ درجہ کی اطاعت۔ اعلیٰ درجہ کا تذلّل۔ ان باتوں کی
مستحق ایک ہی ذات ہے۔ تعجب ہے کہ لوگوں نے انسانوں میں سے ہی معبود بنالئے۔ مگر ایسے معبود بڑی
بڑی سخت مصائب میں گرفتار ہوئے۔ تا کہ ان کی بشریت واضح ہو جاوے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ
مسیح ابنِ مریم علیہ السلام۔ رام چندر جی۔ مگر سب پر سخت مصیبتیں پڑیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ
مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ
اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۷

مَكَرَ: آریوں کو مکر کے متعلق بہت سے جواب دیئے گئے ہیں۔ مگر وہ اپنے سوال کو پیش
کئے ہی جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض الفاظ ملکی حالات کے لحاظ سے خاص معنوں میں لئے جاتے
ہیں۔
عربی زبان میں مَكْرٌ تدبیر کو کہتے ہیں۔ جو دو قسم کی ہیں۔ ایک بُری۔ دوم اچھی۔
فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ: یعنی استیصال فرمایا۔ تعلیم اور ذہن نشین کرنے
کیلئے اطناب فرمایا۔
مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ: ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے جن باتوں سے منع کیا
ان سے ابتدائی مرحلہ ہی میں رُک جاویں۔ ورنہ عذاب ایسے طور سے آئے گا کہ پتہ بھی نہ لگے
گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۳۴- جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ۚ كَذٰلِكَ يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۲﴾

يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ : اس میں بشارت ہے۔ پس وہ انعام جو صحابہؓ کی جماعت پر ہوئے۔ اب بھی ہو سکتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۳۵- فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۵﴾

يَسْتَهْزِءُوْنَ : هَزْء کہتے ہیں۔ کسی چیز کو ہلکا جاننا۔ حقیر ماننا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے۔ سب تمہارے کسب اور اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کل مقدمات دورہ سپرد نہیں۔ اور اگر بعض لوگوں کے معاملات سیشن سپرد ہیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ ضمانت کی ضرورت ان ناقص حکام کو ہوتی ہے جن کو ڈر ہوتا ہے کہ ان کا مجرم ان حکام کے تصرف سے کہیں بھاگ جاوے گا۔ باری تعالیٰ کے ملک سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں۔ مجرموں میں سے بعض اسی وقت سزایاب ہو جاتے ہیں اور بعض جوڈیشنل حوالات میں رہتے ہیں یا ان پر عفو ہو جاتا ہے۔ ضمانت کی حاجت نہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۷۹-۱۸۰)

۳۶- وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۶﴾

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا : اچھی بات کو بھی بُرا آدمی گندے معنوں میں لے لیتا ہے۔ سیدھی بات تو یہ تھی کہ جیسی خدا کی مشیّت مجبور کر کے مسلمان نہیں بناتی۔ اسی طرح وہ مشیت مجبور کر کے مشرک بھی نہیں بناتی۔ مگر وہ ایک شق کو لیتے ہیں جس سے خدا پر الزام آئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر فروری ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾

مَنْ يُّضِلُّ : ایسے انسان جن کے بد عملوں کا نتیجہ ہی یہی ہے کہ خدا کی طرف سے اضلال ہو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر فروری ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۱﴾

کُنْ کے معنے ہو جا۔ فَيَكُوْنُ کے معنے ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وجود کو چاہتا ہے۔ اسی طرح وہ چیز ظہور میں آجاتی ہے ...... کُنْ کا تعلق بعد الموت ہوا کرتا ہے۔ تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد جی اٹھنے پر کُنْ فرمایا ہے۔
(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۹۲)

۴۲۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

مکہ میں مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ صرف مالوں کا ہی فکر نہ تھا بلکہ جانوں کا بھی۔ ایسے وقت میں حضرت حق سبحانہٗ وحی فرماتے ہیں کہ لوگ مہاجر ہوں گے۔ اور پھر مظفر و منصور ہوں گے۔ شیعہ قوم بھی غور کرے جو مہاجرین کی معائب شماری اپنا فرض سمجھتی ہے۔ یاد رکھو جو کچھ اللہ کیلئے چھوڑتا ہے وہ دنیا میں بھی اس کا بدلہ پاتا ہے۔

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ : دنیا کے سُکھ سے اجرِ آخرت پر دلیل قائم کی۔ جب ایک بات حاصل ہوگئی

تو بدلیل اربعہ تناسبہ دوسری ضرور حاصل ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ؍فروری ۱۹۱۰ء)

۴۳- الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۳﴾

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا: نیکیوں پر قائم رہنا اور بدیوں سے رُکنا۔ صبر ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ؍فروری ۱۹۱۰ء)

۴۴- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾

اِلَّا رِجَالًا: اِلَّا بمعنی غیر ہے۔
اَهْلَ الذِّكْرِ: قرآن شریف میں دوسرے مقام پر ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر: ۱۰) اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ (حٰم سجدہ: ۴۲) جس سے معلوم ہوا ذکر سے مراد قرآن مجید ہے۔ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ (النحل: ۴۵) میں بھی اس کی تشریح فرمائی۔ اہل الذکر سے اہلِ اسلام مراد ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ؍فروری ۱۹۱۰ء)

۴۶- اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

الَّذِيْنَ مَكَرُوْا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کردیں۔ قتل کردیں یا جلا وطن کر دیں کفار مشرکین یہ تدبیریں کر رہے تھے۔
اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ: اس ملک میں ہم تمہیں ذلیل کردیں۔ ایک شعر یاد آگیا حماسہ میں ابو ثمامہ کا شعر ہے ؎

وَاِنْ اَبَيْتُمْ فَاِنَّا مَعْشَرٌ اُنُفٌ ٭ لَا نَطْعَمُ الْخَسْفَ اِنَّ السَّمَّ مَشْرُوْبٌ

عَلٰى تَخَوُّفٍ: تخوف کے معنے عربی زبان میں گھٹنے کے ہیں۔ یعنی ہم تمہیں ایسے گرفتار کریں کہ تم

گھٹتے جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ر فروری ۱۹۱۰ء)

یَخْسِفَ اللّٰہُ بِھِمُ : ذلیل کردے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۲)

۵۰۔ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

سجدہ کا لفظ عرب کی لُغت میں انقیاد اور فرماں برداری کے معنے دیتا ہے۔ زید الخیل عرب کا جو ایک مشہور شاعر ایک قوم کی بہادری کا تذکرہ کرتا ہے اور کہتا ہے اس بہادر قوم کے سامنے ٹیلے اور پہاڑ سب سجدہ کرتے ہیں یعنی فرماں بردار ہیں۔ ان میں کوئی چیز بھی اُس قوم کو روک نہیں سکتی۔

بِجَمْعٍ تَضِلُّ الْبُلْقُ فِیْ حُجُرَاتِہٖ ؎ تَرَی الْاَکْمَ فِیْھَا سُجَّدًا لِلْحَوَافِرِ

وَالسُّجُوْدُ التَّذَلُّلُ وَالْاِنْقِیَادُ بِالسَّعْیِ فِیْ تَحْصِیْلِ مَا یُنُوْطُ بِہٖ مَعَاشُھُمْ۔ فتح

تفسیر مدارک میں ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا۔ اَیْ اَخْضَعُوْا لَہٗ وَاَقِرُّوْا بِالْفَضْلِ لَہٗ۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۲۹-۱۳۰)

سجدہ کے معنی تو فرماں برداری کے ہیں۔ خود قرآن میں ہے۔

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ..... اور اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور زید الخیل کے قصیدہ میں ہے۔

بِجَمْعٍ تَضِلُّ الْبُلْقُ فِیْ حُجُرَاتِہٖ ؎ تَرَی الْاَکْمَ فِیْھَا سُجَّدًا لِلْحَوَافِرِ

پھر کیا اچھے لوگوں کی خصوصاً ان لوگوں کی فرماں برداری جو اللہ کی طرف سے خلیفہ، بادشاہ، حکام رسول ہو کر آتے ہیں شرک ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

الٰہی خلفاء کی اطاعت و انقیاد و فرماں برداری۔ سیاست و تمدّن کا اعلیٰ اور ضروری مسئلہ ہے بلکہ ان کی فرماں برداری۔ خود الٰہی فرماں برداری ہے۔ قرآن میں ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (نساء: ۸۱) اور فرمایا کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (نساء: ۶۰) کیا تم نے ستیارتھ پرکاش میں نہیں پڑھا جہاں لکھا ہے۔ کہ عورتوں کی ہمیشہ پُوجا کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی معنی پوجا کے کیئے جا سکتے ہیں تو سجدہ کے کیوں نہیں کیئے جاتے۔ آج ایسا اعتراض کرنا اور ایسے شخص کے منہ سے ایسا اعتراض نکلنا جو انگریزی پڑھا ہے

کس قدر شرم کی بات ہے۔ انگریزی زبان میں وَرشِپ[1] کا لفظ کس قدر وسیع اور روزمرہ کی بول چال میں آتا ہے۔ حتیٰ کہ ججوں کو ہِز ورشِپ[2] کہا جاتا ہے۔ اس کے معنے سوائے اس کے اور کیا ہیں؟ کہ وہ قابلِ اطاعت شخص ہیں۔ قرآن میں آیا ہے۔ کہ درخت اور چارپائے اور آسمان کی ساری چیزیں خدا کو سجدہ کرتی ہیں۔ اور امراء القیس کے شعر میں ہے کہ تمام جنگل ان گھوڑوں کے سُموں کو سجدہ کرتے تھے اب صاف ظاہر ہے کہ وہ سجدہ غرض نہیں جو زمین پر گر کر پیشانی کو زمین سے ٹکرا (کر) کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ : اللہ کی فرماں برداری کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (الحج : ۱۹) اور اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ تو کیا آسمان پر آسمان کی چیزیں اور زمین کی زمین پر گرتی ہیں؟ (نورالدین طبع سوم ص ۹۹-۱۰۰)

۵۲- وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝

وَقَالَ اللّٰهُ : اور فرمایا اللہ نے۔

اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ : دو معبود بھی نہ بناؤ چہ جائیکہ دو سے زیادہ۔

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ : اس کے ترجمہ کی اردو زبان متحمل نہیں ہو سکتی۔ فَ۔ اِیَّایَ۔ فَ تینوں چیزیں ہیں۔ اس لئے اسکا ترجمہ یوں ہو سکتا ہے۔ ڈرو مجھ سے! پھر کہتا ہوں مجھ سے ہی۔ پھر مجھ سے ہی ڈرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ فروری ۱۹۱۰ء)

۵۳- وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۚ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝

الدِّيْنُ : دین کے معنے۔ مذہب و ملت۔ فرماں برداری۔ جزا و سزا۔

وَاصِبًا : دائمًا۔ ہمیشہ۔ ایک شعر یاد آگیا۔ بڑے آدمی کا جو زبانِ عربی کے اماموں میں سے ہے۔

---

[1] WORSHIP   [2] HIS WORSHIP

لَا اَبْتَغِی الْحَمْدَ الْقَلِیْلَ بَقَاءُہٗ ٭ یَوْمًا بِذَمِّ الدَّھْرِ اَجْمَعَ وَاصِبًا
میں ایسی مدح کسی کی نہیں چاہتا جس کا بقاء تھوڑی مدت ہو اور جو لعنت۔ بُرائی ہے وہ ہمیشہ تک چلی جاوے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳؍ فروری ۱۹۱۰ء)

۵۴۔ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۴﴾

تَجْـَٔرُوْنَ: فریاد کرتے ہو۔ آوازیں اٹھاتے ہو۔ گڑگڑاتے ہو۔ زاری کا لفظ ہمارے ملک میں اس کیلئے رائج ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳؍ فروری ۱۹۱۰ء)

۵۶۔ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

لِيَكْفُرُوْا: اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کفر نعمت کریں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳؍ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۱۔ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۱﴾

اَلْمَثَلُ الْاَعْلٰى: مَثَل کے معنے صفت کے بھی ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۶۲)

۶۲۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۲﴾

لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ : کس قدر بدکاریاں ہوتی ہیں کس قدر بدمعاملگیاں ہوتی ہیں۔ کس قدر شرک ہوتا ہے۔ اگر ان سب کی سزا میں اللہ پکڑے تو سب ہی ہلاک ہو جاویں۔ جب آدمی ہلاک ہو گئے تو حیوان وغیرہ خود بخود ہی ہلاک ہو گئے۔ کیونکہ یہ تو انسان کی خاطر سے ہیں۔

لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً : آئے ہوئے وقت کو پیچھے نہیں کر سکتے۔

ایک بزرگ کی بات سناتا ہوں۔ ان سے کسی نے کہا۔ میں نے دودھ میں پانی ملا کر بیچا ہے۔ مجھے تو بڑا ہی نفع ہوا ہے۔ کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اس بزرگ نے کہا کہ جتنا پانی تم اب تک ملا چکے ہو۔ اتنا ایک گڑھا کھود کر اس میں پانی ڈالو اور اس میں اترو۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا تو اس کے گلے تک آیا۔ بزرگ نے فرمایا۔ دیکھو ابھی تمہارے ڈوبنے کا وقت نہیں آیا۔ غرض بدکار کی بدکاری کی سزا کے لئے بھی ایک وقت ہوتا ہے۔

لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ : اور نہ پہلے کر سکتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر فروری ۱۹۱۰ء)

۶۳۔ وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا یَكْرَهُوْنَ وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۳﴾

لَا جَرَمَ : لابدّ۔ ضرور۔ جَرَم کے معنے کسب کے بھی کئے ہیں۔ پس لا حرف تاکید ہوگا۔

مُفْرَطُوْنَ : ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افراط سے ہے۔ عربی زبان میں فرط اسے کہتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔ بچہ فوت ہوتا ہے اس کیلئے دعا ہوتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فَرَطًا۔

ایک فارط ہوتا ہے جو آپ جاتا ہے۔ اور جو آگے بھیجا جاتا ہے اسے فرط کہتے ہیں۔

فارط اور فراط کیلئے ایک شعر یاد آ گیا۔

وَاسْتَعْجَلُوْنَا وَكَانُوْا مِنْ صَحَابَتِنَا كَمَا تَعَجَّلَ

مُفْرَطُوْنَ کے معنے ہوئے آگے بھیجے گئے۔

اللہ نے انسان میں دونوں قسم کی طاقتیں دی ہوئی ہیں۔ اگر غضب ہے تو ساتھ رحم بھی ہے اگر عفت ہے تو شہوت بھی۔ انسان کو اللہ نے حکومت بخشی ہے کہ وہ غضب و رحم میں عفت و شہوت

حرص و قناعت میں عدل قائم رکھ سکے۔ ہر ایک کو اپنی حد سے نہ بڑھنے دے۔ لیکن کسی کی تحریک سے متاثر ہو کر وہ غلطی کر بیٹھتا ہے۔ جب ایسی باتیں کثرت سے بڑھ جاتی ہیں تو ان سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے کسی شخص کو خلعتِ نبوت سے سرفراز فرماتا ہے۔ پھر اس کے بعد خلفاء ہوتے ہیں۔ ان کے نواب ہوتے ہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

فَهُوَ وَلِيُّهُمْ: ایمانداروں کا تو اللہ ولی ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرۃ: ۲۵۸) مگر جو کفر کرتے ہیں۔ انکا ولی شیطان ہوتا ہے۔

۶۵۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۵﴾

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ: قرآن اسی لئے اتارا ہے کہ لوگوں کی تمام اختلافی باتوں کا حَکَم بن کر فیصلہ کرے۔

(نور الدین طبع سوم صفحہ ۱۰۳)

۶۶۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۶﴾

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً : زمین میں بہت سے بیج ہوتے ہیں۔ جن میں تفریق نہیں ہو سکتی مگر بارش جب برستی ہے تو ہر ایک بیج پھوٹ کر نکل آتا ہے۔ پھر ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ گلاب ہے اور یہ ستیاناسی۔ اسی طرح وحی الٰہی آ کر حق کو باطل سے ممتاز کر دیتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر فروری ۱۹۱۰ء)

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ : زمین کے اندر ہزاروں قسم کے بیج ہوتے ہیں۔ بارش سے سب پھوٹ آتے ہیں اسی طرح قرآن مجید سے ہر ایک فطرت اپنی استعداد کے مطابق اپنا ظہور کرتی ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۲)

۶۷۔ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۷﴾

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ نبی کیوں آتے ہیں۔ کتابیں کیوں لاتے ہیں۔ وہ راستبازیاں جو پیش کرتے ہیں قوموں میں پہلے سے کچھ نہ کچھ موجود ہوتی ہیں۔ پھر یہ کیوں آتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو ہر قوم میں کچھ نہ کچھ خدا کی عبادت کا ذکر بھی ہے۔ جھوٹ۔ بد معاملگی۔ چوری۔ زنا ۔ منع ہے۔ بُرا ہے۔ اور ان کے بالمقابل راست بازی۔ خوش معاملگی۔ امانت۔ عفت عمدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں نبوت کی وجہ بتائی ہے۔ چنانچہ پہلے تو فرمایا کہ کتاب رفع اختلافات کیلئے نازل ہوئی۔ پھر یہ ظاہر کیا کہ حق کو باطل سے امتیاز دینے کیلئے جیسے بارش کے بعد بیج پھوٹ نکلتے ہیں اور پھر وہ اپنا اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں۔

لَعِبْرَةً : جسمانیات سے روحانیات کی طرف عبور کرو۔ اور دیکھو کہ گوبر و لہو میں سے ہی دودھ ہے مگر وہ خدا کی بنائی ہوئی کَل کے سوا نکالنا دشوار ہے۔ اسی طرح راست بازی دنیا میں موجود ہے مگر باطل سے الگ کرکے دکھانا خدا کا کام ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۶۸۔ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾

لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ: جس طرح عقل سے انسان اپنے تئیں بعض نامناسب باتوں سے روک لیتا ہے۔ اسی طرح وحیٔ ربانی سے ہر قسم کی بدیوں اور نامناسب امور سے اپنے تئیں روکنے والا روک سکتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۶۹۔ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۹﴾

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ: پانچ قسم کی وحی ہے۔ زمین کو بھی وحی ہوتی ہے۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا (زلزال: ۶) اس کے مقابل وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا (حٰم السجدہ: ۱۳) پھر مکھی کو بھی وحی ہوئی۔ عورتوں کو بھی وحی ہوتی ہے۔ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى (قصص: ۸) پھر عام سعادتمندوں کو بھی ہوتی ہے۔ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ (المائدۃ: ۱۱۲) یہ پانچ وحیاں ادنیٰ درجہ کی ہیں جو غیر نبی کو بھی ہوتی ہیں۔

شہد کی مکھی کے متعلق عجیب معلومات ہیں جو آج تک دریافت ہوئی ہیں۔ جب ادنیٰ سے ادنیٰ وحی کے متعلق ایسے عجیب عجیب کام ہیں تو پھر انبیاء کی وحی کے ماتحت کیا کیا کام ہو سکتے ہیں۔ وہ انکے کارناموں سے ظاہر ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ: جب ایک مکھی کی وحی سے شہد ایسی شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ شئے بنتی ہے تو محمد رسول اللہ کی وحی سے کیا کچھ نہ بنے گا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۲)

وحی کی بہت سی اقسام ہیں۔

۱۔ زمین کو بھی وحی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزلزال میں فرمایا ہے بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا بہ سبب اس کے کہ تیرے پروردگار نے اُسے (زمین کو) وحی کی۔

۲۔ آسمان کو وحی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا اور ہر آسمان کا کام اُس میں وحی کیا گیا۔

۳۔ حیوانات کو وحی ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔

۴۔ عورتوں کو وحی ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اور ہم نے

موسیٰؑ کی ماں کو وحی کی۔

۵۔ عام مومنوں کو بھی وحی ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَاَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اور جبکہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ کے مخلصوں کو وحی کی۔

یہ سب وحیاں ہیں مگر حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی ہوئی وہ بہت اعلیٰ شان رکھتی ہے۔ اس سے مراد یہ وحیاں نہیں ہیں بلکہ اس کی شان بہت بلند ہے۔

(بدر ۳ جولائی ۱۹۱۳ء)

۷۰۔ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ: عربوں نے چار سو قسم شہد کی معلوم کی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے زبان عربی میں چار سو مختلف نام ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۷۲۔ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝

اس رکوع میں دو عجیب باتیں ہیں۔ ۱۔ ہمیں کیسا ہونا چاہیئے اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ دوسری بات یہ بتائی کہ یہ مشرک ادنیٰ عقل سے بھی کام نہیں لیتے۔

فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا: اس میں سمجھایا کہ جیسے تم اپنے غلاموں کو تمام رزق نہیں بخش دیتے اسی طرح گو خدا کے حضور انبیاء بھی ہیں۔ ملائک بھی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی خدائی کسی کے سپرد نہیں کرتا

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۷۶، ۷۷ - ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۷﴾

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا ؛ ان مثالوں میں مشرکینِ عرب کو سمجھایا ہے کہ تم بھی ہو۔ اور ایک طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور انکی جماعت ہے۔ ان میں خدا تعالیٰ کی تعظیم کا کام کون کر رہا ہے اور مخلوق کی بہتری کی فکر کس کو ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جنابِ رسالت مآب۔ خدا نے زبان اور استطاعت دونوں فریق کو دی۔ مگر ایک گروہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے۔ اور دوسرا ہے جو مال وجان نثار کر رہا ہے۔ خدا کے حضور وہی عزت پائے گا جو کام کرنے والا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتخاب کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کا کارکن۔ جاں نثار۔ آمر بالعدل۔ صالح العمل بندہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

اس آیت کی ابتداء میں حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی ہستی۔ اپنی توحید۔ اپنے اسماء۔ اپنے محامد اور لا انتہاء عجائبات قدرت کا اظہار فرمایا ہے اور بعد اس بیان کے جو در حقیقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنوں کا بیان ہے۔ اسکے دوسرے جزو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر بحث کی ہے اور ضرورتِ نبوت پھر ختمِ نبوت پر لطیف طرز سے بحث کی ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ کیوں خدا کی طرف سے کوئی مامور ہو کر آتا ہے اور اس کا کیا کام ہوتا ہے۔ پھر اس آیت میں بتایا ہے کہ جو شخص مامور من اللہ اور حجۃ اللہ ہو کر آتے ہیں

وہ بلحاظ زمانہ۔ بلحاظ مکان۔ عین ضرورت کے وقت آتے ہیں۔ اور انکی شناخت کیلئے وہی نشانات ہیں جو اس آیت میں بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ کیا کام کرتے ہیں۔ ان پر کیا اعتراض ہوتے ہیں۔ دوسروں کی نسبت اس میں کیا خصوصیت ہوتی ہے۔ ان دوؔ آیتوں میں انہی باتوں کا تذکرہ ہے۔ ان میں سے پہلی آیت شریفہ کا ترجمہ یہ ہے مگر ترجمہ سے پیشتر یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے انسان کو ممتاز بنایا ہے اور پھر انسانوں میں سے کچھ لائق اور بعض نالائق ہوتے ہیں۔ اور اس طرح پر ان میں ایک امتیاز قائم کرتا ہے غرض نبوت کی ضرورت اور اس کے اصول کے سمجھنے کیلئے اللہ تعالیٰ اسی آیت میں ایک نہایت ہی عجیب بات سناتا ہے۔

مَثَل اعلیٰ درجہ کی عجیب بات کو کہتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ ایک عجیب بات اور نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی بات سناتا ہے۔ کوئی کسی کا غلام ہے۔ وہ عبد جو کسی کا مملوک ہے۔ اس کا مالک اس کیلئے بہت سے کام رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسکا غلام وہ کام کرے مگر غلام کی حالت یہ ہے کہ لَا یَقْدِرُ جس کام کو کہا جاتا ہے وہ مضائقہ کرتا ہے اور اپنے قول و فعل۔ حرکات و سکنات سے بتاتا ہے کہ آقا! یہ تو نہیں ہو سکتا وہ زبان سے کہے یا اعمال سے دکھا دے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ میں اس کام کے کرنے کے قابل نہیں اب ایک اور غلام ہے جو کام اس کے سپرد کیا جاوے۔ جس خدمت پر اسے مامور کیا جاوے پوری تندہی اور خوش اسلوبی سے اس کو سرانجام دیتا ہے۔ جب اسکو کوئی مال دیا جاوے۔ تو وہ اس کو کیا کرتا ہے؟ اس مال کو لیتا ہے۔ جہاں آقا کا منشاء ہو کہ مخفی طور پر دیا جاوے وہاں مخفی طور پر دیتا ہے اور جہاں مالک کی مرضی ہو کہ ظاہر طور سے دیا جاوے۔ وہاں کھلے طور پر دیتا ہے۔ غرض وہ مالک کی مرضی اور منشاء کا خوب علم رکھتا ہے اور اس کے ہی مطابق عملدرآمد کرتا ہے۔ اور مخفی در مخفی اور ظاہر در ظاہر موقعوں پر ہی جہاں مالک کی مصلحت ہوتی ہے۔ اس مال کو خرچ کرتا ہے۔ اب تم اپنی فطرتوں سے پوچھو کہ یہ دوؔ غلام ہیں۔ جن میں سے ایک تو ایسا ہے کہ کسی کام کے کرنے کے بھی قابل اور لائق نہیں اور دوسرا ہے کہ اپنے مالک کی مرضی اور مصلحت کا پورا علم رکھتا ہے۔ اور صرف علم ہی نہیں۔ اس پر عمل بھی کرتا۔ اور سِرًّا اور جہرًا دونوں قسم کے اخراجات کر سکتا ہے۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے۔ اپنی ہی فطرت سے پوچھ لو۔ هَلْ يَسْتَوٗنَ؟ کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہر ایک دانشمند کو اعتراف کرنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ فطرتِ انسانی اعتقادات۔ اخلاق سب کو جانتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل علم اور فطرت کی صحیح اور کامل واقفیت کی بناء پر فتویٰ دیتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد دنیا میں قائم ہوگی کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہی غلام لائق اور ممتاز

ہو سکتا ہے جو ہر قسم کے اخراجات کو بر محل کرنے اور اپنے آقا کے منشاء و مصلحت کو جانتا ہے اور یہی نہیں بلکہ عملی طاقت بھی اعلیٰ درجہ کی رکھتا ہے۔

جب یہ بات ہے تو عرب و عجم کی تاریخ پر نظر کرو۔ نہیں بلو دنیا کی تاریخ کے ورق اُلٹ ڈالو۔ اور دیکھو کہ جس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا پر جلوہ گری کی۔ کیا اس سے بہتر کوئی اور وجود اس قابل تھا کہ وہ دنیا کا معلم ہو کر آتا؟ ہرگز نہیں۔ لوگوں کو سچے علوم ملتے ہیں۔ اور بابرکت اساتذہ کا اثر بھی ہوتا ہے لیکن یہ بات کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو اور اسکے مقرب ہونے کیلئے اقرب راہ مل جاوے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کامل طور پر دنیا میں نہیں ہوا۔ زمانہ کے امراض پر پوری نظر کر کے مریضوں کی حالت کی کامل تشخیص کس نے کی تھی؟ کسی کا نام تو لو۔ جب معالج ہی نہ تھا تو شفاء کا تو ذکر ہی کیا۔

مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاء کامل کا نسخہ لے کر آئے اور مریضوں پر اس کا استعمال کر کے انکو تندرست بنا کر دکھا دیا کہ یہ دعویٰ کہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ (بنی اسرائیل، ۸۳) بالکل سچا دعویٰ ہے۔

اس وقت کی عام حالت پر نظر رکھو تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں ایک بلا خیز طوفان بت پرستی اور شرک کا آ رہا تھا۔ کوئی قوم، کوئی ملک، کوئی خاندان، کوئی ملت ایسی نہ رہی تھی جو اس ناپاکی میں مبتلا نہ ہو۔ کیا ہند میں عالم نہ تھے؟ مجوسیوں کے پاس گھر اور دستور آگاہ نہ تھے؟ یہود کے پاس بائیبل اور طالمود نہ تھی؟ عیسائیوں کی روما کی سلطنت نہ تھی؟ مصریوں کے ہاں علم کا دریا نہ بہتا تھا۔ کیا خاص عرب میں بڑے بڑے طلیق اللسان اور فصیح البیان شعراء موجود نہ تھے؟ مگر قوم کی امراض نہیں۔ بلکہ ملک کی بیماریاں۔ نہیں نہیں۔ دنیا کو تباہ کر دینے والی بلا کی کس نے تشخیص کی۔ وہ کون تھا جس نے شفاء اور نور کہلانے والی کتاب دنیا کو دلوائی؟ جواب آسان اور بہت آسان ہے۔ بشرطیکہ انصاف اور سچائی سے محبت ہو کہ وہ پاک ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی۔

اس آیت پر غور کرنے سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں رزق اور مال سے کیا مراد ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جیسے اس زمانہ میں مولوی اور درویش کاہل اور سست اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی ان کو پکی پکائی روٹی دے جاوے۔ اسی طرح مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئیں گے تو لا تعداد زر و مال تقسیم کریں گے اور اس طرح پر گویا قوم کو سست اور بے دست و پا بنائیں گے اور قرآن نے جو اشارہ فرمایا تھا وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم، ۴۰) اور حصر کے کلمہ کے ساتھ فرمایا تھا اس کو عملی طور پر منسوخ کر دیں گے۔ اس میں جو حصر کے کلمے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

کیا یہ حکم منسوخ ہو جاوے گا۔ اور جناب مہدی کا یہی کام ہوگا؟ سوچو اور غور کرو۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ رزق کے کیا معنے ہیں۔

اس کے بعد جناب الہٰی ایک دوسری شہادت سناتے ہیں اور اس مثال میں اَبْکَمْ کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔ پہلے اَبْکَمْ نہ تھا۔ اس لئے کہ ہم کو غرض ہے کسی ایسے آدمی کی جو پیغام رسانی کر سکے۔ لیکن جبکہ وہ اَبْکَمْ ہے۔ کچھ بول ہی نہیں سکتا۔ بھلا وہ اس منصب کے فرائض کو کیونکر سرانجام دے گا؟ غلام مت سمجھو۔ نَجْلَیْنِ ہیں۔ یعنی حُر ہیں۔ آدمؑ سے لیکر اس وقت تک ان پر کسی نے سلطنت نہیں کی اس لئے اس میں ترقی فرمائی ہے۔ اس سے پہلے عَبْد کہا۔ اب نَجْلَیْنِ۔ اس سے میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ حرّوں میں عربوں میں۔ تاریخ پتہ نہیں دیتی کہ وہ کبھی کسی کی رعایا رہے ہوں۔ انہوں نے کبھی کسی کے تسلط اور جبروت کو پسند نہیں کیا۔ اور یہاں تک آزاد ہیں کہ بذریعہ انتخاب بھی کل جزیرہ نما عرب پر ایک شخص حاکم ہو کر نہیں رہا۔ اب ان میں سے ہم پوچھتے ہیں کہ اس وقت جو بحر و بر میں فساد برپا ہو رہا ہے۔ اور دنیا میں بت پرستی فسق و فجور۔ ہر قسم کی شرارت اور بغاوت پھیل رہی ہے۔ کوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گم شدہ توحید کو از سرِ نو زندہ کرے اور مری ہوئی دنیا کو زندہ کر کے دکھاوے؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اس کے جلال و سطوت کو کھول کر سنا دے؟ وہ جو اَبْکَمْ اَلْکَنْ ہیں وہ کیا بتا سکیں گے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اَبْکَمْ نوکر تو اپنے آقا پر بھی دوبھر ہوتا ہے۔ اس کو کھانا کھلانا اور ضروریات کے سامان کا تکفل کرنا خود مالک کو ایک بوجھ معلوم ہوتا ہے اور پھر جہاں جاتا ہے کہ کوئی خیر کی خبر نہیں لا سکتا۔ اب پھر تم اپنی فطرت سے پوچھو۔

هَلْ يَسْتَوِىْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

کیا اس کے برابر یہ ہو سکتا ہے جو امر بالعدل کرتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے اپنی عملی حالت سے اس کو دکھاتا ہے کہ وہ صراطِ مستقیم پر ہے۔

اس وقت جو دنیا میں افراط و تفریط بڑھ گئی ہے۔ دنیا کو اعتدال کی راہ بتانے والا اور اقرب راہ پر چل کر دکھانے والا اور اپنی کامیابی سے اس پر مُہر کر دینے والا کہ یہی صراطِ مستقیم ہے۔ جس پر میں چلتا ہوں۔ اب انسان اگر دانشمند اور سلیم الفطرت ہو تو اس کو صفائی کے ساتھ مسئلہ نبوت کی ضرورت کی حقیقت سمجھ میں آجاتی ہے۔

میں نے ایک بار اس آیت پر تدبر کیا تو مجھے خیال آیا کہ اگر مولویوں کی طرح کہیں۔ تو کیا عرب گونگے تھے؟ سبعہ معلّقہ کو اور امراء القیس کے قصیدہ کو دیکھو۔ جو بیت اللہ کے دروازہ پر آویزاں کیا گیا تھا۔ زید بن عمر اور اسکے ہم عصر اعلیٰ درجہ کے خطیب موجود تھے۔ ان لوگوں میں جب کبھی اس بات پر منازعت ہوئی تھی

بڑے ڈینگ لگتے تھے۔ جس کی بات کو مکہ کے قریش پسند کرتے۔ وہ جیت جاتا۔ ان کی زبان عرب تھی۔ دوسروں کو عجم کہتے تھے۔ اپنے آپ کو فصاحت میں بے نظیر سمجھتے تھے۔ پھر اس پر کیا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اَبْکَمْ ہے۔ اپنی معشوقہ اور عشیقہ کے خط وخال۔ بہادری اور شجاعت کے کارنامے۔ چستی وچالاکی۔ ہر قسم کے مضمون پر بڑی فصاحت سے گفتگو کر سکتے تھے۔ اور تحمل مزاج کے ثبوت دیتے تھے۔ مگر ہاں وہ اَبْکَمْ تھے تو اس بات میں تھے کہ اللہ تعالیٰ کے محامد اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انہیں کچھ علم نہ تھا۔ اور وہ اس کی بابت ایک لفظ بھی منہ سے نہ بول سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کی بے نظیری بیان کرنے کی قدرت انہیں نہ تھی۔ وہ عرب کہلاتے تھے مگر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ جیسا اعلیٰ درجہ کا فصیح وبلیغ کلمہ ان میں نہ تھا۔ وحشیوں سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان پھر باخدا انسان بننے کیلئے ان مراتب کے بیان کرنے کو آہ! ان میں ایک لفظ بھی نہ تھا۔ اخلاقِ فاضلہ اور رذائل کو وہ بیان نہ کر سکتے تھے۔ شراب کا تو ہزار نام ان میں موجود تھا۔ مگر افسوس اور پھر افسوس اگر کوئی لفظ اور نام نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور توحید کے اظہار کے واسطے۔ پھر یوں سمجھو کہ ان میں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ تھا۔ وہ اپنی سطوت اور جبروت دکھاتے۔ ایک پلّے (کتّی کے بچے) کے مر جانے پر خون کی ندیاں بہا دینے والے اور قبیلوں کی صفائی کر دینے والے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا بول بالا کرنے کے واسطے ان میں اس وقت تک سکت نہ تھی۔ جب تک کہ پاک روح مطہر ومزکی معلم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ظہور فرمایا۔

یہ وہ وقت تھا جبکہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نقشہ پورے طور پر کھینچا گیا تھا۔ سماوی مذاہب جو کہلاتے تھے اور خدا تعالیٰ کی کتابوں کے پڑھنے کا دعویٰ کرتے تھے باوجود اس کے کہ اپنے آپ کو مقربانِ بارگاہِ الٰہی کہتے۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔ مگر حالت یہاں تک خراب ہو چکی تھی۔ کہ عظمتِ الٰہی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا نام ونشان تک نہ پایا جاتا تھا۔ اور دنیوی ڈھکوسلے والوں کی حالت بھی بگڑ چکی تھی۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ مکہ والوں کو آگاہ کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ تم اَبْکَمْ ہو۔ صنادیدِ مکہ میں سے ابوجہل ہی کو دیکھ لو۔ اس کے افعال واعمال اس کے اخلاق صاف طور پر بتاتے ہیں کہ وہ دنیا کے لئے ہرگز ہرگز خیر وبرکت کا موجب نہیں۔ یہ صرف صرف اسی پاک ذات کیلئے سزاوار ہے کہ وہ دنیا کی اصلاح اور فلاح کیلئے مامور ہوا۔ جس کا پاک نام ہی ہے محمد واحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس نے اپنی پاک تعلیم۔ اپنی مقدس ومطہر زندگی اور بے عیب چال چلن اور پھر اپنے طرزِ عمل اور نتائج سے دکھا دیا کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ میں اپنے اللہ کا محبوب ہوں۔ تم اگر اس کے محبوب بننا چاہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اتباع کرو۔ (الحکم ۱۳ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۳ تا صفحہ ۶)

فرمایا۔ دو قسم کے غلام ہوتے ہیں۔ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ۔ گونگا کسی چیز پر قادر نہیں۔ جہاں جائے کوئی خبر نہ لائے۔ دوئم وہ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ عدل پر چلتا اور عدل کا حکم کرتا ہے اور صراطِ مستقیم پر ہے۔ اب ان میں سے وہی پسند ہوگا۔ جو مولیٰ کا خدمت گزار ہوگا۔

(الفضل ۱۷ ستمبر ۱۹۱۳ء صہ ۱۵)

۷۸ - وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۸﴾

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے کہ مکہ میں تم سب لوگ اکٹھے ہی رہتے تھے۔ ان میں سے ایک کو خاتم الانبیاء و سیدالاولین والآخرین بنا دیا۔ یہ کس کو معلوم تھا۔

كَلَمْحِ الْبَصَرِ : بڑے بڑے بدکار ایک دم میں نیکوکار ہو جاتے ہیں اور نیک بد۔ امیر فقیر اور غریب امیر۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۷۹ - وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْــــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـــِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۹﴾

لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا : کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ یہ بھی خبر نہ تھی کہ گونگا ہے یا بولنے والا چہ جائیکہ اے۔ بی۔ سی یا ا۔ ب ت پڑھتے ہوئے عالم فاضل ہو جاؤ گے۔

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ : معلوم ہوا کہ سب سے پہلے کان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولود کے کان میں اذان دینا سنتِ نبوی ہے۔ چاہیئے کہ سب سے پہلے یہی کام کیا جاوے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو حسبِ ارشادِ الٰہی الٰہی علوم سے عاری ہوتا ہے۔ جیسا فرمایا وَاللّٰهُ

اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـئًا اور اللہ نے تمہیں نکالا ماؤں کے اندر سے اور تمہیں کسی چیز کا علم نہ تھا۔ (نورالدین ایڈیشن سوم ص۱۳۱ (دیباچہ)

انسان پیدائش میں تعلیم یافتہ نہیں ہوا کرتا۔ قرآن میں ہے۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـئًا۔ اور یہ بھی ہے کیونکہ ابتداء انسان کی اسی طرح ہوئی ہے۔ عناصر کی ترکیب سے نباتات ہوئے۔ نباتات اور عناصر کی ترکیب سے حیوانات۔ اور ان دونوں قسم نباتات و حیوانات کے استعمال اور عناصر سے انسانی خون ہوا۔ اس سے نطفہ بنا اور اس سے انسان بنتا ہے۔ دیکھو کس طرح تدریجی ترقی پر انسان آتا ہے۔ کہاں کا پتر جسم؟ آخر آدمی پیدا ہوتا ہے۔ کھانا۔ پینا۔ پہننا سونا جاگنا ہنسنا۔ رونا۔ محبت اور غضب یہی اس کے ابتدائی کام ہوتے ہیں۔ جب بڑھا۔ عام حیوانات سے ترقی کرنے لگا۔ کھانے میں۔ پینے میں۔ پہننے میں۔ سونے جاگنے۔ ہنسنے رونے۔ محبت اور غضب میں اس نے اصلاح شروع کی اور انکو اعتدال پر لانے لگا۔ بدیوں پر اور ان کے ارتکاب پر اندر ہی اندر بلکہ عملاً بھی اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے۔ اور اگر ایسے لوگ اس کے اردگرد ہوں جنہوں نے اپنے اس مرتبہ میں اپنی فطرت و وجدان نورِ معرفت اور نورِ ایمان کو قتل کر دیا ہے تو انکی حالت مستثنیٰ ہے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم ص۲۱۶)

۸۰۔ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۰﴾

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ: یہ مکی آیات ہیں۔ ان میں ایک پیشگوئی ہے کہ عنقریب یہ پرندے منکرین مشرکین۔ مکذبین کا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو روکے ہوئے ہے۔

سورۃ الملک میں بھی اسی کا اشارہ فرمایا ہے۔ بلکہ کھول کر سنایا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ (الملک: ۲۰) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ: یہ پرندے تمہاری لاشوں کے کھانے کیلئے اللہ نے رکھے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ص۴۶۲-۴۶۳)

کیا وہ ان پرندوں کے حالات پر غور نہیں کرتے جنہیں ہم نے آسمان کی جو میں قابو کر رکھا ہے۔ ہم

نے ہی تو انہیں تھام رکھا ہے (اور ایک وقت آنے والا ہے کہ انہیں نبی کریمؐ کے دشمنوں کی لاشوں پر چھوڑ دیں گے) مومنوں کیلئے ان باتوں میں نشان ہیں۔

یہاں بھی پہلے ایک شریر قوم کا بیان ہے۔ جو بڑی نکتہ چینی کی عادی اور موذی تھی اور اسلام کو عیب لگاتی تھی۔ اور بہت سے اموال جمع کرکے فتح کے گھمنڈ میں مکہ پر انہوں نے چڑھائی۔ یہ ایک حبشیوں کا بادشاہ تھا جس نے اسی سال مکہ معظمہ پر چڑھائی کی جبکہ حضرت رحمۃ للعالمین نبی کریمؐ پیدا ہوئے۔ جب یہ شخص وادئ محصر میں پہنچا۔ اس نے عمائدِ مکہ کو کہلا بھیجا کہ کسی معزز آدمی کو بھیجو۔ تب اہلِ مکہ نے عبدالمطلب نامی ایک شخص کو بھیجا جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ جب عبدالمطلب اس ابرہہ نام بادشاہ کے پاس پہنچے۔ وہ مدارات سے پیش آیا۔ جب عبدالمطلب چلنے لگے۔ اس نے کہا کہ آپ کچھ مانگ لیں۔ انہوں نے کہا میری سَتّر اونٹنیاں تمہارے آدمیوں نے پکڑی ہیں وہ واپس بھیج دو۔ تب اس بادشاہ نے حقارت کی نظر سے عبدالمطلب کو کہا کہ تمہیں اپنی اونٹنیوں کی فکر لگ رہی ہے اور ہم تمہارے اس مَعْبَد کو تباہ کرنے کیلئے آئے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا کیا ہمارا مولیٰ جو ذرہ ذرہ کا مالک ہے۔ جب یہ معبد اسی کے نام کا ہے۔ اور اسی کی طرف منسوب ہے۔ وہ اس کی حفاظت نہیں کرے گا؟ اگر وہ اپنے معبد کی خود حفاظت نہیں کرنا چاہتا تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آخر اس بادشاہ کے لشکر میں خطرناک وباء پڑی اور چیچک کا مرض جو حبشیوں میں عام طور پر پھیل جاتا ہے ان پر حملہ آور ہوا۔ اور اوپر سے بارش ہوئی اور اس وادی میں سیلاب آیا بہت سارے لشکری ہلاک ہو گئے۔ اور جیسے عام قاعدہ ہے کہ جب کثرت سے مُردے ہو جاتے ہیں اور ان کو جلانے والا اور گاڑنے والا نہیں رہتا۔ تو ان کو پرندے کھاتے ہیں۔ ان موذیوں کو بھی اسی طرح جانوروں نے کھایا۔ یہ کوئی پہیلی اور معمہ نہیں۔ تاریخی واقعہ ہے۔

(نورالدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۶۲-۱۶۳)

۸۱- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۱﴾

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ: مکہ میں مسلمانوں کو آرام نہیں تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ گھبراؤ نہیں

ہم نے تمہارے لئے آرام کے گھر تجویز کر دیئے ہیں۔
اَوْبَارِھَا: اُونٹ کے بالوں کو وَبَر کہتے ہیں بھیڑوں کے بالوں کو صُوف کہتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ ر فروری ۱۹۱۰ء)

۸۴۔ یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَھَا وَ اَکْثَرُھُمُ الْکٰفِرُوْنَ ﴿۸۴﴾

نِعْمَتَ اللّٰہِ: آپؐ کی سچائی۔ ہمت۔ استقلال اور رُعب سے پہچان گئے ہیں کہ یہ نبی ہمارے لئے اللہ کی نعمت ہے۔ مگر اس کا کفر کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ ر فروری ۱۹۱۰ء)

۸۵۔ وَیَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ شَھِیْدًا ثُمَّ لَا یُؤْذَنُ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَلَا ھُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۵﴾

امتحان کا دن ہر ایک شخص کو ہوشیار کرتا ہے۔ امتحان کا دن نزدیک آتا ہے تو امتحان والے چست ہو جاتے ہیں۔ بڑی فکر ہوتی ہے دعائیں کی جاتی ہیں۔ جو دعاؤں کے منکر ہیں۔ وہ کوششیں کرتے ہیں فرمایا۔ تمہارا ایک امتحان ہوگا۔ اس امتحان میں سب اکٹھے ہوں گے۔
یُسْتَعْتَبُوْنَ: عتاب عتبہ سے نکلا ہے۔ عَتَبَة دروازوں کی چوکھٹ کو کہتے ہیں جس پر عتاب ہو وہ عتبہ کے پاس نہیں آسکتا۔ اس واسطے فرمایا۔ ان کفار کو ہم اپنے حضور نہ پھٹکنے دیں گے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ ر فروری ۱۹۱۰ء)

۸۹۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ زِدْنٰھُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا کَانُوْا یُفْسِدُوْنَ ﴿۸۹﴾

عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ: ایک اپنی بدی کا۔ ایک دوسرے کو بدی سکھلانے کا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ ر فروری ۱۹۱۰ء)

۹۰- وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ: جو انسان کو اللہ سے ملنے۔ اس کی رضامندی و تقرب کی راہوں۔ اخلاقِ فاضلہ معاشرت کی خوبیوں کے بیان میں کافی و مدلل بیان ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۹۱- اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۱﴾

اللہ حکم کرتا ہے عدل کا اور احسان کا اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بدکاری کی باتوں اور بُرے کاموں اور بغاوت سے۔ تمہیں وعظ کرتا ہے۔ تاکہ دھیان کرو۔

(نورالدین طبع سوم صفحہ ۱۹ دیباچہ)

اس رکوع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت کو تین طور پر ثابت کیا گیا۔ یہ سورۃ تمام ہی ثبوتِ نبوت میں ہے۔ مگر اس رکوع میں خصوصیت سے یہ ثبوت دیا ہے۔ پہلا ثبوت تو وہ ہے جہاں گزشتہ سے پیوستہ رکوع میں آقا کے دو غلاموں کی مثال دی ہے ایک وہ غلام جو آقا کے حضور دوبھر ہے۔ کوئی کام نہیں کرتا۔ جہاں بھیجئے وہاں سے کوئی بھلی بات کر کے واپس نہیں آتا۔ دوسرا غلام علی الصراطِ مستقیم ہے۔ جو خود عملِ صالح کرنے والا ہے۔ پھر دوسرے کیلئے امر بالمعروف و ناہی عن المنکر بھی ہے۔ کیا یہ دونوں مساوی ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح مکہ میں دو فریق تھے۔ ایک فریق کی کارگزاری اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خدمت اسلام کے رنگ میں اب تک ظاہر ہے۔ دوسرے فریق نے خدا کی کوئی بھی خدمت نہ کی بلکہ راست باز کے مقابلہ میں نعمت الٰہیہ کا کفر کر کے ہلاک ہوئے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ: اس آیت پر بزرگوں نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ ہمارے امام نے

بھی لمبا مضمون لکھا ہے۔

اَلْعَدْلِ: صحابہؓ کے نزدیک عدل کے معنے انصاف ہیں۔ اوّل ہم انصاف کر کے دیکھیں کہ بتوں نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا اور خدا نے کیا کیا۔ خدا کے احسانوں کا کچھ ذکر اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (بقرہ: ۱۶۵) کے رکوع میں پڑھو۔ کس کس احسان کا ذکر کیا جاوے۔ ارضی کارخانہ نہ ہوتا تو ہم اور تم ہی کہاں ہوتے۔ پھر ہم کو زندگی دی۔ مسلمان بنایا۔ آنکھیں دیں اور کان دیئے۔ قرآن مجید کا وعظ نصیب کیا۔ اب اس کے مقابل ہم دیکھیں کہ جو ہمارے مولیٰ نے احسان کئے کسی اَور نے بھی کئے؟ ہرگز نہیں۔ اس وقت بے اختیار مُنہ سے نکلتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.......

قرآن نے عدل کے معنے کئے ہیں کہ انسان کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے۔ حُسنِ صورت کے ساتھ حُسنِ سیرت بھی ہو۔ مَیں نے پہریداروں کے ذریعے بارہا تہجد کی توفیق پائی ہے۔ وہ بارش اور سردی کے موسم میں چار پانچ روپے کی خاطر خبردار۔ ہوشیار جاگتے رہو کہتے پھرتے ہیں۔ اس وقت مجھے اللہ کے احسان یاد آئے ہیں کہ وہ کس قدر لاتعداد۔ لاتحصٰی ہیں۔ کیا ہم اس کے لئے اس کے حضور کمربستہ نہ ہوں؟

اَلْاِحْسَانِ: یہ مرتبہ عدل سے آگے کا ہے۔ کسی نے السلام علیکم کہا۔ ہم نے بھی کہہ دیا تو کونسی بڑی بات ہو گئی۔ احسان یہ ہے کہ پیش دستی کریں اور بڑھ بڑھ کر سلوک کریں۔

وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی: کے عام معنے یہ کئے گئے ہیں کہ رشتہ داروں کو کچھ دو۔ صوفیاء نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ غیروں کے ساتھ ایسا سلوک کر جیسے ذوی القربٰی کے ساتھ طبعاً کرنا پڑتا ہے۔

عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ: انسان کے ایک ذاتی معاملات ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ ایک جن کا اثر سلطنت پر پڑے۔ پس فرماتا ہے کہ نہ ایسا کام کر جس کا بد اثر تجھ پر پڑے۔ نہ ایسا جس کا بد اثر دوسرے پر پڑے اور نہ ایسا جس کا بد اثر حکومت پر پڑے۔

یَعِظُکُمْ: فرماتا ہے کہ ایسی اعلیٰ تعلیم کوئی تم میں سے اور بھی دیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰؍فروری ۱۹۱۰ء)

اللہ امر کرتا ہے عدل و احسان کا اور قریبیوں کو دینے کا اور روکتا ہے بے حیائی اور منکر اور بدکاری سے۔ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ دھیان کرو۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲)

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ...الآیۃ[۵]: اس آیت میں بڑے حکم ہیں۔ پہلا حکم عدل

---

۵ پوری آیت ۔ مرتب

کا ہے ۔ ایک عدل و انصاف بندوں کے ساتھ ہے ۔ دیکھو ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ہم سے دغا فریب کرے یا ہمارا نوکر ہو۔ تو وہ ہماری خلاف ورزی کرے ۔ پس ہم کو بھی لازم ہے کہ اگر ہم کسی کے ساتھ خادمانہ تعلق رکھتے ہیں تو اپنے مخدوم و محسن کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اپنے فرائض منصبی کو ادا کریں اور کسی سے کسی قسم کا مکر و فریب اور دغا نہ کریں۔ یہی عدل ہے ۔ ؎

ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

یہ عدل باہم مخلوق کے ساتھ ہے اور پھر جیسے ہم اپنے محسنوں کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو محسنوں کا محسن اور مربیوں کا مربی اور رب العالمین ہے ۔ اس کے ساتھ معاملہ کرنے میں عدل کو ملحوظ رکھیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اسکا ہمتا اور مقابل تجویز نہ کریں۔

اس کے بعد دوسرا حکم احسان کا ہے ۔ مخلوق کے ساتھ یہ کہ نیکی کے بدلہ نیکی کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسان یہ ہے کہ عبادت کے وقت ہماری یہ حالت ہو کہ ہم گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور اگر اس مقام تک نہ پہنچے تو یقین ہو کہ وہ ہم کو دیکھتا ہے ۔

پھر تیسرا حکم اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی کا ہے ۔ ذی القربیٰ کے ساتھ تعلق اور سلوک انسان کا فطری کام ہے ۔ جیسے ماں باپ بھائی بہن کیلئے اپنے دل میں جوش پاتا ہے ۔ اسی طرح اللہ کی فرماں برداری میں متوالا ہو۔ کوئی غرض مدنظر نہ ہو۔ گویا محبت ذاتی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ہو۔

پھر چوتھا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے ہر قسم کی بے حیائیوں۔ نافرمانیوں اور دوسرے کو دکھ دینے والی باتوں اور ان بغاوتوں سے جو اللہ جل شانہٗ یا حکام یا بزرگوں سے ہوں۔ اور آخر میں یہ ہے یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں وعظ کرتا ہے ۔ غرض منشاء الٰہی یہ ہے کہ تم اس کو یاد رکھو۔

دو قسم کے واعظ ہوتے ہیں اور دو ہی قسم کے سننے والے ۔ واعظ کی دو قسمیں تو یہ ہیں کہ کچھ پیسے مل جاویں اور یا مدح سرائی ہو کہ عمدہ بولنے والا ہے ۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارے واعظ میں یہ دونوں باتیں نہیں بلکہ وہ محض نصح کیلئے کہتا ہے ۔ جو کہتا ہے اور سننے والوں میں سے ایک قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو اس وقت کچھ مزہ آتا ہے اور پھر یاد کچھ نہیں رہتا ۔ دوسرے بالکل کورے کا رے ہوتے ہیں ۔ پس تم اسی قسم کے سننے والے نہ بنو۔ بلکہ وعظ کی اس غرض کو ملحوظ رکھو لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے ۔ آمین۔ (الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۳)

عدل ایسی ضروری چیز ہے کہ شیعہ نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے

اسے ارکان اربعہ (توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت) میں شمار کیا ہے۔ عدل کیسا اچھا ہے۔ اس کا اندازہ شاید تم لوگ نہ کرسکو۔ کیونکہ تم میں سے کم ہیں جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا جب کہ حکام کو بھی ننگ و ناموس کا خیال نہ تھا۔ رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا۔ باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تھا۔ مگر اب امن کا راج ہے اور عدل ہو رہا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر چاہیئے۔

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی دُکھ دے یا کوئی ان کے ساتھ بے جا سختی کرے۔ پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دُکھ دے یا اکلِ مال بالباطل کرے یا کسی کی حق تلفی کا مرتکب ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ کہ مومن ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے۔ ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں۔ مناسب ہے۔ کہ ہم بھی جس کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں۔ مَیں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے۔ عدل مدِ نظر رکھو۔ اور میری آرزو ہے کہ مَیں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محب ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو۔ قرآن سمجھنے والی ہو۔ میرے مولیٰ نے مجھ پر بلا امتحان اور بغیر میری محنت کے مجھ پر بڑے بڑے فضل کئے ہیں۔ اور بغیر میرے مانگنے کے بھی مجھے عجیب عجیب انعامات دئے ہیں جن کو مَیں گن بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے۔ وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے اور آپ ہی کھلاتا ہے۔ وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے۔ وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے۔ اس نے مجھے بہت سے مکانات دئے۔ بیوی بچے دئے۔ مخلص اور سچے دوست دئے۔ اتنی کتابیں دیں اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے۔ پھر مطالعہ کیلئے وقت صحت۔ علم اور سامان دیا۔ اب میری آرزو ہے (اور مَیں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی اُمیدیں رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ کی محبت رکھنے والے۔ اللہ کے کلام سے پیار کرتے والے محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے۔ اللہ کے فرماں بردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو جو قرآنِ مجید اور سنّتِ نبویؐ پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور میرا دل ٹھنڈا ہو۔ دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ نہ تمہارے نذر و نیاز کا محتاج ہوں۔ میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام بھی کرے۔ اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ کے

فرماں بردار بن جاؤ۔ اس کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متبع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت وفہم کے امن وآشتی کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پہنچاؤ۔

(اخبار بدر یکم دسمبر ۱۹۱۰ء صہ)

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ، انصاف کرو۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ دیکھو کہ تم کسی کو بیع دو اور وہ دھوکہ دے کرے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی تمہارے ساتھ دھوکہ کرے؟ تم کسی کو ملازم رکھو۔ اور وہ سستی سے کام کرے تو کیا تم پسند کرتے ہو؟ اگر نہیں۔ پھر تم دوسروں کے ساتھ کیوں بدی کرتے ہو؟ میں نے دیکھا ہے۔ سردی کا موسم ہے اور سرد ہوا چل رہی ہے۔ بوندا باندی ہو رہی ہے۔ ایک مزدور چوکیدار کہتا ہے۔ خبردار۔ ہوشیار۔ وہ باہر پھرتا ہے۔ پھر کیسے افسوس اور تعجب کی بات ہے کہ وہ چند پیسوں کیلئے اتنا محتاط اور اپنے فرض کو ادا کرتا ہے اور ہم خدا کے بے انتہا فضلوں کو لے کر بھی تہجد کے لئے نہ اٹھیں۔ پھر کوئی ہمیں گالی دے۔ بہتان باندھے۔ تو ناپسند کرتے ہیں۔ پھر دوسروں پر کیوں بہتان باندھیں؟ دوسروں کے گھر کی فحش باتیں کیوں سنتے ہو؟ پھر تاکید ہے۔

اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی ، بھائی ہے۔ بہن ہے۔ چچا ہے۔ ماں باپ اور بیوی کے رشتہ دار۔ وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ۔ جو بدیاں تمہاری ذات میں ہیں یا دوسروں پر اثر کرتی ہیں۔ ان سے رکو۔ پھر بغاوت سے منع کیا۔ بادشاہوں اور حکام کی مخالفت نہ کرو۔ یہ باتیں کیوں سکھاتا ہے۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تم جانتے ہو کہ میں کس تکلیف سے آیا ہوں۔ اللہ جانتا ہے کہ امر بالمعروف کیلئے آیا ہوں۔ راستہ چلنے کی سکت نہیں پسینہ پسینہ ہو رہا ہوں۔ صرف تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ جس کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہوں۔ وہی بہتر بدلہ دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری طبیعت تو ایسی بنائی ہے کہ تمہارے اٹھنے اور سلام کا بھی روادار نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ تم متقی بنو۔ (آمین)

(الحکم ۷؍جون ۱۹۱۱ء صہ۶)

اس وقت بقائمی ہوش وحواس تمہیں چند باتیں کہتا ہوں۔ جو تم میں سے مان لے گا۔ اسکا بھلا ہوگا۔ اور جو نہ مانے گا اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انصاف کرو۔ تم میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو چاہتا ہے یا پسند کرتا ہے کہ مجھے گالی دے۔ یا میری کوئی ہتک کرے یا میرے ننگ وناموس میں فرق ڈالے یا نقصان کرے یا بدی سے پیش آئے یا تحقیر کرے؟ میرا ملازم سستی سے کام لے؟ جب تم نہیں چاہتے تو کیا یہ انصاف ہے کہ تم کسی کا مال ضائع کرو یا کسی کی ملازمت میں سستی کرو یا کسی کو نقصان پہنچاؤ یا کسی کے لڑکے یا لڑکی کو بدنظری سے دیکھو۔ تم عدل سے

کام لو۔ اور وہ سلوک کسی سے نہ کرو۔ جو خود اپنے آپ سے نہیں چاہتے۔ اسی طرح جس سے پانچ دس روپے تنخواہ لیتے ہو اسکی فرماں برداری کرتے ہو۔ پس جس نے آنکھیں دیں جن سے ہم دیکھتے ہیں۔ کان دئے جن سے ہم سُنتے ہیں۔ زبان دی جس سے ہم بولتے ہیں۔ ناک دیا۔ پاؤں دیئے جن سے ہم چلتے ہیں۔ عقل فہم۔ فراست دی۔ اتنے بڑے محسن۔ اتنے بڑے مربی۔ اتنے بڑے خالق۔ رازق کی نافرمانی کریں تو کیا یہ عدل ہے؟ پس میں تمہیں بھی چھوٹا سا فقرہ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ سنانے آیا ہوں۔ اور میں تمہیں دوسری دفعہ تیسری دفعہ چوتھی دفعہ تاکید کرتا ہوں کہ خدا کے معاملہ میں۔ اپنے معاملہ میں۔ غیروں کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ پھر اس سے ترقی کرو اور مخلوقِ الٰہی سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا مطالعہ کرکے اس کی فرماں برداری میں بڑھو۔ حلال روزی کماؤ۔ حرام خوری سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ اور شاہ عبدالقادر صاحب اپنا جوتا مسجد کے باہر اتارا کرتے اور شاہ رفیع الدین اندر لے جاتے پھر بھی ضائع ہو جاتا۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے بتایا کہ ہم باہر جوتا اتار کر یہ نیت کر لیتے ہیں کہ جو لے جائے اس کیلئے حلال۔ چونکہ چور کمبخت کے نصیب میں رزقِ حلال نہیں۔ اس لئے اس کو اسے اٹھانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ غرض اَکل مال بالباطل نہ کرو اور بیویوں کے ساتھ احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ بیوی کو بچوں کے جننے اور پالنے میں سخت تکلیف اٹھانی ہے۔ مرد کو اس کا ہزارواں حصہ بھی اس بارے میں تکلیف نہیں ان کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (البقرة:۲۲۹) انکے قصوروں سے چشم پوشی کرو اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دے گا ......

اللہ تعالیٰ بے حیائیوں سے اور ان امور سے جن سے دوسروں کو تکلیف پہنچے اور وہ منع کرے یا شریعت منع کرے اور بغاوت کی راہوں پر چلنے سے منع کرتا چاہتا ہے۔ وہ سننا کس کام کا جس کیساتھ عمل نہ ہو۔ سُنو! دل کو اس کے ساتھ حاضر کرو۔ (الحکم ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

اپنی آمدنیوں کے مطابق اپنے اخراجات رکھو۔ کیا کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد خراب ہو۔ کیا کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اس کے لڑکے یا لڑکی کو بدی سکھائے۔ خراب کرے۔ بدکار بنا دے میری بھی لڑکی ہے۔ اس وقت میں اپنے آپ کو مخاطب کر رہا ہوں۔ جب کوئی یہ نہیں چاہتا تو پھر دوسروں کی اولاد کو جو تمہارے سپرد ہے کیوں خراب ہونے کا موقعہ دیتے ہو۔ کیا کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا ماتحت نافرمان ہوں۔ جب یہ نہیں چاہتا۔ تو کیوں نافرمانی کرتے ہو! یہ لڑکے جو اپنے آفیسروں استادوں کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کی بدعتیں کرتے ہیں۔ اگر یہ صاحب اولاد ہوں اور انکی اولاد۔ بدی۔ نافرمانی کرے تو ان کو معلوم ہو کہ کس قدر دُکھ ہوتا ہے۔ جب ہم اپنے ماتحتوں کو اپنا فرماں بردار دیکھنا

چاہتے ہیں۔ تو ہم کو چاہیئے کہ جس کے ہم ماتحت ہوں۔ اسکے فرماں بردار ہوں۔ کیا کوئی یہ چاہتا ہے کہ ہمارا مال کوئی شخص دھوکہ سے کھالے؟ ہم یہ ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کوئی ہم کو دھوکہ دے یا ہم کسی کا دھوکہ کھائیں۔ اس لئے ہم کو بھی چاہیئے کہ کسی کو دھوکہ نہ دیں۔ جہاں کسی کے دھوکہ کھانے کا موقعہ ہو۔ وہاں اپنے آپ کو بچائیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے۔ جو بات تم کو اپنے لئے پسند نہیں۔ دوسروں کیلئے کیوں پسند کرتے ہو وہ تم کو برائیوں سے روکتا ہے اور ہر قسم کی بغاوت سے روکتا ہے۔ تم کو وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ (البدر ۶ مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

عدل ایک صفت ہے اور بہت بڑی عجیب صفت ہے۔ عدل ہر شخص کو پیارا لگتا ہے اور بہت پیارا لگتا ہے۔ عادل ہر ایک شخص کو پسند ہے اور بہت پسند ہے۔ کان رس کے طور پر بھی عدل کا لفظ پیارا ہے اپنی ذات کے متعلق بھی جب آدمی کی ضرورت پڑے۔ اسے عدل بہت پیارا لگتا ہے۔ مگر نہایت تعجب ہے باوجود اس کے عدل نہایت پسندیدہ چیز ہے۔ جب دوسرے کیساتھ معاملہ پڑے تو ان عدل بھول جاتا ہے۔ عجائبات جو میں نے دنیا میں دیکھے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اللہ کو بھی مانتے ہیں اور پھر پتھر کے بت۔ پانی کے دریا۔ پیپل اور بڑ کے درخت۔ جانوروں میں سانپ اور گائے کی پرستش کرتے ہیں مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ اتنی بڑی عظیم الشان ذات کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز کو کیوں اختیار کرتے ہیں؟ اسی طرح عدل کے معاملہ میں بھی (کئی دفعہ تعجب مجھے دنیا میں ہوا ہے)۔ ایک تعجب ہے کہ انسان عدل کو اپنے لئے اپنے دوستوں کیلئے۔ اپنے خویش و اقارب کیلئے بہت پسند کرتا ہے۔ مگر جب دوسرے کے ساتھ معاملہ پیش آئے۔ پھر عدل کوئی نہیں۔ کسی کا بھائی یا ماں یا بہن یا بیٹی مقدمہ میں گرفتار ہو جائے تو وہ کہتا ہے اس سے بڑھ کر میرا کون ہے ان کے چھڑانے کی کوشش میں اگر میری جان بھی جائے تو کوئی بڑی بات نہیں اس وقت بعض لوگ جعلسازی۔ رشوت دینے تک تیار ہو جاتے ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کھڑا ہو کر یہ کام کرتے ہیں۔ مگر سوچو جس نے ایسا کیا اس نے عدل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ہمارا رحمان۔ ہمارا رحیم ہمارا مالک ہمارا رازق۔ ہمارا ستار العیوب ہے۔ اس کی صفات کو چھوڑ کر کہتا ہے۔ بس جو کچھ ہے۔ میرا یہی بیٹا ہے۔ یا بیوی ہے یا ماں ہے۔ دیکھو وہی عدل جو بڑا پسند تھا۔ اس وقت بھلا دیا۔ یہاں دو لڑکوں میں ایک گیند کا مقدمہ ہوا۔ دونوں مجھے عزیز تھے۔ اب میں حیران ہوا کہ کس کو دلاؤں۔ میرے پاس پیسے ہوتے تو میں مدعی کو گیند لے دیتا۔ مگر قدرت کے عجائبات ہیں کہ بعض اوقات نہیں ہوتے۔ ایک

گواہی دی کہ یہ گیند اس لڑکے کا ہے کیونکہ اس کیلئے ایک شخص نے میرے سامنے امرتسر کے سٹیشن سے خریدا تھا۔ میں نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ اُس نے کہا مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ تب میں نے گیند دوسرے لڑکے کو دلایا۔ تھوڑے ماہ گزرنے تو گواہی دینے والا اس لڑکے کیساتھ غالباً لڑپڑا تو یہ راز ظاہر ہوا کہ اس نے جھوٹی گواہی دی تھی۔ دیکھو اس نے عدل نہ کیا اور ظاہر داری کیلئے خدا کو ناراض کر دیا۔ میں نے اس لڑکے کو دیکھا ہے۔ بڑا خوبصورت تھا۔ جان نکل گئی۔ بس یہ انجام ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ ہر بدی کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ جنابِ الٰہی کا حکم مان لو۔ فرماتا ہے عدل کرو۔ ہم تمہارے خالق۔ ہم تمہارے مالک۔ رحمٰن۔ رحیم تمہارے ستار۔ تمہارے غفار۔ ہماری بات ماننے میں مضائقہ! اور اپنے کسی پیارے کی بات ہو تو جان تک حاضر۔ یہ عدل نہیں۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ ہر آفیسر اپنے ماتحت سے چاہتا ہے کہ جان توڑ کر خدمت کرے۔ میں جو تنخواہ دیتا ہوں تو یہ روپیہ ضائع نہ کرے۔ لیکن آپ جس کا نوکر ہے۔ اسی کی نوکری میں اگر جان توڑ کر محنت نہیں کرتا تو یہ عدل نہیں۔

اس وقت ایک بات یاد آ گئی۔ کسی امیر کی چوری ہو گئی۔ اور اس چوری کے برآمد کرانے والے کیلئے بڑا انعام مشتہر ہوا۔ افسر پولیس نے اپنے ماتحتوں کو بلایا اور کہا لو بھئی اب تو عزت کا معاملہ ہے۔ ایک میرا رشتہ دار بھی اس کے ماتحت تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں نے ایسی محنت کی کہ مال برآمد کرالیا۔ مجرموں سے اقرار بھی کروالیا۔ اس آفیسر نے سولہ روپے جیب سے نکال کر دیئے کہ لے بیٹا تم یہ لو۔ وہ انعام تو خدا جانے کب ملے گا۔ پھر ایک مفصل رپورٹ لکھی۔ جس میں دکھایا کہ کس طرح اس مقدمہ کی تفتیش میں نے محنت سے کی۔ اور بعض اوقات اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ غرض وہ ساری کارگزاری اس غریب کی اپنی کر کے دکھائی اور انعام خود ہضم کر لیا۔ بلکہ ترقی کی درخواست دی۔ دیکھو عدل کیلئے کتنا زور دیا کہ میں نے ایسی محنت کی۔ مجھے ترقی ملے۔ وہ انعام ملنے اور دوسری طرف کیسی بے انصافی کی کہ اپنے ماتحت کا حق خود ضبط کر لیا

رات دن میں یہ حال دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کے گھر میں بہو آتی ہے۔ وہ اسے نہایت حقیر سمجھتا ہے مگر اپنی لڑکی کیلئے ہرگز گوارا نہیں کرتا کہ کوئی اسے میلی آنکھ سے بھی دیکھے۔ پہرہ داروں کو دیکھا۔ گرم بستر گھر میں موجود۔ سردی کے موسم میں سرد ہوا کی پرواہ نہ کر کے وہ آدھی رات کو چند ٹکوں کی خاطر خبردار خبردار پکارتا پھرتا ہے۔ مگر جن کو خدا نے ہزاروں روپے دیئے۔ اور عیش و عشرت کے سامان۔ وہ اتنا نہیں کر سکتے کہ پچھلی رات اُٹھ کر تہجد تو درکنار۔ استغفار ہی کریں۔ یہ عدل نہیں۔

پس میرے عزیزو! تم خدا کے معاملہ میں۔ مخلوق کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ ایک طرف

جنابِ الٰہی ہیں۔ ایک طرف محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ محمد رسول اللہ کی دعائیں اپنے حق میں سُنو آپ کا چال و چلن سُنو۔ پھر یہ کہ آپ نے ہمارے لئے کیا کیا۔ اپنے تئیں جان جوکھوں میں ڈالا۔ ایسے مخلص وہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اپنے دوست کی فرماں برداری کے برابر بھی نہ کرو تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔

بعض تاجروں کو مَیں نے دیکھا ہے۔ وہ رستے میں چلتے ہیں اور حساب کرتے جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اپنے فکر میں مست ہیں اور یہ خیال نہیں کہ جس نے یہ تمام نعمتیں دیں اسکا شکر بھی واجب ہے۔ دیکھو اسوقت مَیں کھڑا ہوں۔ اور محض خدا کے فضل سے کھڑا ہوں۔ پرسوں میری ایسی حالت تھی کہ مَیں سمجھا کہ میرا آخری دم ہے اس کا فضل ہوا کہ مجھے صحت ہوئی۔ اس نے مجھے عقل و فراست دی۔ اپنی کتاب کا علم دیا۔ رسولوں کی کتابوں کا فہم دیا۔ اگر یہ انعام نہ ہوتے تو جیسے اور بھنگی ہمارے شہر کے ہیں۔ مَیں بھی ہو سکتا تھا۔ مَیں تمہیں کھول کر سُناتا ہوں کہ عدل کرو۔ روپیہ جس آنکھ سے لائے ہو۔ اسی سے ادا کرو۔ مزدور کی مزدوری پسینہ سوکھنے سے پہلے دو۔ خدا کے ساتھ معاملہ صاف رکھو۔ پھر اس سے بڑھ کر حکم دیتا ہے کہ عدل سے بڑھ کر احسان کرو پھر فرماتا ہے کہ احسان میں تو پھر احسان کا خیال آجاتا ہے۔ تم دوسروں سے ایسا سلوک کرو جیسے اپنے بچوں کے ساتھ بدوں خیال کسی بدلہ کے کرتے ہیں۔ ...... دُعا کے سوا مجھے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جو بدیوں سے بچائے۔ کامیابی دکھلائے۔ ابھی ایک لڑکا تھا۔ اس کو ابھی ہوش نہ تھا۔ کہ میرے پاس لایا گیا۔ بڑے بڑے رنگوں میں مَیں نے اس کے ساتھ سلوک کیا۔ مجھے بڑے بڑے خیال تھے۔ خدا اُسے یہاں تک پہنچادے۔ مگر آخر اسے عیسائیوں کا گھر پسند آیا۔ دل جو ہوتے ہیں۔ ان کا نام قلب اسی لئے رکھا ہے کہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس واسطے میری عرض ہے کہ تم دعاؤں میں لگے رہو۔ تمہارے بھلے کیلئے کہتا ہوں۔ ورنہ مَیں تو تمہارے سلاموں۔ تمہارے مجلس میں تعظیم کیلئے اُٹھنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ اور نہ یہ خواہش کہ مجھے کچھ دو۔ اگر مَیں تم سے اس بات کا امیدوار ہوں۔ میرے جیسا کافر کوئی نہیں۔ اس بڑھاپے تک جس نے دیا۔ اور امید سے زیادہ دیا۔ وہ کیا چند روز کیلئے مجھے تمہارا محتاج کریگا؟

سُنو! بچے کی شادی تھی۔ میری بیوی نے کہا۔ کچھ جمع ہے تو خیر۔ ورنہ نام نہ لو۔ میں نے کہا۔ خدا کے گھر میں سبھی کچھ ہے۔ آخر بہت جھگڑنے کے بعد اس نے کہا اچھا پھر مَیں سامان بناتی ہوں۔ مَیں نے کہا مَیں تمہیں بھی خدا نہیں بناتا۔ میرے مولیٰ کی قدرت دیکھو۔ کہ شام تک جس سامان کی ضرورت تھی۔ مہیا ہو گیا۔ مَیں نے کیوں سنایا۔ تا تمہیں حرص پیدا ہو اور تم بھی اپنے مولیٰ پر بھروسہ کرو۔ پھر میری بیوی نے کہا۔ عبدالحی کا مکان الگ بنانا ہے تو اس کیلئے بھی خدا نے ہی سامان کر دیا۔ ان فضلوں کیلئے عدل کا اقتضاء ہے کہ مَیں

سارا خدا کا ہی ہو جاؤں۔ قوتیں بھی اسی کے۔ عزت و آبرو بھی اسی کی۔ میری پہلی شادی جہاں ہوئی۔ وہ مفتی ہمارے شہر کے معظم و مکرم تھے۔ ایک دن میری بیوی کو کسی نے کہا "چوبارہ وہ اِٹ ونجنی وچ جالگیں اِیہ" مگر کہنے والے نے جھوٹ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑے فضل کئے۔ پھر ہمیں ایسے موقعہ پر ناطہ دیا کہ تم تعجب کرو۔ جموں کا رئیس بیمار تھا۔ اس نے سب دوائیں کیں۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو فقراء کی طرف متوجہ ہوا۔ جب ہندو فقراء سے فائدہ نہ ہوا۔ تو مسلمان فقراء کی طرف توجہ کی۔ اور ان سب فقراء کو بڑا روپیہ دیا۔ ایک میرا دوست جو اس روپے کے خرچ کا آفیسر تھا۔ اس نے ذکر کیا کہ تین لاکھ تو خرچ ہو چکا۔ اب ایک فقیر سنتا ہے جسے بلانے کیلئے آدمی کیا اور اس کے لئے اتنے ہزار روپے تھے۔ مگر اس کا خط آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ میرا کام تو دعا کرنا ہے۔ دعا جیسی لدھیانہ میں ہو سکتی ہے ویسی کشمیر میں۔ دونوں جگہ کا خدا ایک ہے وہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ایک بات ہے۔ اگر آپ کا رعایا سے اچھا سلوک نہیں تو اس کے افراد بددعا بھی دے رہے ہوں گے۔ تو میں ایک دعا کرنے والا کیا کر سکتا ہوں۔ باقی رہے روپے۔ سو جب آپ نے فقیر سمجھا ہے تو پھر غنی نہیں ہو سکتا۔ اس آفیسر نے کہا کہ میں نے ایسا آدمی ہندوؤں میں دیکھا ہے نہ مسلمانوں میں۔ میں نے کہا، سردار صاحب ایسے آدمیوں کے ساتھ رشتہ ہو تو پھر کیا بات ہے۔ سنو! عبدالحی کی ماں اسی بزرگ کی بیٹی ہے۔

خدا تعالیٰ میری خواہشیں تو یوں پوری کرتا ہے۔ اب میں غیر کا محتاج بنوں تو یہ عدل نہیں۔ میں نے نیکوں سے اخلاص کے ساتھ تعلق چاہا۔ تو خدا کو بھی پسند آیا۔ ہمارے گھر میں باغ لگا دیا۔ قرطاس دے عقلمند بھی دے۔ اس واسطے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تمہارا ہتھیار دعا ہو جائے۔ دعا بڑی نعمت ہے۔

(الفضل ۲ر جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵-۱۶)

۹۲۔ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور پورا کرو اقرار اللہ کا جب آپس میں قرار دو اور نہ توڑو قسمیں پکی کئے پیچھے۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۵۱)

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ ۔ یہ ایک پیشگوئی فرماتا ہے کہ ایک وقت مشرکین عہد توڑیں گے یہ بھی

ثبوت نبوت ہے۔ کیونکہ آخر حدیبیہ کی صلح کو کفار نے توڑا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۹۳۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا ۚ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۹۳﴾

دَخَلًا: اس کے معنے ہیں دھوکہ"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وقت مکہ میں تشریف لے گئے۔ اپنی رؤیا لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ (الفتح ۲۸) کے مطابق جب آپؐ حدیبیہ میں پہنچے تو ان لوگوں نے مزاحمت کی۔ آخر صلح ہوئی اور کچھ معاہدے ہوئے جس میں سے عرب کے تمام قبیلوں کی فہرستیں بنیں۔ اور جو مسلمانوں کے طرفدار تھے۔ وہ بھی اور جو مشرکین کے جانبدار تھے۔ وہ بھی لکھے گئے۔ آپؐ نے حج وعمرہ کی اجازت چاہی تو انہوں نے کہا۔ اس سال نہیں۔ پھر آنا اور ہتھیار بند رہنا ہوگا۔ آپؐ نے یہ بھی تسلیم کر لیا۔ ایک خزاعۃ قوم تھی۔ جنہوں نے اپنا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانبداروں میں لکھا دیا۔ اور وائل نے مشرکین کے طرفداروں میں۔ آخر ایک وقت وائل نے خزاعۃ پر حملہ کر دیا۔ خزاعی قوم نے فوراً ایک آدمی مدینہ طیبہ میں بھیجا اور خود بطور پناہ لینے کے مکہ میں آئے۔ اس امید پر کہ ہماری مدد ہوگی۔ مگر انہوں نے مدد نہ کی۔ بلکہ وائل کی جنبہ داری کی۔ پھر انہوں نے ایک آدمی اور مدینہ بھیجا۔ جو چند شعر بنا کر بھی لے گیا۔ جس نے جا کر اپنا تمام حال کہا۔ آپؐ نے اس بدعہدی پر مکہ والوں پر چڑھائی کی۔ اللہ تعالیٰ اسی قصہ کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ دیکھو انہوں نے خدا کو ضامن بنایا مگر معاہدات کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور سب ساختہ پرداختہ توڑ ڈالا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا: صلح حدیبیہ کے معاہدے کو مشرکین نے اسی طرح اپنے ہاتھوں سے توڑا جس طرح ایک عورت اپنا کاتا ہوا ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۳)

۹۴- وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر جبر مقصود ہوتا تو سب ہی مسلمان ہو جاتے۔ مگر خدا نے جبر نہیں کیا۔ جو ضلالت کی راہوں پر چلتا ہے۔ اسے گمراہ ٹھہراتا ہے۔ اور جو ہدایت کی راہوں پر چلتا ہے۔ اسے مہدی بناتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ ؍فروری ۱۹۱۰ء)

۹۵- وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۵﴾

فَتَزِلَّ قَدَمٌ: یہ ایک محاورہ ہے۔

وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ: سبیل اللہ کے روکنے والوں کو جتا دیا۔ کہ ایک وقت آتا ہے کہ تمہارے بت توڑے جاویں گے اور مکہ فتح ہو جاوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ ؍فروری ۱۹۱۰ء)

۹۸- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾

جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت۔ ہم اسے پاک سنہری زندگی عطا کریں گے اور انکے اچھے کاموں کے بدلے میں انہیں اجر دیں گے۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۴۶)

۹۹- فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ

مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۹﴾

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کے ختم کے بعد معوذتین پڑھ لینی چاہیئے اور بعض کہتے ہیں ابتداء میں پڑھنی چاہیئے۔ بہرحال مقصد حاصل ہے جو یہ ہے کہ قرآن مجید کے پڑھتے وقت اگر ہم نے کوئی غلطی کی یا بے سمجھی کی تو اس سے یا ایسی لغزش کے آئندہ واقعہ ہونے سے ہمیں بچالے اور علمۃ الحکمۃ سے مستفید کرے۔ (بدر ۲۸ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۹ کالم ۳ جلد ۸ نمبر ۱۴)

۱۰۰، ۱۰۱۔ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

یاد رکھو اس کو مومنوں اور اپنے رب پر توکّل کرنے والوں پر کوئی قدرت نہیں۔ اس کا بس تو ان پر چلتا ہے جو اسے دوست رکھتے اور اس کے ساجھی ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۳)

هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ: بِهٖ مُشْرِكُوْنَ کی ضمیر پر بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں۔ میرے نزدیک یہ اللہ کی طرف راجع ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۰۲، ۱۰۳۔ وَاِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

وَاِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً: جب بدلا دیتے ہیں ہم کسی نشان کو بدلے کسی نشان کے۔

اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ: لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہتے ہیں۔ آپ تو مفتری ہیں۔ بعض لوگ ان آیات سے بعض آیات کے نسخ کو ثابت کرتے ہیں۔ ان کیلئے دو مشکلیں ہیں۔ ایک یہ کہ آیت سے

مراد آیتِ قرآنیہ لیتے ہیں۔ پھر دوم اس مبدل و منسوخ آیت کو موجود فی القرآن ہونے کا ثبوت ان کو دینا پڑتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۱ء)

بَدَّلْنَا اٰيَةً ؛ ایک نشان مٹا کر دوسرا قائم کرنا چاہتے ہیں۔ بُت پرستی کی بجائے توحید۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۳)

۱۰۴۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۴﴾

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؛ ایک کتاب میں نے عیسائیوں کی پڑھی ہوئی ہے۔ اور ہماری پرانی روایتوں میں بلعام۔ یاسر۔ یسار۔ جبیر ایسے ایسے نام لئے گئے ہیں کہ ان کے اقوال سے گویا قرآن کریم کا استنباط کیا ہے۔

ایسی باتوں کا جواب ایک تو یہ ہے کہ وہ تو غلام تھے تم آقا ہو۔ تم بھی قرآن مجید کی کسی عبارت کا معاوضہ کر سکتے ہو اور ان غلاموں سے کیا سیکھ سکتا تھا۔ جبکہ معترضین کے مذاہب کے اصل الاصول کفارہ و تثلیث کی تردید کی ہے۔ ایک کے بارہ میں فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المآئدۃ:۷۴) اور دوسرے کی نسبت ارشاد کیا۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (بنی اسرائیل:۱۶) پس قرآن شریف اگر کسی یہودی یا عیسائی کا سکھایا ہوا ہے تو وہ خاص اپنے مذہب کی اس قدر سخت تردید کیونکر گوارا کرتا ہے پھر اب تو اس زمانہ سے بڑھ کر سامان موجود ہیں۔ اب ہی قرآن شریف کا مقابلہ کر دکھاؤ۔ جیسا مدلل بیان اس قرآن مجید میں ہے وہ تورات و انجیل میں مطلق نہیں۔ پس اس کا استنباط کیسے ہو سکتا ہے۔

لِسَانٌ ؛ یہ زبان جو گوشت کی ہے۔ اس کو بھی لسان کہتے ہیں۔ لیکن جو بات اس کے ذریعہ کہی جاوے اسے بھی لسان ہی کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۰۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ : ساتویں پارے کے ختم پر فرمایا وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ (انعام: ۱۱۰)
آہ! ضدی انسان جب کسی راست باز کی تکذیب کر بیٹھتا ہے تو پھر اسے ہٹ ہو جاتی ہے۔ اور وہ باوجود روشن نشانوں کے مانتا نہیں۔ اس پر لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ کا فتویٰ لگ جاتا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۰۷۔ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۱۰۷)

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ : یہ تو اُن کیلئے ہے جو بعد الایمان کفر کریں اور کفر کے لئے اپنا سینہ کھول دیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۱۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۱۱)

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ : جو اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ میں داخل ہوا۔ اس کے لئے فرمایا کہ اگر وہ ہجرت کرے اور پھر مجاہدہ اور نیکی پر جا رہے تو خدا اس غلطی کو معاف فرما دے گا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۲۔ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۱۱۲)

يَوْمَ تَأْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ : یہ دن بطور نمونۂ قیامت دنیا میں بھی آتا ہے ۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی آیا ہے ۔ خود ہم پر بھی ۔

کوئی کسی کے ساتھ محبت کرے یا بغض ۔ بمنزلہ بیج کے ہے جو اپنے وقت پر پھل لاتا ہے ۔ صاحبِ زراعت جس قسم کے بیج بوئے ضرور اس کے مطابق کاٹتا ہے ۔ اس میں مکہ والوں کو سمجھایا کہ تم کب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور آپؐ کے اتباع کو دُکھ دو گے ۔ ایک وقت اس کا خمیازہ اٹھانا پڑیگا نبیوں کی ذات بڑی رحیم ہوتی ہے مگر نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِيْمِ نبی پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بول اٹھتا ہے لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح : ۲۷) اور پکارتا ہے وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (یونس : ۸۹) کہ میں ان کا ایمان بھی اب نہیں دیکھنا چاہتا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ ؍ فروری ۱۹۱۰ء)

تُوَفّٰى : یہ اور باب سے ہے اور تَوَفَّيْتَنِيْ اور باب سے ۔ یاد رکھو ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۳)

۱۱۳ - وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً ، خود مکہ ہی سمجھ لو جس میں ہر طرح امن و اطمینان تھا چنانچہ عورت جب اپنے خاوند سے سکھ پاتی تو کہتی زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ لَا حَرَّ وَلَا قَرَّ ۔ (ترجمہ : میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح پُرسکون ہے نہ خوف ۔ نہ تنگی ۔ نہ گرمی کی شدت نہ سردی کی ۔ ناقل)

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ : ادھر شام ۔ اُدھر افریقہ تک سے تجارت کرتے ۔ پھر پجاری لوگ آتے وہ روپیہ لاتے ۔ حکومت کا معاوضہ الگ ملتا ۔

فَكَفَرَتْ : ایک جگہ فرمایا ہے ۔ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ (ابراہیم : ۲۹) یہ آیت اس کی تفصیل فرماتی ہے ۔

لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ : مشرکین نے صحابہؓ کو بھی وہ دُکھ دئے تھے۔ ایک تو ان کو بھوکا رکھا چنانچہ وہ غلّہ خرید لیتے۔ قبل اس کے کہ شعب بنی ہاشم تک پہنچے۔ اس کی سزا میں ایسا شدید قحط پڑا کہ ہڈیاں اور چمڑے تک کھانے پڑے۔ خوف مشرکین کی طرف سے یہاں تک پہنچایا گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی وہ شہر چھوڑ کر جانا پڑا۔ جس کی عقوبت میں ان پر جنگ کی سزا وارد ہوئی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۴۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ : کیسا صاف نقشہ کھینچا ہے کہ خود مکّہ والوں ہی کو سمجھا رہا ہے۔ مگر وہ نادان کہانی سمجھ رہے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۵۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ : فرماتا ہے حرام خوریاں جن کی تفصیل آگے ہوتی ہے۔ چھوڑ دو۔ اور حلال کھاؤ۔ غنیمت سے بڑھ کر حلال طیب کیا ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۹۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ : یہودیوں پر جو چربی اونٹ وغیرہ حرام تھی تو ان کے ہی بدعملوں کی وجہ سے اور ارضِ مقدسہ سے جو چہل سال محروم رکھے گئے۔ تو یہ بھی عدولِ حکمی کی سزا

تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۱- اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۗ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۱﴾

انسان کی فطرت میں یہ خواہش ہے۔ کہ وہ معزز ہو۔ اس کی اولاد اچھی ہو۔ اس کا ذکر خیر دنیا میں چلے۔ خدا کا اس سے بہت تعلق ہو۔ وہ مر کر بھی عزت پائے۔ ابراہیم علیہ السلام ان تمام انعامات سے متمتع ہوئے۔

اُمَّةً: ایک معنے امام کے ہیں۔ دوسرے معنے گروہ ہیں لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ اَنْ يَجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس لحاظ سے ایک قوم تھے۔ اب بتاتا ہے کہ اس کی اولاد میں سلطنت ہے۔ نبوت ہے۔ تمام جہان کے لوگ اس پر سلام بھیجتے ہیں۔ توراۃ میں ہے۔ جو تجھ پر اے ابراہیم۔ برکت بھیجے۔ میں اس کا گھر برکت سے بھر دوں گا۔ ابراہیم میں کیا خوبی تھی ان آیات میں کچھ ذکر ہے۔

حَنِيْفًا: کے معنے ہیں مستقیم راہ پر چلنے والا۔ عربی میں جس کے پاؤں ٹیڑھے ہوں اسے بطور دعا اَحْنَف کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۲- شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۲﴾

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو ایک دفعہ فرمایا۔ تم بہت عورتیں دوزخ میں جاؤ گی۔ ایک عورت نے پوچھا کیوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کی نعمتوں کا کفر کرنے والی ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عورت معمولی بات پر ناراض ہو تو باوجود بہت سی آسائشوں کے کہہ اٹھتی ہے میں نے اس گھر میں ایک لحظہ آرام نہیں پایا۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم: ۸) اللہ شکر سے مال کو بڑھا دیتا ہے۔ مگر بہت ہیں جو اس سہل علاج کو چھوڑ کر کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا ہے

سرنوشت ما بدست خود نوشت ٭ خوش نویست، نخواہد بد نوشت

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے شکر کا اجر کیا کچھ دیا۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ لڑکے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ لڑکے۔ پھر انہی کی اولاد میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۵۔ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا۔ یہود نے ہفتہ نصاریٰ نے اتوار سمجھ لیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۶۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

اپنے رب کے راہ کی طرف حکمت اور اچھے وعظ سے (لوگوں کو) بُلا اور اُن سے پسندیدہ طرز سے مباحثہ کر۔ تیرا رب انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے بہک گئے اور وہ راہ پانے والوں کو بھی جانتا ہے

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۳۵)

عیب شماری سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کسی کا عیب بیان کیا اور اس نے سُن لیا۔ وہ بغض وکینہ میں اور بھی بڑھ گیا۔ پس کیا فائدہ ہوا؟ بعض لوگ بہت نیک ہوتے ہیں اور نیکی کے جوش میں سخت گیر ہو جاتے ہیں۔ اور امر بالمعروف ایسی طرز میں کرتے ہیں کہ گناہ کرنیوالا پہلے تو گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا تھا پھر جھنجلا کر کہہ دیتا ہے کہ جاؤ ہم یونہی کریں گے۔

امر بالمعروف کرتے ہوئے کسی نے ایک بادشاہ کا مقابلہ کیا بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس پر ایک بزرگ نے کہا امر بالمعروف کا مقابلہ گناہ تھا مگر ایک مومن کا قتل اس سے بھی بڑھ کر سخت گناہ ہے واعظ کو چاہیئے کہ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ پر عمل کرے اور ایسی طرز میں کلمہ حکمت گوشش گزار کرے کہ کسی کو بُرا معلوم نہ ہو۔

تم لوگ جو یہاں باہر سے آتے ہو۔ اگر کوئی نیک بات یہاں والوں میں دیکھتے ہو یا یہاں سے سُنتے ہو تو اسکی باہر اشاعت کرو اور اگر کوئی بُری بات دیکھی ہے۔ تو اس کیلئے دردِ دل سے دعائیں کرو کہ الٰہی اب لاکھ ہا روپے خرچ ہو کر یہ ایک قوم بن چکی ہے۔ اور یہ قوم کے امام بن گئے ہیں۔ پس تو ان میں اصلاح پیدا کر دے۔ (بدر ۲۸ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۱)

۱۲۷- وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ ۚ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝

یہ ایک خطرناک مرض ہے جس کو شریعت میں سوءظن کہتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس میں مبتلاء ہیں اور ہزاروں قسم کی نکتہ چینیوں سے دوسروں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اور اسے حقیر بنانے کی فکر میں ہیں مگر یاد رکھو۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ (الآیۃ) عقاب کے معنے جو پیچھے آتا ہے۔ انسان جو بلاوجہ دوسرے کو بدنام کرتا ہے اور سوءظن سے کام لے کر اسکی تحقیر کرتا ہے۔ اگر وہ شخص اس میں مبتلا نہیں۔ جس بدی کا سوءظن والے نے اسے متہم ٹھہرایا ہے۔ تو یہ یقینی بات ہے کہ سوءظن کرنے والا ہرگز نہیں مریگا جب تک خود اس بدی میں گرفتار نہ ہوئے۔ پھر بتاؤ کہ سوءظن سے کوئی کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ مت سمجھو کہ نمازیں پڑھتے ہو عجیب عجیب خوابیں تم کو آتی ہیں یا تمہیں الہام ہوتے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ اگر یہ سوءظن کا مرض تمہارے ساتھ ہے تو یہ آیات تم پر حجت ہو کر تمہارے ابتلاء کا موجب ہیں! اس لئے ہر وقت ڈرتے رہو اور اپنے اندر کا محاسبہ کرکے استغفار اور حفاظتِ الٰہی طلب کرو۔!!

مَیں پھر کہتا ہوں کہ آیات اللہ جن کے باعث کسی کو رفعتِ شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے۔ اُن پر تمہیں اطلاع نہیں۔ وہ الگ رُتبہ رکھتی ہیں۔ مگر وہ چیزیں جن سے خودرائی۔ خودپسندی۔ خودغرضی۔ تحقیر بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے۔ جس نے آیات اللہ دیکھے مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ

بِهَا وَلَعِنَّهُ لَخَلَدَ إِلَى الْأَرْضِ (الاعراف: ۱۷۷) اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَ إِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيثِ۔ بدگمانیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ ورنہ نہایت ہی خطرناک جھوٹ میں مبتلا ہو کر قربِ الٰہی سے محروم ہو جاؤ گے! یاد رکھو حُسنِ ظن والے کو کبھی نقصان نہیں پہنچتا۔ مگر بدظنی کرنے والا ہمیشہ خسارہ میں رہتا ہے۔ (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)

۱۲۸۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿۱۲۸﴾

ہر ایک سلیم الفطرت۔ دنیا کے معاملات کا واقف خوب جانتا ہے کہ بعض لوگ صبر سے کام نہیں لے سکتے اور یہ بھی کہ بعض اوقات چشم پوشی، صبر۔ درگزر۔ نقصانِ عظیم کا موجب ہوتی ہے۔ چور۔ باغی اور رستہ لوٹنے والے کو اگر سزا نہ دی جاوے اور صرف رحم ہی اس پر کیا جاوے تو کتنا نقصان ہوتا ہے۔ فطری قُویٰ میں انتقامی طاقت بھی سلیم الفطرت انسان کے ساتھ لازمی ہے۔ پھر اگر قوتِ انتقام کو ہی کام میں لاوے اور مقابلہ ہی چاہے تو اسے یہی قرآن کس طرح نیک روی کی تعلیم کرتا ہے اور کس طرح صبر او نرمی کی ترغیب دیتا ہے۔

الٓمّرٰ سے عملی طور پر کفار کو ڈرایا تھا۔ سورۂ نحل میں عملی رنگ میں کفار کی شرارتوں کا ذکر کیا اب آپؐ کی ہجرت کا واقعہ آتا ہے۔ اگلی سورۃ میں تمام ترقیاتِ اسلام کا ذکر فرمائے گا۔

وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ: صبر کبھی کمزوری سے ہوتا ہے۔ مگر فرماتا ہے۔ تمہارا صبر اللہ کیلئے ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۹۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ ﴿۱۲۹﴾

پھر تقویٰ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے جیسے فرمایا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ۔ بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ضرور ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو محسنین ہوتے ہیں۔ احسان کی تعریف رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ وہ خدا کو دیکھتا ہو ۔ اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ کہ وہ اس پر ایمان رکھتا ہو کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے۔ (الحکم ۱۷، مئی ۱۹۰۴ء ص۸)

اللہ تعالیٰ سے دوری اور بُعد ساری نامرادیوں کی جڑ اور ناکامیوں کا اصل ہے۔ مگر متقی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ تقویٰ ایسی چیز ہے جو انسان کو اپنے مولیٰ کا محبوب بناتی ہے ۔ (الحکم ۳۱، اکتوبر ۱۹۰۲ء ص۱۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآنِ مجید جو کچھ ہم کو سناتا ہے۔ کئی حصوں پر منقسم ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق وراثت وغیرہ کے متعلق جو آیات ہیں۔ وہ ڈیڑھ سو کے قریب ہیں اور قریباً ڈیڑھ سو بحذف مکررات احادیث ہیں۔ پس یہ جو صدہا آیات باقی ہیں۔ یہ کس لئے ہیں؟

عزیزان! انسان کو بہت ضرورتیں ہیں۔ ایک خداشناسی۔ ایک خدا کو راضی کرنا۔ ایک مخلوق پر شفقت۔ غرض اس قسم کی کئی باتیں ہیں جن سے باقی قرآن شریف بھرا ہوا ہے افسوس تو یہ ہے کہ ڈیڑھ سو آیات کے متعلق ہی کل بحثیں رہیں اور پھر ان پر بھی اکثر مسلمانوں کا عمل نہیں۔ جیسا کہ عام طور پر مسلمان بے نماز ہیں۔ کسی کا مال کھانے میں بعض کو کچھ تامل نہیں ہوتا۔ وراثت کے متعلق تو لڑکیوں کے بارے میں عمل ہی اٹھا دیا ہے حلال کمائی کیلئے کچھ تڑپ نہیں رکھتے۔ چہ جائیکہ خدا کا عرفان اسکی رضامندی اور شفقت علیٰ خلق اللّٰہ کی تڑپ ہو یہ سورۃ یہ بتانے کیلئے کہ متقی کو کیا انعامات ملتے ہیں۔ اور فاسق شریر۔ عہد شکن کو کیا سزا ملتی ہے مدینہ میں یہودی تھے اس لئے انکو بیدار کیا۔

۲۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۲﴾

سُبْحَانَ: اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے۔ کہ یہود کو جو بابلیوں اور رومیوں نے تباہ کر دیا۔ اس میں اللہ ظالم نہیں بلکہ اس نے جو کچھ کیا۔ اس سے اسکی تنزیہ ثابت ہوتی ہے کہ گندوں سے اس کو پیار نہیں اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ: یہاں لوگوں نے معراج کا ذکر کیا ہے۔ یہ بہت مناسب ہے کیونکہ معراج اس

واقعات صحیحہ کا بیان ہے جو آپ کے بعد بھی آپ کے جانشینوں کو پیش آنے والے تھے۔ میرا ایمان ہے کہ معراج یقظہ میں ہوا۔ ایسے یقظہ میں جس کے سامنے ہماری بیداری بمنزلہ خواب کے ہے۔ ایک شخص نے میرے بدن پر ہاتھ لگا کر پوچھا کہ اس جسم کے ساتھ معراج ہوا۔ میں نے کہا۔ یہ تو نورالدین کا جسم ہے۔ پھر اپنی طرف اشارہ کر کے کہا۔ میں نے کہا کہ یہ آپ کا جسم ہے۔ مبہوت رہ گیا!

ہمارے قاضی صاحب[1] اس کے معنے کیا کرتے ہیں کہ یہ ہجرت کا بیان ہے۔

اَلْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی: سے خواہ وہ مدینہ کی مسجد مراد لیں۔ مگر ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس طرف سے گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ: یہ اشارہ ہے ہجرت کی طرف کہ کس طرح خانہ کعبہ سے مدینہ کی مسجد میں پہنچے یا معراج کے ایک حصہ کا ذکر ہے۔ (تشحیذالاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۳)

۵۔ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۵

قَضَيْنَا: اَعْلَمْنَا وَاَخْبَرْنَا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۶

فَجَاسُوْا: جوس اور جوسان کے معنے ہیں۔ کسی ملک میں چلنا پھرنا۔ مسلمانوں پر بھی یہ بات آئی۔ اللہ نے مسلمانوں کو بڑی سلطنت عطا کی تھی۔ اور ان کو وہ ملک عطا کیا گیا۔ جو سلیمانؑ کو دیا گیا جو داؤدؑ کو دیا گیا۔ جس پر عمالیق کو فخر تھا۔ پھر جب ان کے تقویٰ میں فرق آیا تو بالکل کمی ہو گئی۔ سورہ جمعہ میں آیا ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ (الجمعہ ۶)

---

[1] قاضی امیر حسین صاحبؓ۔ مرتب

بنی اُمیہ کے آخری بادشاہ کا نام مروان الحمار[1] تھا گویا خدا نے سمجھا دیا کہ اب تم میں بھی یہود کی طرح حمار پیدا ہونے لگے۔ اب ضرور ہے کہ یہود سا سلوک تم سے بھی ہو۔ چنانچہ ان سے سلطنت چھینی گئی۔ پھر خدا نے فضل کیا اور عبدالرحمان کی معرفت سلطنت کا حصہ ملا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

بنی اسرائیل جب مصر کی طرف گئے تو پہلے پہل ان کو یوسف علیہ السلام کی وجہ سے آرام ملا۔ پھر جب شرارت پر کمر باندھی تو فراعنہ کی نظر میں بہت ذلیل ہوئے مگر خدا نے رحم کیا اور موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ ان کو نجات ملی۔ یہاں تک کہ وہ فاتح ہوگئے اور اپنے تئیں نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ سمجھنے لگے لیکن جب پھر انکی حالت تبدیل ہوگئی۔ ان میں بہت ہی حرامکاری۔ شرک اور بدذاتیاں پھیل گئیں تو ایک زبردست قوم کو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کر دیا ...... ستر برس وہ اس بلاء میں مبتلا رہے آخر جب بابل میں دُکھوں کا زمانہ بہت ہوگیا۔ اور ان میں سے بہت سے صلحاء ہوگئے حتّٰی کہ دانیال۔ حزقیل ارمیاہ اور ایسے برگزیدہ بندگانِ خدا پیدا ہوئے اور انہوں نے جناب الٰہی میں خشوع و خضوع سے دعائیں مانگیں تو ان کو الہام ہوا کہ وہ نسل جس نے گناہ کیا تھا وہ تو ہلاک ہو چکی۔ اب ہم انکی خبر گیری کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے کام دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو ایسے کہ ان میں انسان کو مطلق دخل نہیں۔ مثلاً اب سردی ہے اور آفتاب ہم سے دور چلا گیا ہے۔ پھر گرمی ہو جائے گی اور آفتاب قریب آجائے گا۔ یہ کام اپنے ہی بندوں کی معرفت کرایا اور ان لوگوں کو سمجھایا کہ یہ بادشاہ اب ہلاک ہونے والا ہے۔ پس تم میدوفارس کے بادشاہوں سے تعلق پیدا کرو کیونکہ عنقریب یہ دُکھ دینے والی قوم اور انکی سلطنت ہلاک ہو جائے گی پس اللہ نے دو فرشتے ہاروت اور ماروت نازل کئے۔ ہرت کہتے ہیں زمین کو مصفّٰی کرنے کو اور مرت زمین کو بالکل چٹیل میدان بنا دینا۔ گویا یہ امر ان فرشتوں کے فرض میں داخل تھا کہ یہ لوگ برباد ہو جائیں اور بنی اسرائیل نجات پا کے اپنے ملک میں جائیں۔

پس وہ ہاروت ماروت نبیوں کی معرفت ایسی باتیں سکھاتے تھے اور ساتھ ہی یہ ہدایت کرتے تھے کہ ان تجاویز کو یہاں تک مخفی رکھو کہ اپنی بیبیوں کو بھی نہ بتاؤ کیونکہ عورتیں کمزور مزاج کی ہوتی ہیں اور ممکن بلکہ اغلب ہے کہ وہ کسی دوسرے سے کہہ دیں۔ پس اس تعلیم کو پوشیدہ رکھنے کے لحاظ سے میاں بی بی میں افتراق ہو جاتا تھا۔ یعنی میاں اپنی بیوی کو اس راز سے مطلع نہ کرتا تھا اور پھر یہ بات جب پختہ ہو گئی تو میدوفارس کے ذریعہ بابل تباہ ہوگیا۔ اور خدا نے بنی اسرائیل کو بچا لیا۔ مگر جتنا ضرر دشمنوں کو

---

[1] یہ (الحمار) اسکے اصل نام کا حصہ نہیں تھا۔ مرتب

پہنچایا گیا۔ چونکہ اللہ کے اذن سے تھا۔ اسی واسطے وہ اس میں کامیاب ہوگئے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مکہ والوں کو بڑا غیظ و غضب پیدا ہوا۔ پس انہوں نے یہودیوں سے دوستی گانٹھی اور یہودی وہی پرانا نسخہ استعمال کرنے لگے کہ آڑ کسی بادشاہ سے مل کر اس محمدی سلطنت کا استیصال کریں۔ اسی واسطے ایرانیوں سے توسل پیدا کیا۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ ایرانیوں کے گورنر بعض عرب کے مضافات میں بھی تھے۔ انہوں نے اپنے بعض آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کیلئے بھی بھجوائے مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آگے تو تم اے یہودیو! خدا کے حکم سے ایسے منصوبوں میں کامیاب ہوئے تھے۔ اب تم چونکہ یہ نسخہ اللہ کے رسول کے مقابلہ میں استعمال کرتے ہو اس لئے ہرگز کامیاب نہ ہوگے۔ چنانچہ چند آدمی شاہ فارس کی طرف سے گرفتار کرنے آئے۔ آپؐ نے ان کو فرمایا۔ میں کل جواب دوں گا۔ صبح آپؐ نے فرمایا کہ جس نے تمہیں میری طرف بھیجا ہے۔ اس کے بیٹے نے اسے قتل کر دیا ہے۔ وہ یہ بات سُن کر بہت حیران ہوئے۔

بات میں بات آگئی ہے۔ ہر چند کہ وہ ایسی عظیم الشان نہیں ہے۔ وہ یہ کہ جب وہ ایلچی نبی کریمؐ کے حضور آئے تو صبح صبح داڑھیاں منڈوا کر آئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ تم کیا کرتے ہو۔ ہم اس امر کو کراہت کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ جہاں اوپر کا قصہ لکھا ہے۔ وہاں یہ بھی ہے۔ خیر۔ اور خائب و خاسر واپس پھرے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب یہ یہودی ایسی باتیں سیکھتے ہیں جو ان کو ضرر دیتی ہیں۔ ان کے حق میں مفید بالکل نہیں ہیں۔ جواب یہ کرتے ہیں آخرت میں ان کیلئے کوئی حصہ نہیں۔ ہاروت ماروت نے جو سکھلایا تھا وہ چونکہ نبیوں کے حکموں کے ماتحت تھا اس لئے کامیابی کا موجب ہوا۔ لیکن اب چونکہ نبی کی نافرمانی میں وہ ہتھیار چلتا ہے۔ اس کیلئے کچھ کام نہ دے گا۔ کیا اچھا ہوتا کہ وہ ایسی بُری شئے کے بدلہ میں اپنی جانوں کو نہ بیچتے۔ بلکہ اب تو یہ ان کے لئے بہتر ہے کہ ایمان لائیں۔ متقی بن جاویں تو اللہ کے ہاں بہت اجر پائیں۔ (بدر ۴ رفروری ۱۹۰۹ء صفحہ ۳-۴)

۸ - اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۸

لِيَسُوْٓءُا وُجُوْهَكُمْ : تمہارے بڑے آدمیوں کو ذلیل کر دیا۔ مسلمانوں پر بھی یہ زمانہ آیا۔ جب چنگیز خان کے حملے ہوئے۔ خوارزم کا ایک بادشاہ تھا۔ اسکو چنگیز خان نے لکھا آپ کے رسول نے فرمایا ہے اُتْرُكُوا التُّرْكَ مَاتَرَكُوْكُمْ۔ پس ہم مغلوں سے آپ نہ لڑیں۔ یہ آپ کے ہادی کا فرمان ہے۔ پھر اس نے لکھا۔ قرآن کریم میں ہے۔ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ (بقرہ ۱۹۴) لڑائی سے باز رہو۔ پھر ایک جگہ لکھا ہے کہ تمہارے نبی نے حقوق رکھے ہیں۔ مگر تمہارے ملک میں ہمارے تاجر لوٹے گئے۔ افسوس کہ خوارزم کے بادشاہ نے یہ نصیحت کی باتیں نہ سنیں۔ آخر ہلاکو۔ ہلاکت کی تلوار بن کر آیا اور چنگیز خانیوں نے ۱۸ لاکھ کے قریب قریب آدمی قتل کر دئے اور سب کتب خانے غرق کر دئے۔ ہزار آدمی کو جو مدعیان سلطنت خیال کئے جا سکتے تھے زندہ دیوار میں چنوا دیا اور ہزاروں عورتوں کو زنا کا محل کروا دیا۔ ایسی تباہی کروائی جس کی کوئی حد نہیں۔ سعدیؒ نے اس تباہی کا کچھ کچھ نقشہ پیش کیا ہے۔ پھر بھی اللہ نے رحم کیا۔ ہلاکو کا پوتا مسلمان ہوگیا۔ اور مسلمان کچھ بچ گئے اور انکا نام رہ گیا۔ تم خدا سے ڈرو اور شرارتیں مت کرو۔ دس سلطنتیں میرے سامنے ہلاک ہوئی ہیں۔ ۱۔ دہلی کی سلطنت ۲۔ لکھنؤ کی سلطنت ۳۔ کاشغر ۴۔ سمرقند ۵۔ بخارا کی سلطنت ۶۔ زنجبار ۷۔ مسقط ۸۔ مراکش ۹۔ الجزائر ۱۰۔ مصر یہ سب میری آنکھ کے سامنے برباد ہوئیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

وُجُوْهَكُمْ : تمہارے بڑے آدمیوں کو۔ بنی اسرائیل کو بتایا کہ مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے اور پھر مغرب سے اور دوبارہ تمہیں ذلیل کر دیں گے۔ سنبھلو۔ یہ دراصل مسلمانوں کو سنایا تھا۔ عباسیوں کی زبردست سلطنت تھی۔ چین تک اثر۔ جب فسق و فجور بڑھ گیا۔ ہلاکو خان نے اٹھارہ ۱۸ لاکھ آدمی قتل کیا۔ سلطنت گشی، مسلمان نہ سمجھے۔ ہسپانیہ میں سلطنت تھی۔ حملہ آوروں نے اس ملک میں اسلام کا نام و نشان تک نہ رہنے دیا۔ ۳ جہاز منتخب کتابوں کے غرق کرا دئے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صـ ۳۶۳)

۱۱۔ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۱﴾

بِالْاٰخِرَةِ : وہ باتیں جو اخیر میں ظاہر ہونے والی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲- وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۲﴾

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ : حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں۔ سارے جہان کیلئے رحمت تھا۔ اس سورۃ کریمہ میں اللہ نے یہود کو سمجھایا ہے۔ کہ دو وقت تم پر خطرناک آچکے ہیں۔ ایک جب داؤد کی لعنت تم پر پڑی۔ اور بابلیوں کے قبضہ میں تم گرفتار ہوئے دوسرے حضرت عیسیٰؑ کی لعنت تم پر پڑی۔ اُن کے بڑے عظیم الشان مقابلہ کا بدانجام طیطس کے زمانے میں ایسا خطرناک ہوا کہ تمہاری عظمتیں خاک میں ملا دی گئیں۔ مَیں نے تمہیں بتلایا ہے کہ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى (یوسف: ۱۱۲)

ایک مسلمان کی چپہ بھر زمین جائے تو اس کیلئے کیسا مضطرب ہوتا ہے۔ پھر تم یاد کرو کہ مسلمانوں کا کتنا ملک تھا۔ مگر بدعملیوں کی وجہ سے دوبارہ ان پر بھی ایسا ہی وقت آیا۔ فرماتا ہے کہ انسان بدی کو بھی پکارتا ہے۔ یعنی اپنی بدعملی کی وجہ سے گویا اپنے لئے دُکھ مانگتا ہے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ اپنے یا اپنے اقرباء کے حق میں بد دعا کر لیتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں مائیں اپنی اولاد کو گالیاں بد دعا کے رنگ میں دیتی رہتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

۱۳- وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۳﴾

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ : عرب غموں اور دُکھوں کو رات سے تعبیر کرتے۔ سمجھاتا ہے کہ وہ دُکھ درد کی رات دُور بھی کر دیتا ہے۔ جلد بازی سے گھبرا کر بد دعائیں نہیں مانگ لینی چاہئیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ : ایک زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ بہت چشم پوشی فرماتا ہے۔ جو رات

کہلاتا ہے۔ مگر جب مامور آتا ہے۔ تو پھر مجرم گرفتار ہوتے ہیں۔ یہ زمانہ مسیح کا بھی ایسا ہی ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ء۹ صہ ۳۶۲)

۱۴۔ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۴﴾

طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ : جیسے جیسے اعمال کرتا ہے۔ ان کے اثر اور نتائج اسی عمل کرنے والے کے گلے میں بندھے ہیں۔ اِنَّمَا اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيَ عَلَيْكُمْ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۶﴾

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا : مسند احمد بن حنبل میں کچھ ایسی حدیثیں ہیں جن سے عوام ناواقف ہیں۔ فرمایا جو لوگ بہرے ہیں یا جنہوں نے انبیاء و رسل کا زمانہ نہیں پایا۔ یا وہ بچے تھے یا بہت بوڑھے تھے۔ یہ جناب الٰہی میں اپنے اپنے عذر پیش کریں گے کہ ہمیں کچھ خبر نہ تھی۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ رسول بھیج دیگا۔ بغیر رسول کے عذاب نہیں دیا جاتا۔ ابن جریر میں بھی ایسی حدیثیں ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۷۔ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۷﴾

فَفَسَقُوْا فِيْهَا : وہ جن کو حکم دیا جاتا ہے ہمارے حکموں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ ؛ بیان کرتے کرتے وہ حالت پہنچ جاتی ہے۔ جس پر فردِ جرم لگ جائے
(ضمیمہ اخبار بدر ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿۱۸﴾

وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ ؛ نحو کا نکتہ آپ کو سنائے دیتا ہوں۔ کَفٰی بِرَبِّکَ کے معنے کہتے ہیں۔ کَفٰی رَبُّکَ ہیں۔ پس کَفٰی بِرَبِّکَ کیوں ہوا۔ یہ بِ کیوں بڑھی؟
نحویوں نے لکھا ہے کہ جب مدح یا ذم کا کوئی مقام ہوتا ہے تو پھر ایک جملہ کے دو جملے بنالیتے ہیں۔ اِكْتَفِ بِرَبِّكَ تو کفایت کر اپنے رب سے۔ کَفٰی رَبُّکَ تامّ بِاَخِیْکَ مدح کے مقام میں بولیں گے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ كُلًّا نُّمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ﴿۲۱﴾

مَحْظُورًا ؛ ممنوع۔ روکی گئی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَخْذُولًا ﴿۲۳﴾

او مخاطب! کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود نہ بنانا کہ خدا کی ہی عبادت و فرماں برداری کی اور اس کی ہی۔ اگر شرک کا مرتکب ہوا تو دنیا میں بُرا اور ذلیل ہوگا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۸)
لَا تَجْعَلْ ؛ آخرت کے درجات اور فضیلتیں موقوف ہیں اس پر کہ تو خدا کے ساتھ شریک نہ ملائے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۲۴۔ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَ

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۴﴾

او مخاطب! تیرے مربّی اور محسن پالنے والے کا حکم تو یہ ہے۔ کہ اس کے سوا کسی کی پرستش اور فرماں برداری نہ کی جاوے اور ماں باپ سے پورا نیک سلوک ہو۔ اگر او مخاطب! تیرے جیتے ہوئے والدین بوڑھے ہو جاویں۔ ایک یا دونوں۔ تو خبردار کبھی ان سے کسی قسم کی کراہت نہ کر بیٹھو اور نہ کبھی ان کو جھڑکو اور ان سے پیاری میٹھی نرم ادب کی باتیں کیا کرنا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۵)

وَقَضٰى رَبُّكَ: اس کے معنے ہیں کہ حکم شرعی کیا ہے تیرے رب نے۔

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اللّٰہ: یہی ایک مسئلہ ہے۔ جس کیلئے انبیاء دنیا میں آئے۔

مَیں جب اذان سُنتا ہوں تو مجھے یقین پڑتا ہے۔ کہ اسلام کی یہی جامع تعلیم ہے۔ مگر افسوس کہ جس چیز کا رواج پڑجاتا ہے۔ اس کی قدر بہت کم رہ جاتی ہے۔ اسی طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اور کلمہ شہادت ان کے معانی پر غور و تدبر کرنا ضروری ہے۔ مگر مسلمان بہت کم توجہ رکھتے ہیں۔ صوفیائے کرام نے اس کلمہ پر بہت زور دیا ہے اور اسکی تعلیم تفہیم میں بہت کوشش کی ہے اس پر کتابیں بھی لکھی ہیں۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا: ماں باپ ایک تربیت کے متعلق ہی جس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں اگر اس پر غور کیا جائے تو بچے پَیر دھودھو کر پئیں۔

مَیں نے چودہ[۱۴] بچوں کا بلا واسطہ باپ بن کر دیکھا ہے کہ بچوں کی ذرا سی تکلیف سے والدین کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کے احسانات کے شکریہ میں ان کے حق میں دُعا کرو۔ میں اپنے والدین کیلئے دعا کرنے سے کبھی نہیں تھکا۔ کوئی ایسا جنازہ نہیں پڑھا ہوگا جس میں ان کیلئے دُعا نہ کی ہو۔ جس قدر بچہ نیک بنے ماں باپ کو راحت پہنچتی ہے اور وہ اسی دنیا میں بہشتی زندگی بسر کرتے ہیں۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ: اسقدر انکی مدارت رکھو کہ اُف کا لفظ بھی منہ سے نہ نکلے چہ جائیکہ کہ ان کو جھڑکو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

قرآن کریم فرماتا ہے کہ ماں باپ مشرک بھی ہوں تب بھی انکی رعایت و اطاعت ملحوظ رکھو۔ اور رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ثبوت دیا ہے (بدر ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

۲۵- وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۵﴾

انکی پرورش دنیاداروں کے لحاظوں سے نہیں بلکہ دلی محبت و پیار سے اس طرح کرنا جس طرح پرندے اپنے بچوں کو پروں میں پرورش کیلئے لیتے ہیں۔ اور خدا سے یوں دعائیں مانگ کہ اے میرے رب ان سے اس طرح رحم کا سلوک کر۔ جس طرح انہوں نے میرے لڑکپن میں پرورش فرمائی۔ غرض جیسے والدین تیرے لڑکپن میں ہمدرد تھے ایسا ہی تو ان کے لئے ہو۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۸-۲۵۹)

۲۶- رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۶﴾

سنو! مخاطبو! تمہارا پرورش کرنے والا تمہارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ پس وہاں ریاء اور دکھلاوا کام نہیں آتا۔ اگر سچ مچ کے نیک ہو تو وہ خدا ہمیشہ ہی اپنی طرف رجوع لانے والوں کو بخشنے والا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۹)

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ: بعض والدین باوجود خدمت کے پھر بھی اولاد کی شکایت کرتے ہیں یا ان کو بے وجہ تنگ کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا۔ خدا تمہاری نیتوں سے خوب واقف ہے۔ دوسرے موقعہ پر فرمایا۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (لقمان: ۱۶) گویا اطاعت والدین کی حد بتادی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴؍ فروری ۱۹۱۰ء)

۲۷- وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۷﴾

او مخاطب! ہر ایک رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو جو کچھ اس کا حق ہے دیدے۔ اور اپنی نفسانی خواہشوں پر۔ فخر اور بڑائی کیلئے اور بے ایمانی کے کاموں میں اموال کو ضائع مت کر (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۹)

اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ : اپنے اقرباء سے شکایتیں بوجہ زیادہ معاملہ پڑنے کے پیدا ہو جاتی ہیں ان کو خلوص سے دینا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے اس کی تاکید فرمائی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۸﴾

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ : انسان خیال کرے کہ ایک کھانا جو وہ کھاتا ہے اس کے اجزاء کہاں کہاں سے آئے اور کس مشکل اور کن مختلف تبدیلیوں کے بعد انکا ایک لقمہ اس کے منہ تک پہنچا۔ یہ سب سامان وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ (ابراہیم : ۳۵) کے ماتحت حضرت حق سبحانہ نے پہلے سے عطا فرمائے مگر لوگوں نے اس میں تبذیر کی تو اسکا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے دینے میں کسی سے بخل نہیں کیا۔ بلکہ اس کے غلط استعمال نے تنگی پیدا کر دی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (رعد : ۱۲) سے مراد نعمت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

ناجائز طور پر مالوں کو ضائع کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان تو ایسا ہے کہ جس نے اسے پیدا کیا اور جس نے اس کو پرورش کیا اسکا بھی منکر ہو گیا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۹)

دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے امتحان اور مشکلات پیش آتے ہیں۔ ایک طرف بیوی بچوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہے۔ ادھر قرآن شریف میں پڑھتا ہے۔ لَا تُسْرِفُوْا (انعام ۱۴۲، اعراف ۳۲) اور اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ اور ایک طرف دین۔ مال و عزت اور جان خرچ کرانی چاہتا ہے۔ اسی وقت اپنے اندرونہ کا معائنہ کرے اور اپنے فعل سے دکھلائے کہ کیا دین کو مقدم کرتا ہے یا دنیا کو۔ (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۰، ۳۱۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ

رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۱﴾

اگر ان لوگوں کے دینے کو جنہیں دینا ہے تیرے پاس کچھ نہ ہو اور تو اس امید پر کہ عنقریب تجھے تیرا محسن رب کچھ دیگا۔ تو سر دست ان کو ایسا جواب دے جسے ان کو آرام ہو اور انکی امید بڑھے۔
(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۹-۲۶۰)

فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا: اگر پاس کچھ نہیں تو کوئی عمدہ بات ہی کہہ دے۔ ہمارے ایک شیخ تھے حسین نام مکہ میں وہ سائل کے چہرے کو دیکھ دیکھ کر اس کے مناسب حال خدا کے مرتی نام کا ورد بتا دیتے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

نہ ایسا بخیل کنجوس بن۔ کہ گویا تیرے ہاتھ تیری گردن سے بندھے ہیں۔ اور نہ اتنا فضول خرچ بن کہ کچھ بھی تیرے پاس نہ رہے اگر ایسا ہوا تو تجھے ملامت لگے گی اور تھکا ماندہ رہ جاوے گا۔ (بعض انسانوں کی حالت ایسی حالت ہوتی ہے کہ محتاج کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں اور فضول کر بیٹھتے ہیں۔ ایسوں کو مخاطب کر کے فرمایا) تیرے رب کی طرف سے ہے کہ کسی کو دولتمند کرتا ہے اور کسی کو مفلس۔ تو کیوں گھبرا جاتا ہے وہ حکیم اپنے بندوں سے واقف اور ان کے حالات پر آگاہ ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۰)

۳۲- وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۚ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۲﴾

او لوگو! اپنی اولاد کو اس لئے تو قتل نہ کیا کرو۔ کہ ہم ان کو کہاں سے کھلاویں گے۔ تم اور وہ ہمارا ہی رزق کھاتے ہیں اور بات تو یہ ہے کہ اولاد کا قتل کسی سبب سے کیوں نہ ہو بڑی بھاری غلطی اور بدی ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۰)

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ: انسان میں ایک غضب کی طاقت ہے۔ وہ جب حد سے بڑھتی ہے تو کئی کئی رنگوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ غضب والا انسان گالی دیتا ہے اپنی اولاد کو قتل کر دیتا ہے۔ اس قتل کے بڑے اسباب میں سے مردوں کی بد چلنی بھی ہے۔ پھر مفلسی کا ڈر جیسا کہ آجکل بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت اولاد نہیں چاہیئے یہ موجب ہے ملک کے افلاس کا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

اور نہ مارو اپنی اولاد کو ڈر سے مفلسی کے۔ ہم روزی دیتے ہیں انکو اور تم کو بیشک انکا مارنا بڑی چوک ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول صہ۴۴)

میں بڑا مشرک ہوں اگر اپنی اولاد کی نسبت میں یہ خیال کروں کہ ان کا گزارہ میرے مال پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ۔ جب رزق دینے کا خدا وعدہ کرتا ہے تو مجھے کیا فکر ہے۔ پس اگر مجھے فکر ہے تو یہ کہ قبر اور قیامت میں میرے ساتھ جانے والا کوئی نہیں۔ پس میں تم کو وعظ کرتا ہوں تو کیا اپنا آپ بھلادوں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (بدر ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۹ء صہ۱۰)

۳۳- وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝۳۳

بدکاری کے پاس بھی نہ جاؤ۔ زنا بڑی بے حیائی اور برائی ہے اور بری راہ ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صہ۲۸۵)

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى: دوسری حالت شہوت کی ہے۔ جو اوّلاً بعض اوقات کانوں کے ذریعہ سے شروع ہوتی ہے۔ پھر آنکھ کے ذریعہ۔ اسی واسطے اسلام میں غضِ بصر کا حکم ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اگر حسین جمیل کے دیکھنے سے انسان آنکھیں نیچی کر لے تو اس کے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۳۴- وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝۳۳

اور ایسے شخص کو بے وجہ قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام فرمایا۔ جو کوئی بے وجہ قتل کیا گیا اس مقتول کے وارث کو ہم نے طاقت دی ہے کہ قاتل کو مار ڈالے۔ مگر کوئی ناجائز کام اس قصاص میں نہ کرے اور بے ریب مقتول کو مدد دی گئی کہ اس کا بدلہ دنیا میں بھی لے لیا جاوے۔ اور

آخرت میں گناہ کے بوجھ سے ہلکا ہو۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۱)

۳۵۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۵﴾

کسی بھلے غرض کے سوا یتیموں کے مال کے پاس مت جاؤ اور ان کا خیال رکھو۔ یہاں تک کہ مضبوط اور بڑے ہو جاویں۔ اپنے معاہدوں پر وفاداری دکھلاؤ۔ تمہارے معاہدے خدا تعالیٰ سے ہوں یا اس کے بندوں سے۔ یاد رکھو۔ عہدوں کی بابت پوچھے جاؤ گے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۱)

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ: تیسری طاقت حرص مال کی ہے۔ اس سے منع فرمایا۔ قویٰ بدنی کا قیام زیادہ تر فضل الٰہی سے ہے۔ دیکھو میں دودھ کبھی نہیں پیتا۔ پھر بھی اس بڑھاپے میں سات سو صفحے کی کتاب ایک رات میں پڑھ سکتا ہوں۔ زیادہ حرص نہ کرو۔ نہ اپنے مال پر۔ نہ کسی کے مال پر۔ خصوصاً یتیم کے مال سے بچو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

۳۶۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۶﴾

ماپنے اور تولنے میں پورا ماپ اور پورا تول اختیار کرو۔ اس بات کا نتیجہ اس دنیا میں بہت ہی اچھا ہوگا۔ اور اس امر کا انجام بھی بہت عمدہ ثابت ہوگا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۱)

۳۷۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۷﴾

اور جو بات معلوم نہ ہو اسکا دعویٰ مت کرو۔ نا سمجھی سے گواہی نہ دو۔ کان اور آنکھ اور اعصاب

مرکز جسے قلب کہتے ہیں۔ سب سے ان کے کاموں کا سوال ہوگا۔

(تصدیق براہین احمدیہ صد ۲۶۱)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ لَا تَقْفُ کے معنے ہیں لَا تَقُلْ۔ جو صحابہؓ و تابعین سے ثابت ہیں۔ جس چیز کا علم نہ ہو۔ وہ منہ سے نہ نکالو۔ آجکل ایسی بے باکی بڑھ رہی ہے کہ پالیٹکس اور اکانومی کے معنے تک نہیں جانتے اور اپنے اخبار اس کیلئے وقف کرنے پر بیٹھے ہیں

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۸﴾

خوشی سے اتراتے ہوئے زمین پر مت چلو۔ تُو او مخاطب! اپنی طاقت سے زمین کو نہیں پھاڑ سکتا اور نہ پہاڑوں سے اونچا ہو سکتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صد ۲۶۰)

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ ایک اور بُری بلا ہے۔ تکبر۔ اس سے منع فرماتا ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

اور مت چل زمین پر اتراتا۔ تُو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر۔

(فصل الخطاب حصہ اول صد ۶۰)

۳۹۔ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۹﴾

یہ سب بُری باتیں ہیں۔ ان کی بُرائی تیرے رب کو ناپسندیدہ ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صد ۲۶۱)

۴۰۔ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۴۰﴾

پھر وہ حکمت کی باتیں ہیں کہ تیرے رب نے تجھے وحی کے ذریعہ بتلا دیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی معبود مت ٹھہرانا۔ اگر شرک کیا تو جہنم میں ملزم ہو کر دھکیل دیا جاوے گا۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۱ صفحہ ۲۶۲)

وَلَا تَجْعَلْ: پھر وہی پہلی بات جو کل نیکیوں کا اصل الاصول ہے۔ یاد دلاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

۴۲- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۚ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۲﴾

لِيَذَّكَّرُوْا: اللہ نے اس کتاب میں قرب الٰہی سیکھنے والوں۔ دنیاداروں۔ امراء۔ غرباء و بچے بوڑھے۔ غرض ہر طبقے۔ ہر مذاق کے لوگوں کیلئے بھلائی کی باتیں اور نصیحتیں مکمل بیان کی ہیں۔

ایک سوال ہوا کہ خدا نے مسیح و مہدی کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں کیا؟ فرمایا ذکر تو کیا ہے چنانچہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (نور: ۵۶) میں اسکا ذکر مذکور ہے۔ نام بہ نام فہرست کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس طرح تو ضروری تھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا نام بھی ہوتا اور پھر خلفاء کا نام لکھ دیتا تو سب لوگ اپنی اولاد کا وہی نام رکھتے اور معاملہ مشتبہ ہو جاتا۔ اس لئے ایک نشان انکی صداقت کا فرمایا کہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (نور: ۵۶) اور فرمایا كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (نساء: ۸۰)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

۴۳- قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۳﴾

اِذًا لَّابْتَغَوْا: یعنی اے مشرکین۔ ایک تم خدا کے پرستار۔ پھر تب تمہارے شفیع بس ذی العرش کے سامنے اس صورت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابلہ میں تم جیت سکتے ہو؟ مگر ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

۴۶۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۶﴾

حِجَابًا مَّسْتُوْرًا: جو شخص غفلت کی راہ اختیار کرتا ہے اوّلاً اس کے قلب پر غین[1] آتا ہے۔ پھر رین[2]۔ پھر صدا[3] آتی ہے پھر طبع[4] پھر ختم[5] ہوتی ہے۔ پھر قفل[6]۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۷﴾

وَلَّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا: اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا بیان کریں اور حاضرین کے مذاق کے مطابق ان کے سلسلے کے کسی پیر کا ذکر نہ آئے تو لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ مزہ نہیں آیا۔ چشتیوں کی مجلس میں چشتیوں کے پیرِ طریقت کا ذکر نہ کریں۔ نقشبندیوں۔ قادریوں کی مجلس میں ان کے پیروں کا۔ سہروردیوں میں انکے پیر کا۔ تو وہ ناراض ہو جاویں۔ میں دوسروں کا کیا ذکر کروں۔ ایک شہر میں میں نے خدا تعالیٰ کی صفات کا ذکر شروع کیا اور دیدہ دانستہ حضرت صاحب کا ذکر نہ کیا۔ تو بعض شخصوں میں اس کے متعلق بحث چھڑ گئی۔ حق فرمایا خدا نے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ (زمر: ۴۶) آہ!

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤی اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۸﴾

رَجُلًا مَّسْحُوْرًا: مسحور کے تین معنے کئے ہیں۔ اسم مفعول کا صیغہ۔ جس پر سحر کیا گیا ۲۔ عربی زبان کا قاعدہ ہے۔ کوئی چیز جب اپنے کمال کو پہنچ جاوے تو مبالغہ کیلئے اس کے اسم فاعل

کو اسم مفعول بنا دیتے ہیں یا برعکس نام لیتے ہیں۔ مثلاً بہت سیاہ حبشی کا کافور نام رکھ دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی ایسا کر لیتے ہیں۔ جیسے چلتی کا نام گاڑی۔ پس جو بڑا ساحر ہوا سے مسحور کہہ دیتے ہیں ۲۔ مسحور سحری کھانے کو کہتے ہیں۔ پس مسحور کے معنے ہوئے۔ کھانے والا۔ عربی کا شعر سناتا ہوں۔

فَإِن تَسْأَلِينَا فِيمَا نَحْنُ فَإِنَّمَا ؛ عَصَافِيرُ مِنْ هٰذَا الْأَنَامِ الْمُسَحَّرِ

اس شعر میں مسحر کے معنے کھانے والے کے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور طعن کہتے يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ (مومنون: ۳۴) گویا ان کے نزدیک نبی کھانے والا نہیں چاہیئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۵۲- اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۗ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۗ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۲﴾

فَسَيُنْغِضُوْنَ: بعض کہتے ہیں کہ سر کو اونچا کر کے نیچا یا نیچا کر کے اونچا کرنا۔ بے ایمان لوگوں کی عادت ہے کہ حقارت کا اظہار اس طریق پر کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۵۴- وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۴﴾

هِيَ اَحْسَنُ: اس پر مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔ ایک مولوی ایک مس کو پڑھایا کرتے۔ مس نے ان پر ایسا اعتبار جمایا کہ اپنی کنجیاں تک ان کے سپرد کر رکھی تھیں۔ میں نے انہیں کہا۔ ہوشیار رہنا ایک دن بھاگتے میرے پاس آئے۔ وجہ دریافت کی تو بتلایا کہ مس نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ هِيَ

مؤنث کی ضمیر ہے اور یہ لَحُسْنٰی کیلئے ہے جو مذکر ہے۔ یہ کیونکر درست ہوا؟ مَیں نے کہا یہ تو معمولی بات ہے کہ یہ اسم تفضیل جس پر ال نہ ہو مذکر و مؤنث کیلئے یکساں آسکتا ہے۔ جب جا کر ان کو ہوش آیا۔

اس موقعہ پر مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اوّل بات کو تو لو۔ پھر مُنہ سے بولو۔ انسان ایسا لفظ کیوں مُنہ سے نکالے جس کا نتیجہ اخیر میں بُرا بھگتنا پڑے۔

یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ : یُفْسِدُ بَیْنَھُمْ سورۃ یوسف میں بھی یہ لفظ آیا ہے مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطَانُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ (یوسف : ۱۰۱)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۵۶۔ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۶﴾

بِمَنْ : سب لوگوں کو۔

وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا : اس کے پہلے لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ فرمایا۔ ان کا تعلق آپس میں کیا ہوا؟ سنو! قرآن مجید میں ہے کہ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ (مائدہ : ۷۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتا ہے کہ آپ محتاط رہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بزرگی دی۔ ایسی بات آپ کی شان سے بعید ہے۔ اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لعّان نہیں تھے۔ حدیث میں جہاں ذکر آیا ہے وہاں ساتھ ہی ممانعت کا بیان بھی ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا : نبیوں نے تیرے متعلق بڑھ بڑھ کر پیشگوئیاں کی ہیں۔ ازاں جملہ زبور داؤد میں بھی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۳۶۲)

۶۰۔ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۚ وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً

فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۶۰﴾

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ : یہ ایک آیت ہے۔ جس پر لوگوں کو شبہ ہوا ہے سرسید احمد خان صاحب نے بھی ٹھوکر کھائی ہے اور معجزوں سے انکار کیا ہے۔ میرے سامنے اس کے صحیح معنے یہ ہیں۔ کسی چیز نے ہمیں آیات کے بھیجنے سے نہیں روکا۔ اور کیا پہلوں کی تکذیب ہمیں روکتی ہے؟ ہرگز نہیں چنانچہ دیکھو۔ ثمود کیلئے اونٹنی بطور نشانی بنائی۔ جب انہوں نے اس پر ظلم کیا۔ تو خمیازہ اٹھایا اسی سورۃ کے رکوع دس میں اخیر پر وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى (بنی اسرائیل : ۹۵) کس چیز نے روکا ہے لوگوں کو ایمان سے۔ مگر اس نے کہ یہ بشر رسول ہے۔ یہ تو ایسی چیز نہیں۔ پھر یہ معنے ہیں کہ بِالْاٰيٰتِ میں اَلْ کیسا ہے؟ استغراق کا! تو مطلب یہ ہوا کہ کل آیات کے بھیجنے سے تو تکذیب روکتی ہے مگر بعض سے تو نہیں روکتی۔ اگر بعض آیات مراد ہیں تو باقی بعض کے بھیجنے سے تکذیب الناس نہیں روکے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا : اور نہ اس بات سے منع کیا کہ پہلوں نے جھٹلایا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۳۶۳)

اَلْاٰيٰتِ : عربی لفظ ہے دو کلموں سے بنا ہے ایک اَلْ اور دوسرا آیات سے جو آیت کی جمع ہے۔ اَلْ کے معنے عربی میں کبھی خاص کے آتے ہیں اور کبھی کل کے معنے دیتا ہے۔ اگر لفظ اَلْ کے خاص معنے کئے جاویں تو آیت کا مطلب اور معنے یہ ہوں گے " ہمیں ان خاص نشانیوں کے بھیجنے سے (جنہیں منکر لوگ طلب کرتے ہیں) کوئی امر مانع نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ ان نشانیوں کو اگلوں نے جھٹلایا۔

اس کے بعد کی آیت بھی ان معنوں کی تاکید کرتی ہے۔ جس کا ثبوت ہے۔ ثمود کی قوم نے ایک نشان مانگا۔ پھر انہوں نے تکذیب کی اور اس نشان پر ظلم کیا۔

اس قسم کے نشانات کی نفی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت نہیں ہوئی۔ بلکہ غور کرو مرقس ۸ باب ۱۱۔ فریسیوں نے مسیحؑ سے نشانات طلب کئے۔ اس نے آہ کھینچ کر کہا۔ اس زمانے کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ اس زمانے کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جاوے گا۔ اور جس نشان دکھانے کا وعدہ ہوتا ہے وہ بھی اب تک ظلمت میں ہے۔ اور لوقا ۲۳ باب ۸ میں ہے۔ ہیرودطلیس کو بڑی خواہش تھی کہ کچھ مسیحی معجزے دیکھے۔ باوجود اصرار مسیحؑ اس کے سامنے بولے بھی نہیں آخر اس نے ناچیز ٹھہرایا۔

غور کیجئے۔ ذرا انصاف سے سنئے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ اگر کسی میں رائی برابر ایمان ہو تو پہاڑوں کو کہے یہاں سے وہاں چلے جاؤ تو وہ چلے جاویں گے۔ بیماروں کو ہاتھ رکھ کر چنگا کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ مرقس ۱۶ باب ۱۷۔ عیسائی انصاف سے کہیں۔ تمام دنیا میں کوئی عیسائی مومن ہے ؟ یا سب کے سب کافر ہیں ؟ اگر کوئی ہے تو اپنے ایمان کو مرقس ۱۶ باب ۱۷ پر رکھ کر دیکھے !

اگر کہے کہ اس وقت معجزات کی ضرورت نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں۔ ایسی ہی محمدؐ صاحب کے وقت بھی ضرورت نہ تھی۔

دوم اگر ال کے معنے جو الآیات میں ہیں۔ کل کے کئے جاویں تو یہ معنے ہوں گے۔ ہمیں کل معجزات بھیجنے سے کوئی امر مانع نہیں ہوا۔ مگر اگلوں کا ان معجزات کو جھٹلانا۔ یعنی جس قدر معجزات ہماری قدرت میں ہیں وہ سب کے سب ظاہر نہیں کئے گئے۔

...... اس سے بالکلیہ معجزے کی نفی نہیں نکلی۔ اس کی مثال ایسی سمجھو۔ کوئی کہے میں نے کل مطالب بیان نہیں کئے۔ اس کلام سے کوئی بھی سمجھ سکتا ہے کہ قائل نے کوئی مطلب بھی بیان نہیں کیا

(فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم صـ۶۲-۶۳)

آپؐ کے دلائلِ نبوت اور علاماتِ رسالت جن کو قرآن کریم نے آیات اور برہان کر کے تعبیر فرمایا ہے قانونِ قدرت میں مشہود اور قرآن میں موجود ہیں۔ اگر ان دلائل کو معجزہ کہیں جس کے معنے ہیں غیر کو عاجز کر دینے والا یا خرقِ عادت کہیں تو بالکل بجا ہے۔

اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دنیا کی تاریخ پر نظر کرو۔ جس ملک میں آپؐ پیدا ہوئے وہ کیسا تھا۔ عامہ عرب کسی مذہب کے پابند نہیں کوئی کتاب نہیں رکھتے۔ کوئی پتھروں کی پوجا کرتا ہے کوئی درختوں کی کوئی ستاروں کی۔ کوئی بھوت پریت کی۔ جزا وسزا کے منکر ہیں سیاست وتمدن کو نہیں جانتے۔ چوری قمار بازی۔ باہمی جنگ اور بغض اور عناد۔ جہالت۔ فخر اور کبر ان کی صفات ہیں اور شاعریت پر کمال کا مدار ہے۔ عرب کے مشرق میں ایک طرف ہندوستان ہے جس میں توہمات کی گھٹا ایسی چھائی ہے کہ مرد کی شرمگاہ جسے لنگ کہتے ہیں اور عورت کی شرمگاہ جسے بھگ کہتے ہیں بے طعن پوجی جاتی ہے۔ منتر فال وغیرہ توہمات کا سمندر موج مار رہا ہے۔ دوسری طرف ایران ہے جس میں آگ کی پرستش ستاروں کی معبودیت۔ نور وظلمت دو خداؤں کی سلطنت پر اعتقاد ہے شمال ومغرب اور عین وسط میں کچھ عیسائی پوپ کے بندے رومن کیتھولک وغیرہ پروٹسٹنٹ مذہب کے علاوہ (اس مذہب کا بانی لوتھر ہے) مریم اور مسیحؑ کے پجاری اور ان میں پوپ صاحب بہشت بانٹتے

والے اور تمام عیسائی خاک ربندے ابنِ مریم کو خدا ماننے والے جن کے حق میں قرآن فرماتا ہے لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ (آل عمران: ۶۴) اور کچھ یہود بعل اور مولک اور عشتارات کے پجاری۔ اور ایسے سخت بے ایمان جو عرب کے سخت بت پرستوں کو کہتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا۔ (النسآء: ۵۲)

دنیا کی ایسی حالت میں ایک بے سازوسامان۔ بے فوج و ملک، توحید کا واعظ کھڑا ہو گیا اور دعویٰ کیا کہ مجھے خدا نے بھیجا اور حکم دیا ہے۔ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ اس نے تمام رسوماتِ باطلہ پر یک قلم خط نسخ کھینچنا چاہا۔ تمام رئیس اور امیر غریب اور فقیر اس واعظ کے جانی دشمن ہو گئے۔ سبحان اللہ کیسا مخالف اٹھا۔ اپنی قوم کو جاہل اور ان کے زمانے کو جاہلیت کا زمانہ کہتا ہے۔ قوم کا ایسا مخالف نہیں جیسے ایک شخص مصلحِ قوم کہتا ہے۔ یہ مت سمجھو۔ میں نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے آیا اور ایک کہتا ہے وید ایسے ہیں کہ تمام علوم اور فنون کا مخزن ہیں۔ پھر اپنی امیدیں خاک میں لے گیا تمام ملک اور تمام اہلِ شہر مارنے کے درپے ہیں اور یہ کہتا جاتا ہے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصف: ۹،۱۰)

سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر: ۴۶)

اور پھر ایسا کامیاب ہوا۔ ایسا کامیاب ہوا کہ اپنے سامنے اس کو یہ سورۃ پہنچ گئی۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا (النصر: ۲،۳) جس قوم میں اٹھا۔ اس قوم میں ایک بھی نہ رہا جو اس کے آخری ایام میں مخالف ہوتا؟ اپنے ارادوں میں پورا کامیاب ہو گیا اور کامیابی دیکھ کر اپنی ڈیوٹی کو پورا کر کے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملا۔

بتائیے یہ معجزہ اب تک نظر میں آتا ہے یا نہیں؟ مگر یہ خرقِ عادت نہیں تو اس کی نظیر دکھائیے؟ اور معجزہ بمعنی عاجز کنندہ نہیں تو اس کے ہم شہر اور ہم قوم دشمنوں کا نام و نشان ڈھونڈیئے؟ عیسائی مذہب کا رب اور ان کا خدا کیا نظیر ہو سکتا ہے؟ جو بقول عیسائیوں کے قوم سے پٹا۔ مارا گیا۔ اسکی مخالف اس کی قوم اب تک موجود ہے۔ موسیٰؑ کب نظیر ہو سکتا ہے؟ جس نے خود بھی وہ ملک نہ دیکھا جس کی امید پر مصر سے قوم کو لے چلا۔

وید کے متبع کیا دکھائیں گے ؟ جن کے مقدس مکان دوسروں کے قبضوں میں نظر آتے ہیں ۔ جن کی الہامی دعائیں، خدا کی بتائیں رچیں، ہمیشہ اُلٹی پڑیں ! زرتشتی کیا نظیر دکھائیں گے ؟ جن کو اپنے ملک میں سر رکھنے کی جگہ نہیں ملی !

دوسری آیت نبوت یا دوسرا معجزہ اور خرق عادت جو محسوس اور مشہود ہے ۔ آپؐ کی حیات میں آپؐ کا اپنے ملک پر پورا تسلط اور اپنی قوم پر پوری حکومت جو نہ آپؐ کے پہلے کبھی ایسی کامیابی کسی مدعیٔ نبوت کو ہوئی اور نہ آپؐ کے بعد۔ حضور علیہ السلام کیسے آزادی بخش اپنی قوم کے ہوئے کہ آپؐ کا شہر آج تک غیروں کی غلامی سے آزاد ہو گیا۔ سلطان ٹرکی جو برائے نام وہاں کے بادشاہ ہیں خادم الحرمین کا لقب رکھتے ہیں۔

اس موقعہ پر وید کی الہامی دعائیں اور انکی کوششیں جو وید کے مومن ہیں اور عیسائیوں کے مخلص منجی کی جان فشانی اور موسیٰؑ کے بڑے معجزات اور ابراہیم اور یعقوب کے ساتھ خدائی وعدے کنعان کی ابدی وراثت کی بابت ۔ اور پارسیوں کے الہامی ہادیوں کی دعائیں فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ قومی آزادی کے قدر دان قوم کے مصلحین کے قربان انصاف کریں۔ ہادیٔ عرب کمزوری کی حالت میں کیا کر گئے جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ (سبا : ۵۰) اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا (المزمل : ۱۶) اور آرام کا وعدہ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ (النور : ۵۶)

پھر اپنے وعدہ کو سچا کر دکھاتا ہے ۔

مدعیٔ نبوت سے ایسی کامیابی بے نظیر اور خرقِ عادت نہیں تو اور کیا ہے ۔

تیسرا معجزہ یا خرق عادت بلکہ آیتِ نبوت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر : ۱۰)

کس طرح قرآن کی حفاظت ہوئی ۔ دنیا میں کوئی مذہب دکھاؤ جس کی کتاب اپنے ہادی کی زبان میں بعینہٖ اس طرح شہرت پذیر ہو۔ تراجم کا اعتبار نہیں۔ تراجم مترجمین کے خیالات ہیں۔ انجیل کی تو ایسی حفاظت ہوئی کہ الامان ۔ انجیل کی حالت ناگفتہ بہ ہے ۔ آج تک پتہ نہیں لگتا مسیح کی اصلی کتاب عبری تھی یا یونانی ۔ پھر ان کا کلام بالکل حواریوں کے کلام سے مخلوط ہے۔ ممتاز نہیں۔ وید کی حالت

کی حالت شب و روز آنکھ کے سامنے ہے۔ حاجت بیان نہیں۔ پھر علی العموم تلاوت سے محروم ہیں اگر دُنیا بنصرتِ الٰہی کسی مذہبی کتاب کی حافظ و ناصر ہے تو قرآن کریم اوّل نمبر پر ہے۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل ص۶۵ تا ص۶۸)

کتاب اللہ (قرآن) اور سنّت رسول اللہ (حدیث) میں بجائے لفظ معجزہ اور خرقِ عادت کے جو نہایت کمزور اور ناقص تھے آیت اور بُرھان کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ جو دلائل اثباتِ نبوّت اور علامتِ رسالت کے واسطے جامع اور محیط ہونے کے علاوہ ہر زمانے کے موافق اور ہر ایک عقلِ صحیح کے مناسب ہے۔ فطرت اور قانون کے نزدیک صحیح ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل ص۷۰)

"قرآن کریم میں ہرگز ہرگز اختلاف نہیں۔ جب قرآن کریم نے بتادیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ہم نے نشان بھیجے تو ایسا ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ قرآن میں یہ بھی لکھا کہ ہم نے نشانِ نبوّت حضرت نبی عرب کو نہیں دیئے۔ کیونکہ ایسا ماننے سے قرآن میں اختلاف ہو جائے گا اور قرآن میں اختلاف نہیں علاوہ بریں کسی قرآنی آیت میں یوں نہیں آیا کہ ہم نے نشاناتِ نبوّت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے معجزوں کے انکار پر جن آیات سے سائل اور اس کے کسی ہم خیال عیسائی اور ان کے پیرو آریہ نے استدلال کیا ہے۔ ان آیات پر مفصل گفتگو تصدیق براہین احمدیہ میں دیکھو اور بقدر ضرورت یہاں عرض ہے۔ پہلے وہ آیت جس سے نبی عرب اور محسن تمام خلق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منکروں نے دھوکہ کھایا ہے اور جس کا ذکر بہت سننے میں آیا ہے یہ ہے

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ (بنی اسرائیل ۶۰)

اس آیت شریف سے منکرین نے یقین کیا ہے کہ حضرت نبی عرب پر معجزہ کا ظہور نہیں ہوا۔ کیونکہ معنے اس آیت کے یہ سمجھے ہیں کہ پہلوں نے معجزات کو جھٹلایا۔ اس واسطے ہم معجزات کے بھیجنے سے رُک گئے مگر یہ ان کا خیال غلط ہے۔

اوّل اس لئے کہ معجزات اور آیات کے وجود کا تذکرہ قرآن کریم میں بکثرت موجود ہے اور محمد صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات نہ ماننے والوں کو اس لئے کہ ہدایت اور موجودہ چیز کے منکر ہیں ظالم اور فاسق اور کافر کہا ہے اور اِلَّآ کا لفظ جو مَامَنَعَنَا والی آیت میں ہے۔ عرب کی زبان میں جن کی بولی پر قرآن کریم ہے۔ زائد بھی آتا ہے۔ دیکھو ذوالرمہ کا یہ قول

حراجیح ماتنفك الا مناخة علی الخسف او ترمی بها بلدا قفرا

میرے لمبے قد کی اونٹنی ذلیل بیٹھی رہتی ہے۔ یا اس پر دُور دراز کے بے آب وگیاہ میدانوں کا سفر کرتا ہوں۔ دیکھو اس تحقیق پر۔ اس آیت شریف کے معنی جس کو منکرینِ معجزہ پیش کرتے ہیں۔ یہ ہوئے

"اور نہیں منع کیا ہم کو نشانوں کے بھیجنے سے پہلوں کی تکذیب نے" کم سے کم یہ آیت انکارِ معجزہ پر صاف اور واضح دلیل نہ رہی۔ کیونکہ اس آیت سے معجزہ کا ثبوت نکلتا ہے۔ نہ نفی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اِنَّ هٰذَا اِلَّا بِتَائِيْدِ رُوْحِ الْقُدُسِ۔

دوئم اس لئے کہ اِلَّا ایک حرف ہے جس کے معنے واؤ عاطفہ کے بھی آتے ہیں دیکھو معانی اور نحو کی بڑی بڑی کتابیں اور ثبوت کیلئے دیکھو یہ آیت شریف

اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ

(نمل: ۱۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے پاس میرے رسولوں اور انہیں خوف ہی نہیں جنہوں نے گناہ کرتے کرتے گناہوں کو چھوڑ دیا اور گناہوں کے جا بجا نیکی کرنے لگے۔ امام اخفش۔ امام فراء۔ امام ابوعبید ائمہ لغت و نحو نے کہا ہے۔ یہاں اِلَّا واؤ کے معنے پر آیا ہے۔ ایسے ہی آیت شریف

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ (بقرہ: ۱۵۲)

تو کہہ نہ رہے تم پر عام لوگوں اور خاص کر بدکاروں کی کوئی حجت اور دلیل۔ پھر اس تحقیق پر منکرین کی پیش کردہ آیت کے یہ معنی ہوں گے۔

"اور نہیں منع کیا ہم کو آیات کے بھیجنے سے کسی چیز نے اور منکروں کی تکذیب نے"۔ اور یہ عطف خاص کا ہوگا عام پر۔

غور کرو۔ منکروں کی تکذیب ہرگز ہرگز معجزات کے روکنے والی نہیں۔ اگر انکی تکذیب روکتی تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بڑے معجزات کا انکار کیا تھا۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو معجزات عطا نہ کئے؟ بلکہ منکر ہمیشہ انکار کرتے رہے اور معجزات بھی آتے رہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَهٰذَا بِتَائِيْدِ رُوْحِ الْقُدُسِ۔

تیسرا۔ اس لئے کہ ہم نے مان لیا۔ یہاں اِلَّا کا لفظ زائد نہیں۔ عاطفہ بھی نہیں۔ استثناء کے واسطے ہے۔ اَلْاٰيَات کا الف اور لام عہد اور خصوصیت کے معنے دیگا یا عموم اور استغراق کے۔ پہلی صورت عہد اور خصوصیت کی اگر ہوگی تو آیت کے یہ معنے ہوں گے۔ اور نہیں منع کیا ہم کو خاص آیات کے بھیجنے سے مگر پہلوں کی تکذیب نے۔ اس سے یہ نکلا کہ خاص آیات اور کوئی خاص معجزات نہ آویں گے۔ اس سے عموم معجزات کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔

دوسری صورت یعنی اگر الف اور لام سے عموم اور استغراق لیا جاوے تو یہ معنی ہوں گے۔

کُل آیات کے ارسال سے پہلوں کی تکذیب نے روکا۔ مگر اس سے یہ نہیں نکلتا کہ کوئی بھی معجزہ نہیں بھیجیں گے۔

چہارم اس لئے کہ اس مَامَنَعَنَا والی آیت سے اتنا نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معجزات کے بھیجنے سے تکذیب کے ماورا کسی چیز نے نہیں روکا اور ظاہر ہے کہ یہ کوئی روک نہیں۔ کہیں منکروں کی تکذیب سے باری تعالیٰ حُجت کو بند کر دیتا ہے؟ ہمیشہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہوئی۔ مگر وہ آتے رہے۔ ہمیشہ معجزات پر تکذیب ہُوا کی اور معجزات ہُوا کئے۔

الٰہی طاقتیں اور قوتیں منکرین کی روک سے رکتی نہیں۔ مَنَعَنَا لفظ کے معنے ہیں۔ روکا ہم کو۔ اس لفظ کے یہ معنے نہیں کہ ہم رُک گئے۔ ہاں اگر قرآن کریم میں یوں ہوتا مَا اِمْتَنَعْنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ۔ جس کے معنے ہیں۔ نہیں رُکے ہم آیات اور نشانات کے بھیجنے سے مگر اس لئے کہ پہلوں نے تکذیب کی تو البتہ منکرینِ معجزہ کی تقریر کچھ تھوڑی دُور تک چل پڑتی۔ مگر قرآن میں اِمْتَنَعْنَا نہیں۔ مَنَعَنَا ہے۔ جس کے معنے ہیں روکا ہم کو۔ نہ یہ کہ "رُکے ہم"

غرض تکذیب نے روکا۔ اور باری تعالیٰ نہ رُکا۔ روکنے کے ثبوت میں بغرض و تسلیم یہی آیت اور نہ روکنے کا ثبوت وہ آیات ہیں جن میں ثبوتِ آیات ہے۔ وَالْقُرْاٰنُ مُتَشَابِهًا اَیْ یُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا۔

قرآن کریم کی آیات متشابہ ہیں۔ یعنی ایک آیت دوسری آیت کی مصدق ہوتی ہے۔ نہ اسکے مخالف اور مکذب۔ هٰذَا اَیْضًا بِتَاْیِیْدِ رُوْحِ الْقُدُسِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

پنجم اس لئے کہ بعض وہ معجزات جن کو یہودی اور عیسائی اور اہلِ مکہ اہلِ کتاب کے سمجھانے اور بہکانے سے پوچھتے تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں اور بشارتوں کے بالکل خلاف تھے اور ایسے معجزات کو مخالف لوگ اس واسطے طلب کرتے تھے کہ اگر یہ معجزات خلاف بشارات ظہور پذیر ہوئے تو ہم بشارات اور حضور کی ان پیشگوئیوں کے ذریعہ حضور پر اعتراض کریں گے جو انبیاء نے کتبِ مقدسہ میں حضور کے حق میں کئے ہیں اور اگر ایسے معجزات بلحاظ ان بشارات کے ہم کو دکھائے نہ گئے تو معجزات کے نہ ہونے کا الزام قائم کر دیں گے۔ مثلاً حضور علیہ السلام کی نسبت ایک بشارت میں یہ آیا ہے کہ جو کلام اس نبی موعود پر اُترے گا وہ ایک دفعہ کتاب کے طور پر نازل نہ ہوگا۔ بلکہ وہ کلام اس نبی موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ میں رکھا جائے گا کچھ یہاں اور کچھ وہاں۔

غور کرو کتبِ مقدسہ کی آیات ذیل:-

"ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔" استثناء ۱۸ باب ۱۸۔

"حکم پر حکم۔ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ قانون پر قانون ہوتا جاتا۔ تھوڑا یہاں۔ تھوڑا وہاں۔ ہاں وہ وحشی (عربی) کے سے ہونٹوں اور اجنبی زبان سے اس گروہ سے باتیں کریگا۔" یسعیاہ ۲۸ باب: ۱۰، ۱۱

ان آیات سے صاف عیاں ہے کہ اس نبی موعود کو جو کلام عطا ہوگا وہ اس نبی کے منہ میں ڈالا جائیگا اور بتدریج نازل ہوگا۔ کچھ یہاں۔ کچھ وہاں۔ یعنی کچھ مکہ میں اور کچھ مدینہ میں۔ کچھ کہیں۔ کچھ کہیں۔

اب قرآن کریم کی طرف نگاہ کرو۔ اس میں ایک جگہ لکھا ہے۔ کافر کہتے ہیں۔

تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ (بنی اسرائیل ۹۴)

تو اے محمد چڑھ جا آسمان پر اور تیرے چڑھنے پر تجھے نہ مانیں گے جب تک اوپر سے ایسی کتاب نہ لاوے جس کو ہم پڑھ لیں۔ اب بتلائیے اس طلب کا بجز اس کے کیا جواب ہو سکتا ہے کہ پاک ذات ہے میرا رب اس نے میرے لئے جو تجویز فرما دی۔ وہ ناقص نہیں کہ اب تجویز کو بدلا دے اور میں تو بشر رسول ہوں۔ بشر رسول تو ہمیشہ وہی معجزات دکھاتے رہے جو انکی بشارات کے برخلاف نہ تھے اور وہی نشان لائے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے مقرر فرمائے تھے۔

ششم اس لئے کہ معجزات کا ظہور اور انبیاء کا فرمودہ کبھی بتدریج ظہور پذیر ہوتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ بشر اور رسول ہوتے ہیں۔ وہ کوئی ایسی مخلوق نہیں ہوتے کہ خدائی ارادے کا خلاف چاہیں۔ بشری لوگ ایسے مؤقت معجزات کو قبل از وقت چاہتے ہیں۔ چونکہ وہ معجزات وقتِ معین پر ظاہر ہونے والے اور مشروط بشرائط ہوتے ہیں۔ اسی لئے قبل از تحقیق شرائط اور اس وقتِ معین کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان بنی اسرائیل سے جو فرعون کی سخت تکالیف اٹھا رہے تھے۔ وعدہ ہوا کہ تم کو کنعان وغیرہ وغیرہ کا ملک عطا ہوگا۔ دیکھو توریت "میں نے اپنے لوگوں کی تکلیف جو مصر میں ہیں یقیناً دیکھی۔ اور انکی فریاد جو خراج کے محصلوں کے سبب سے ہے سُنی۔ اور میں ان کے دکھوں کو جانتا ہوں۔ اور میں نازل ہوا ہوں کہ انہیں مصریوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں اور اس زمین سے نکال کے اچھی و وسیع زمین میں جہاں دودھ اور شہد موج مارتا ہے لے جاؤں۔ کنعانیوں حتیوں اور اموریوں اور فرزیوں اور حویوں اور یبوسیوں کی جگہ میں لاؤں۔ (خروج ۳ باب: ۷، ۸)

مگر دیکھو۔ یہ وعدہ اس قوم کے حق میں پورا نہ ہوا۔ جنہوں نے فرعون سے دکھ اٹھایا۔ دیکھو۔ خداوند نے تمہاری باتیں سنیں اور غصے ہوا اور قسم کھا کے یوں بولا کہ یقیناً ان شریر پشت کے لوگوں میں ایک بھی اس

اچھی زمین کو جس کے دینے کا وعدہ میں نے ان کے باپ دادوں سے قسم کھا کے کیا ہے۔ نہ دیکھے گا مگر یفنہ کا بیٹا کالب اسے دیکھے گا۔ (استثناء اباب ۳۴ تا ۳۶)

ایسے ہی چند معجزات کفارِ مکہ نے طلب کئے جن کا ذکر ذیل میں ہے۔

۱۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ۙ

۲۔ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل: ۹۱ تا ۹۴)

آیاتِ مرقومہ بالا سے معلوم ہوتا ہے۔ کفارِ مکہ نے ایسے چھ معجزہ حضرت علیہ السلام سے طلب کئے جو اس وقت سردست منکروں کو دکھائے نہیں گئے۔ مگر غور کرو یہ معجزے کیوں طلب کئے گئے اور کیوں ان کا فوری ظہور نہ ہوا۔

پہلا معجزہ جس کو کفارِ مکہ نے طلب کیا ہے کہ اَلْاَرْض یعنی اس خاص مکہ کی زمین میں چشمے چلیں اور دوسرا معجزہ جس کو انہوں نے مانگا ہے

کہ تیری کھجوروں اور انگوروں کے ایسے باغ ہوں جن میں نہریں چلتی ہوں۔ یہ دونوں معجزے اس واسطے طلب کئے گئے۔ کہ کتب مقدسہ بضمن بشارات محمدیہ لکھا ہے "ہاں میں بیابان میں ایک راہ اور صحرا میں ندیاں بناؤں گا۔ اور دشت کے بہائم گیدڑ اور شتر مرغ میری تعظیم کریں گے کہ میں بیابان میں پانی اور صحرا میں ندیاں موجود کروں گا۔ کہ وہ میرے لوگوں کے میرے برگزیدوں کے پینے کیلئے ہوویں۔ میں نے ان لوگوں کو اپنے لئے بنایا۔ وہ میری ستائش کریں گے۔" (یسعیاہ ۴۳ باب ۱۹ - ۲۱ تک)

اور دیکھو۔

"کس نے یعقوب کو حوالہ کیا کہ غنیمت ہوویں۔ اور اسرائیل کو کہ لٹیروں کے ہاتھ میں پڑے؟ کیا خداوند نے نہیں۔ جس کے مخالف ہو کے انہوں نے گناہ کیا۔ کیونکہ انہوں نے نہ چاہا کہ اس کی راہوں پہ چلیں یسعیاہ ۴۲ باب آیت ۲۴ اور یسعیاہ نے باب ۲۱ آیت ۱۴ میں عرب کی بابت الہامی کلام یوں ہیں "پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو اور روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۴، ۱۵" ۔ اور پھر کہا مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے۔"

ان آیات سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ بیابان اور صحرا میں چشمے جاری ہوں گے ندیاں چلیں گی۔ مگر اس میں یہ لکھا ہے کہ برگزیدوں کے پینے کیلئے ہوویں۔ (دیکھو یسعیاہ ۴۳ باب ۲۰)

بنی اسرائیل کے ایسے باغ عربوں کے ہاتھ ضرور آویں گے جن میں نہریں چلتی ہوں۔ مگر بنی اسرائیل مکہ میں آباد نہیں۔ وہ زمانہ ہجرت کے بعد ہے۔ جس میں یہ بشارت پوری ہوگئی۔

کفار اہل کتاب کے بہکانے پر دھوکہ دیتے ہیں مگر دیکھو نبوی معجزات اور محمدیہ کرامات کیسے ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کے واسطے اس بیابان اور صحرا میں ندیاں چل گئیں۔ نہ کفار کیلئے! دیکھو نہر زبیدہ مکہ میں اور بنی زرقاء کی نہر مدینہ طیبہ میں برگزیدوں کے پینے کے واسطے موجود ہیں۔

بنو قریظہ اور بنو نضیر کے مکانات برگزیدوں کے قبضے میں آچکے اور کھجوروں اور انگوروں کے ایسے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ حضور کیا۔ حضور کے خاندان کے پاس وہاں موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے وعدوں سے (ملک کنعان وغیرہ کی حکومت سے وہ نسل اکثر محروم رہی) اور حضور کے بابرکات معجزوں سے آپ کی اکثر قوم وعدہ کو دیکھ چکی اور انشاءاللہ یقیناً حقیقی کنعان میں بھی پہنچ جائیں گے۔

تیسرا اور چوتھا معجزہ: یہ کہ منکروں پر آسمان ٹوٹ پڑے۔ اور اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی افواج کفار کو تباہ کردے یہ دونوں معجزے بھی جن کو کفار نے طلب کیا۔ کتب مقدسہ میں موجود ہیں۔ دیکھو۔

"خدا سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا" (استثناء ۳۳ باب ۲)

یہ پیشگوئی نہایت عمدگی سے اس دن پوری ہوئی جس دن حضور علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو فتح فرمایا غور کرو بخاری (مطبع میرٹھ کا صفحہ ۶۱۲) اور بخاری (مصری کا جلد ۲ صفحہ ۵) حضور کے ساتھ اس دن دس ہزار ہاں ٹھیک دس ہزار قدوسی صحابی جن کے ساتھ ملائکہ بھی موجود تھا اور اسی دن مکہ کے کفار پر آسمان ایسا ٹوٹ پڑا کہ وہاں ان کا نام و نشان بھی نہ رہا۔

یاد رہے۔ "ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے"۔ دیکھو نامہ گلیتیاں ۴ باب ۲۵۔ پس معنے ہوں گے۔ ہاجرہ کی پشت سے اور فاران خود وادی حجاز کو کہتے ہیں اور شعیر میں دو دفعہ حضور بطور تجار تشریف لے گئے اور بدر کی لڑائی میں بھی ملائکہ کا لشکر اسلام کا گہرا مددگار تھا۔ دیکھو قرآن سورۃ آل عمران

پانچواں معجزہ۔ کہ تیرا گھر بڑا زینت والا ہے۔ یہ کتب مقدسہ سے لیا گیا "تیرے پتھروں کو سرمہ لگاؤں گا اور تیری بنیاد نیلموں سے ڈالوں گا۔ میں تیری فصیلوں کو لعلوں سے اور تیرے پھاٹکوں میں چمکتے ہوئے جواہرات اور تیرا سارا احاطہ بیش قیمت پتھروں سے بناؤں گا۔ تیرے سب فرزند بھی خدا سے تعلیم پاویں گے"۔ (یسعیاہ ۵۴ باب ۱۲-۱۳)

اور اگر ہمارے حضور۔ ہمارے ہادی کا گھر ہی لینا ہے جیسے بَیْتُ لَکَ سے معلوم ہوتا ہے تو اب روضہ اطہر واقدس کا نظارہ کر لو ؎

کَیْفَ الْوُصُولُ اِلٰی مَدِیْنَۃِ الْمُصْطَفٰی ؛ شَتَّانِ بَیْنَ الْھِنْدِ وَالزَّوْرَاءِ

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ ؛ آمین

چھٹے معجزہ کا بیان سابق کر چکا ہوں۔ غور کرو۔ کیسے یہ تمام معجزات پورے ہو گئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یادداشت۔ عیسائی صاحبان! اگر کسی امتحان اور معجزہ کا ظہور پذیر ہونا نقص ہے تو جواب دو جب کسی نے حضرت مسیحؑ کو کہا

اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہ پتھر روٹی بن جاویں۔ اس نے (مسیحؑ نے) جواب میں کہا۔ لکھا ہے انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر ایک بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔ جیتا ہے۔ پھر شیطان اسے (مسیح کو) مقدس شہر میں اپنے ساتھ لے گیا۔ اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اسے کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں نیچے گرا دے۔ کیونکہ کہا ہے کہ وہ تیرے لئے اپنے فرشتوں کو فرمائے گا اور وے تجھے ہاتھوں پر اٹھا لیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔ یسوعؑ نے اسے کہا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ تو خدا وند اپنے خدا کو مت آزما۔ (متی ۴ باب آیت ۳ تا ۷)

(ایک عیسائی کے تین سوال اور انکے جوابات ص ۱ تا ص ۳۔ نیز دیکھیں تشحیذ الاذہان جلد ۵ ص ۱۶۹ تا ۲۶۴)

۶۱- وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۱﴾

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ ؛ اب ایک نشان کا ذکر فرماتا ہے۔

الرُّءْيَا ؛ بعض نے کہا ہے یہ رؤیا معراج مراد ہے۔ بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کے رؤیا میں اپنی بڑی بڑی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ کب نصیب ہو سکتی ہیں۔ لیکن آخر ہم چودہویں صدی میں دیکھ رہے ہیں کہ معراج کے واقعات حرف بہ حرف صادق آ رہے ہیں۔

الشَّجَرَةَ: ایک اور موقعہ پر فرمایا ہے۔ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ (صفٰت: ۶۵) اس پر مشرکین نے ہنسی کی اور شجرۂ زقوم کے معنے مکھن۔ کھجور بنا کر لوگوں کی دعوت کی اور کہا۔ یہ ہے۔ جس سے محمدؐ ڈرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ: اور یہ جھگڑے لعنتی ہیں قرآن میں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ ص ۳۶۲)

۶۳۔ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

لَاَحْتَنِكَنَّ: کے تین معنے ہیں۔
۱۔ تابعین نے معنے کئے ہیں۔ اَحْتَوِيَنَّ حاوی ہو جاؤں گا۔ ۲۔ لَاَسْتَوْلِيَنَّ مسلط ہو جاؤں گا۔ شاہ عبدالقادر نے لطیف ترجمہ کیا ہے۔ ان کی ڈھائی باندھوں گا۔ ڈھاٹی کو پنجابی میں کھیتی کہتے ہیں۔ قَالَ کے متعلق یاد رکھنے کی بات ہے کہ ضرب۔ فعل۔ قَالَ تینوں بلکہ ان کے ساتھ قتل بھی قریب المعنی ہیں۔ منہ سے کہے۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ آنکھوں کے کسی فعل کو کرے یا کسی واسطے سے کرے سب پر قَالَ بولا جاتا ہے۔ اسی واسطے صرفیوں نے بالعموم انہی افعال کو رکھا ہے۔ كَلَّمَ کا لفظ بھی وسیع ہے۔
ہاں كَلَّمَ تَكْلِيْمًا جب آئے تو پھر لفظوں سے بات کرنے کے معنے میں آتا ہے۔ كَلَّمَ الْجِدَارُ الْوَتَدَ تَكْلِيْمًا کبھی نہیں بولتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا: عربی زبان میں جب اسم فاعل کمال کو پہنچے تو صیغہ مبالغہ سے بڑھ کر اسے مفعول کے رنگ میں ادا کرتے ہیں۔ وفور کے معنے ہیں بڑی وافر۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۵- وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۵﴾

وَاسْتَفْزِزْ : اِسْتِفْزَاز- کسی کو ہلکا اوچھا بنا لینا- ایسا کہ اپنے پر بھی قابو نہ رہے۔

بِصَوْتِكَ : صَوْت کا لفظ چار معنوں میں آیا ہے ۱- کھیل کود- لعب ۲- لَهْو- اللہ سے غافل کرنے کا سامان ۳- غِنَاء- گانا بجانا ۴- ہر چیز جو معصیۃ اللہ کی طرف بلائے ۔ (کُلُّ دَاعٍ اِلٰی مَعْصِيَةِ اللّٰہِ) مومن کو ایسی باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ : دنیا میں کوئی سوار ہے۔ کوئی پیادہ۔ اے شیطان تیرے سوار و پیادے ہیں یعنی تیرے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ : مال میں شرکت شیطان یہ ہے کہ مال حرام راہ سے کماوے ۲- اللہ کے حکم کے خلاف اس مال کو خرچ کرے۔

وَالْاَوْلَادِ : اولاد میں شرکت شیطان یہ ہے ۔ ۱- زنا سے اولاد حاصل کرنا- ۲- اولاد کو کفر میں رنگین کرنا- ۳- ایسے نام رکھنے جن میں غیر اللہ کے فضل وغیرہ کا ذکر ہو مثلاً فضل میراں۔ پیراں دِتا

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ : شیطان کے وعدے کیا ہیں۔ ان کیلئے مَیں نے بہت تحقیقات کی ہے۔ تین باتیں تو بہت قوی ہیں۔ اور دو۲ اسی قبیل سے۔ ادنیٰ شعبہ تو یہ ہے کہ کوئی آدمی بُرے کام سے روکا جاوے تو وہ جواب میں کہے کہ فلاں جو کرتا ہے۔ ایسا کہنے والا گویا تمام بدیوں کو جائز ٹھہراتا ہے ۲- یہ کہتا کہ یہ کام ہم نے پہلے بھی کیا ہے۔ ہمارا کسی نے کیا بگاڑ لیا۔

۱- عقائد کے اندر شبہات یا عقائدِ باطلہ ۲- عمل باطل ۳- جزاء و سزا کا انکار۔ تمام شیطانی باتوں کا اصل الاصول یہی تینوں چیزیں ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر فروری ۱۹۱۰ء)

۶۶- اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۶﴾

بے ریب ! میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں (نور الدین صفحہ ۸۱)

۶۷۔ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۶۷

يُزْجِيْ : يَجْرِيْ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۹۔ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝۶۹

اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ : تمہیں ذلیل کر دیگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝۷۰

قَاصِفًا : قصف ۔ کوٹنا ۔ باریک کرنا ۔ دبوچ لینا۔

تَبِيْعًا : بدلہ لینے والا ۔ نصرت کرنے والا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۷۲، ۷۳۔ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۷۲ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۷۳

اِمَامِ : اس کو کہتے ہیں جس کی اتباع کی جاوے ۔ بدکار بدکاروں کی اقتداء کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام امام بد ہے ۔ نیک نیکوں کی اقتداء کرتے ہیں اس لئے ان کا نام امام نیک ہے۔

دانشمند انسان غور کرے کہ وہ جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ کس جماعت میں پیش ہونا چاہتا ہے۔ دنیا میں بھی کوئی بدمعاشوں۔ شہدوں کے ساتھ ہوکر بادشاہ کے حضور پیش ہونا پسند نہیں کرتا تو اَحۡکَمُ الۡحَاکِمِیۡن کے حضور اوّلین و آخرین کے سامنے کب گوارا کر سکتا ہے کہ بُری جماعت میں ہوکر پیش ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ ایک شخص بظاہر اچھے لباس میں لوگوں کے سامنے آتا ہے۔ نمازی بھی نظر آتا ہے لیکن کیا اسے اتنی ہی بات پر مطمئن ہو جانا چاہیئے؟ ہرگز نہیں۔ اگر اسی پر انسان کفایت کرتا ہے اور اپنی ساری ترقی کا مدار اسی پر ٹھہراتا ہے تو وہ غلطی کرتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے یہ سرٹیفکیٹ نہ مل جاوے کہ وہ مومن ہے وہ مطمئن نہ ہو۔ سعی کرتا رہے اور نمازوں اور دعاؤں میں لگا رہے تاکہ کوئی ایسی ٹھوکر اسے نہ لگ جاوے جو ہلاک کر دے۔ عام طور پر تو یہ فتویٰ اسی وقت ملے گا جبکہ سعادت مند جنت میں داخل ہوں گے۔ اور شقی دوزخ میں۔ لیکن خدا تعالیٰ یہاں بھی التباس نہیں رکھتا۔ اسی دنیا میں بھی یہ امر فیصل ہو جاتا ہے۔ اور مومن اور کافر میں ایک بیّن امتیاز رکھ دیتا ہے جس سے صاف صاف شناخت ہو سکتی ہے۔ ہر ایک شخص ان آثار اور ثمرات کو جو ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ہیں اسی دنیا میں بھی پا سکتا ہے اگر سچا مومن ہو بلکہ اگر کوئی شخص اس دنیا میں کوئی نتیجہ اور اثر نہیں پاتا تو اُسے استغفار کرنی چاہیئے۔ اندیشہ ہے کہ وہ آخرت میں اندھا نہ اٹھایا جاوے۔

مَنۡ كَانَ فِىۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰى فَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اس سوال کو چھیڑا ہے اور اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے کہ بہشتی زندگی اور اس کے آثار اور ثمرات اسی عالم سے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اس جگہ سے وہ قویٰ نہیں لے جاتا وہ آخرت میں کیا پائے گا۔ (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۳)

۷۵۔ وَلَوۡلَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰكَ لَقَدۡ كِدۡتَّ تَرۡكَنُ اِلَيۡهِمۡ شَيۡـًٔـا قَلِيۡلًا ۙ

لَقَدۡ كِدۡتَّ تَرۡكَنُ اِلَيۡهِمۡ ۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انکی صحبتوں میں بیٹھنے سے ممکن ہے کہ تم کسی فتنہ میں پڑ جاؤ تو پھر دوسرے مومن کس گنتی میں ہیں۔ غافلوں کی صحبت سے بہت بچنا چاہیئے۔ صحبت کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ پس تم کسی

کے پاس بیٹھنے سے پہلے غور کرو کہ کیسا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، مارچ ۱۹۱۰ء)

۷۶۔ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۶﴾

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ، اس دنیا کی زندگی میں دکھ و عذاب۔ یہ معنی بخاری نے کئے ہیں۔ یہی مجھے پسند ہیں۔

۷۷۔ وَ اِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۷﴾

یقیناً یہ لوگ (اہل مکہ) تجھے (محمدؐ) اس زمین مکے سے نکال ڈالنے والے ہیں مگر تیرے بعد یہ لوگ بھی تھوڑی ہی دیر رہیں گے۔ (فصل الخطاب حصہ اول صد ۶۹)

اللہ اللہ یہ پیشن گوئی کیسی پوری ہوئی۔ عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جن قوموں نے ہادیانِ برحق کے نصائح نہ سُنے اور ان کے دل سوز مشفقانہ کلام پر دھیان نہ کیا۔ ضرور وہ کسی نہ کسی تباہی میں گرفتار ہوئے اور جھوٹے نبی کا نشان یہ دیا گیا ہے کہ وہ قتل کیا جاوے گا۔ اور جو کوئی اس نبیؐ کی بات نہ مانے گا سزا پائے گا۔ اب کفارِ عرب اس سچے رؤف و رحیم ہادی کو جھٹلا چکے ہیں طرح طرح کی اذیتیں دل کو کپکپا دینے والے آزار دے چکے ہیں۔ چونکہ وہ نبی صادق و مصدوق ہے اور وہ نبی وہ ہے جس کی نسبت موسیٰؑ و عیسیٰؑ بڑے فخر سے بشارات دیتے چلے آئے ہیں۔ اب خدائی غضب اُمنڈ آیا۔ کلمۃ اللہ بر سرِ انتقام آمادہ ہوا۔ کہ اُن کے دشمنانِ دینِ حق کو ہلاک کیا جاوے۔ مگر باری تعالیٰ بایں ہمہ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے کہ جب تک تُو ان لوگوں میں موجود ہے (یعنی سرزمینِ مکہ میں) ان پر عذاب نہ ہوگا اور عالم الغیب حق تعالیٰ ایک سال میعاد مقرر فرماتا ہے کہ یقیناً اس عرصے میں بلا تقدم و تاخیر ایک ساعت کے یہ واقعۂ زوال وقوع میں آئے گا۔ قدرتِ حق کا کرشمہ مشاہدہ فرمائیے کہ کیونکر یہ وایک سال بعد پورا ہوتا ہے۔ اب کفارِ عرب نے جن کا سرغنہ ابوجہل تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

قتل کی مشورت کی۔ اسی واسطے ۱۵ ر جولائی ۶۲۲ء جمعہ کے دن آپ نے مکہ سے ہجرت کی اور مدینہ منورہ کو چلے گئے۔ دوسرے سال یعنی ۶۲۳ء میں بدر کا معرکہ ہوا۔ جس میں وہ سب معاندین اور مخالفین تباہ اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۸۹-۹۰)

۷۸- سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۸﴾

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا: یہ طریقہ کہ جب نبی نکلا تو قوم پر عذاب آیا۔
(تشحیذالاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۳)

۷۹، ۸۰- اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۸۰﴾

حدیث میں آیا ہے جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَيْهَا۔ سلیم الفطرت لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں کپٹ نہیں رہتی۔ ایسے لوگوں کی عادت ہے کہ جو ان کے ساتھ نیکی کرے۔ وہ اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کس قدر احسان ہیں۔ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراہیم: ۳۵) کہ گنے بھی نہیں جا سکتے۔ پس اس سے بڑھ کر کون محسن ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ کون سزاوار محبت و اطاعت ہو سکتا ہے؟

ایک معمولی بال سفید ہو جاوے تو انسان کے دل پر کیا گزرتی ہے۔ ذرا سی ناک کٹ جائے یا آنکھ کی پتلی خراب ہو یا کان میں ضرر پہنچ جاوے تو کیا انجام ہوتا ہے۔ یہ خدا کے فضل سے سلامت رہتے ہیں۔ غرض ایسے محسن کی محبت و اطاعت کے اظہار کیلئے نماز ہے۔ جس کا حکم اس رکوع میں دیتا ہے۔ اور ان کے ادا کرنے کے اوقات بتائے ہیں جو پے در پے آنیوالے ہیں۔ تاکہ ایک نماز کے پڑھنے سے وہ روحانیت کا اثر

ابھی باقی ہو کہ دوسرا آجائے۔ اہل اللہ تو آٹھ بار نماز پڑھتے ہیں۔ نماز صبح کے بعد اشراق پھر ضحیٰ پھر ظہر کی نماز پھر عصر۔ پھر مغرب۔ پھر عشاء۔ پھر تہجد۔

فَتَهَجَّدْ بِهٖ : ہجود کے معنے سونے کے ہیں۔ .... تہجد کے معنی ہیں۔ نیند کو ہٹا کر کھڑا ہونا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۸۱- وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا

صِدْقٍ : عربی بولی میں ہر عمدہ چیز کو صدق کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ عمدہ تلوار کو بھی اَخُ صِدْقٍ بولتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۸۲- وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ : یعنی عبادت اور ان دعاؤں کے بعد نصرتِ الٰہی آئے گی۔ اور بُطلان دُور ہو جائے گا اور تُو کہے گا جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

تُو کہہ کہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بے شک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۵۷)

اور کہہ دے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل دُور ہونے والا ہی تو ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۲)

۸۳- وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا

مَا هُوَ شِفَآءٌ : میرا اعتقاد ہے کہ روحانی بیماریوں کے علاوہ ظاہری بیماریوں کی بھی شفاء کرتا ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ر مارچ ۱۹۱۰ء)

اور ہم قرآن سے مومنوں کیلئے شفاء اور رحمت اتارتے ہیں اور ظالموں کو اس سے گھاٹا نصیب ہوتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ ۱۱۲)

۸۴- وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَا بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿۸۴﴾

اور جب ہم انسان پر فضل کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور اسی حال کی طرف ہو جاتا ہے۔ اور جب اُسکو دُکھ پہنچتا ہے۔ ناامید ہو جاتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ ۱۱۲)

۸۵- قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۵﴾

کہہ دے ہر ایک اپنی طرز پر عمل کرتا ہے۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے اس کو جو سیدھی راہ پر ہے
(تصدیق براہین احمدیہ صـ ۱۱۲)

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ط : یہ آیت بہت مشکل ہے۔ مَیں نے اس کے سمجھنے میں بڑی محنت کی ہے۔ بہرحال شَاكِلَتِهٖ کے معنے ہیں "اپنے طریقے پر" ہر شخص اپنے نزدیک کوئی بات سوچ لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مَیں نے ایک نیک کام کیا یا نیک کام کا ارادہ کیا۔ اب اس نے جو اپنے طریق یا خیال یا ارادہ پر کام کیا ہو۔ تم اُسے اپنے رب کے سامنے پیش کرو۔ یعنی خدا کے کلام کے آگے مہرِ صداقت لگانے کیلئے پیش کرو۔ کیونکہ وہ اَعْلَمُ اور اَهْدٰى سَبِيْلًا ہے۔ اور پھر اس پر رائے زنی کرو کہ نیک ہے یا بد۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۸۶، ۸۷- وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ

شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝۸۶

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ : یہ سوال یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت کیا جب آپ ان کے بیت المدارس کے پاس سے گزرے ۔ مگر یہ سورۃ مکی ہے ۔ اس لئے اعتراض کیا جاتا ہے کہ مدینہ کے یہود کے سوال کا جواب کیوں دیا؟ یہ اعتراض قوی ہے ۔ مگر کیا ممکن نہیں کہ یہود نے مکہ جانے والے لوگوں کی معرفت یہ سوال پوچھا ہو ۔ یہ جواب بر تقدیر تسلیم ہے کہ یہود نے سوال کیا ۔ ورنہ یَسْـَٔلُوْنَكَ عام ہے ۔ سوال کرنے والوں نے سوال کیا ۔ یَسْـَٔلُوْنَ سے ہی اس کے فاعل کا پتہ لگ سکتا ہے جیسے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (مآئدہ : ۹) میں هُوَ کے مرجع کا ۔ یہ امر نحو کے قاعدہ کے مطابق ہے ۔ کہ فعل کے مشتق سے اس کا فاعل نکال لیتے ہیں ۔ پس یَسْـَٔلُوْنَ کے سائل عام سائل ہیں ۔ پوچھتے ہیں روح سے ۔ روح کیا چیز ہے ۔ اس کا جواب خود قرآن کریم کی ہی دوسری آیات سے کھلے گا ۔ اس زمانہ میں روح کا لفظ مشتبہ سا ہو گیا ۔ بعض نے روح سے مراد "سول" (SOUL) سمجھا ۔ جس سے آدمی کی زندگی وابستہ ہے ۔ مگر اگر یہ مراد ہوتی تو ایسا کمزور جواب خالق الارواح کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ جبکہ اسلام کے ادنیٰ خادموں میں سے اور شیخ ابن قیم حنبلی ۔ امام غزالیؒ نے بھی حقیقت روح انسانی پر مبسوط مضمون لکھا ہے پس دراصل روح کلام الٰہی کو کہتے ہیں ۔ پھر کلام الٰہی کے پہنچانے والے نبی کو ۔ اور کلام الٰہی کے لانے والے ملک کو بھی کہتے ہیں ۔ دیکھو سورۃ نحل پارہ ۱۴ ۔

۱ ۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (النحل : ۳)

اس کے صاف معنی ہیں کہ ملائکہ اللہ کے حکم سے جس پر چاہتے ہیں کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا نازل کرتے ہیں ۔

۲ ۔ سورۃ مومن پارہ ۲۴ ۔ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (مومن : ۱۶) یہاں بھی روح سے مراد کلام الٰہی ہے ۔

۳ ۔ پھر سورۃ الشوریٰ پارہ ۲۵ میں ۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (الشوریٰ : ۵۳) یہاں بھی روح سے مراد کلام الٰہی ہے ۔

حضرت مسیحؑ کے حق میں اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (بقرۃ: ۸۸) جو آیا ہے۔ اس سے مراد بھی صریحاً کلامِ الٰہی ہی ہے۔ ایک اور دلیل اس بات کی کہ یہاں رُوح سے مراد کلامِ الٰہی ہے۔ یہ ہے کہ اس سے پہلے میں آیت قرآن مجید کا ذکر ہے۔ کہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ (بنی اسرائیل: ۸۳) فرمایا اور پھر اس کے بعد بھی قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ میں قرآن مجید کا ذکر ہے۔ جس سے صاف کھل گیا۔ یہاں رُوح سے مراد کلامِ الٰہی ہی ہے۔ پھر دیکھو اَوْحَيْنَآ اٰيٰتٌ بھی ساتھ ہی فرمایا وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ تنبیہاً فرمایا کہ تم بڑے ہی بے وقوف ہو کہ کیا تم کلامِ الٰہی قرآن اور دوسرے کلاموں میں جن میں احادیثِ رسولؐ بھی شامل ہیں۔ بیّن فرق نہیں پاتے۔ یہ بہت ہی بے ادبی کا کلمہ ہے کہ صحابہ کو بے علم کہا جاوے۔ گو کہنے والا علّامہ کہا جاوے کہ تم رُوح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔ عام تفاسیر میں یہ بات نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

عَنِ الرُّوْحِ : کلامِ پاک (قرآن) کے بارے میں۔

مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ : یہ خدا کے حکم سے آیا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۳۶۳، صفحہ ۳۶۴)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ مفسّر ہونے پر اہلِ کتاب نے چند سوال کئے۔ ایک رُوح کے متعلق کیونکہ قدیم رُوح کا ایک جہان قائل تھا اور اس اعتقاد نے رُوح کے غیر مخلوق ماننے میں پھنسا رکھا تھا اسی واسطے یہود نے اور ان کے ساتھ اور لوگوں نے پوچھا۔ رُوح کی نسبت فرمائیے۔ جیسے قرآن میں ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ پھر ان کے جواب میں حکم ہوا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ تو کہہ کہ رُوح میرے رب کے حکم سے بنی ہے۔ یعنی مخلوق ہے قدیم نہیں۔ اور لوگوں کو جتایا کہ اگر رُوح پہلے سے موجود ہوتی تو اُسے علم بھی ہوتا۔ لاکن دیکھتے ہو۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا (النحل: ۷۹)

(فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۲۳)

حیات ۲ قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جسمانی اور دنیوی اور دوسری روحانی اور اُخروی۔ پہلی قسم کی حیات حاصل کرنے کے سامان اگر جڑھ پدارتھ میں اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں تو دوسری قسم کے حیات کے اسباب بھی چیتن وستو میں ضرور رکھے ہیں۔ قرآن میں دونوں محاوروں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے سنو! اوّل جسمانی حیات اور جسمانی زندگی کی نسبت فرمایا ہے۔

۱۔ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (البقرۃ: ۱۶۵)

۲۔ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِۙ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ۝ (قٓ : ۱۰، ۱۱)

۳۔ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ (قٓ : ۱۲)

اور روحانی زندگی۔ دھرم اوکت حیاتی۔ ایمانی حیات اور دھرم جیون کے بارے میں فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال : ۲۵)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (نحل : ۹۸)

جیسے جسمانی زندگی کے واسطے جسمانی رُوح کی ضرورت ہے ویسے ہی ایمانی زندگی کے واسطے کسی ایمان سکھلانے والی بلکہ ایمان دینے والی رُوح کی ضرورت ہے۔ اسی ایمان دینے والی رُوح کا تذکرہ اس آیت شریف میں ہے۔

اصل یہ ہے کہ اس آیت کے حقیقی معنے سمجھنے میں اکثر لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ میں ماقبل اور مابعد کی آیات بھی نقل کرتا ہوں۔ اور کلام الٰہی کی واقعی تفسیر خود کلامِ الٰہی کی راہنمائی سے کرتا ہوں۔ امید ہے کہ راستی کے بھوکے اور پیاسے حظِ وافی اٹھائیں گے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۝

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا۝ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۝

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا۝

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۝

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا۝

اب اس امر کے اثبات کیلئے کہ روح سے مراد وہی کلام الٰہی ہے جس سے ایمان مردہ لوگ حیاتِ ابدی پاتے ہیں۔ اور جو ہم نے مراد و معنے لئے ہیں۔ وہی حق اور منشائے فرقانِ مجید کے مطابق ہے۔ خود قرآن کریم سے مؤید آیات نقل کرتے ہیں۔ اور اس محاورہ کو واضح کرتے ہیں۔ سنو!

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الشوریٰ: ۵۳) اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (النحل: ۲-۳) رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ۔ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (مومن: ۱۶)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ (مجادلہ: ۲۳)

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ روح کلام الٰہی کا نام ہے جس پر عمل کرنے سے موتیٰ اور مردہ بے ایمان زندہ ہوتے ہیں۔ بلکہ قرآن نے انبیاء اور ملائکہ کو بھی روح فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اسی زندگی کا باعث ہیں جسے ایمان کہتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (النساء: ۱۷۲) وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرۃ: ۸۸)

ان آیات سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ روح کی حقیقت کو قرآن نے کیسے بیان کیا ہے۔ یہ محاورہ روح کی نسبت اگرچہ میں نے قرآن سے ثابت کر دیا ہے۔ اور آفتاب کے سامنے ستارہ کی حاجت نہیں مگر مزید تذکرہ کے واسطے کتب سابقہ سے بھی بیان کرتا ہوں۔

"پھر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روحِ حق جو باپ سے نکلتی آوے تو وہ میرے گواہی دیگا" (یوحنا ۱۶ باب ۱۳۔) "لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آوے تو وہ تمہیں سچائی کی راہ بتادیگی" (یوحنا ۱۶ آیت ۱۳)۔ "اس لئے تم سے کہتا ہوں لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جاوے گا مگر وہ کفر جو روح کے حق میں ہو لوگوں کو معاف نہ ہوگا" (متی ۱۲ باب ۳۱)

اور نیکی کو زندگی اور بدکاری کو موت کہنے کا محاورہ تو اس قدر ہے کہ عندالشرع یہی حقیقی معنی ہیں۔ مگر میں اس قصہ میں زیادہ طوالت لاحاصل جانتا ہوں۔

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ : میں اگر یہ پوچھا جاوے کہ یہ سوال عیسائیوں اور یہودیوں نے کیوں کیا؟ تو وجہ ظاہر ہے۔ یوحنا کی انجیل میں ...... اس روح کی آمد کی خبر تھی۔ اور بہت لوگوں کا خیال تھا۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ قرآن کریم جسے تو نے بار بار روح کہا ہے کس کی تصنیف ہے۔ تو خود قرآن کریم نے اس کا یوں جواب دیا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا امر اور اس کا حکم اور اس کا کلام ہے۔ اور جو کہا وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اس کے مخاطب وہی سائل ہیں جن کو بہت ادلّہ سے ثابت کر دیا گیا تھا کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔

روح کی نسبت یہود کا سوال ہے۔ یا عیسائیوں یا دونوں کا یا مان لیتے ہیں کسی ایسے دیانندیوں کے ہم خیال کا سوال ہے جو انسانی روح کے غیر مخلوق۔ قدیم۔ انادی ہونے کا معتقد تھا۔ کسی کا سوال ہو۔ کسی طرح کا سوال ہو۔ ایسا وسیع جواب قرآن کریم نے دیا ہے کہ سب کو حاوی ہے۔ اور جواب دہندہ کی بے علمی یا قلتِ علم کا یہاں ذکر نہیں۔ بلکہ مخاطبین کی بے علمی کا ذکر ہے جو باوجود واضح اور حجت ہائے قاطعہ کے سرِ تسلیم جھکانا پسند نہ کرتے تھے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صلا تا صـ۱۱۵)

روح کو کتبِ مقدسہ اور پاک کتاب قرآن کریم نے بہت معنوں پر استعمال کیا ہے۔ اوّل۔ روح کلامِ الٰہی کا نام ہے۔ اور اس لئے کلامِ الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز زندگی کا موجب نہیں۔ اگر اس متعارف روح سے چند روزہ زندگی حاصل ہو سکتی ہے تو اس روح (کلامِ الٰہی) سے جاودانی حیات۔ ابدی نجات نیو لائف۔ دھرم جیون کو انسان لے سکتے ہیں۔ اگر اس روح سے چند روزہ جسمانی خوشیوں کو لے سکتے ہیں تو اس روح سے ابدی سرور۔ مہا انند۔ ابدی آرام پا سکتے ہیں۔ ان معنی کی رُو سے روح مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اس لئے کہ روح کلامِ الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا متکلم۔ جب ان معنے کے لحاظ سے روح خدا کی صفت ٹھہری اور مخلوق نہ ہوئی اس کیلئے کسی مصالحہ کی ضرورت بھی بجز ذاتِ الٰہی کے نہ رہی۔ قرآن کریم سے ان معنی کی شہادت سنو!

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۔ (الشوریٰ : ۵۳)

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ (النحل : ۳)

دوم : روح ملائکہ اور انبیاء کو کہا ہے اور ظاہر ہے کہ ملائکہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مختلف اوقات میں مختلف عناصر سے پیدا ہوئے ہیں اور مختلف مصالحوں سے بنے۔ ان معنے کا ثبوت قرآن کریم سے سنئے

وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرۃ: ۸۸)
اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ (النساء ۱۷۲)

سوم روح جسمانی جس کا نفخ انسانی جسم میں اوردہ اور شرائین کی تجویف بن جانے کے بعد ہوتا ہے جس کا اشارہ فَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ میں ہے۔

اگر اس کی بات پوچھتے ہو کہ مٹی کہاں سے آئی؟ تو ہم نہایت جرأت سے بلا تذبذب جواب دیتے ہیں۔ مٹی سرب شکتیمان (قادر مطلق)۔ با اختیار قادر کی ایجادی طاقت کا نتیجہ اور اثر تھا۔ رب النوع کا ماننا اسلامی اعتقاد نہیں۔ اس تذکرہ سے کس قوم پر تعریض کرتے ہو۔ اسلامیوں میں تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود بالذات۔ کوئی غیر مخلوق۔ اور فاعل مستقل نہیں۔ رب النوع کے معتقد اسلامیوں میں مشرک کہلاتے ہیں۔ اور شرک کے حق میں قرآنی فتویٰ یہ ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان ۱۴) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (النساء ۴۹)

(تصدیق براہین احمدیہ صـــــ۲۶۳، صـــــ۲۶۴)

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ ۔ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۔

یعنی یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ روح کیا چیز ہے اور کیونکر پیدا ہوتی ہے۔ ان کو جواب دے کہ روح میرے رب کے امر سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی وہ ایک راز قدرت ہے۔ اور تم لوگ روح کے بارے میں کچھ علم نہیں رکھتے مگر تھوڑا یعنی صرف اس قدر کہ تم روح کو پیدا ہوتے دیکھ سکتے ہو اس سے زیادہ نہیں۔

اور انسانی روح کے پیدا ہونے کیلئے دونوں نطفوں کے ملنے کے بعد جب آہستہ آہستہ قالب تیار ہو جاتا ہے۔ تو جیسے چند ادویہ کے ملنے سے اس مجموعہ میں ایک خاص مزاج پیدا ہو جاتی ہے کہ جو ان دواؤں میں فرد فرد کے طور پہ پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس قالب میں جو خون اور دو نطفوں کا مجموعہ ہے ایک خاص جوہر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک فاسفورس کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور جب تجلی الٰہی کی ہوا کُن کے امر کے ساتھ اس پر چلتی ہے تو ایک دفعہ وہ افروختہ ہو کر اپنی تاثیر اس قالب کے تمام حصوں میں پھیلا دیتا ہے تب وہ جنین زندہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی افروختہ چیز جو جنین کے اندر تجلی ربی سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام روح ہے۔ (یاد رہے) گو روح کا فاسفورس اس مادہ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ مگر

وہ روحانی آگ جس کا نام رُوح ہے۔ وہ بجز مَسِّ نسیمِ آسمانی کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ سچا علم ہے جو قرآن شریف نے ہمیں بتلایا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ ۔ ۲۴۳)

۸۹۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۹﴾

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ۔ اس بات پر بہت مباحثہ ہوا ہے کہ مثل کس بات میں ہو؟ میرے خیال میں مثل کوئی قید نہیں۔ جس بات میں چاہیں مقابلہ کرلیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ آیات مفتریات جو پیش کریگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دے گا۔ اگر وہ ان کو منجانب اللہ بتائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۹۱ تا ۹۴۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۲﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۳﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ۔ یہ سب تو نشان ہیں۔ اور سب تورات و قرآن مجید کی بنا پر ہیں۔

اور سب اپنے اپنے موقعہ پر دکھائے گئے مگر اس رنگ میں جو بشر رسول کے مناسب تھے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۴)

حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْبُوْعًا : آہ۔ نو چیزیں انہوں نے مانگی ہیں۔ بد قسمتی سے لوگوں نے سمجھا ہے کہ یہ باتیں پوری نہیں ہوئیں۔ اس لئے طرح طرح کی بدگمانیاں کی ہیں۔ ذرا بھی تدبر کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ باتیں بطور سوال صحیح پیش ہوئیں۔ پارہ اول میں ہے اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ (البقرہ : ۲۶) یعنی مومن کیلئے جنات ہوں گی۔ جس میں کھجور انگور سب آ گئے۔ اسی میں آیا ہے تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (البقرۃ : ۲۶) پھر خدا نے ہی فرمایا هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ (البقرۃ : ۲۱۱) پھر ایک جگہ فرمایا ہے۔ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ (الرحمٰن : ۵۵) پھر فرمایا فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ (الرحمٰن : ۵۶) اور فرمایا فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ (الرحمٰن : ۷۱) پھر سورۃ واقعہ میں اشارہ کیا۔ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ (آیت ۱۸)

غرض جب قرآن مجید میں ایسے ایسے تمام دعوے تھے۔ تو پھر اگر انہوں نے ایسا مطالبہ کیا۔ تو کیا بے جا کیا۔ جواب دیکھو کیسا صحیح ہے کہ اے نبی کہہ دے۔ میرا رب پاک ہے۔ اس نے جھوٹے وعدے نہیں کئے۔ ضرور ایسا ہوگا۔ مگر میں بشر رسول ہوں۔ چنانچہ جب صحابہؓ نے عراق عجم۔ شام۔ عدن فتح کیا تو صحابہؓ کے قبضہ میں بادشاہوں کے گھر آئے۔ انکی بیٹیاں بھی نکاح میں آ گئیں۔ گھر بھی سونے چاندی کے تھے باغات بھی تھے۔ بلکہ مدینہ مکہ میں نہریں آئیں۔ خدا کا ان پر عذاب بھی آیا۔ ملائکہ بھی نصرت کو آئے آپؐ کو معراج بھی ہوا۔ قرآن ایسی کتاب بھی ملی۔ غرض سب کچھ ہوا۔ مگر یہ سب کچھ پورا ہوا۔ اسی طرح جس طرح بشر رسولوں کی پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

کفار نے یہ اقتراحی معجزات طلب نہیں کئے بلکہ انہوں نے ان کا مطالبہ قرآن مجید اور کتب سابقہ کی بناء پر اپنے فہم کے مطابق کیا۔ چنانچہ ان کے اس مطالبہ میں آیات الرحمۃ بھی ہیں۔ آیات الغضب بھی اور آیاتِ مشترکہ بھی۔

آیات الرحمۃ تو یہ ہیں : ۱۔ ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کر دو۔ ۲۔ تمہارے پاس کوئی باغ کھجور اور انگور کا ہو جائے۔

آیات الغضب ۱۔ آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے گرا دو ۲۔ اللہ اور فرشتوں کو سامنے لاؤ۔

آیاتِ مشترکہ ۱۔ تو آسمان پر چڑھ جائے۔ ۲۔ اور ہم پر تو کتاب نازل کرے۔ ۳۔ جسے ہم پڑھ لیں۔

یہ نوٹ ان میں جو ان لوگوں نے طلب کئے۔

۱۔ چشمے اور باغ اور سونے کے گھر تو ان آیات کی بناء پر طلب کئے۔

و۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ۔ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا (البینہ: ۸-۹)

ب۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ۔ (البروج: ۱۲)

یعنی ہم مومن بنتے ہیں۔ آپ وہ باغ اور چشمے اور نہریں دکھائیے اور دلائیے جس کا وعدہ دیا جاتا ہے۔

ج۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُیُوْنٍ وَّفَوَاکِہَ مِمَّا یَشْتَھُوْنَ (المرسلٰت: ۴۱-۴۲)

یعنی جب عام متقیوں کے ساتھ سایوں اور چشموں کا وعدہ ہے تو آپ تو امام المتقین ہونے کا دعویٰ ہے۔ آپ اپنا ایک ہی چشمہ دکھلائیے۔

د۔ پھر خدا تعالیٰ آپ کو خطاب کر کے فرماتا ہے۔ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی (الضحیٰ: ۹) اور وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الم نشرح: ۵) پس ضرور ہے کہ اظہارِ غنا اور رفعِ ذکر کم از کم کسی سونے کے گھر ہی سے ہو۔

ھ۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَیَجْعَلْ لَّکَ قُصُوْرًا (الفرقان: ۱۱)

۲۔ اور آسمان کا ٹکڑے ہو کر گرنا اس آیت کی بناء پر۔

و۔ وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ فَذَرْھُمْ حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَھُمُ الَّذِیْ فِیْہِ یُصْعَقُوْنَ (الطور: ۴۵-۴۶)

ب۔ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِھِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْھِمْ کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ (سبا: ۱۰)

۳۔ اور اللہ کے فرشتوں کا آنا اس آیت کی بناء پر۔

وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (الفجر ۲۳) وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيطٌ (البروج ۲۱) فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (العلق ۱۸-۱۹)
کلا اور قَبِيْلًا یعنی شہادت کیلئے یہ آیت ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ (النساء ۱۶۶)

۴۔ اور آسمان پر جانے کا مطالبہ اس آیت کی بناء پر کیا۔

۵۔ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ (العلق ۳-۴)
ضرور ہے کہ آپ کے پاس جائیں۔ اور کتاب اتارنے کا اس آیت کی بناء پر رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینہ ۳-۴) اور ہم پڑھ لیں کا مطالبہ اس آیت کی بناء پر تھا۔ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (الزخرف ۳) اور قوله تعالیٰ اِقْرَاْ كِتَابَكَ (بنی اسرائیل ۱۴)
کفار نے اغواء یہود سے یہ مطالبے کئے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے آپ کو مثیل موسیٰؑ فرمایا تھا۔ اور موسیٰؑ کیلئے جو کچھ تورات میں آیا یا آنے والے نبی کی نسبت جو پیش گوئیاں تھیں وہ آپؐ کی ذات میں پوری ہونی چاہیئے۔

چنانچہ استثناء ۸ آیت ۸ میں ہے کیونکہ خداوند تیرا خدا تجھے ایک نفیس زمین میں داخل کرتا ہے ایسی زمین جہاں پانی کی نہریں اور چشمے اور جھیلیں جو وادیوں میں سے اور پہاڑوں سے نکلتی ہیں اور ایسی زمین جہاں گیہوں اور جو اور انجیر اور انار ہوتے ہیں۔ ایسی زمین جہاں زیتون کا تیل اور شہد ہوتا۔ اور مکاشفہ باب ۷ آیت ۹ میں ہے۔ اور خرما کی ڈالیاں ہاتھوں میں لئے اس تخت کے آگے اور برے کے حضور کھڑی ہیں۔ پس ان آیات کی بناء پر چشمے اور باغات کا مطالبہ کیا اور خروج کے باب ۲۵ میں موسیٰؑ کے لئے بہت سے نذرانوں کا ذکر ہے۔ جس میں آیت ۱۱-۱۲ میں سونے کا بھی ذکر ہے جس کی بناء پر انہوں نے بیتِ زخرف کا مطالبہ کیا۔

اور خروج باب ۱۹ میں ذکر ہے کہ خدا نے فرمایا۔ دیکھو میں اندھیری بدلی میں تجھ پاس آتا ہوں۔ ..... اور جو کوئی پہاڑ کو چھوئے گا۔ البتہ جان سے مارا جائے گا۔ اور باب ۲۰ میں ہے۔ بادل گرجے بجلیاں چمکیں۔ قرنائی کی آواز ہوئی۔ پہاڑ سے دھواں اٹھا..... تب انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ تو ہی ہم سے بول اور ہم سنیں لیکن خدا ہم سے نہ بولے کہیں ہم مر نہ جائیں۔ اس بناء پر انہوں نے تُسْقِطَ السَّمَآءَ طلب کیا۔

اور باب ۱۹ آیت ۱۱ میں ذکر ہے کہ " اور تیسرے دن تیار رہیں کہ خداوند تیسرے دن سارے لوگوں

میں کوہِ سینا پر اُتر آئے گا۔ اس بناء پر انہوں نے تَاْتِیَ بِاللّٰہِ کہا۔

اور خروج ۲۳ آیت ۱۰ میں ہے " دیکھ میں ایک فرشتہ تیرے آگے بھیجتا ہوں کہ راہ میں تیرا نگہبان ہو اور تجھے اس جگہ جو میں نے تیار کی ہے لے آئے " اس بناء پر انہوں نے وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا کہا۔

اور خروج کے باب ۱۹ آیت ۳ میں ہے " تب موسیٰ خدا پاس چڑھا اور خداوند نے اسے پہاڑ سے بلایا " اور باب ۲۰ آیت ۲۱ میں ہے ۔ تب وہ لوگ دور ہی کھڑے رہے اور موسیٰ کالی بدلی کے بیچ میں جہاں خدا تھا نزدیک آگیا " اس لئے انہوں نے اَوْتَرْقٰی فِی السَّمَآءِ کہا کہ سماء پر چڑھ جائے اور کتاب لے آئے۔

اور چونکہ خروج باب ۱۹ میں ۲ سے ۲۰ تک اس سماء پر چڑھنے کی حالت میں احکام لانے کا ذکر ہے اس لئے چاہا کہ آپ بھی مثیلِ موسیٰ ہونے کے مدعی ہیں۔ سماء پر چڑھ کر کتاب لائیں۔

تعجب ہے کہ پہلا حکم تو ان کو یہ تھا کہ " میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو تو اپنے لئے کوئی صورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر ہو یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے مت بنا " اسی کو بھول گئے اور چھوڑ دیا اور ایسے مطالبے کئے جن سے وہ کچھ فائدہ نہ اٹھائیں۔

اب دیکھئے

۱۔ کہ موسیٰؑ تو اپنی قوم کو وعدہ کی زمین نہ پہنچا سکے اور انکی قوم کو بجائے چشمے اور نہروں کے ایک جنگل میں ۴۰ سال خراب ہونا پڑا۔ مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم اس زمین میں پہنچی جس میں چشمے اور انہار اور باغات تھے۔

کیا وہ جنّات عدن نہیں جن میں جیحون اور سیحون بہتے ہیں۔ دجلہ اور فرات ہیں۔ نیل ہے۔ بنی اسرائیل کی اراضی کی ان سرزمینوں کے سامنے کیا حقیقت ہے جن میں امتِ محمدیہ پہنچی۔

۲۔ کیا اللہ نے اپنے رسولؐ کی حفاظت نہ فرمائی۔ ٹھیک اس وقت جب آپؐ مکہ سے نکلے ۔ کیا آپؐ کو مدینہ میں نہ پہنچایا۔

۳۔ کیا فرشتے آپؐ کی نصرت کو نازل نہ ہوئے اور کیا مواطن کثیرہ میں آپؐ کے صدق کی شہادت بذریعہ ملائکہ نہ دی گئی۔ یہاں تک کہ عراقین، شام، مصر فتح ہو گئے جن کو بنو اسرائیل نہ کر سکے۔ کیا فرشتے بدر، حنین اور احزاب میں نازل نہ ہوئے۔

۴۔ کیا آپؐ کے اور آپؐ کے صحابہؓ کے ہاتھ میں کتاب نہیں۔ جسے پڑھتے ہیں۔ کیا یہ کتاب

آسمان سے نازل نہیں ہوئی۔

۵۔ کیا فدک کے جنت ہونے میں کچھ کلام ہے۔ اور کیا خیبر اور طائف کے باغات آپؐ کے قبضہ میں نہ آئے۔ ہاں وہ بشر رسول تھا۔ اس لئے یہ آیات اسی سنت اور اندازے کے ماتحت دی گئیں جو رسولوں کے ساتھ ابتداء سے اس کا طریق چلا آیا ہے۔

خدا نے آپؐ پر یہاں تک فضل کیا کہ مکہ اور مدینہ میں بھی نہر آگئی جیسا کہ یسعیاہ ۴۱/۱۸ میں ہے " میں ٹیلوں پر نہریں اور وادیوں میں چشمے کھولوں گا۔ میں صحرا کو تالاب اور سوکھی زمین کو پانی کی نہریں کر دوں گا۔ میں بیابانوں میں دیودار اور ببول اور آس اور ابلسان کے درخت اگاؤں گا " اور تمام وعدے پورے دیئے جو یسعیاہ ۴۲ و ۶۰ میں ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ صفحہ ۳۹۹ تا صفحہ ۴۰۲)

جب کفار مکہ نے آپؐ سے سوال کیا کہ تو آسمان پر چڑھ جا تو خود خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو ارشاد کیا کہ یوں جواب دو۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

تو کہہ میرا رب ایسے ناجائز سوالوں کا جواب اور ایسی لغو حرکات سے پاک ہے۔ کہ اپنی سنت کو توڑے۔ یہ اسکی مصلحت کے خلاف ہے۔ میں تو بشر رسول ہوں اور بشر رسول کا آسمان پر بجسم عنصری جانا سنن الٰہیہ کے خلاف ہے۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۹۸)

۹۶۔ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۶﴾

لَوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ: اس سے ظاہر ہے کہ واعظ بھی اگر ہو تو اس قوم کے رسم و رواج۔ عادات۔ حالات۔ زبان سے خوب واقف ہو۔

مُطْمَئِنِّيْنَ: میں ایک نکتہ ہے کہ کسی قوم میں خود تفرقہ۔ جنگ۔ فساد پڑا ہو تو پھر ان کو کوئی کیا سمجھائے گا۔ اور وہ کیا سمجھیں گے؟ چنانچہ مکہ کی نسبت خود فرمایا۔ قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً (نحل: ۱۱۳) عرب کی اصلاح کے لئے اسی وقت رسول مبعوث فرمایا۔ جب وہ اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسی اصول پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چلتے رہے۔ چنانچہ جب

کسی کو دیکھا کہ وہ اطمینان میں خلل انداز ہے۔ تو اس کو جلاوطن کر دیا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کہ خدا شر سے برانگیزد۔ خدا تعالیٰ کوئی شر نہیں اٹھاتا۔ آدمی خود ایسا کرتے ہیں۔

سوال۔ ہاروت ماروت بنی اسرائیل کی طرف آئے۔ اس وقت وہ بنی اسرائیل غیر مطمئن تھے؟ جواب میں فرمایا دیکھو انگریز بڑے تجربہ کار ہیں۔ بیس برس کسی کو دائم الحبس رکھ کر اس سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ پس بنی اسرائیل جب بابل میں قید ہو کر گئے تھے تو اس کے ستر برس بعد ہاروت ماروت کا نزول ہوا اتنی مدت میں وہ یہود جو اصل مجرم تھے وہ بہت سیدھے ہو چکے تھے اور ان میں کسی قسم کا جوش خروش باقی نہ رہا تھا۔ بلکہ ایک نئی نسل تھی۔

دوسرا سوال کہ ہاروت ماروت مَلک آدمیوں میں آئے؟ جواب میں فرمایا۔ یہ غلط ہے۔ غور کرو جمادات میں بھی ایک نہ ایک ایسا ہوتا ہے جو قریب بہ نباتات ہوتا ہے۔ جیسے مونگا (مرجان) جو جمادات میں سے ہے اسے بعض فلاسفر نباتات میں سے کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں تو جمادات میں سے مگر قریب بہ نباتات ہے۔ اسی طرح حیوانات میں مراتب ہیں۔ مثلاً بندر و انسان کے درمیان کا مرتبہ۔ کہ وہ نہ حیوان ہے نہ انسان۔ چنانچہ ذلیل ترین کو كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (اعراف: ۱۸۰) فرمایا۔ اسی طرح جو آخری درجہ انسانوں کا ہے۔ وہ ملائک سے بہت ہی قریبی تعلقات رکھتا ہے۔ انبیاء جو ہوتے ہیں وہ کبھی ملکیت کے رنگ میں آجاتے ہیں اور کبھی انسانیت کے رنگ میں۔

مگر یہاں تو کل قوم کا ذکر ہے۔ کہ تمام قوم ملائکہ ہو۔ پھر ملک رسول آوے گا چونکہ ایک خاص شخص نبی ہی ملائکہ سے بہت قریب ہوتا ہے۔ اس لئے اسی پر ملک کا نزول ہوتا ہے۔ اسی لئے يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ (بقرہ: ۱۰۳) فرمایا۔ تثنیہ کا صیغہ نہیں فرمایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۹۷- قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۷﴾

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا: خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت میری صداقت کا فیصلہ کرے گی۔ چنانچہ آخر آپؐ کی اُمت مظفر و منصور ہوگی جس سے ثابت ہوا کہ آپؐ ہی حق پر تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۹۸۔ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۸﴾

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ : فرماتا ہے کہ بے شک تیری قوم میں کچھ آدمی تصنیف کرتے ہیں اور اپنی طرف سے ہادی بنتے ہیں۔ مگر ہدایت اصل وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہو۔ اسی واسطے میں برہمو سماج سے بہت خطرہ میں رہتا ہوں۔ کیونکہ وہ تمام انبیاء کو مفتری اور دروغ مصلحت آمیز کا پیرو سمجھتے ہیں۔ اور ہدایت کی کتابیں خود وضع کرتے ہیں۔ جو مفید اور بابرکت نہیں ہو سکتیں بہت سے لوگ تنہائی میں رہتے ہیں۔ ریاضتیں کرتے ہیں۔ مجاہدے میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ اور ثمرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ مگر سچی اور بامن راہ و مثمر برکات وہی راہ ہے جو خدا سمجھائے۔

عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا : اس پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف میں۔ ۱۔ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ (کہف: ۵۴) ۲۔ یہ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا (فرقان: ۱۴) ۳۔ سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا (ملک: ۸) بھی آیا ہے۔ جس سے دوزخیوں کا دیکھنا۔ بولنا۔ سننا ثابت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ لَا يَسْمَعُوْنَ مَا يَسُرُّهُمْ ۲۔ لَا يَنْطِقُوْنَ بِحُجَّتِهِمْ ۳۔ لَا يَرَوْنَ مَا يَسُرُّهُمْ یعنی ایسی چیز نہ سنیں گے یا نہ دیکھیں گے جو ان کو خوشی کرے اور نہ کوئی اپنی دلیل دے سکیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۰۲۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

تِسْعَ اٰيٰتٍ : ان نو نشانوں کے بیان میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں نو

احکام دیئے۔ بعض کہتے ہیں کہ نو نشان تھے۔ دونوں قسم کے نشان بیان کرتا ہوں ۱۔عصا ۲۔ید بیضا ۳۔طوفان ۴۔ٹڈی دل ۵ سرسریاں ۶۔ مینڈکیاں ۷۔ خون کا مرض ۸۔ قحط پڑا ۹۔ پلوٹھے مر گئے
احکام یہ ہیں۔ ۱۔ شرک نہ کرو ۲۔ چوری نہ کرو ۳۔ زنا نہ کرو ۴۔ بے وجہ قتل نہ کرو ۵۔ کسی نیک عورت کو تہمت مت دو ۶۔ جنگ میں مت بھاگو ۷۔ مَثْبُوْرًا ۸۔ محبوس ۹۔ ملعون۔ چونکہ حضرت موسیٰؑ کو نرمی سے کلام کرنے کا ارشاد تھا۔ اس لئے بھی شاید فرعون کو محبوس کیا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف بھی ایک موسیٰ (حضرت سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) تِسْعَ اٰیٰتٍ کے ساتھ بھیجا۔ پس جو ان کے خلاف کرتا ہے وہ بھی فرعون کی طرح مثبور یعنی رسومات اور عادات میں محبوس ہے۔ شرک مت کرو۔ ناجائز روپیہ نہ کماؤ۔ نہ ناجائز طور پر خرچ کرو۔ زنا نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ کسی کو دکھ نہ دو۔ قتل نہ کرو۔ اکڑبازی سے نہ چلو۔ کسی کو بے جا گالی مت دو۔ مقابلہ کے وقت مت بھاگو۔ بیاج نہ کھاؤ۔ ...... غضب۔ رسوم۔ عادات کی پابندی چھوڑ دو۔ حرص میں نہ بڑھو۔ غفلت نہ کرو۔ علم حاصل کرو تو اس پر عمل بھی کرو۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ آئندہ آنے والی قومیں تمہارا نمونہ پکڑیں گی۔ پس تمہارا فرض نازک ہے۔ (بدر ۱۷ر اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

۱۰۵۔ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۵﴾

لَفِيْفًا : سب کو ایک جگہ اکٹھا کریں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۰۶۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۶﴾

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا : یعنی جس طرح فرعونیوں کا معاملہ تھا۔ اسی طرح اے نبیؐ آپ کا اور آپکے دشمنوں کا ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۱۰ - وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۱۰﴾

يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا : تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً (حٰم السجدۃ:۴۰) یعنی زمین میں لہلہانا، سبزی کا رنگ دکھانا وغیرہ کچھ نہ ہوتا اور وہ مینہ سے فیض حاصل کرنے کیلئے تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان خشوع کرنے والا ہے۔ جو آسمانی فیض حاصل کرنے کا محتاج ہو اور اس کیلئے تیار ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

وہ روتے ہوئے ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں اور ان کو فروتنی میں ترقی ملتی ہے۔

(الحکم ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۹)

۱۱۱- قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۱﴾

ادْعُوا اللّٰهَ : اللہ کے لفظ سے دُعا کرو یا رحمٰن کے لفظ سے۔

بِصَلَاتِكَ : صلوٰۃ کے معنے دُعا کے بھی آئے ہیں۔ تہجد کی نماز بھی مراد ہو سکتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء)

اِنڈیکس

انڈیکس مضامین

ی

اسماء

مقامات

حل اللغات